

U07844





اَلَا قَاتِلُ الْحَسْبِيِّينَ

اصلاح

مکتبہ اہل علم و ادب  
لاہور

مَا كُنْتُ مَعَ اِمْرِؤَنْزَلٍ

صفحہ	مضمون نگاران	فہرست مضامین	نمبر شمار
۱	ادوٹر	اصلاح جلد ۱۳	۱
۳	"	شکریہ معاونین	۲
۵	"	حالات محرم	۳
۸	"	الجدیث کی ہوشیاری	۴
۱۱	"	قبول حق	۵
۱۳	"	الآل والاصحاب	۶
۱۷	"	قرآن الرسول بزر	۷
۲۵	جناب سید غلام قاسم صاحب	عاشور افریز	۸
۳۵	نام مخفی	ایک اسلامی مدرسہ اور پنی شیعہ کے تعلقاً	۹
۴۱	الحکم وادوٹر	شہید کربلا مع لوٹ	۱۰
۴۹	ادوٹر	جیل کی بدعات محرم	۱۱
۵۲		روزانہ پیہ اخبار	۱۲

مکتبہ علی حیدر

مطبع اصلاح کچھوہ ضلع سارسن کھانچ کیا گیا

۱۴۰۲ھ



مظفری مینجانہ فندہ۔ جناب مولوی سجاد حسین صاحب مدرس ۱۵۰۲ میزان سابق لا مہ

میران گڑھ

اصلاح برتناب مینسی۔ بقية جناب سید محمد تقی صاحب خلف ۳۰۶۵ ص جماعہ

آل انڈیا سیدہ گڑھ۔ اس نام کا ایک اخبار علی گڑھ لکھنؤ سے نکلنے والا ہے جس کا سب سے پہلے خبر مقدم اصلاح کرتا ہے۔ یہ سیدہ روزہ ہر سالانہ چندہ سے۔ خدا کرے ہمارا الیک ہائی آؤ جس سے ہمارا ابو جہ

ہنگا ہو اور مصیبتوں میں کی ہو۔ مراسلات بنام سید یاد علی صاحب شیخ ہونی چاہیے۔ اور خلافت بلا فصل۔ قابل ہر سالہ جو جناب شیخ سید عزایت حسین صاحب شیدا یا است محمود آباد ضلع متبلہ سے ہفت صرف اچھو لڈاک سے لیا ہے ضرور طلب فرمائے کہ قابل دید ہے۔

سوانح عمری امیر مختار۔ یہ وہ کتاب ہے جس کو مبین کی انہیں روشن ہوتی ہیں۔ اور دل خوش ہوتا ہے۔ الہ امیر مختار رحمتی اللہ علیہ نے کس کس طرح قاتلان جناب امام حسین سے انتقام خون لیا ہے۔ نہایت تفصیل اور رابطہ سے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ بقیہ ہم تقویر عالم پر کھنڈو پورٹی انعامیو منکا کر ضرور دیکھیے۔ دینیات کی تیسری کتاب جناب حکیم حافظ مولوی سید فرناغلی صاحب دام غزہ مدرس اعلیٰ مدرسہ تعلیم یتیمہ بہی بفضلہ جب کرتا رہی۔ تعریف کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اسکی پہلی و دوسری کتاب قوم اچھی طرح روشناس ہو چکی ہے۔ صرف منکا کر دیکھنا اور پوچھ کر تعلیم دینا باقی ہے صفحہ ۱۹۶ پر تمام پر قیمت نہایت ارزان ۶۰ انجنر و نوید پٹنہ سے طلب فرمائے۔

فلسفہ اسلام۔ اس نام کی ایک کتاب جناب راہبہ امام علیہ الفضا اب کس پہلو مصلع بارہنگی نے تصنیف کی ہے جسکی قیمت نہایت عمدہ خوش خط۔ اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر چھپی ہوئی و ترقی موصول ہوئی ہے جسکی قیمت مضامین معلوم ہوتا ہے کہ واقعا یہ کتاب فلسفہ اسلام ہوئی۔ اصل کتاب نو ہونور چھپی نہیں۔ دو جلدوں کی قیمت ۷۰ مقرر کی گئی ہے۔ کہ ۲۰۰ روپیہ کی قطع پر ہر صفحہ کی کتاب تیار ہو۔ اگر خریدار کی تعداد بے سو سے زیادہ ہوگی تو غالباً قیمت میں تخفیف بھی ہو۔ شائقین کتاب ہر اعراف در خواست خریداری سے مصنف کو نظمیں کریں کہ مدد اس کتاب کو چھپوا دالیں۔ اور ایک بڑی ضرورت رفع ہو۔

لائق طبیب ڈاکٹر کی اگر کسی رئیس کو ضرورت ہو تو دفتر اصلاح سے مراسلات کریں۔

پیشخانہ طبیب کی اگر ضرورت ہو تو جناب میر محمدی حسن صاحب سرسی ضلع مراد آباد سحر مسلمان کرنا چاہئے۔ جناب قمر حسین خاں صاحب مدرس دوم انگریزی جو سو فٹ مدرسہ سلیمانین انگریزی کی تعلیم دیتے ہیں۔ در انگریزی انٹر مش تک اور فلسفی و ہندی و فارسی دہرہ ہائیکہ حاصل کی ہے اور پندرہ برس زیادہ طریقہ تعلیم





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## اصلاح

مجلد ۱ باب ماہ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ جلد ۱

حفظہ اللہ جو شاہ صاحب ابانعمین علیہ السلام وجلنا من الطالین بتامع مع ولہ

الامام المہدی من اللہ علیہ السلام

اصلاح جلد سیزدہم

حامدا ومصليا ومسلما

الحمد للہ اصلاح جلد ۱۲ خزانہ عظیم میں تمام ہوئی اور اب جلد ۱۳ شروع ہو رہی جو جس سے امید ہو کہ یہ عزرا  
شہدے کر بلا در پردہ برقی کرے کیونکہ جاری تھی ترقیان اسی عوادری سے والہ ہیں جیسے رسول اللہ نے  
خود نہ اپنی حیات میں نوحہ و بکا کیا بلکہ قبر میں بھی آرام سے نہ رہ سکے اور اپنی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ کو خواب میں  
اپنی عنقا را کو دھو دیتے دکھائی اور حضرت ابن عباس وغیرہ دیگر صحابہ کو بھی۔

مہدی اکرموسن بن ایمان دار ہیں ہمارا فرض ہوتا چاہیے کہ اس عرسے امام مظلوم کو ہمیشہ قائم رکھیں کیونکہ  
سلسلہ شہادت ختم ہوا جو نہ سلسلہ ظلم اعداؤ دین۔ آپس میں نہیں اجنا نا اچھی رشت۔ احکام قادیان و کینا قبر  
روزانہ ہمسیہ ہمارے وہ تحریریں دیکھیں جنہیں متفقہ کوشش سے اس سلسلہ عوادری کے مثانی کی کوششیں  
کی جاتی ہیں حالانکہ اس سے پہلے صرف مرزا حیرت تعلیم اڈیٹر النجم اسکے منکر ہوئے تھے جو اس زمانہ میں  
مرزا سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ اور اب یہ خلفائے اربعہ آمادہ خود ہیں تو خدا ہی حافظ ہے۔

تنہائی اصلاح | اپنے مقابل میں صرف ایک اصلاح ہو جو ہزاروں مصیبتوں میں سے ایک  
شائع ہوتا ہو اور محققین کے اخبار روزانہ میں کوئی ہر غصہ میں دوبارہ ہفتہ وار تو اکثر ہیں۔ پھر بتائی یہ مقام  
اوی قسم کا ہر باتیں جو ۷۰ تن شہدائے کربلا کو ۳۰ ہزار فوج نیندی سے پیش آیا تھا۔

مگر خداوند عالم کا وعدہ کہ من فتنہ قلیلۃ غلبت فتنہ کثیرۃ ایسا سچا ہے کہ آپ دیکھ رہے ہیں

اطلاع عام۔ اصلاح ماہ بعد ازین کے نام بذریعہ ویلوجی روانہ ہوگا جسکو کہ غلط ہو مطلع فرمائیں۔

تبا اصلاح انکے مقابلہ میں کیا کرتا جو۔

## کئی مضامین منظر

ہمارے لئے زیادہ تبا کہ مضامین منظرہ کو کم کرین ملاحظہ ہو صفحہ ۱۳۱ جلد ۱۳  
جس پر مضمین کے اس قدر خطوط آئے کہ ملک حیرت ہوئی پہلے وہ راوی کی کئی  
اور اب یہ امر یہ کہ ہرگز ہرگز مضامین منظرہ نہ کم کر جائیں۔ اسکی کیا وجہ و مگر ماہ محرم کا چاند نہ تھا کہ مروانی فوج  
میں خون یزیدی جوش مارنے لگا جس سے معلوم ہوا کہ مضمین کا خیال بہت صحیح تھا کیونکہ حدیث میں ہے اللہ  
ینظر بنو سلامان جو سری حدیث میں ہے اتقوا فراستہ المؤمن جسے واضح کر دیا کہ مضمین با یقین  
یہ اصرار از قبیل فراستہ ایمانی تھا۔

لہذا ہم پہلے ادن حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے راوی اور پر اپنے مخالفین کا یہی شکریہ ادا کرتے ہیں  
جنہوں نے بہت جلد بتا دیا کہ اسی بلکہ مہلت نہیں مل سکتی۔

جس طرح جناب امام حسینؑ کو نماز کی مہلت ملی

**نقصان اصلاح** مگر اس سربہات درجہ کا نقصان دفتر کو ہو گا کیونکہ سال گذشتہ کے اصلاح کا حجم ۴۰۰  
صفحہ پر جو معمول ارسال الیدین کے صفحہ ۲۰۰ پر تمام ہوا ۴۰۰ صفحہ ہوا تو کیا کوئی کتاب یا رسالہ اس حجم کا عظیم پر  
کوئی دیکھتا ہے کیونکہ منظرہ ۳۰ تو محصور لاک جاتا ہے۔

یہی باعث ہے کہ وقتی مالی حالت روز بروز ترسوتی جاتی ہے حالانکہ عام قاعدہ پر جس کا رضانہ کو زیادہ زمانہ گذر  
ہو اور سبقت اور سکا احکام ٹہرتا ہے مگر اصلاح کی حالت بدتر ہوئی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ ۱۰۰ پرچہ مفت  
بلا قیمت دیا جاتا ہے اور ۲۰ نصف چندہ پر جاتا ہے جسکی ابتدا ۱۳۱۰ رجبہ ہوئی۔ اب آپ ہی خود فرما  
کہ کہا تنگ و فقر کی زیر باری ہو رہی ہے۔

اسلئے اب عام قاعدہ اس سال کو یہ مقرر کیا جاتا ہے کہ آئندہ کیسے نام کوئی پرچہ مفت نہ جائیگا۔ ہاں  
اگر ہمدردان قوم چاہیں تو کوئی رقم ایسی عنایت فرمائیں جس سے وہ نادار غریب بھی اس رسالہ کو مفت  
پاسکین جو کسی طرح قیمت دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

دوسرا نقصان یہ ہوا کہ جن مضامین عالیہ کا سلسلہ پہلے شروع کیا گیا تھا وہ سب رہا جاتا ہے تفسیر اہل تسلیم  
حرمتہ کفر۔ الامتہ اسد فوجی نہ شائع ہو سکا کیونکہ صفحات کا حجم بہت بڑھ گیا ہے اور تاخیر شائع سے ضرورت  
تقصیل ہے۔

**شکرہ** یہاں بے اختیار شکر یہ ادا کرنا پڑتا ہے جناب خان بہادر میریدار حسین صاحب کبیل ریاست مد  
 گڑھ کا جنہوں نے کسی حرکت کے دو چندہ اس فرض کی عنایت فرمایا کہ دونوں کے نام جاری کیا جاوے گا چنانچہ ۲۲/۱۰/۱۳۲۷  
 کے نام جاری کر دیا گیا ۲۲/۱۰/۱۳۲۷ پہلے سے خریدار تھے مگر وجہ ناداری اس سال عطا ہوئے تھے۔  
 جناب میر سید محمد صاحب میر جناب نانا علی صاحب حوم کا بھی شکر گزار ہوں کہ ۲۹/۱۰/۱۳۲۷ کا چندہ اپنے جناب سے  
 عنایت کیا جس سے لوگ بلا قیمت پر بھر پارہے ہیں اور اپنے محسن کو دعا میں دیکھتے ہیں چونکہ ہماری مغز قوم  
 نہایت غیور ہے لہذا ان حضرات کا نام نہیں ظاہر کیا گیا جسکے نام ان سے بڑے پچہ جاری ہوا۔  
 ہاں ان دو بزرگوں کا شکر یہی ضروری ہے جنہوں نے سراسر چندہ اصلاح دیکر شکر گزار کیا ۲۰/۱۰/۱۳۲۷ جناب مرزا  
 مظفر علی صاحب قانوں گوی سے ۱۳/۱۰/۱۳۲۷ جناب قاضی صاحب لودھراں نام کا ظاہر کرنا مناسب نہیں کیونکہ علانیہ شکر  
 میں قیام ہے۔

میں ان حضرات کا بھی سب طرح شکر یہ نہیں ادا کر سکتا جو ابتدا سے سالانہ چندہ ص عنایت فرماتے ہیں۔  
 ان حضرات کا شکر یہ بھی ضروری ہے جنہوں نے ازراہ کمال قومی ہمدی سے سالانہ اصلاح کا مقرر  
 کیا جزم الشکر یہ کیونکہ جو رقم اتنی ہر اسی کا زیر میں صرف ہوتی ہے۔

**شکرہ معاونین** میں کسی طرح ان معاونین کا شکر یہ نہیں ادا کر سکتا جس حضرات نے اس شکرہ میں  
 خریدار فرام کرنے پر کرمت حست باذہبی جو۔ انشاء اللہ ہر مہینہ میں شکر یہ ان حضرات کا ادا کیا جائیگا مگر  
 ہر کو پوری امید ہے کہ برادران ایمانی اپنے اس قومی رسالہ کی اشاعت میں خاص طور سے کوشش فرمائیں گے  
 کیونکہ اسکی خدمتیں۔ اسکی رحمتیں آپ کے پیش نظر ہے۔ واللہ لا یضیع اجر المحسنین  
 ہاں آپ کو غیر نظر کرنا چاہیے کہ وہ کسطح اپنے دیوی اجاروں کی ہمت یٹھا رہے ہیں لکھنؤ ایک  
 شخص میں بس خریدار فرام کرتا ہے اور شب و روز اسی کوشش میں رہتا ہے۔

**عرض حال** اصلاح حسن من نظام سواہ شعبان نکشایع ہوتا ہوا اوس پروردگار بندہ بھی کہ  
 محض ایک اشاعت کو ہی جاری رکھا وہ معنائیں ہمیشہ حرم و مدامہ خال میں ہم حوم کی یاد کا  
 کے غم نے کچھ ایسا بیکار کیا کہ وہ وہیں ہی تاخیر ہوا۔ ذیقعدہ کا ہر پیمشی کی علالت ہو۔ اور نیکو کا  
 پرچہ جناب والدہ ملام دام ظلہ و ہر دم ملکہ کی علالت سے اسقدر تاخیر سے شایع ہوا کہ اب بعد مرم و دانہ  
 مرم کا یہ نمبر صرف کاغذ نہیں ہے اسقدر یہ سے شایع ہوا کہ اب مجھے کوئی عزت نہیں ہوتی مگر اسقدر

۶ من کہنا ضروری ہے کہ باب ہفتم قبل از اربعین شایع ہوگا انشاء اللہ! جن حضرات نے ابھی تک چند مضمین عنایت کما وہ حلد توجہ فرما کر پندرہویں آؤد رواۃ فرمائیں۔

ورنہ مسئلہ اولو کوئی نام کا چند نہیں وصول ہوا کوئی خط نہیں آیا عام طور سے چاکا ویلو جانیکا منظوری و نام منظوری سوڈانک و ایسی مطلع فرمائیں۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں مسئلہ سے قبل سابق پہلے ہفتہ میں اصلاح ہو بخ جائے۔

**قومی حاجات** انجمن سجادہ راہ ربی سکرٹری جناب اکثر محمود الحسن صاحب بنی خریدار اصلاح  
انجمن جدیدہ سادات ضلع غازی پور سکرٹری جناب سید محمد کاظم صاحب بہرہ ریتی جناب سید نور الحسن صاحب  
رئیس سادات - انجمن عزاواری کلاں ضلع کورداسپور سکرٹری جناب سید فیاض حسین صاحب کی  
پور میں دفتر اصلاح میں حصول ہوئی ہیں جنہاں وقت فصل ریلوے تو نہیں نکلے ہو مگر کم سیطرح اور  
تھوڑے کا شکر یہ نہیں ادا کر سکتے جو اس طرح کی انجمنیں قائم کرتے ہیں کیونکہ جب تک ہم قوت متفقہ سے کام نہ لیں  
ہمارا کوئی کام درست نہیں ہو سکتا نہ ہمارا مقدس مذہب محفوظ رہ سکتا ہے۔ اس وقت نہایت سخت ضرورت ہے  
ہر ہر قسم پر ہر ہر دورہ ہر ہر گاؤں ہر ہر شہر میں اتھانظادین لے لے انجمنیں قائم کیا جائیں جنہیں اور مقاصد دینیہ  
کے ساتھ عزاواری امام مظلوم پر بھی خاص طور کی توجہ ضروری ہے کیونکہ مخالفین دین خاص طور سے  
سیر جملہ آور ہو رہے ہیں۔

**ضرورت** | قصبہ گہر ضلع مظفر ٹرین کوئی سزا خانہ نہ تھا جلسوں میں سخت وقت ہوتی لہذا قرب و جوار کے زمینداروں کی بہت سی ایک شہ نشین اور ایک دالان پٹیار ہو گیا ہے ایک درجہ اور باقی ہے جسکے لئے قوم کو پہلے یہ کہ اس سزا خانہ کو مکمل کرادیں مراسلات و مہنی آؤر تمام سید غلام حسین صاحب بہتموخر خانہ موضع سہرہ ڈی اکھانہ نہ ضلع مظفر ٹرین ہونا چاہیے۔

شکر یہ دامنوس | شکر یہ تو اس کا کہ امام باڑہ گول کوٹھی کے متقدم یا منبر خوش سلیبی سے  
 امام باڑہ کا استقام کر رہے ہیں کہ ہر طرف سے شکر کی کی آواز آرہی ہے۔ یہ امام باڑہ حضور انوار مہر مشد آباد  
 امام اقبال کا ہے جس کے مستطریک نہایت ہی خدا ترس مومن ہیں۔

فسوس اسکا کہ مذہب مسجد نہایت بترحات میں لڑیٹھو کو کچھ غلطی نہیں نہ خبر کہ وہ ان کیا ہو گیا  
مسجد عالی شان حاجی مرزا علی بصراوی مرحوم کی یادگار ہے جسکی آمدنی بہت کافی ہے۔ مگر مستطین کی

بد انتظامی سے بنایت ابرقالت میں ہر جم اس پر اس وقت کچھ زیادہ لکھا نہیں جانتے صرف ٹیڑھ ٹکوتہ کر دیتے ہیں کہ وہ جلد اس طرف متوجہ ہوں ورنہ پوری حالت ظاہری جلد لگی۔

**عشرہ محرم امین آبا و ضلع کو جبر النوالہ** یہاں پانچ سال سے ایک انجمن نصرت اسلام کے نام سے

جاری ہے جسکی غرض اسناد عزا دہی ہے تقریب کی راہ میں ایک مسجد جو عین تین سال سے عین اس وقت میں جب تقریب لیا جاتے ہیں انجمن کا سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ دو برس قبل بحسن انتظام جناب راجہ اسماعیل خان صاحب تحصیلدار و خان صاحب محمد خان صاحب سب انسپکٹر پولیس وہ جمع منقش کیا گیا۔ حالانکہ وہ دونوں صاحب سنی المذہب تھے مگر امام مظلوم کے غم کی اوہ ہونے نے یہ عزت کی کہ سینوں سے اس قسم کا چمکا لیا کہ کسی طرح مراجم عزا داری میں وہ لوگ مرزا محرم نہ ہوں جس سے دو سال تک عشرہ بھر خوشی انجام پاتا رہا۔

اس سال پیر اوچین خوش آیا اور ایک اشتہار اس معنوں کا شائع ہوا کہ ۲۳ جنوری روز یکشنبہ (یعنی روز عاشور) پانچواں سالانہ جلسہ مسجد میان رحیم بخش میں قرار پایا ہے پھر یہی مسجد راہ میں عزا داروں کے (ٹٹی بی) جس پر ہزار ہا سینوں کا مجمع ہوا۔ مگر عزا اہل اے خیر دے جناب تحصیلدار صاحب کو اور سب انسپکٹر صاحب کو جنہوں عین موقع پر اسکا تذکر کیا جس سے اس سال کو غیرت ہوئی مگر خطرہ کا خوف ہر وقت ہے۔

تعب تو یہ ہے کہ یہ اشتہار ایک ایسے مطبع سے شائع ہوا جسکی منظوری گورنمنٹ سے نہیں لی گئی تھی اور نہ کوئی جلسہ غیر منظوری دے کر منع ہو سکتا ہے اس پر بھی صرف تحصیلدار صاحب کی طرف داری ہے نہ مرم جالان کے لئے نہ کوئی اذ کی تذکر ہوئی۔

ہم کو حکام ضلع سے امید ہے کہ اہل کافی تحقیقات کر کے پورا اسناد کر گئے جس سے آئندہ فساد نہ ہو ورنہ آپ بھی سکتے ہیں کہ عین عاشور کے روز سالانہ جلسہ کسی شخص سے ہو سکتا ہے کیا تمام سال میں ہی ایک روز ایسا منبر کے چرچہ سالانہ جلسہ ضروری ہے۔ ان حالات پر سنی اڈیٹر نکاز و رشور بھی رہتا ہے کہ فساد ہمیشہ شیعہ کی طرف سے ہوتا ہے تقریب داری قصبہ سرسی ضلع مراد آباد میر ہدی حسن صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ایک شخص سنی المذہب مظفر علی کی ورنہ اندازی سے ابھی تک نہ وہاں ہندی ادھائی گئی نہ تقریب۔ پانچواں شیعہ کے اسم عزا و صمدیہ سال سے جاری تھے ایک شخص کی وجہ سے معطل ہو رہے ہیں۔ تبھی کہ گورنمنٹ کو ابھی تک باضابطہ اطلاع نہیں دی گئی خاص تو یہ کی ضرورت ہے۔

ممبئی کے نسبت بھی خبر ہے کہ کچھ ایسے ہی امور پیش آئے کہ تقریب نہیں ادا ہوا گئے مگر تقریب سے معلوم ہوتا ہے کہ



تفریح لکھنؤ ناقل جو۔ اکی مرتبہ لکھنؤ میں سینوں نے تقریر داری موقوف رکھی۔ نزول سلطان کا اس مقام  
استقام محرم کیلئے لکھنؤ میں متعدد اصلاحی و سچے سو سے زیادہ کاشتیل اور افسران پولیس بلا ٹوٹے ہیں  
لکھنؤ۔ دو ہاکہ۔ رنگون۔ کلکتہ۔ اور بارہنگی میں نہایت امن کے ساتھ محرم ہو گیا۔  
مقام پرانا پوکھ (غالبا یہ مقام سورت میں ہے) میں سینوں میں سخت فساد ہو گیا جس میں سو آدمی  
فریقین کے قتل ہوئے۔

لکھنؤ بارہنگی کی نسبت انجم لکھنؤ کو گورنٹ کا استقام بہت معقول تہا نہایت امن کیساتھ وہاں  
گذر گیا لوگ کہتے ہیں کہ جیسے لکھنؤ آباد ہوا۔ ایسا سونا محرم کبھی نہیں ہوا بارہنگی میں البتہ پوری  
رونی کے ساتھ عشرہ ہوا، جس سے معلوم ہوا کہ تقریر داری کو باعث رونق اسلام جانتے ہیں حالانکہ  
مورخہ راجہ میں تقریر کو حرام و بدعت کہتے ہوئے لکھتے ہیں، بعض لوگ اپنی نادانی سے تقریر کو دین اسلام  
کی شوکت جانتے ہیں سو یہ دونوں سخت غلطی ہے۔ اسلام کی شوکت خداوندی تعالیٰ کی فرمانبرداری سے ہوتی ہے  
بے فراموشی نہیں ہونی کیا زار سلف صحابہ تابعین۔ تبع تابعین اور اہل بیت کی وقت میں کیسے تقریر کیا  
ہا، اب دونوں فرقہ کو ملائے تو معلوم ہو کہ جب تقریر موجب شوکت اسلام نہیں ہے تو پھر اس جملے کے کیا  
معنی ہوئے۔ بارہنگی میں البتہ پوری رونی کے ساتھ عشرہ ہوا، یہی منافقانہ تقریر ہے کہ انجمن اسلامی طلب

کو ظاہر کیا۔

علی پور کلکتہ کے نسبت معلوم ہوا کہ بیابج میں چا باری جھڑی کا سامان کیا گیا تھا مگر بد ازمنہ حکام نے اس  
بدعت جدید کا پہلے ہی اسکا ایسا انداز کیا کہ بدعت نہ اور ہٹا سکا۔ سال گذشتہ عظیم آباد میں کے بیڈ ازمنہ غیر مطہر نے  
بھی یہی استقام کیا تھا جس سے یہ بدعت تمام موقوف ہوئی۔

شیرامپور منسل کلکتہ میں دیہان بہتوں اور مسلمانوں کے کچھ فساد ہوا۔

وطن راوی ہے کہ پرانے بنگال کے سی شیعوں میں سخت طور پر فساد چورس میں ایک سو چار میں ضابطہ جو جسکو  
الہیہ سات سو منقول اور سات سو زخمی بنا ہوا۔ کاش اب یہی حضرت اہلسنت تعلیل و حویہ و نہایت ہارٹس  
خوب کہا ہے۔ یک حسینے نیست کہ گرد و شہید۔ ورنہ یسا را ندور عالم نبرد۔

لاہور کا محرم قابل دید تہا۔ نیریل نواب حاجی فتح علی خان بہادر قزلباش بالقاب کی فیاضی اور عالی معنی  
نہایت ہی قابل قدر ہے۔ دراصل اسی خاندان والا نشان کے حسن حقیقت سے لاہور میں عشرہ محرم اس شان و شوکت



احوال ایران جہانگ خیرین آرہی ہیں خوش آئندین امید افزا امن و امان میں ترقی ہو رہی ہے انتظام و درست ہو رہا ہو مگر روس کی چال بازی ان کم نہیں ہوتیں۔ جہاں وطن ہی نہایت مستعدی سے ملک و ملت کی خدمت پر آمادہ ہیں تفصیلی حالات آئندہ خبر سوشل ہونے۔

خطابات سال نو خان بہادر کے خطاب سو (۱) جناب سردار محمد علی خان صاحب قزلباش (۲) جناب پیر شیر حسین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (۳) جناب سید شوکت حسین صاحب انجینئر پولیس (۴) جناب منشی محمد احمد علی صاحب اسسٹنٹ سرجن ریجنل ممتاز ہوئی مبارکباد۔

خان صاحب کے خطاب و جناب مولوی حسین علی خان صاحب تحصیلدار (۲) جناب منشی محمد کاظم صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جلالت آباد مشرف ہوئے خداوند عالم ان حضرات مومنین کو یونانیوں کی ترقی مناصب عطا کر کے حفاظت دین و امانت مومنین میں زیادہ کوشش کا موقع ملے۔

شمس العلیم مولوی محمد حسین آرزو مرحوم نے ۴۲ سال کی عمر میں انتقال کیا اور امام بارگاہ کا مہ شاہ میں اوسوقت اونکا جنازہ آج کل مجلس عزاکام منجی جیسے خانہ پر ابلی مجلس اور مشائیت گنڈگان جنازہ نے جنگی اتھا دیکھنا ہزار ہوگی جنازہ ہزار پڑھی اور بیوز خاک کیا۔ رحمہ اللہ۔

الجدید کی شہر کی اگرچہ قاعدہ وادھا خا طہ صولجاہ لون قالوا سلاماً۔ بلکہ ایک فرد ہے

”اصلاح کیون خاموش ہے“ لکھتے ہیں کہ جس نے علم و شیعہ کو غموں اور اوٹیر اصلاح سے خصوصاً جذبار و خیر کی کہ فریقین کی نزاع کو قرآن سے تصفیہ کر لیں۔ پھر اسی مضمون کو ۸۸ جنوری میں یہی دہرایا ہے۔

اس تحریر میں جس قدر دروغ گوئی کو کلام لیا گیا ہے اب ہر کوئی دشمن آزادی کے دفاع کی ترقی کچھ اور کہاں تک پہنچا گیا ہے کہ یونان آپ میری تحریر کو ہی شایع کرینگے یہ جواب دیکھتے جب کوئی خریدار لکھا گیا ہے کہ طعن آمیز تحریر لکھی گئی اصلاح کا جواب کیون نہیں لکھتے تو آپ اسی قسم کی ایک تحریر شایع کر دینگے کہ اصلاح کیون خاموش ہے جسکی غرض وہی عوام فریبی ہے کہ ہمیں جس طرح خلیفہ اول نے اپنی حقیقت خلافت کے دلائل پیش کر کے قبضہ کیا اور سیطرح مولوی شاد انصاری بھی اپنے مذہب کی حقیقت پر ثابت قدم ہیں۔ حالانکہ اصلاح بابت ماہ شوال ۱۳۵۴ء میں یہ دفعہ اپنی پوری تحریر شایع کی گئی تھی اور یہ دفعہ جواب تفصیلی کہاں کہاں دیا جاتا ہے۔ مگر آپ کو تو یہ لگتا کہ اصلاح کیون خاموش ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جو یہ تاویل کا اصلاح کیا ہے وہی غالباً احمد رضا خان صاحب کے ساتھ ہی ہو جو ان کے جواب کو  
بہتم کر کے دربریلوی حبشہ کے قتلہ مشہور کرتے ہیں کہ وہ جواب کے عاجز کے جسکے سب سے بڑا فریضہ یہ ہے کہ  
انجم نے بھی اس مضمون کو شائع کیا حالانکہ وہ تو نفی میں جس کو یہی گمان بھی نہیں جانا کہ انجم اور مخالف ہو  
کہ جو کل انجم کا اشتہار اپنے شائع کیا تھا لہذا انجم نے بھی غالباً ایسا سے اس مضمون کو شائع کیا۔

ابو کو نکلیا طر عمل سب خلیفہ دوم سے ماخوذ ہو جو کہ شاہ ولی اللہ صاحب از انہ انعامین لکھتے ہیں۔

فلولا مقالہ قالہا عمر عند وفاتہ لودینک المسلمون ان رسول اللہ قد استخلف ابابکر وکذا قال عند

وفاتہ ان استخلف فقد استخلف من هو خیر منی وان اترککم فقد ترککم من هو خیر منی فوف

الناس ان رسول اللہ لم یستخلف احدا کان عمر غیر مہم علی ابی بکر ۷۸ھ

یعنی اگر عمر صاحب بوقت وفات اپنی ایک کلمہ نہ کہہ دیتے تو مسلمانوں کو کسی طرح اس میں شاک ہوتا کہ رسول اللہ

ابو بکر کو خلیفہ کیا ہے۔ مگر چونکہ عمر صاحب نے مرتے وقت یہ کہا کہ اگر خلیفہ کریں تو اس نے بھی خلیفہ کیا ہے جو مجھے بہتر

مخا۔ اور اگرچہ وہ دین تو اس شخص نے ہی ترک کیا جو مجھے بہتر تھا لہذا ابو کو نکلیا معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے

کسی کو خلیفہ نہیں کیا اور عمر صاحب ابو بکر کے بار میں کسی طرح متہم تھے۔

جس سے بعد ازاں ظاہر ہو کہ خلیفہ اول و دوم نے اپنی ابتداء میں خلافت میں اس طرح کا جال بھیلایا تھا

کہ سب ہی جانتے تھے کہ یہ بول بکلم رسول اللہ خلیفہ ہو کر عمر صاحب کے اس جملہ کے نہیں خلیفہ کیا اور جو

بہتر تھا۔ سب کو بگاڑ دیا اور بتا دیا کہ یہ خلافتیں بکلم رسول اللہ نہیں تھیں جس سے عثمان صاحب کو وہ حجازہ

اوشکانا پڑا۔

یہی اصول اپنے بمقابلہ اصلاح اختیار کیا ہے کہ بار بار یہی فرماتے ہیں اصلاح کیوں خاموش ہے

حالانکہ اصلاح نے ایک دفعہ نہیں چند بار آپ پر حجت نام کی کتاب بصدقہ علی معہم و علی ابصارہم

عشاۃ عبورین کہ کسی طرح اصلاح کی وہ تحریریں آپ کے صحیح و بصیرت میں گذشتہ میں سنا تھا اے

لایجاد و حنا جو ہم کہ قرآن الی خلق سے بچے نہیں اور نہ کسی طرح ان تحریروں کو نہیں دیکھیں میں

صرف قرآن مجید ہی تسلل کیا گیا ہو ملاحظہ ہو اصلاح جلد ۱۱۱ عنوان الحمد للہ کا تسک ان سوا

صفحہ ۱۱۲ غایت ۱۱۲ (کیونکہ آپ نے خود اس جہد کے بعد سری قریب نو روزہ شوال ۱۳۲۵ھ کا جواب ۱۳ ج ۱۳

میں شائع کیا۔

پھر جلد ۱۱ کا سلسلہ قصیدہ قرآنی از ص ۱۶ لغایت ۱۷	پھر جلد ۱۱ الحمدیث کی خلافت راشدہ از ص ۱۳ لغایت ۱۴
پھر جلد ۱۱ فیصلہ قرآنی از ص ۱۵ لغایت ۱۶	پھر جلد ۱۲ " از ص ۱۳ لغایت ۱۴
پھر جلد ۱۲ الآل و الاحباب از ص ۱۴ لغایت ۱۵	پھر جلد ۱۲ " از ص ۱۳ لغایت ۱۴
پھر جلد ۱۲ الحمدیث اور قرآن از ص ۱۴ لغایت ۱۵	پھر جلد ۱۲ خاتمہ خلافت راشدہ پنجم از ص ۱۳ لغایت ۱۴

یہ آخری نمبر تھا جلد ۱۲ کا جو عام پوری بعد عشرہ محمد شائع ہوا مگر ڈیڑھ الحمدیث کے پاس قبل از قمر روانہ ہوا اس کے جواب میں اپنے یہ عنوان شائع کیا "اصلاح کیوں خاموش ہے"

کیا اس فہرست کے دیکھنے کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اصلاح آپ کے مقابلہ میں خاموش رہا۔ اگر نہیں کہہ سکتا تو آیہ لعنة الله على الكاذبین پڑھا جائیگا یا نہیں۔

ہاں چونکہ میرا مطلب صرف احقاق حق ہے لہذا اگر اس پوری تحریر کو آپ اپنے اخبار میں نہیں جگہ دے سکتے تو براہ کرم یہ دو سطر کا اشتہار آپ اپنے اخبار میں ایک دفعہ شائع کر دیجیے گا آپ کی خدمت میں حاضر ہوگا۔

مضمون اشتہار جن لوگوں کو ذرا الحمدیث کی جواب الحمدیث متعلق خلافت دیکھنا ہو وہ ادھر اصلاح سے اول ہر چوکھٹ نکالیں جن میں انکی تحریر و نگاہ جواب شائع ہوا ہر ٹکٹ لگا کر مفت بلا قیمت روانہ ہوگا اگر اس اشتہار کو آپ نے شائع کر دیا تو آپ کی استبازی فی الجملہ ثابت ہوگی ورنہ آیہ معلوم کی تلاوت تو ضرور ہے کیوں اڈیٹر صاحب جناب مولوی فراغی صاحب نے کیا قصور کیا جو انکی دوسری تحریر کو اس طرح ذبح کر کے شائع کیا کہ کوئی قصائی بھی اس طرح کسی جانور کو نہ حلال کرتا ہوگا۔ پہراونکی آخری تحریر کیوں نہ شائع کی جو اصلاح جلد ۱۱ میں شائع ہو چکی۔ کیا خود اپنے مولوی صاحب مدوح سے ملاقات کر کے وعدہ جمعی نہیں کیا تھا ہر تحریری وعدہ اون سے نہیں کیا۔ اور آخری حصہ جو دوسری تحریر کا شائع کیا تو میں یہ نہیں لکھا تھا "آئندہ کو مولوی صاحب مضمون بھیجئے تو سلسلہ درج ہوگا" موصوفہ، ادب و سیر

کیا اس وعدہ کا الفاظ جنگ آپ کی یاد میں نہ تھا کہ اصلاح میں انکی تحریر شائع ہو چکی حسین مدوح نے لکھا تھا کہ الحمدیث کو بھی بھیجا گیا ہو مگر اسکے بعد جنگ "مذہب کے شائع ہوئے اور کسی مذہب میں وہ تحریر نہیں۔

تو کیا آپ لقب منافق سے حقیقت سچی نہیں ہیں کیونکہ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جنگ آپ کے بیان لات مولوی کا خطاب ہی آپ کی نسبت لکھا تھا "اس قسم کے منافق الحمدیث کو آخر کی انتظام ممبر بنایا، تو اپنے ادب پر ہر ٹوٹ لکھا تھا۔

یہ بھی میری طرف اشارہ ہے کہ حدیث شریف کو سب اہل ہندو ٹکویاد ہو کی کہ چار خصلتیں حسن  
ہوں وہ منافق (قسم دوم) ہے جو بٹ بولنا۔ وعدہ خلائی کرنا۔ امانت میں خیانت کرنا۔  
مین گالی دینا۔ ماسواۃ ۲۸ جنوری

تو اب ہر اس خدا و رسول بلکہ بروج کا ہی سچ فرمائیے آپ اس حدیث کے مصداق ہو کر یا نہیں  
کہو کہ اصلاح سے جو آپ کے وعدے تھے اور کو تو وعدہ باے خلفائے ثلاثہ کے حساب میں جانے دیجئے۔ مگر  
جناب مولوی فرمان ملی صاحب سے جو مشافہت وعدہ کیا تھا اور اپنے اجبار میں اس کو دوج بھی کیا اور  
وعدہ خلائی سے آپ منافق ہوئے یا نہیں۔ آپ کے جو ٹھکانے کے گواہ تو اس قدر اصلاح کے ہیں کہ  
جکا واقعہ شامی علی غلغلہ جو امانت میں خیانت کرنا اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ آپ اصل دین میں خیانت  
کر رہے ہیں کیونکہ طرفین کی تحریر محض بعض احقاق حق ہے تاکہ عوام کو حق معلوم ہو اور آپ وہیں  
یہ خیانت کر رہے ہیں کہ اپنے فریق مخالف کی تحریر و ٹکوسی طرح شایع نہیں کرتے جس سے ناظرین کو کچھ  
فیصلہ کا موقع ملے جو تھی صفت محاسن میں گالی دینا۔ اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ آپ تمام سدا  
دیندہ کو حرام زادہ کہا۔ اور اپنی جلد شمش کے آخر نمبر میں تو وہ مغالطات گالیان دین کہ اصلاح سلا  
جلد ۱ میں اس کی تشریح مذکور ہے۔ اس پر بھی آپ کو لقب منافق قبول کرنے سے انکار ہو۔ حالانکہ یہ لقب  
ہے کہ آپ کے امیر المؤمنین عثمان نے عبدالرحمن بن عوف کو عنایت کیا تھا جب وہ لوہین ترک و سلام و کلام  
ہوا۔ تو کیا جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لات مولوی کو آپ کے نسبت وہ درجہ نہیں حاصل ہے  
جو حضرت عثمان کو بقابل عبدالرحمن بن عوف تھا۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

قبول حق۔ الحمد للہ کہ دفتر اصلاح کی بار بار یاد دہانی پر اب بعض حضرات نے اپنی کارروائیوں سے  
اطلاع دینی شروع کی جو ترویج حق میں کوشش کر رہے ہیں اور اس کا نتیجہ نیک ظاہر ہو رہا ہے  
ریاست ناپارہ سے خیرائی ہے کہ جناب مولوی سید سجاد حسن صاحب پیشمازہ جو پوری دم فضلہ  
کی تعلیم و تلقین سے سال گذشتہ ایک شخص محمد علی نے جو پہلے سنی تھے مذہب حق قبول کیا۔  
اس سال ایک ہندو برہمن نے بعد نماز جمعہ مذہب اسلام حق قبول کیا شیعہ مسلمان ہوا۔

جناب ڈاکٹر حکیم قمر الدین صاحب کبیر والہ ضلع ملتان کی خدمات پہلے ہی شایع ہو چکی ہیں ممدوح  
۱۵ باب کی تحریف ہے حدیث میں صرف لفظ منافق ہے نہ قسم اول یا دوم ۱۱ اور غیر

کبھی ان امور کا اظہار نہیں پسند کرتے تھے مگر اصلاح کے اصرار پر حسب ذیل حضرات کا نام لکھا ہے جو محدود کی تعلیم و تلقین سے لوگوں نے مذہب حق قبول کیا۔

۱	سردار علیشاہ ولد شاہل شاہ ساران کی ضلع گجرات	۲۱	غلام حسین سلوٹ	ہائی سکول مظفر گڑھ
۲	صدر دہہ ولد ابوالمیور والد علی ضلع دہریہ	۲۲	بہی بخش کارگر موضع لدیہ والد ضلع گوجرانوالہ	
۳	غلام محمد ولد پوساکن چک نورنگ ضلع ملتان	۲۳	عبداللہ ولد گوبکشیری	//
۴	بہاولی ولد ہدایت ساکن موضع	۲۴	بہی بخش ولد فتحوشیری	//
۵	امام علیشاہ ولد سید گل شاہ صاحب ضلع گجرات	۲۵	الہ بخش ولد کمون کبیر والد ضلع ملتان	
۶	محمد خان ولد کرم دین چیمہ ساکن	۲۶	الہ دہہ ولد فتحو	//
۷	صوبہ ولد حیات درہل ساکن	۲۷	ہدایت علی ولد پیرا	//
۸	نور شاہ ولد قندر شاہ گوبکھو اسی ضلع گجرات	۲۸	بہاول خان ولد	//
۹	عباس علیشاہ ولد سردار شاہ ساکن	۲۹	الہ دہہ ولد میان مراد ساکن سردار پو ضلع ملتان	
۱۰	حیات محمد ولد امام دین دوکانہ سردگواہ	۳۰	کریم بخش ولد مراد ساکن	//
۱۱	سید رحمت علیشاہ ولد سید غلام مرتضی صاحب	۳۱	حسین بخش حال خانیوال	
	موضع لودھری ضلع سیالکوٹ	۳۲	بڈین شاد ولد کرم شاہ موضع چوغٹہ بنڈو	
۱۲	قادر بخش ولد الہ دہہ دوکانہ کبیر والد ضلع ملتان	۳۳	احمد شاہ ولد کرم شاہ ضلع ملتان	
۱۳	سید ابن بخش بنجاری ساکن موضع بجاری مظفر گڑھ	۳۴	رجب علیشاہ ولد بڈین تحصیل کیرا	
۱۴	سید سلطان شاہ بنجاری ساکن موضع	۳۵	مہدی شاہ ولد بڈین شاہ	
۱۵	سید امام بخش شاہ بنجاری ساکن موضع	۳۶	مستور اہل پردہ تین کس	
۱۶	حسن بخش شاہ بنجاری ساکن موضع	۳۷	//	
۱۷	سید ظہیر شاہ بنجاری ساکن موضع	۳۸	//	
۱۸	شیخ عطاء اللہ ولد دین محمد کٹہر ضلع مظفر گڑھ	۳۹	اکس شاہ ولد شاہ محمد باقر پور ضلع ملتان	
۱۹	میان غلام محمد چوہان ساکن موضع گڑھ	۴۰	امام بخش خان ولد الہ بخش خان محلہ شاہ	
۲۰	بیاض علی ولد ابوالمیور ساکن موضع مظفر گڑھ		شکور شہر ملتان	

## الآل والاصحاب

اس مضمون کی ابتدا جلد ۱۱ اصلاح ۲۲ سے کی گئی تھی پھر جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۱ میں بھی تین نمبروں تک یہ سلسلہ قائم رہا مگر پھر یہ سلسلہ ترک کر دیا گیا۔ اصلی غرض اس تحریر کی صرف اس قدر ہے کہ صحابہ و اہلبیت طاہرین کے تعلقات پر ایک حقیقہ نظر ڈالی جائے جس سے معلوم ہو کہ صحابہ کا سلوک اہلبیت طاہرین کے ساتھ کیسا تھا۔

اس مضمون میں جناب امام حسنؑ کو دوبارہ مخالفت یزید میں راضی دی گئی تھی ایک یہ کہ آپ مکہ میں قیام فرما کر یزید سے جنگ کریں جسکی پوری حقیقت اصلاح جلد ۱۱ میں دکھائی گئی۔ دوسری راسے یہ دی گئی تھی کہ آپ مدینہ میں قیام فرمائیں۔ یہ مضمون اصلاح جلد ۱۲ کے تین نمبروں میں شائع ہوا تھا کہ نا تمام رہا تیسری راسے یہ تھی کہ آپ جانب ملک میں تشریف لیجائیں اس پر ایسی تک کچھ لکھا نہیں گیا تھا کہ مضمون ناقص چھوڑ دیا گیا۔

ہمارا ارادہ تھا کہ اس دفعہ بھی دو تین نمبروں تک ہمناسبت حرم یہ سلسلہ قائم رہے پھر سال آئندہ کے لئے باقی چھوڑا جائے۔ مگر ایک طرف مؤمنین کے اصرار نے دوسری طرف منافقین کے شور و غل نے مجبور کیا کہ اس سال یہ سلسلہ پورے طور پر قائم کیا جائے جب تک تمام ہوگا کیونکہ اس دو سال کے عرصہ میں کہ ۵۰ صفحہ اس مضمون کا شائع ہوا ایک شخص کی آواز بھی بخالفت اس مضمون کے ہمارے کانوں تک نہیں آئی۔ اہل حدیث۔ وکیل۔ گمزن گزٹ جو تمام دنیا کے متعصبین اخباروں میں مشہور ہیں۔ ان میں بھی کسی نے ایک حرف اس پر نہ لکھا۔ مگر راہِ دیچہ شدہ کے ادھر سے انجمن نے اسکی مخالفت شروع کی جسکے نقصب و شرارت سے تمام عالم واقف ہو کہ عداوت اہلبیت طاہرینؑ اسکی گہٹی میں داخل ہے۔ ہکوا اسکی تحریروں کا مطلق خیال ہوتا کیونکہ خود اہلسنت نے اسکی خادیت و ناسبت کا اچھی طرح اقرار کر لیا ہے۔ جس سے اب اکثر حضرات اہلسنت متصف ہو رہے ہیں اور اگر خدا نے چاہا تو تمامی اہلسنت اس سے دست بردار ہو جائینگے۔

ن  
مگر پہلواری کی ایک تحریر جو بنام معشوق علی شائع ہوئی ہے۔ اور میں جانتا ہوں



ع کوئی معشوق ہے اس پر وہ رنگاری میں مجھے زیادہ مجبور کیا کہ اس خبر پر کو حد تمام تک  
 بھونچاؤں۔ کیونکہ اس مضمون نگار نے بڑی قابلیت اس میں صرف کی ہے کہ پانچ سات آدمی  
 خاندان بنی ہاشم سے ایسے نکالے ہیں جو بعد معرکہ کربلا زندہ رہے یعنی وہ شہید نہیں ہوئے جس سے  
 وہ اپنے صحابہ کے سر سے یہ الزام کم کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے امام حسین کی امداد نہ کی۔ حالانکہ  
 یہ نہیں سمجھتے کہ صحابہ کی شرکت صرف اس غرض سے نہیں مطلوب تھی کہ وہ حضرت کی امداد میں اپنی  
 جان دیتے۔ بلکہ یہ غرض تھی کہ اذکار وہ اثر جو تمام ملک میں پھیلا ہوا تھا کہ یہ صحابہ رسول ہیں  
 حضرت امام حسین کو بہت کچھ ان مصائب سے بچا سکتا تھا کیونکہ جب وہ عوام صحابہ پرست یہ  
 دیکھتے کہ صحابہ رسول حضرت کے ساتھ ہیں تو ہرگز حضرت کو اس مصیبت سے نہ شہید کرتے چنانچہ  
 زید بن ارقم۔ و انس بن مالک۔ ابو ہریرہ اسلمی وغیرہ صحابہ کبار اسی وجہ سے چھوڑ دئے گئے کہ  
 وہ صحابہ ہیں حالانکہ اس واقعہ کے متعلق وہ ابن زیاد و یزید سے بد رشتی پیش آئے تھے  
 ورنہ اگر یہ پانچ سات آدمی بنی ہاشم سے جو باقی رہ گئے اگر حضرت کے ساتھ بھی ہوئے تو نتیجہ  
 یہی ہوتا کہ جسطرح وہ لوگ شہید ہوئے یہ بھی شہید ہو جاتے۔ کیونکہ ان میں کوئی شخص ایسا  
 نہ تھا جسکی عظمت و جلالت جناب امام حسین سے بڑی ہو۔ تو جن لوگوں نے امام حسین  
 کو شہید کیا انکو محمد بن حنفیہ و عبداللہ بن جعفر کے شہید کرنے میں کیا دینے ہوتا۔

اس مضمون کی حقیقت تو آئندہ ظاہر کی جائیگی کہ محمد بن حنفیہ کو خود امام حسین نے  
 اپنا نائب مقرر کر کے حکم قیام مدینہ دیا اور عبداللہ بن جعفر کے ہاتھ جنگ صفین سے رخصتی تھے۔  
 عبداللہ بن عباس انہوں سے معذور تھے یا ایسے ہی اسباب تھے۔ مگر یہاں اس قدر بیان کر دینا  
 کافی ہے کہ خود مدینہ منورہ میں کس قدر صحابہ تھے جنہوں نے امام مظلوم کو اس سبکی میں جانے دیا  
 اور اذن اصحاب سے کوئی تنقش بھی شریک امام نہوا۔ اور خدا نے اوسکا یہ معاوضہ دیا کہ بہشت  
 ذلت کی موت سے وہ صحابہ مارے گئے۔

کتاب الامامة والسياسة میں ہے فبلغ عدو قتلتي النجوة يومئذ من قرين ولا انصار  
 المهاجرين ووجه الناس الف وسبعمائة وسائرهم من الناس عشيرة الا  
 سوى النساء والصبيان من

یعنی واقعہ حرامین جو دو سال بعد واقعہ کربلا سے تین ہوا بعد از فتولین کی قرعہ کشی  
و انصار و مہاجرین و وجود الناس سے سترہ ٹلوے۔ اور ان کے علاوہ ساکنین سے  
دس ہزار آدمی مارے گئے علاوہ عیدیان و سنائے۔

اب آپ ہی انصاف فرمائے کہ یہ سترہ سو صحابہ اگر امام حسین کے ساتھ معرکہ کربلا میں ہوتے تو  
کیا آپ کمان کر سکتے ہیں کہ وہ حضرت اس کیسی سے شہید ہوتے۔

ہم ساکنین سے تین بحث کرتے ہیں فی تعداد دس ہزار خنی اور بیکے سب تابعین سے تھے  
کہ وہ لوگ اگر حضرت امام حسین کے ساتھ ہوتے تو سناہم کو کیسا غلبہ ہوتا۔ بلکہ عرف ان سترہ  
صحابہ سے بحث ہے کہ اگر یہی لوگ امام حسین کے ساتھ ہوتے تو کیا کوئی کمان و سناہم کہ فرزند  
رسول اس کیسی سے شہید ہوتا حاشا و کلام لہ نہین۔

آپ جانتے ہیں کہ ان سترہ سو صحابہ میں بدری کتنے تھے اسی کتاب الامامہ و السیاسة  
میں ہے ذکر و انہ قتل یومہ نحر ہمن اصحاب البنی ثمانون رجلا و لم یبق  
بدری بعد ذلک ص ۲۱۱

یعنی اصحاب بنی (بدری) اسی آدمی مارے گئے کہ پھر کوئی بدری اسکے بعد باقی نہ رہا۔  
آپ خیال کر سکتے ہیں کہ اگر صرف یہی اصحاب رسول جو بدری تھے جنگی تعداد میں  
تھی لشکر امام حسین میں جو کل (۲۰) آدمی تھے شریک ہوتے تو حضرت کا لشکر ۲۰ ہوا جاتا  
جس سے آپ خیال کر سکتے ہیں کہ اس آسانی اور اس مصیبت سے وہ امام مظلوم یہ شہید ہوتا۔  
اب اسکو بھی سنئے کہ یہ واقعہ حرام یا ایسے ہی اور واقعات کیوں ہوئے۔ یہ شخص من جا  
فدا انتقام تھا خون امام حسین کا جسکے معاوضہ میں خدا نے ان صحابہ سے یہ انتقام لیا جیسا کہ  
روضہ نہدین ہے۔ اخبر الملاح فی سیرتہ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ  
صلعم ان جبریل اخبرنی ان اللہ عزوجل قتل بد میحی بن ذکریا علیہما  
السلام سبعین الفا و هو قاتل بد م و لدک الحسین سبعین الفا قلت  
ھذا فی الذخائر و فی تذکرۃ الحفاظ للذہبی فی ترجمۃ سعید بن جبیر  
ما لفظہ فی الغیلائیات حد ثنا محمد بن سدا حد ثنا ابو نعیم حد ثنا

عبداللہ بن جیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال  
 اوصی اللہ الی محمد صلعم انی قتلت یحیی بن ذکویا بسبعین الفا وانی قتل  
 بابن ابنتک سبعین الفا وسبعین الفا وعبداللہ خرج لہ مسلمو مہل  
 یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ خون یحییٰ  
 کے عوٹن میں خدا نے ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور تیرے فرزند حسین کے خون کے عوض  
 میں ستر ہزار قتل کر کیا اور دوسری حدیث میں ستر لاکھ ہے جس کے راوی عبداللہ بن جن  
 صحیح مسلم میں روایت کی گئی ہے۔

معشوق پر وہ زنگاری اس پیکر کو اپنی تحریر کا جواب لکھا مایہ تصور کرے اور یہی  
 جواب انشاء اللہ اصل مضمون الآل والاصحاب میں ملاحظہ کرے جس سے وہ ہر اور ستر  
 کھیلنے کے پھر دنیا میں ایک انصاف پسند بھی صحابہ پرست نہ رہے گا۔

ہم پہلے چند خبروں میں بیت سی آیتیں لکھ چکے ہیں جو ایسی صریح اور واضح ہیں کہ اگر  
 انسان ذرا برابر بھی تامل کرے تو اس کو معلوم ہو خدا نے ان صحابہ کی کس طرح مذمت کی ہے  
 اور کس طرح ان کے نفاق کو ظاہر کیا ہے یہ کہہ کر ممکن تھا جناب امام حسین اوپر اعتماد کرتے اور یہ  
 قیام فرماتے کیونکہ حضرت نے صرف ان آیات کا نزول ہی نشان صحابہ نہیں دیکھا تھا۔ بلکہ  
 وہ حالات بھی آپ کے پیش نظر تھے جو رسول اللہ کے ساتھ یہ سلوک کرتے کہ چاہا تھا خود حضرت  
 کو ہلاک کر ڈالیں۔

اسی سبب رسول اللہ نے ان صحابہ کے بارے میں ایسی حدیثیں فرمائیں کہ اگر ان پر کچھ بھی غور  
 کیا جائے۔ نہیں غور کی بھی ضرورت نہیں صرف جنال کرنا کافی ہے۔ تو مسلمانوں کو معلوم ہو دنیا میں  
 رہنے بدتر کوئی نہیں۔ کیونکہ اس کو تو معمولی آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص سے ہدایت امت متعلق ہو  
 یا عموماً اس کو اپنا ہادی سمجھتے۔ اگر وہ مصدر ضلالت و گمراہی ہو تو کیسا فساد پیدا ہوگا۔

رسول اللہ خود ہادی امت تھے حضرت کو بطریق یقین معلوم تھا اسلام آخر الادیان ہے جو تمام اہل  
 کائنات پر اس کے بقا کا روز قیامت خداوند عالم نے وعدہ فرمایا ہے لہذا ضرور ہوا کہ حضرت ان لوگوں کو جو خود  
 گمراہی ہونگے بتا دیں۔ اور ان لوگوں کو بھی خبر دے کر دین جانی متابعت و اطاعت پر ہدایت فرمائیں۔

# قرابت الرسول

(نمبر - سلسلہ دیکھو علیہ جلد ۱۴)

اگرچہ بعد ان وقایع کے جو خود عہد رسول اللہ بن عمر صاحب نے قرابت رسول سے انکار کیا اور حضرت کو بار بار مہر پر جا کر اونکی غلط فہمی اور غلط بیانی کی رد کرنی پڑی اس واقعہ کے بیان کی ضرورت نہ تھی جو حضرت اسماء بنت عمیس کے ساتھ انہوں نے سلوک کیا۔ کیونکہ یہاں قرابت بذریعہ سبب ہے۔ مگر چونکہ مورخین و محدثین اہلسنت نے اس واقعہ نہایت اہمیت دی ہے اسلئے ہم بھی اسکو بیان لکھتے ہیں۔ شیخ عبدالحی صاحب مدارج النبوة میں لکھتے ہیں جلد ۳۵ جلد ۳۵ اسماء بنت عمیس زوجہ جعفر بن ابیطالب برحقہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقصد زیارت سے دہلود اسما ارنے درغایت کیاست و فراست و حسن و جمال و ہجرت کردہ بود و حبشہ ہمراہ زوج خود و قدوم آورد و بکثیر ہجراہ و پس ناگاہ در آمد عمری اللہ عنہ برحقہ و حال آنکہ اسماء نزد دوست پس گفت عمر چون دید اسماء را گفت کیست این زن کہ نشست است نزد تو گفت اسماء بنت عمیس است۔ گفت عمر رضی اللہ عنہ زن حبشہ ایست زن بکرہ امین است یعنی آن زن کہ از حبشہ از راہ دریا آمدہ اسماء در برابر عمر در جواب گفتہ فہم۔ ظاہر آن بود کہ حقہ جواب می گفت کہ از وہ پر سیدہ بود۔ اما اسماء بہ سبب قوت و استبداد و کدایت بہ جواب در آمد و گویا کہ نخست ہم شنیدہ بودہ است کہ عمرؓ یعنی صحابہ و رباب ایشان چیزے میگویند پس گفت عمر سبقت کرویم شمارا ہجرت پس ماسنہ او دریم و قریب تمیم ہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از شما پس درخشم آمد اسماء گفت تلاہ جنسین است بخدا سوگندہ بودید شما بار سوگند اصلی اللہ علیہ وسلم کہ طاعت میداد آ حضرت کہ سہ شمار و پند میداد و جاہل شمارا یعنی در امن و امان و ناز و نعمت دنیاوی و دینی بود و بد بودیم ہا روزین دوران و عثمان دین بکشتہ بکیرا کہ ہمہ کا فر بود و غیر از بخاشی و بودیم در غدت و محنت و این ہمہ را بگویند خدا

سو گندمی خورم من طعمے را و منی نوشم آبرو آنکه گویم و نقل کنم ایچہ گفتی تو نزد  
 رسول خدا و گفت بودیم کہ ایذا کردہ می شویم و ترسانیدہ می شدیم پس گویم بحضرت  
 و بہ پرسم اورا از حقیقت حال و بخدا سوگند دروغ نگویم و مثل کلمہ باطل و زیادہ  
 نہ کنم ہر آنچہ شنیدیم از تو پس ہنگامے کہ آمد آنحضرت در مجلس گفت اسما پر سید از  
 آنحضرت یا بنی اللہ عمر میگوید جنین و جنین فرمودہ آنحضرت پس بہ گفتی تو عمر را  
 گفت لغتم جنین و جنین و لغت آنچہ گذشتہ بود میان عمر و سہ کلام پس فرمود  
 آنحضرت نیست عمر و ازان و سہ سزاوارتر نزد من از شمار اورا و اصحاب اورا  
 یک ہجرت است کہ از کلمہ بدینہ است و مر شمارا اے اہل سفیدہ دو ہجرت است  
 یعنی یلے از کلمہ حبشہ و دیگر از حبشہ بدینہ مطہرہ گفت اسما بنت عیسیٰ پس تحقیق  
 دیدم ابو موسیٰ و اصحاب سفیدہ کہ می آیند نزد من فوج فوج و فرقہ فرقہ می پرسند  
 مرا از این حدیث و بنود از دنیا چیزے کہ ایشان بآن شایمان تر و بزرگتر شوند و نفسہا  
 خود از اینچہ گفت مرا ایشان را بغیر صلی اللہ علیہ وسلم و حج کہ کرد و اعلاشان ایشان  
 کردہ و تحقیق دیدم ابو موسیٰ را کہ طلب اعادہ کرا می کرد این حدیث از من از بہت  
 ذوق و خوشحالی کہ دست داد اورا ازان و گفتہ است ابو موسیٰ خدمت آدم و آدم  
 ما بر بغیر صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازان کہ فتح کرد خیبر را پس قسمت کرد ما را و قسمت  
 نکرد مرہج کے را کہ حاضر شدہ بود فتح را ۱۱۱

کیا مسلمانوں کی جماعت میں جنگی تعداد اس وقت کمزور ہے کہیں زیادہ  
 ہے یا شتہا شتہ و دو چار مسلمان ہی ایسے نکل سکے ہیں جو اس حدیث رسول  
 کی تصدیق کریں اور حضرت کو اس بیان میں صادق مانیں جنہیں حضرت بتائے  
 بیان فرماتے ہیں کہ اگر عمر گور او سکے یا ہتی تلو کون سے بہتر اور احق تر ہمارے  
 ساتھ نہیں ہیں؟ حاشا و کلا۔ ہم جہاں تک جانتے ہیں ایک متفق ہے ان میں ان  
 اسلام میں ایسا نہ ہوگا جو رسول اللہ کی اس حدیث پر ایمان لائے اور حضرت کو  
 اس قول میں صادق جانے کیونکہ مسلمانوں نے اپنا عقیدہ قائم کیا ہے افضل

البشر بعد بنینا ابو بکر و عمر - شہ عطاء لفظی ۵۷

پھر بتائیے یہ کس قسم کے مسلمان ہیں کہ رسول اللہ تو اپنے اہل قرابت کو تبصرہ تمام ابو بکر و عمر سے بہتر و افضل فرمائیں اور حضرات اہل سنت بر خلاف اوسکے یہ عقیدہ قلم کریں کہ شیخین افضل ہیں

آپ اس روایت کو بغور ملاحظہ فرمائیں کہ اسماء بنت عمیس جو رسول اللہ کی بعثت کے دو تین برس بعد مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے ملک حبش میں گئی ہیں جو نہ اپنا ملک ہے نہ اپنا وطن ہے نہ اپنی زبان ہے نہ اپنا دین ہے نہ اپنی قوم نہ قبیلہ اور سُنہ ہجری میں واپس آئی ہیں۔ ملاقات حضرت حفصہ کو گئی ہیں وہاں عمر صاحب کا تشریف لانا اور اس خطاب سے سوال کرنا کہ وہی عورت ہے حبشہ والی وہی عورت ہے دریا والی نہ سلام ہے نہ مزاج برسی نہ ولد ہی نہ انسانی سلوک بلکہ وحشیانہ یہ تقریر ہے کہ ہم تم سے افضل ہیں کیونکہ تم پر سبقت کر کے آئے۔

کیا آپ کسی مہذب شخص کی تقریر ایک ایسے غریب مسافر سے جو اسے عرصہ کے بعد آیا ہو بطور نظیر پیش کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیا آپ کسی شخص کو سنا ہے کہ اس طرح وہ اپنی فرضی فضیلت بیان کرے؟ اس مہذب زمانہ میں تو آپ کسی مکینہ سے مکینہ ترک کی بھی تقریر نہ سنی گئے جو اپنے منہ میان مٹھو آپ ہنٹا ہو یا وہ ہی ایک غریب بلیس مجبور عورت کے مقابلہ میں۔ پھر یہ کون سی بڑی شیخی اور بہادری تھی جس پر آپ اس قدر اترتے تھے۔ مگر تم کو اوس سے زیادہ بحث نہیں کیونکہ رسول اللہ نے نہایت صفائی سے عمر کی تکذیب اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی تصدیق تمام عالم پر ظاہر کر دی جس سے اوسی زمانہ میں یہ خبر اس درجہ مشہور اور متواتر ہو گئی کہ ہزاروں صحابہ فوج در فوج گروہ در گروہ آتے اس حدیث کو سنتے اور خوش ہوئے کہ رسول اللہ نے کس فصاحت سے عمر صاحب کے کبر کو توڑا ہے اور اوں کے غرور کا سر نیچا کیا ہے۔

ہاں آپ جانتے ہیں یہ اسماء بنت عمیس کون ہیں؟ حضرت جعفر طیار کی زوجہ۔

ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عزا دہے کہ عمر صاحب اپنی فضیلت کو ادا کرنے کے مقابلہ میں  
 ثابت کیا جاتے تھے کیونکہ آپ پہلا نمبر میں ملاحظہ کریں کہ میں عمر صاحب کو جو عزا  
 بنا و قیامت مندان رسول سے نہ دیکر صحابہ سے اسی وجہ سے یہاں چاہا کہ اپنی  
 فضیلت کا اقرار کرالیں مگر یہ کب ممکن تھا کہ رسول اللہ کسی ناجائز امر کا اقرار  
 فرمائیں اسی وجہ سے حضرت نے اس نصیح سے عمر کی تادیب کی کیونکہ اس کا وہب  
 عیس میں دو فضیلتیں جمع تھیں ایک قرآن مجیدی رسول پر سب زوجیت  
 حضرت جعفر طیار۔ دوسری فضیلت ہجرت حبشہ کی کیونکہ مجھے آج تک کسی حدیث یا تاریخ  
 میں نہیں دیکھا ہے کہ عمر صاحب نے اپنی فضیلت کا کبھی دعویٰ کیا ہو جو اس کے قرآن مجیدی  
 رسول کو ہمیشہ وہ نظر حقارت سے دیکھتے تھے اور یہ ظاہر بھی وجہ معلوم ہوتی ہر قسم  
 کی غیر مہذب اور یکدہ تقریر کی۔ ان حالات سے آپ اس نتیجہ پر ضرور پہنچ سکتے  
 ہیں کہ عمر صاحب کس قسم کی عداوت قرآن مجیدی رسول سے تمام مسلمانوں میں  
 پہلا رہے تھے کیونکہ حضرت عباس سے یہ سخت کلامی کہ چلے حضرت صفیہ بنت عبد  
 المطالب سے وحیاناہ تقریر انکی آپ سن چکے۔ حضرت ام بانی خواہر جناب امیر  
 سے انکی بہ زبانی آپ معلوم کر چکے۔ زوجہ حضرت جعفر طیار سے غیر مہذب تقریر ابھی دیکھ  
 چکے۔ اب وہ زمانہ آیا کہ رسول اللہ نے دنیا سے انتقال فرمایا۔ ایک طرف عمر صاحب  
 بن اور ان کے ہمراہ صحابہ۔ دوسری طرف خاندان رسالت کے بقیہ السیف  
 جناب امیر جناب سیدہ حضرت عباس حضرت عقیل اور چند بچے یعنی حسنین و  
 عبد اللہ بن عباس۔ عبد اللہ بن جعفر وغیرہم جن میں کسی کا سن دس برس سے زیادہ  
 نہیں پہنچا کہ عمر صاحب کا تشدد کس درجہ تیز ہو گا۔ پہلا واقعہ آپ کو خانہ سوزی جناب  
 سیدہ کالمیکہ جبین عمر صاحب قسم کھا رہے ہیں کہ ہم اس گھر کو ضرور جلا دیں گے  
 اور بعض صحابہ کہتے ہیں کہ اس میں جناب فاطمہ بنت رسول ہیں لیکن عمر صاحب  
 ہنایت بے پردہی سے جواب دیتے ہیں ہوا کریں! جیسا کہ ازالہ الخصاص میں ہے  
 دوسرا واقعہ اس کے متصل ہی وہ ہے جو جناب امیر کے ساتھ پیش آیا کہ حضرت نے فرمایا  
 اگر ہم بیت نکریں تو تم کیا کرو گے۔ عمر نے جواب دیا کہ قتل کر دیں گے جس پر جناب امیر

نے فرمایا کہ تب ایک بندہ خدا اور ہرادر رسول کے قاتل ہو گئے۔ جس پر عمرؓ نے کہا کہ بندہ خدا تو ٹھیک ہے لیکن ہرادر رسول نہیں دیکھو کتاب الامۃ والیسا

دیکھئے ان دونوں واقعوں میں کس طرح عمر صاحب نے قربت رسولؐ کی تحقیر کی کہ جناب سیدہ کی نسبت تو کہا دو ہوا کہ میں "اور جناب میری نسبت صرف صاف بیان کر دیا کہ آپ ہرادر رسول نہیں ہیں! اس سے بڑھ کر کیا انکار ہو سکتا ہے اور کیا تحقیر قربت - ۱

ان مسلسل واقعات سے آپ بخوبی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ قربت رسولؐ کس طرح مسلمانوں کی نظروں میں ذلیل و حقیر کی جا رہی ہے کہ کہیں تو اصل قربت ہی ہر انکار ہے کہیں اس کے قابل عزت و احترام ہونے سے انکار ہے۔ اب علیؑ کا ردوائی سنئے جو اس قربت رسولؐ کے مٹانے کیلئے ترکیب کی گئی بسن ابو داؤد کتاب الخرج وافق والا مارة میں ہے۔

حدیث شاعبد اللہ بن عمر بن مبیوۃ حدیث شاعبد الرحمن بن مہدی عن عبد اللہ بن المبارک عن یونس بن یزید عن الزہوی قال اخبرنی سعید بن المسیب قال اخبرنی جبیر بن مطعم انہ سمعہ یقول سمعت ابن عفان یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم من الخمس بین بنی ہاشم وبنی المطلب فقلت یا رسول اللہ قسمت لاخواننا بنی المطلب ولم تعطنا شیئا وقرابتنا وقرابہکم منا ہی واحده فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما بنو ہاشم وبنو المطلب شعی واحد قال جبیر ولم یقسم لنبی عبد شمس ولا لنبی نوفل من ذلك الخمس کما قسم لنبی ہاشم وبنی المطلب قال وکان ابو بکر یقسم الخمس نحو قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر ان یمکن یعطی قری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطیہم قال وکان عمر



بن الخطاب یطیہومنا و عثمان بعدہ مطبوعہ کانپور صلاۃ  
یعنی جبر بن مطعم سے روایت ہے کہ وہ اور عثمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کے پاس حاضر ہوئے کہ کلام کرین دربارہ خمس کے جو حضرت نے تقسیم کیا تھا  
بنی ہاشم اور بنی المطلب کو جبر بن مطعم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سے عرض کیا  
آئیے خمس سے ہمارے بنی المطلب کو دیا اور تمکو کچھ نہ دیا حالانکہ قرابت  
ہم لوگوں کی ایک ہے (کیونکہ حضرت ہاشم جا رہا تھا تھے)۔ ہاشم۔ مطلب۔ عبدالمطلب  
نوفل۔ حضرت ہاشم کی اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتمامی بنی ہاشم۔

اور عبدالمطلب سے عثمان وغیرہ اور نوفل کے جبر بن مطعم۔ ۱۷ اراقم) پس فرمایا حضرت نے  
بنی ہاشم اور بنی المطلب ہمیشہ ایک رہے جبر نے کہا کہ حضرت نے خمس سے حصہ نہ دیا  
بنی عبدالمطلب (جس میں حضرت عثمان تھے) نہ بنی نوفل کو (جس میں جبر تھے) اور تقسیم  
کیا بنی ہاشم و بنی المطلب کو۔

پھر جبر کہتے ہیں کہ ابو بکر تقسیم کرتے تھے مطابق تقسیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مگر قرابتندان  
رسول کو کچھ بھی نہ دیتے تھے جیسا کہ رسول دیا کرتے تھے۔ جبر کہتے ہیں اور عمر دیا کرتے  
تھے اون قرابتدون کو اوسی خمس سے اور بعد عمر کے عثمان بھی۔ انتہی

یہاں آپ فقہ فذک کو نہ خیال کیجیگا جسکے باریسین یہ حدیث بنا لی گئی کہ محنی  
معاشر الانبیاء لا نزلت ولا نوراٹ بلکہ عام قرابت رسول ہے جسکے باریسین  
خداوند عالم فرماتا ہے واعلموا انما عنتم من شیء فان لله خمسہ وللرسول  
ولذی القربی والیتامی والمساکین۔ یعنی خداوند عالم نے خمس کو باریسین  
پر تقسیم کیا ہے حصہ خدا۔ حصہ رسول۔ حصہ ذوی القربی۔ حصہ یتامی و مساکین  
اوسکے متعلق ابو بکر صاحب کی یہ کارروائی تھی کہ قرابتندان رسول ایک میں  
محروم نہ کیا تھا جسکا مطلب یہ ہوا کہ حکم صریح خداوند عالم و سنت رسول کو انہوں  
ایک دم منسوخ نہ کر دیا۔

فقہ فذک میں تو یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ ابو بکر صاحب خود رسول اللہ سے وہ حدیث

سن چلے تھے اس سبب سے مجبور تھے۔ مگر یہاں کیا ارشاد ہو گا کہ قرآن میں آج تک یہ حکم موجود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی کے مطابق عمل بھی تھا لیکن ابو بکر صاحب نے ایک دم محروم کر دیا اور برخلاف اوس کے عمر صاحب نے پھر وہ سلسلہ جاری کیا جس سے اس کا بھی گمان نہیں ہو سکتا کہ ابو بکر صاحب کو کوئی خاں حکم اسکے متعلق بھی ملا ہو اس لئے کہ کم سے کم عمر صاحب تو ضرور اوسکی تقلید کرتے۔ خداوند عالم نے صرف اسی آیت میں حصہ ذوی القربی نہیں قرار دیا۔ بلکہ دوسری آیت میں فرماتا ہے وات ذی القربی حقہ کہ ذوی القربی کو اونکا حق دیدو۔ جسکے مضمون تفسیری سے ہم یہاں نہیں بحث کرتے بلکہ ظاہری الفاظ قرآن پر توجہ دلاتے ہیں کہ کس طرح خدا نے حق ذوی القربی کے دینے کی تاکید کی۔ مگر خلیفہ اول نے مخالفت پاتے ہی اوس حق کو ایسا باطل کیا کہ کسی طرح قرابت مندان رسول کو اون کا حق نہ دیا۔

تیسری آیت میں تو خدا نے یہ بھی فرمایا قل لا اسئلكم علیہ اجر الا المودۃ فی القربی جس سے معلوم ہوا کہ مودت اہل قرنی کو خدا نے اجر رسالت قرار دیا ہے مگر اوس حکم کی اس طرح تعمیل کی گئی کہ رسول اللہ کے حضور میں آپ کی قرابت مندی غیر نافع اور بیکار شئی قرار دی گئی جیسے حضرت کو بار بار خطبہ کی پڑھا۔

یہی سبب ہے کہ صحیح مسلم میں ہے وكان لعلى من الناس جهة حياة فاطمة فلما توفيت استنكر علق وجوه الناس فالتبس مصاحبة ابی بکر ومبايعته ولو يكن بايع تلك الا شهرا جلد روضہ مطبوعہ دہلی یعنی زندگی جناب سیدہ سے ایک طرح کی آبرورہی حضرت علی کو جب حضرت فاطمہ نے انتقال کیا تو سب کے مودہ حضرت علی پچھرتے جس سے وہ مجبور ہوئے کہ ابو بکر سے صلح کریں۔

یہ روایت اچھی طرح بتا رہی ہے کہ عمر ابو بکر کی متفقہ کوششوں نے قرابت مندی رسول کو ایسا کمزور و بے اثر کر دیا تھا کہ جناب امیر سے شخص کو جسے بنائے اسلام میں

وہ خدمتیں کی تھیں کہ آج تک تو انچ اون کی شاہد ہیں۔ اگر کچھ قابل ترجمہ پایا تو صرف دو دو جناب سیدھے کیونکہ جناب سیدہ کی قربت رسول اللہ سے ایسی نہ تھی جس کا کسی طرح انکار کیا جاسکے۔

اگرچہ حضرت عمرؓ نے اسکے مٹانے میں بھی پوری کوشش کی تھی۔ مگر یہ فطری امر تھا جس کو وہ کسی طرح نہ مٹا سکے چنانچہ اسی کتاب الامامة والسياسة میں ہے۔

ووثقوا عمر بنی معہ جماعۃ حتی اتوا باب فاطمہ فذقوا الہاب فلما سمعوا لفظ

سمعت اصواتہم نادت باعلی وابن ابی قحافة۔ فلما سمعوا لفظ

صوتہا وبکاءہا انصرفوا باکین وکادت قلوبہم تنصدع و اکبادہم تنفطر وبقی عمر ومعہ قوم فاخرجوا علیہا فمضوا بہ

الی ابی بکر فقالوا لہ بائع فقال ابن ابی لہ ما فعل فمہ قالوا اذا واللہ الذی لا الہ الاہو بضرب عنقہا قال اذا اقتتلون عبد

اللہ واخار رسولہ قال اما عبد اللہ فتعیم واما اخو رسولہ فلا و ابوبکر ساکت لایتکلم فقال عمر الا تأمرنیہ بامرک

فقال لا اگر ہرہ علی شئی ما کانت فاطمۃ الی جنبہ۔ فلحق علی بقبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصیر ویبکی و

وینادی یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلونی

ص ۲۲

یعنی پھر کھڑے ہوئے اور گئے ایک جماعت کے ساتھ یہاں تک کہ داخل ہوئے خانہ سیدہ تک اور دن الباب کیا جب حضرت نے اون کی آواز سنی تو بچپن اور کہا

وایہ ہوا۔ ابن ابی قحافة۔ پس جب صحابہ نے آپ کی رونے اور آواز سنی تو روتے ہوئے پلٹ گئے درمیان لیکہ قریب تھا دل اون کے گھر ہو جائیں اور جگہ پر

پیش۔ مگر گھر کے رہے عمر اور اون کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ یہ نکالا حضرت علی کو اور لیکے ابوبکر کے پاس اور کہا کہ بیعت کرو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر یہ بیعت کریں تو تم کیا کر گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے جواب دیا قسم اوس خدا کی جس کے سوا

## عاشورائمبر

اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۱۲ میں ایک تحریر شائع ہو چکی ہے کہ یہ روز عاشورادہ روز غم اور یوم غفران ہے کہ حضرت موسیٰ کو نبص توریت حق سبحانہ تعالیٰ نے غم کرنا حکم دیا تھا۔ اس غم کو انبیائے سلف کرتے آئے ہیں جو کامل دلیل حقیقت اسلام ہے اس فضیلت ہمارے نبی کی بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ ان کے فرزند کے غم کرنا حکم پیغمبران اولوالعزم کو ہوا اگرچہ عیسائیوں نے جملہ بشارات مندرجہ توریت و انجیل وغیرہ کو حضرت عیسیٰؑ کی زبردستی متعلق کر دیا ہے۔ مگر اس غم عاشورا کو کسی طرح حضرت عیسیٰؑ سے متعلق نہیں کر سکتے۔ نصاریٰ کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے گھنگاروں کی بخشائش کیلئے صلیب اختیار کی لیکن اولاً ہر چار اناجیل میں واقعات صلیب اور تیسرے روز زندہ ہو کر اپنے مریدوں سے ملاقات کرنے کے بارے میں اس قدر اختلاف ہے کہ صلیب پانا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا اور آج تک بجز فرقہ نصاریٰ کے کسی دوسری قوم نے حضرت عیسیٰؑ کے صلیب پانے اور قبر سے جی اٹھنے کو تسلیم نہیں کیا ہے۔

دوسرے جو صورت اس واقعہ کی اناجیل میں مندرج ہے اس سے ہرگز گھنگاروں کی بخشائش کیلئے یارین کے قائم رکھنے کے لئے حضرت عیسیٰؑ کا مصلوب ہونا پایا نہیں جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کے معظوظ و نصلح کا کوئی مانع نہ تھا اور خود حضرت عیسیٰؑ بھی شریعت موسوی پر عمل کرنا حکم دیتے تھے اور اپنے بخوشی جام شہادت پینا گوارا نہیں کیا بلکہ اناجیل سے آپکا اضطراب اور جان بچنے کے لئے دعا کرنا ثابت ہوتا ہے چنانچہ انجیل لوقا باب ۲۲ میں ہے کہ آپ نے جناب باری سے دعا کی کہ (۲۲) اگر تو چاہے تو چھام مجھے دور کر دے لیکن میری مرضی نہیں پھر مرضی کے موافق ہو۔ (اس کہنی سے کہ میری مرضی نہیں صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی اپنی مرضی نہ تھی) (۲۳) اور آسمان سے ایک فرشتہ دکھائی دیا جو اس کو بزرور سنبھالے تھا (۲۴) اور آپ بڑے کرب میں زیادہ تر گڑگڑا کر دعا مانگتے تھے۔ اور آپ کا پسینہ لہو کے بوند کے

مانند ہو کر زمین پر گرنا تھا۔ حرفش بابائین ہے ”(۳۳) پطراور یاسس اور یوحنا کو اپنے ساتھ لیا اور گھبرا کر مغموم ہونے لگا (۳۴) اور اون سے کہا میری جان انتہائی غم سے مردہ ہوئی جاتی ہے۔ تلوگ پہاں ٹہیرا اور حفاظت کرو (۳۵) اور آپ تھوڑا گئے جا کر زمین پر گر پڑے اور دعا کی کہ اگر ممکن ہو تو یہ گھڑی مجھے مل جائے (۳۶) اور کہا یا ربنا یا ربنا ہر چیز تیرے امکان میں ہیں اس جام کو مجھ سے اٹھا لی تو یہی میری مرضی کے مطابق نہیں بلکہ اپنی مرضی کے مطابق اگر گنہگاروں کی۔

بخشائش حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے پر مختصر مرقی یا آپ راہ خدا میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہوتے تو شب صلیب کو قبل از گرفتاری ایسے ہی برگزیدہ اور عاشق خدا کی یہ حالت کہی نہ ہوتی۔ ممکن نہیں ہے کہ وہ حضرت اس کرب و مفقاری سے گڑگڑا کر دعا کریں اور اللہ رحم نہ کرے۔ ایسی حالت لکھنا اور اوپر دعویٰ صلیب کرنا صریح منقصت ارحم الراحمین اور حضرت عیسیٰ دونوں کی ہے۔ کیا وہ جناب معاوضہ مستجاب الدعوات بھی نہ تھے؟ بیشک اون کی دعا قبول ہوئی اور جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے قبل صلیب آسمان پر اڑھائے گئے۔ اور جس روز حضرت عیسیٰ کا صلیب یا نابیان کیا جاتا ہے اوس روز کو جناب باری سے نہ یوم غفران کہا ہے اور نہ یوم انکسار حکم دیا ہے اگر واقعی حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے پر گنہگاروں کی بخشائش منحصر ہوئی اور واقعی حضرت عیسیٰ مصلوب ہوتے تو صرف و جناب باری اوس دن کو بھی تورات میں یوم غفران اور یوم غم قرار دیتا۔

یوم غم و یوم غفران صریح اوی فدیہ سے متعلق ہے کہ جو بروز عاشور از میں راریہ پر شہید ہوا ہے۔ جہاں حضرت ابراہیم حضرت اسمعیل کو جسکی نسل سے پیغمبر اسلام ہیں راہ خدا میں قربانی کے واسطے لائے گئے اور یہ فدیہ ایک امیر و نبین بارہ امیرون سے ہے جسکا وعدہ جناب باری نے اپنے خلیل ابراہیم سے فرمایا تھا اور جسکی نسل جیسا کہ جناب باری نے بشارت دی تھی آج دنیا میں مثل ستاروں کے پھیلی ہوئی ہے۔ یہ وہ فدیہ ہے کہ جسے جنات و ملائک کی مدد بھی بروز عاشور قبول نہ کی۔ اسی عاشور

کی نسبت رسولؐ نے اپنی حیات میں بارہا حکم دیا کہ تلوک بھی عاشورہ کو نہیں بہا کر رہا کی  
موتی کی پیروی کرو۔ اوس بنی کے برحق ہونے میں کیا کلام ہے جسے پچاس برس قبل فرمایا  
تھا حسینؑ مہنی وانا من المحسین اور قرآن میں ہی جو اوس بنی پر نازل ہوا  
تھا اسی فرج عظیم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے بلکہ اوس فدیہ کے مقتل کی مٹی تک جبریل  
نے پچاس برس پیشہ لاکر رسولؐ کو دی آپ اوسکو دکھ کر روئے اور اوس مٹی کو ایک  
شیشہ میں رکھ کر اپنی زوجہ حضرت ام سلمہؓ کے سپرد فرمائی کہ وہی مٹی بروز عاشورا بعد  
قتل امام حسینؑ خون تازہ ہو کر جوش مارنے لگی۔ یہ حسینؑ ہی ہیں کہ جنہوں نے خود غرق  
خون ہو کر دین کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچا لیا اور حق و باطل کا ابدال آباد کے لئے فیصلہ  
کر دیا اور اوس نخل دین کو جسے اونکے جدا مجد غضب فرمائے تھے اپنے خون سے ایسا  
سینچا کہ اب باقیام قیامت مرجھا بیٹا لانا نہیں ہے۔ واسے ہو اونکو کون پر جو دعویٰ  
اسلام کرتے ہیں اور اس یوم غم و ذریعہ غفران کو مٹانا چاہتے ہیں اور تفریہ داری  
حسینؑ سے مانع ہوتے ہیں۔ تفریہ داری حسینؑ کرنا کیا ہے۔ اشهد ان لا الہ الا  
اللہ و اشهد محمدؐ رسول اللہؐ کو جو مسلمان زبان سے کہتے ہیں بقول حواریوں  
حضرت عیسیٰؑ اپنے ایمان و اعتقاد کو اپنے اعمال سے دکھانا ہے۔

صحیح ترمذی میں ہے عن یعلیٰ بن مرہ قال قال رسول اللہ صلعہ  
حسین مہنی وانا من المحسین احب اللہ من احب حسینا جو آج سے  
تیرہ سو برس قبل حضرت نے اپنی حیات میں فرمایا تھا جسکا بت ثبوت آج بھی دنیا میں  
موجود ہے کیونکہ جہان تک دیکھنے میں آتا ہے جب ہر جانب سے انسان مجبور ہوتا ہے اور  
دیکھتا ہے کہ لوگوں کی تفریہ داری کی نذر کرنے سے حاجتیں برآتی ہیں تو وہ ہی پکارتا  
ہے کہ یا اللہ اگر ہماری حاجت برآئے ہمارا مرض اچھا ہو جائے یا ہم صاحب اولاد  
ہوں تو ہم تیرے رسولؐ کے نواسہ کی تفریہ داری کرنے کی حاجت برآتی ہے  
تو وہ سمجھتا ہے کہ بیشک کوئی خدا ایسا ہے کہ اپنے رسولؐ کے نواسہ کی تفریہ داری  
محبوب ہے۔ شاید لاکھ میں ہزار ایسے بندے ہوں جو بغیر ایسی نذر کے تفریہ داری کرتے

ہوں جس سے سمجھنا چاہئے کہ کتنے لوگوں کی اس تقریر داری کی وجہ سے حاجتیں برائی  
ہیں اور کتنے لوگوں کو اللہ نے آفتوں سے نجات بخشی جو ان کتنوں نے اس تقریر کی وجہ  
سے اللہ کو پہچانا ہے۔ کیا انصاری کوئی ایسی نظیر حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی دکھا سکتے  
ہیں۔ اس تقریر کے ذریعہ سے کرامات کا ظہور آج بھی اسی طرح ہوتا ہے جیسا کہ عہد رسول  
میں بنی مالک بن صفیہ اور ابولبابہ بن ابوالمنذر یہودی کے معجزہ طلب کرنے پر حضرت  
عمرؓ کے حکم سے فرس اور کوڑے نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور  
محمدؐ اس کا رسول ہے۔ آج یہ تقریر غیبت رسول اللہ میں اسی طرح اللہ کے وجود اور  
رسول کے برحق ہونے کی خود شہادت دے رہا ہے اور لوگوں سے دلوں میں رہا ہے اور حق و  
باطل کا فیصلہ کر رہا ہے۔ حقائق کے لئے لا الہ الاست حسین۔

اس تقریر داری کو بند کرنا عوام الناس پر معرفت خدا کی راہ کا بند کرنا ہے۔ انصاری  
کیجئے تقریر داری کی نذر کر کے اللہ سے حاجت طلب کرنا خدا پرستی ہی ثابت پرستی۔  
کون نہیں جانتا ہے کہ تقریر کا غذا اور لکڑی کا اپنے ہاتھوں بنانا ہے۔ پھر اس کو کون  
معبود اپنا سمجھ سکتا ہے یا اس کو سجدہ کر سکتا ہے۔

ہاں یہ شبہ ہے اوس روضہ مقدس کی جس میں رسول اللہؐ کا وہ فرزند ولید  
مدفون ہے جس نے محض دین خدا کے زندہ کرنے کی جان کو نثار کیا ہے۔ اپنے جد امجد کی  
امت کو گمراہی سے بچایا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے خدا کی توحید قائم کرنے میں جان فی  
اد مرتے دم تک اوس توحید کو قائم کیا کچھ کیونکر ممکن ہے اس تقریر داری سے بت پرستی  
جو۔

یہ تقریر ٹھکانا ہے کہ حسبِ طرح ہلکے بھگوتھارے ہاتھوں نے لکڑیوں اور کاغذ سے بنایا اسی  
طرح مسجد بنی پیٹھی۔ اینٹ۔ لکڑی وغیرہ سے بنائی لیکن۔ اسی طرح خانہ کعبہ بھی  
نشت اور چونہ وغیرہ سے انسان ہی نے بنایا ہے اور میں خدا مثل انسان کے بود  
دبائش نہیں کرتا ہے۔ پھر اسود کیا ہے بقول عمر ابن خطابؓ ایک تہہ ہے چونکہ رسولؐ اس کو  
اسود دیتے تھے اس لئے یہ بھی اسود دیتے تھے۔ جیسے آریہ لوگ سہاؤ کو توبت پرست کہتے ہیں

کہ وہ حجرِ اسود کا بوسہ لیتے ہیں تو کہا مسلمان لوگ حجرِ اسود کا بوسہ چہرہ زد نہ کیجئے۔ ورنہ کوئی مسجد کو بوجھا ہے نہ خانہ کعبہ کو نہ حجرِ اسود کو مگر چونکہ یہ چیزیں خدا سے منسوب ہیں انکی تعظیم کی جاتی ہے۔ ومن یعظم حرمت اللہ - علیٰ ہذا روضہ جناب رسول خدا بھی حشتِ چوہ نہ وغیرہ سے بنا ہوا ہے۔ قبر شریف کے گرد تو سیسے کی دیواریں زمین سے چھت تک ہے۔ قبر تک تو کوئی پہنچتا نہیں اسی صریح کی زیارت اور تعظیم کرتے ہیں اور بوسہ دیتے ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی اور دوسری حدیث میں ہے من زارنی بعد موتی حکاھا زارنی فی حیاتی۔ پس قول رسول حسین منی وانا من الحسین کو پیش نظر رکھ کر حسین کے صریح کی زیارت و تعظیم کو وہی برا سمجھنا جو رسول کی صریح مبارک اور روضہ مقدسہ کی زیارت و تعظیم کو برا جانتا ہے۔ (بابی اوسکو بھی - ام جانتے ہیں اڈیٹر)

کفایۃ الشیعی وکنزل العمال وغیرہ سے ثابت ہے کہ عوام الناس کو اپنے والدین کی قبر کا نشان بنا کر بوسہ دینا حکمِ رسول جائز ہے تب حضرت امام حسین کی صریح مبارک کی شبیہ بنا کر اوسکو بوسہ دینا اور تعظیم کرنا اہل اسلام کے لئے ضرورہ بدرجہا اولیٰ ہے۔ دیکھو حضرت عائشہ کی محل ہر سال مصر سے بنا کر مکہ معظمہ من لائی جاتی ہے نہ وہ خود موجود ہیں نہ انکی اصلی محل ہے محض نقل ہے مگر اوسے منسوب ہونے کی وجہ سے کس قدر اوسکی تعظیم و تکریم کی جاتی ہے۔ بلکہ خطبے نے تو ابو حنیفہ کا قول یہاں تک لکھا ہے کہ قال لو ان رجلا عبد هذه النعل یتقرب بہ الی اللہ تعالیٰ لم اری بہ الا اللہ باسما (یعنی ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص پرستش کرے اس جوتہ کی واسطے تقربِ خدا تعالیٰ کے تو ہم اس میں کوئی برائی نہیں دیکھتے ہیں) شرم چاہئے ان لوگوں کو جو باوجود رسول کی اسلام جوتہ پرستی کریں اور بوجہ عنادِ فرزندِ رسول کی عزت سے مانع ہوں حالانکہ وہ اپنے دیکھتے ہیں کہ یہ وہ غم ہے جسکو خود خدا محبوب رکھتا ہے اور ترقی



دیر ہوا ہے۔ یہ وہ غم ہے جس کو حکیم خدا انبیائے سلف کرتے آئے ہیں۔ یہ وہ غم ہے کہ  
 کہ بروز عاشور بعد اقل امام حسین حضرت ام سلمہ نے رسول خدا کو خواب میں اس  
 غم میں گرد آلودہ خاک بسر کر بلا سے آئے دیکھا تھا۔ یہ وہ غم ہے کہ اکثر ملائکہ رسول  
 کے پاس اس غم میں غزائری کیلئے آتے تھے۔ عن عائشہ ان النبی صلیع  
 قال اخبرنی جبریل ان انبی الحسن یقتل بارض طف وجاء  
 بهنذا التربة واخبرنی ان فیہا مضجعہ رواہ ابن سعد و  
 طبرانی (ابن سعد اور طبرانی ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ  
 فرمایا جبریل نے کہ جبریل نے مجھے خبر دی کہ میرا فرزند حسین زمین گرم پر قتل کیا جائے گا  
 اور یہ مٹی مجھے لاکر دکھائی ہے جس میں اوسکی قبر ہوگی) عن ام سلمہ قالت  
 قال رسول اللہ صلیع دخل علی الیوم ملک ولید دخل علی قہلا  
 فقال لی ان ابنک ہذا احسینا مقتول وان شدت اربابک  
 من تریۃ ارض التي یقتل فیہا فاخرج تریۃ حمراء رواہ احمد۔  
 (احمد بن حنبل ام المومنین ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جبریل نے کہ آج میرے  
 پاس ایک فرشتہ آیا جو اس کے قبل کبھی نہیں آیا تھا اور اس نے کہا کہ آپ کا یہ فرزند  
 حسین قتل کیا جائیگا اگر آپ چاہیں تو جس زمین پر وہ قتل ہونے اوسکی مٹی  
 آکھو دیکھا دوں پس سرخ مٹی نکال کر مجھے دی) اور بھی بہت سے طریقوں سے  
 ملائکہ کا رسول کے پاس اس غم میں غزائری کے لئے آنا اور رسول کا خاک  
 تربت حسین دیکھ کر رونا بہتی اور شعبی سے منقول ہے۔ اور ابو نعیم وغیرہ  
 اصبح بن بشار سے روایت کرتے ہیں قال اتینا مع علی موضع قبر  
 المحسین فقال ہہنا مناخ رکابہم وہہنا موضع رحالہم وہہنا  
 مہلک دماکھم فمنا من آل محمد صلیع ہذہ العرصۃ بتکی علیہم  
 السماء والارض۔ (یعنی کہا اصبح بن بشار نے کہ ہلوگ حضرت علی کے ساتھ  
 موضع قبر امام حسین پر پہنچے تو حضرت علی نے فرمایا کہ یہ اوتلوگوں کے گہوڑوں

اور اونٹوں کے اوترنے کی جگہ ہے یہ اونکے اسباب کی جگہ ہے یہ اونکے خون بہنے کی جگہ ہے ایک گروہ آل محمد کا اس میدان میں شہید ہوگا اوپر آسمان وزمین (روئینگے) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحشر ابنتی فاطمہ معها ثیاب مصبوغة بالدم فتعلق بقائمة من قوائم العرش (دہلی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول خداؐ نے کہ قیامت کے دن میری دختر فاطمہؑ کپڑہ خون آلودہ حسینؑ کا لیکر قائمہ عرش کو گرہ فریاد کریگی۔ اللہ اکبر یہ کیسا غم ہے کہ تمام انبیاء سلف روئے۔ کیا حال ہوا ہوگا رسولؐ کا جب جب فرشتے آئے ہونگے اور خاک تربت حسینؑ دکھایا ہوگا۔ آہ آہ کیا گذر اقلب شیر خدا پر جب کہ اوس زمین پر پہنچے تو اوس زمین کے ہر ہر ٹکڑہ کو اپنے اصحاب کے نشان دیکر نام بنام علیؑ و علیہؑ دکھایا دیکھو یہ میرے فرزند ظلوا کے مرکبوں کی جگہ ہے یہ اوسکے اسباب کی جگہ ہے یہ اوسکے خون بہنے کی جگہ ہے۔ حضرت کا ایک ایک جگہ کور اسطرح بتانا کس قدر حضرت کے کرب و دل کی خبر دیتا ہے اوسوقت حاضرین کا کیا حال ہوا ہوگا حضرت نے وہاں گہوڑوں کے بندھنے کی جگہ دکھایا کہ اوس واقعہ کی تصویر کھینچی تھی یہاں مومنین ذوالجناح بنا کر اوس واقعہ کو یاد دلاتے ہیں۔ وہاں حضرت اسباب کی جگہ بنا کر خود محزون ہوئے اور یہ حضار کو محزون کیا یہاں مومنین وہی اسباب علم و مشک کو دکھایا اور دکھایا کرتے پیٹے تھیں وہاں حضرت نے خون بہنے کی جگہ جیسر لاش مظلوم بہہ نہ پڑی رہی دکھایا تھا یہاں مومنین اوس مظلوم کا تابوت بنا کر اوٹھاتے ہیں اسباب ہی زیادہ باعث ہجیان ہوتے ہیں جناب باری عالم الغیبؑ جناب شہیدہ کا قائمہ عرش کو پکڑتے تھے ہونا کافی تھا مگر نہیں وہ مظلوم بھی اپنے فرزند کا خون آلودہ پیراہن ہمراہ لئے جائینگے اور پروردگار کو دکھائیگی پس مٹی کا لانا۔ تقریبہ و علم رکھنا۔ ذوالجناح نکالنا۔ تابوت اوٹھانا یا جس قدر سامان عزائمومنین کہتے ہیں یہ سب تاسی فعل جیسر لیل۔ فعل رسول مفضل

علیٰ مرتضیٰ وفضل فاطمہ زہرا کی ہے اس عزاداری کی ہر ایک شئی قابلِ قدر ہے۔  
 فرق یہ ہے کہ جو اسباب اور حضرات کے وقت میں بھیج ہوئے تھے یا بروزی قیامت ہوئے  
 وہ جلوگ کے پاس موجود نہیں ہے لیکن ہمارے ان اسباب کا بھی مقصود وہی یاد دہی  
 ہے جو اونکا مقصود تھا اور بروزی قیامت ہوگا۔ پہلے مذکور ہوا کہ حضرت علیؑ نے قبل  
 از وقوعِ خبر دیا تھا کہ اس مصیبت پر آسمان وزمین روٹینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا احمد  
 بن حنبل وغیرہ لکھتے ہیں کہ قبل امام حسینؑ پر آسمان وزمین گریاں ہوئے آفتاب میں  
 آہن لگا رہا تین دن تک دینا ایسی تیر و تار یک رہی کہ دلوں تارے نظر آنے لگے شام میں  
 جس پتھر کو اٹھاتے تھے اس کے نیچے خون تازہ جوش مارتا تھا کیا یہ باتیں تاو فیکہ خدا کو  
 حسین کی عزاداری محبوب نہ ہو ہو سکتی نہیں ؟ قوم فرعون کے خرق ہونے پر جناب  
 باری فرماتا ہے خدا بلکت علیہم السماء و الارض جس سے صاف ظاہر ہے کہ آسمان  
 وزمین ایسے لوگوں پر نہیں روٹتے ہیں لیکن برگزیدگانِ خدا کے غم میں روٹتے ہیں ورنہ  
 جناب باری ایسا نہ فرماتا پس اگر کوئی مظلوم ایسا ہے کہ جیسر آسمان وزمین روٹے ہیں  
 تو حسین سے زیادہ مظلوم دنیا میں کوئی نہیں گذرا۔ پھر حریف ہے کہ آسمان وزمین تو  
 اس مظلوم پر روئیں اور ہم انسان ہو کر نہ روئیں حضرت امیرِ ایمان ابوالابینا کا حضرت  
 سارا پر مشیہ پڑھنا اور نوحہ کرنا حضرت موسیٰ کا حضرت یونسؑ پر دونا بنی اسرائیل کا حضرت  
 یوشع کے ساتھ حضرت موسیٰ کی عزاداری کرنا حضرت داؤد کا ساؤل پر مشیہ پڑھنا اور اس کے  
 سر کا کچ اور بازو بند دیکھ کر دونا حضرت یعقوب کا قمیض یوسفؑ خون آلودہ دیکھ کر دونا۔  
 حضرت ایسح کا حضرت زلیا کی چادر دیکھ کر دونا سید المرسلین خاتم النبیین کا تربت خاک میں  
 دیکھ کر دونا اور اپنے فرزند ابراہیمؑ پر گریہ و بکا کرنا نقشِ حضرت حمزہؑ پر نوحہ و صیغہ کرنا اور سقارہ  
 سینا اور جناب سیدہ کا اذان میں بعد رسولؐ اپنے پدر بزرگوار کا نام سکر فوطہ کرید و بکا سحر  
 کر جانا اور صغار مسجد میں کہہ ام پڑ جانا جیسا سیدہ کی مفارقت رسولؐ میں جو حالت تھی اس کے  
 لکھنے کی کسے تاب ہے بعد دفن رسولؐ جب وہ معصومہ قبرِ اطہر پر گئیں تو قبر کی مٹی اوٹھا کر اپنی آنکھوں  
 پر رکھتی تھیں اور روتی تھیں اور یہ مشیہ پڑھتی تھیں سے ما اذا علی من شئ تمہم

ان لایفہ نزی الزمان غوالیا۔ صہبت علی مصائب لو اھا عصبہت  
 علی الایام صون لبالیہا۔ اور ہر شخص نے الہیت و صحابہ عظام سے آنحضرت کے غم میں  
 مرانی نظم کئے بعض روئے روئے نابینا ہو گئے بعضوں نے ترک وطن کیا بخیرہ تو انسان تھے  
 آنحضرت کی سواری کے فرس اور ناقہ نے بھی اس غم میں جان دیدی۔ ابو بکر کا کہنا کہ جسکو  
 روٹا آئے وہ روئے ورنہ بچکھ صورت روئے والے کی بنائے اوپر مذکور ہو چکا۔ اور بعد  
 وفات جناب رسول خدا جب عمر اپنے زمانہ خلافت میں شلم گئے ہیں اور بلال نے اذان  
 دی تو زمانہ رسول یاد آگیا خود عمر اور اوں کے ساتھی اس قدر روئے کہ اوس روز سے ہم کلمہ  
 کبھی نہ روئے تھے تمام روز ایک کھرام پٹا رہا اور چہرہ مہینہ کے بعد جب بلال مدینہ میں آئے  
 ہیں اور اذان دی ہے تو شور گریہ سے تمام مدینہ میں زلزلہ پڑ گیا اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا  
 آج ہی رسول نے وفات کی۔ اور عمر بن خطاب نے تو عروہ فقہی کی شہادت پر جو در مشہور پڑھا  
 تھا اور متم بن نویرہ نے جو اپنے بہائی مالک کے حال میں مرثیہ کہا تھا او سکو ٹپوہوا کر سنا  
 کرتے تھے کہ اگر او کو مرثیہ کہنا آتا تو وہ بھی اپنے بہائی زید بن خطاب کا مرثیہ کہتے اور  
 عمر برابر کہا کرتے تھے کہ جیسو متم نے میری تعزیت کی ویسی کسی نے نہیں کی۔ اویسی  
 زمانہ میں ایک اور بڑی مرثیہ گوشتا تھی عمر نے او سکو کعبہ میں روئے اور جھٹے دیکھا  
 پاس جا کر تعزیت کی اور اوسکے چار بیٹے جو مارے گئے اوں کی تحوا میں او سکے نام  
 نام جاری کیں (دیکھو الفاروق مولوی شبلی) اور ابن الحدید جزو دوم شرح  
 بیج الملاء میں تاریخ طبری سے نقل کرتے ہیں کہ لماعات عمر بگتہ النساء فقالت  
 احدی نواد باسوا حزننا علی عمر حزن النثر حتی ملأوا الشر وقال ابنتہ  
 ابی حاتم و اعمر اہ اقام الاود و ابراء الحمد اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے  
 کہ عمر کے مرنے پر اونکی عورتیں روئیں کوئی و احزننا کہتی تھی کوئی و احمرہ کہتی تھی اور  
 اس قدر آواز اوں کی ستومات کی بلند تھی کہ ہر شخص فقط بلقا ایک ایک کی آواز  
 نوہ و بکا کو سنتا تھا۔ صاحب مدارج النبوة لکھتے ہیں ہ چون عائشہ نقل کرد فریاد از  
 خانہ وے برآمد ام سلمہ کنیز کی خود را فرستاد آواز دے خبرے گیرد کنیزک باز آمد و خبر

وقت رسانید وہ مسلح صفی اللہ عتہا گریان شد

المغرم حضرت ابراہیم ابو الانبیاء سے تمام الانبیاء والہبیت طاہرین و اصحاب  
وامہات المؤمنین فرود فرما دیا گیا کہ سب نے قریش پر ہا ہے تو یہ کیا ہے روئے بہن تب  
اسے مسلمانوں کو بھی لازم ہے کہ اس ظلم پر کسی شان میں رسول نے حسین  
صفی و انصاف و محبت و لطف و دلف و دلف دہی فرمایا ہے جو شرط پر  
تین دن کا ہو کہ یا یہ شہید ہو جائے گا یا شہید ہو جائے گا یا شہید ہو جائے گا  
رواد و اسکی عزاداری کو ترقی دے کہ یہ بہت بڑی عظیمیہ اسلام کے حق ہو گیا ہے  
و بچھوٹیں کے ایک ایک بچے نے اس دین کی حقیقت پوری طرح ثابت کر دیا ہے چنانچہ  
جب ابن زیاد نے حضرت مسیح کو بوجھ لگو کو ذہین گرفتار کر لیا اور عمارت اور یتیموں کو قتل  
کرانے لے دیا کہ سب بے لگیا تو اون بچوں نے بھی آخر وقت میں اپنے قاتل سے صرف  
دور کعت نماز کی مہلت مانگی ان بچوں نے اس فعل کو جو موجود حقیقی اور حقیقت اسلام  
کو کیسے واضح کر دیا یا یہ اس مصیبت پر رونوا اور رانکا دوست رکھنے والا کیونکر  
نہ بچنا جا سکا۔

انصاری کا دعویٰ ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ گنہگاروں کے لئے مصلوب ہوئے اسلئے اول کو  
اپنی نجات کا ذوق ہے اور دیگر مذاہب میں کوئی ایسا ذریعہ و ثوق کا نہیں ہے لیکن جیسا  
واضح طور پر امام حسین اور ان کے بہرے کتبہ کی شہادت راہ خدا میں ہوئی ہے اس طرح  
حضرت عیسیٰ کا مصلوب ہونا ہرگز ثابت نہیں کر سکتے ہیں چنانچہ حضرت عیسیٰ کے مصلوب  
ہونے کی تردید خود انجیل سے اوپر کی جا چکی ہے تب حسین سے بڑھ کر کون دوسرا ذریعہ قابل  
و ثوق نجات کا ہو سکتا ہے۔

تقریر کی مثال بالکل تابوت سکینہ کی ہے جسے حضرت داؤد کجوش اور دلولاء  
کس شان شوکت سے بنی اسرائیل کے ساتھ لیکر گئے تھے۔ اوسیں کیا تھا وہ بھی سوتا۔  
چاندی پیتل فیلدندان چوب مندر و آئینوس وغیرہ کا بنا ہوا تھا۔ مسلمانوں کو غر  
فنا کرنا چاہئے کہ آج اوی و جد اور اوسی دلولاء اور شان شوکت سے ہونے کے

کے نواسہ کا تقریباً تین سو دو سو ایک سو تین سال کا سن ہو گا اور دوسرا حسین کا سن ہو گا  
 رنگ بیاٹے ہیں جو حسن و حسین و حسین کہ کیا تم کو نے ہوئے لوگ سرو پر لجا تے ہیں  
 جیسا کہ وہ تاجوت سکینہ معرفت خدا کیلئے بنا دیا ہی یہ تقریباً معرفت خدا کیلئے ہے۔  
 اسکی قدر کر دو اور ترقی دو درجہ پچتاؤ گے صما علینا الا البلاغ۔  
 احقر العباد سید ظالم قاسم عفی عنہ

## ایک اسلامی مدرسہ اور نئی شیعہ تعلقا

ایک گورنمنٹ ہائی اسکول دہلی میں مسلمانوں کی کبلی درس گاہ ہے جو محمد سلاطین علیہ السلام کی ایک اولاد  
 ایک نیت مخیر رئیس دہلی اعلیٰ نواب احمد الدولہ میر فضل علی خان بہادر سہراب جنگم حرم  
 کی یادگار اور فیاضی طبع کا نتیجہ ہے۔ اسلام کی شان اس امر کی مقتضی ہے کہ عشرہ محرم میں  
 مدرسہ بند رہے چنانچہ صوفیت و اس مدرسے کی بنیاد پڑی ہے آج تک بلوچس میں جسٹس  
 حرم کی تعلیم ہو رہی ہے۔ گزشتہ سال مثل مدارس و فائزہ کاری صرف تین چار روز  
 چھٹی ہوئی جس کی دور دراز اور وحشی طور پر حضرات اہل تشیع کو جو واقف کے ہم مذہب  
 بہت صدمہ پہونچا۔ واقف شیعہ المذہب کی وسیع ایجنڈا کیلئے ہے کہ اس وقف کوئی شیعہ  
 برابر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور سنی المذہب تقفین مدرسہ کی تنگ دینا کی کو دیکھے کہ اس  
 حرم کی روح کا اتنا بھی پاس و کاظ نہیں کرتے کہ حرم میں دس دن مدرسہ بند رہیں۔  
 باوجود شیعوں نمبران کی مخالفت کے بغیر اس کے جنرل ٹینک منیجنگ کمیٹی مدرسہ  
 انعقاد ہو۔ سرکاری اور پبلک مدرسہ جو دوسری المذہب ہیں۔ خلافت دستور سابق مدرسہ  
 جاری رکھتے ہیں۔ اس بدعت و جدت کی وجہ کیا مقول ہے کہ چونکہ اسی مہینے میں آل  
 انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ دہلی میں ہو گا اور مدرسے کا مکان مہمان لیگ کی فوری  
 قرار پائیگا۔ اور ان ایام میں مدرسہ بند نہ پڑیگا۔ لہذا حرم میں پورے عشرہ کی  
 چھٹی نہیں دی جاسکتی۔ اور مسلم لیگ کے دنوں میں مدرسہ بند رہنے کی کسر کا  
 تعطیلات محرم میں کی کہ جب کیا جائیگا۔ شیعہ طلباء کے وادیا کرنے پر پبلک مدرسہ اسباب

فرماتے ہیں کہ اچھا تمہیں چھی !! اچونکہ امتحان انٹرنس قریب پہنچا ہوا ہے کرتے ہیں کہ  
 ہمارا بیچ ہوگا۔ آپ ان دنوں میں آگے نہ بڑھائیں (کورس تک پوری نہیں ہوئی)  
 جواب ملتا ہے کہ اگر ٹیڑھی کا خیال ہے تو حاضر ہو۔ ہم مجبور ہیں۔ زیادہ تقریر نہیں کر سکتے  
 صاحب فرماتے ہیں کہ مدرسہ اب گورنمنٹی ہو گیا ہے۔ گورنمنٹ بھی امداد دیتی ہے۔ ہم معزہ  
 سٹیڈ ماسٹر صاحب سوال کرتے ہیں کہ مدرسہ اسی سال گورنمنٹی ہوا ہے یا اگلی سال سے۔  
 اگر کئی سال سے تو کیوں اب تک عشرہ محرم کی تعطیل ہوتی رہی۔ اور جب بقول آپ کے  
 مدرسہ گورنمنٹی ہے تو کیوں اس میں بڑا فائدہ مدارس سرکاری گذرانی ڈسے۔ ہونی۔ دیوالی  
 دسہرہ وغیرہ کی تعطیلات نہیں دی جاتیں۔ کیا سٹیڈ ماسٹر صاحب بعض مواسم وغیرہ کی تعطیلات  
 بھی جو گزشتہ جو لیڈر نہیں ہیں یا کوئی خاص آؤر گورنمنٹ کی تعطیلات محرم ہی کے بارے میں  
 بتایا ہے کہ ان میں خلافت معمول سالہائے گزشتہ کی کر دی جائے۔ اور پہر ایک زبردست سوال پیدا  
 ہوتا ہے کہ اگر اسکول گورنمنٹی ہے تو کیا مسلم لیگ کو جو ایک پولیٹیکل باڈی ہے اسکے کان دیا  
 جاسکتا ہے یا صرف تعطیلات محرم میں کیے کے فرقہ شیعہ کے آؤر وہ کرنے لگے گورنمنٹی ہوا  
 ہے حالانکہ مدارس سرکاری و امدادی کے شاف و سٹوڈنٹ کمیونٹی کو پولیٹیکل جلسوں کی  
 کس قدر رنجش لگتی ہے۔ لاہور کی کانگریس میں ظاہر کیا گیا کہ طلباء جو سالہائے گزشتہ میں  
 والیڈیشن تھے۔ قواعد جدید کی وجہ سے اس سال پارٹ نہیں لے سکے۔ افسوس! سنی شیعہ  
 کے جھگڑے کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آتے۔ اور ہر سال محرم میں تو مظلوم شیعہ ضرور تہوڑا  
 بہت ستائے جاتے ہیں۔ فرقہ شیعہ کو یہ صدمہ سکرٹری اور سٹیڈ ماسٹر کے سنی المذہب  
 جو سنی وہ سنی ہو چکا ہے۔ کیا مسلم لیگ کا جلسہ دہلی میں شیعوں کو رُک پہنچانے کے لیے امانا ہے  
 کیا اتفاق و اتفاقاً صدامین جو کہ ہوائی میں کوئی نہیں ہیں اور کیا یہی مطلب ہے کہ ایک  
 فرقہ کے جذبات دوسری کو شکست دیا جائے۔ کہاں گئے سرسید اور شرمخو و جنوں نے مسلم  
 محرم کی چھٹیاں دلوائیں !! کیا اولڈ ماسٹر ایسوسی ایشن کے قیام کے ساتھ جسکا  
 اقتدائی جلسہ لیام کرسمس میں ہوا ہے۔ سنی شیعہ کھیرانے قیغے چھڑ کر اس مدرسہ میں نہ  
 جھگڑوں کے چھڑنے کا منگنا دیا دیا گیا ہے۔ نیا وہ تیرا افسوس اس امر کا ہے کہ میں

اُس زمانے جبکہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس ماہور سے محرم کی دس چھٹیاں اور چہلم کی بھی چھٹی مانگ رہی ہو، علیٰ وجہ جنہیں مسئلہ برکاتِ مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ ہونا لایا ہے۔ ایک اسلامی مدرسہ میں جسکا واقعہ شیعہ ہر انہیں تعطیلات میں کمی کی جاتی ہے۔ ہم نہایت دباؤ کو رینٹ پنجاب کی توجہ اس طرف مبذول کرتے ہیں کہ جہاں پہنچ کر کمی میں نصف سنی اور نصف شیعہ ممبر قرار کے ہر جنرل ٹینک میں صاحبِ پٹی کشتہ زیادہ وضع دہلی کا پریسڈنٹ ہونا باہر صوبہ فیصلہ نصف فائدہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ وہاں اس مدرسے کا ہیڈ ماسٹر بھی لازمی طور پر عیسائی مقرر کیا جائے۔ اور سیکنڈ و تھرڈ ماسٹر ایک سنی ہو ایک شیعہ تاکہ آئندہ کسی فریق کو شکایت کا موقع نہ ملے۔ اور سکریٹری ہر سال تبدیل ہو کرے۔ ایک سال سنی ممبران میں ہو اور ایک سال شیعہ ممبران میں ہو سکریٹری منتخب ہو۔ اس انتظام سے یقیناً کمزور پائی کو نقصان نہ پہنچے گا۔ یا کم از کم وجہ شکایت نہ پیدا ہوگی۔ اسی مدرسے کی وسیع اور عالیشان شاہی مکان میں جان سرسید کی عمر کے آخری زمانے میں ایک رتہ ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ جلسہ ہوا تھا۔

ایک مسجد بھی ہے جس میں شیعہ طلباء کو اذان دینے کی ممانعت کی جاتی ہے۔ اسکی وجہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا شیعوں کی اذان اذان نہیں ہے؟ اور جب وہ اس مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں تو اذان دینے کا حق اونسے کیوں چھینا جاتا ہے؟ اگر وہ نوافل اس میں اوقات مختلفہ میں اپنی اپنی نماز جماعت سے باخبر ہوں اور اذان دین تو اسلام کا کونسا مسئلہ گرجا بیگا یا مسلم لیگ کی پالیسی میں کونسا رخنہ عظیم واقع ہو گا۔ کیا اتفاق و اتحاد کے یہ معنی ہیں کہ کمزور فریق کا کلا گھونٹا جائے۔ اور اُسکے حقوق جائز کا خون ناحق کیا جائے۔ دیکھو سرسید کی پالیسی علیحدہ کالج میں اور پیروی کرو۔

آخر میں ہم ولی تاسف کیساتھ اسکو ظاہر کر رہے ہیں کہ کتنے کتنے تعطیلات محرم کم کر دیے گئے۔ اسکا ہی لحاظ نہ کیا کہ ولی انکا وہابیت کا مندرجہ اور ایٹھویک سکول کی لائبریری و ریڈنگ روم میں کمزور ن گزرت طلباء کے مطالعہ کیلئے ضروری و مفید سمجھ کر ضرور منگوانا چاہئے اسکے لئے ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ ہمیں امید ہے کہ صلح کل معزدار اکیس کمیٹی استقامی مدرسہ مذکور آئندہ ضرور ان امور کا غور فرمائے۔ اور شک و شبہ کا کوئی پہلو نکلنے نہ دے۔ ہم معزدار اکیس



مسلم لیگ کی خدمت میں بھی یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکے کہ جس پر آپ منشی کلکتہ کیس سے علیحدہ ہوئے ہیں شیعوں کو موقع دیکھ کر اسی طرح آپے لگ ہوں۔

سب سے آخر میں یہ بتا دینا بہت ضروری ہے کہ راقم نے یہ مضمون بہانہ نیک نیتی اور استیاری  
اور بے مقصدی سے لکھا ہے وہ ہمارے اسلامی کاتہ دل سے پہلے درجے کا موبد و مخلص ہے۔ اگر  
خود اس کو انوس ہو کہ عیسائی میڈیا نے اس کی رائے کو اپنی ٹی بی گیس سے آئینہ ناچا تو  
کامد اب مقصود ہے۔ اور غالباً اسلامی موجد و مداحان مجبور کر رہی ہیں کہ ایسا ہو۔ براہِ حق  
اسلامی کوئی صاحب اس سے اکثر مطلب سمجھیں اور تعصب کی تاریک عینک اتار کر  
نظر انصاف سے اس مضمون کو ملاحظہ فرمائیں۔

من آنچه شرط بلای است با تو قسم و یس  
تو خواه از سحتم نپزیر خواه ملال  
راقمه بی کایک دل جلاسلان -

اصلاح و سادی خرابی اس وجہ سے ہوئی اور بڑی کثرت میں قوتی اساس کا مادہ  
بیکل نہیں رہا۔ ہر کوئی طرح کی غلامیوں میں اپنی قوم کا جہاں پر فائز ہو سکتا ہے کہ ہم  
اپنا وہیابی دوست بن گئے ہیں۔ ہمسایہ ملکوں میں اپنی اور ہمسایہ دوست کو مانع میں  
نہ تھکانا امور دیکھئے اور غریبوں کو فائز قوتی خانہ میں قریب شمس کی آفتاب سے لاپرواہ  
کی انداز کو۔ اور اس کے باقی اپنے وانی طرفہ اور شہر میں جو گلی امام زادہ کو دیکھئے  
اون دیکھئے کہ متولی کو۔ حالانکہ کوئی ایک متفلس ہی ہندوستان میں کوئی ایسا  
وقت عام یا خاص نہیں ملے گا کہ اسکا جہاں سکڑی یا بنجر شیعہ ہو۔ مگر شیعہ  
جتنے وقتیں ہیں چھوٹے ہوں یا بڑے اگر اس خاندان میں قریب نہیں ہو تو متولی یا  
سکڑی اور اسکا منور کوئی سنی ہو۔

ضلع آرمین ایک چوٹا سا وقف مولیٰ بلع کا چرامام باطلہ کیلئے لکراو سکے متولی ہی  
سہیل کے خاتون کے سجادہ نشین ہیں۔ پس جو کچھ چرامام است کبراست کا مضمون ہے  
خدا اپنے ہی شو کو توفیق دے جو وہ اپنی قوی ضرورتوں میں دلچسپی لیں اور ادا پر مشغول  
میں کہیں نہ پہنچے اور نہ ہی کبھی سکڑے اور یہی نہ مستقل طور پر

غریب نہ ہو گا ہمیشہ ہی خرابی رہیگی۔ لہذا شیعیان دہلی پر لازم ہو متفقہ کوشش سو گام  
لیں اور اپنی موردی جا ملادے قبضہ کریں۔ ورنہ چند روز میں استحقاق ہی آہریگا۔  
کیونکہ اس زمانہ کے سنی سنی نہیں ہیں بلکہ خارجی ہیں جنکا اصول وہی ہے جو قدیم سنی  
چلا آتا ہے کہ جہانگ ہو سکے شیعوں کا حق غضب کرنا چاہئے۔

قطعات محرم کی نسبت عام طور پر آل انڈیا شیعہ کانفرنس کو شان ہو اور ان کے  
نیک شیعہ سنی عام طور پر کوٹاں چن چکا ہم ہی تو ہم میں اکثر حکام نے غور کر لیا وعدہ کیا  
ہے۔ امیر اہل بیت کے سکرٹری بی بی کاروانا اگر قدر افسوسناک ہو حالانکہ مدرسہ  
خاص شیعہ تھا جس میں جنت آبادی آج صاحب حسن صاحب رحمہ اللہ اور حضرت زلالا فضل مولوی  
محمد زکریا صاحب شرفا و دانش پڑھوا رہے تھے ہیں۔ اگر ایام غدیر میں اہل بیت  
نار و آتش قیامت ہو جائے گا احترام گوشت کو کسی پر تو اس قدر حق ہی سید کو  
نہ ہو حالانکہ گوشت خود تسلیم کرتی ہے کہ واقف شیعہ تھا اور واقف کے خاندان  
ایک شخص پہلے سکرٹری بھی تھا جس کو کیٹیج سید کو شکایت نہیں ہوئی پھر کیا وجہ  
کہ اب سکا سکرٹری ایک سنی مقرر ہو جو اسطرح شیعہ کی حق تلفی کرے۔ اڈیٹر

### شیعہ قوم راجپوت

اصلاح میں ایک تحریر کے متعلق شایع ہو چکی ہے جس پر موضع پلاسو تحصیل ترن تارن ضلع تھر  
میں حسب التقریر جہانگیر آبادی حسن ان عزیز حضرات کا قوم راجپوت کو اور شیعہ ہونا ظاہر ہوا  
جہاں چھ دہریہ بانی خان چودہری فضل حسین خان چودہری مراد علی خان چودہری بٹہ  
علی خان چودہری منے خان چودہری سلاہی خان چودہری ذوالفقار خان چودہری  
محمد الدین خان عزیز الدین خان نبردار کالو خان۔ عید سعید خان۔ فرید خان۔ بٹہ  
خان۔ بابو ہر خان۔ رکن الدین خان قائم خان۔ مولانا بخش خان جہانگیر خان  
حسین خان جیون خان وغیرہ چند حضرات چنانچہ چودہری مراد علی خان صاحب  
رئیس خریدار اصلاح ہی ہیں۔

موضع بہرہ وال میں ہی چنانچہ دہری محمد علی خان صاحب و چودہری نواز علی خان



# شہید کر بلا

(منقول از الحکم قادیان مورخہ ہجری ۱۲۸۵ھ)

عشرہ محرم کے ایام اسلامی دنیا میں ایک لائظیر یادگار ہیں اور یہ مبارک یادگار ان زندہ جاوید شہدائے عظام کی جڑھنوں نے میدانِ کر بلا میں اپنی اولوالعزمی شجاعت اور جن پُروی اور استقامت کا ثبوت اپنے خون سے دیا جنہوں نے حقانیت اور راستبازی کی حمایت میں اپنی گران پھاجانوں کا قرباں کر دینا آسان اور بالکل آسان سمجھا اور رخصتِ الہی کو اپنی زندگی کا بہترین مقصد یقین کیا۔ اور اپنے طرزِ عمل سے دکھا دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اور قوت حق کو زیر نہیں کر سکتی بظاہر تلوار نے انہیں موت کے گھاٹ اُتار دیا مگر ان کی موت ایسی موت ہے کہ جس پر ہزار زندگی قربان کرنی چاہیے۔

قسمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

غرض شہید کر بلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یادگار تا ابدان ایام میں قائم رہیگی اور سالوں اور صدیوں کا زبردست ہاتھ اسے مٹا نہیں سکتا یہ موت کیسی شیریں اور مبارک ہے جو حقیقی زندگی کا وارث بنا دے مگر

این سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خداے بخشندہ

ان دردناک واقعات کے حالات اسوقت لکھنا میرا مقصد نہیں اور نہ یہ کسی قلم میں طاقت ہے کہ اس جاگمگام واقعہ کو قلمبند کر سکے۔ بلکہ میری غرض اس واقعہ سے چند سبق پیش کرنا ہے۔

مظلوم کر بلا اور اسکے جان نثاروں پر جو کچھ ظلم و ستم ہوئے۔ اور جن بے نظیر مصائب سے اُن کا مقابلہ ہوا۔ اور جس عظیم المثل استقلال کیساتھ اس نرفہ مصائب کا مقابلہ کیا اسکا نتیجہ یہ ہے کہ باوجود یکہ تیرہ صدیاں گزر گئی ہیں۔ مگر اس واقعہ کا اثر باشندگانِ روئے زمین کے دلوں پر ابھی ایسا ہی تازہ ہے کہ گویا اہل کی بات ہے اور مسلمانوں میں اس واقعہ کی یاد تازہ رکھی جاتی ہے اور ہر توبہ ہے کہ یہ واقعہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے

اس قابل ہے کہ اسکی یادگار قائم رہے۔ مگر یادگار کے قائم کرنے کا جو طریق اختیار کیا جائے۔ یہ اسلام اور مسلمانوں کیلئے مفید نہیں ہیں فقیر داری اور بحال اس عدا پر تفصیلی رہنما اس مضمون میں نہیں لکھتا کیونکہ میری دانست میں یہ ایک ایسا فعل ہے جسکو کبھی نہ نہیں کیا جاسکا۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ دنیا کی تمام شریف اقوام میں شجاعت اور مردانگی کے قدردان موجود ہیں۔ اور وہ اپنے شجاعان قوم کی یادگاریں قائم کرتے ہیں۔ مگر بہترین یادگار وہی ہے جو عین ملک و قوم ہو۔

فقیر و دانشور اور غرور آرمی پر جس قدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اگر یہ روپیہ کسی قومی قائم میں صرف ہو تو حسینہ یونیورسٹی قائم ہو سکتی ہے مگر اس قسم کا مشورہ دینے والا بہت بڑی سزا اور ملامت کے قابل سمجھا جاتا ہے۔

بہر حال واقعہ کہ بلاست بہت بڑا مفید سبق جو ہم سے سیکھے ہیں وہ یہ ہے کہ سچائی اور حقانیت ایک عجیب مخفی طاقت اور زبردست مقناطیسی کشش ہے اور جو لوگ اس حق میں سناٹے جاتے ہیں اور راستہ گم ہوتے ہیں اور حمایت حق میں جن لوگوں کو انداز اور تکلیفیں پہونچاتی جاتی ہیں جب وہ ثابت قدمی اور اولوالعزمی راسخ الاعتقادی اور استقلال کیساتھ ان بلاؤں کا مقابلہ کر لیں اور صراط مستقیم سے انکے قدم نہ ہٹا لکھیں تو علامہ ان اعلیٰ درجے کے جو عالم روحانی میں انکو حاصل ہوتا ہے۔ اسی عالم ظاہری میں انکی قدر و منزلت اور تعظیم و تکریم ایسی عالمگیر ہوتی ہے کہ تمام مخلوق کے دلوں میں ان کی ابدی یادگار قائم ہو جاتی ہے۔ اور جس جان کو راہ حق میں نثار کیا جاوے اسکے معاوضہ میں زندگی جاوید اور حیات ابد عطا ہوتی ہے۔

گر تو کیا ان میدہی از بہر من  
میدہم صد جان و جانان کتم  
حضرت امام حسین اور آپ کے جان نثار خدام نے جس صبر و تحمل اور رضا و تسلیم کا نمونہ اس کمال درجہ کے ابتلا اور امتحان اور آزمائش کی وقت دکھایا اسکی عظمت الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتی۔ ایسے موقع پر بڑی بڑی انسانی طاقت بھی کر سکتی تھی۔ مگر ان کی ہمت و شجاعت قابل تقلید ہے۔ اور یہی مقام شہید کی حصیت ہے۔

یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال پر ایسا شفیقہ اور قربان ہوتا ہے۔ گویا اسے دیکھ لیتا ہے۔ اور دیکھ لینے کے بعد کوئی طاقت اسے اس مقام سے ہٹا نہیں سکتی۔ پس جب انسان حق کو قبول کر لیتا ہے۔ اور حق کو لیتا ہے تو پھر کسی کی ظاہری وجہ اور رسوخ اسکو اس سے دور نہیں نے جاسکتا۔

شہید کربلائی زندگی یہ سبق نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے کہ انسان حق کوئی اور حق پر شوبہ کیلئے کسی عہدہ اور وجاہت کے اثر کے پیچھے نہ آئے۔ اور کسی دنیوی تکلیف اور آسائش کیلئے حق کو قربان کر نیے واسطے آمادہ ہو نہ سکے مظلوم کی طرح اپنے تمام سارے راحوں حتیٰ کہ جان تک دیدینے کے لئے طیارہ جہاویں مگر ایمان فروشی اور ضمیر فروشی کی لعنت کے لئے طیارہ نہوں۔

دینا اور اسکی جھوٹی شوکتیں مختلف لباسوں میں چھانے سانسے آتی ہیں یا رکھی جاسکتی ہیں مگر ہمیں یاد رہنا چاہیے کہ یہ محض سراب اور چند روزہ ہے۔ بیٹا ہری ملیج اور دنیوی آسائشیں اور چھابری مراتب اور عہدے چند روزہ ترقیان بالکل موسوم اور حینالی ہیں۔ پس جن وہ لوگ جو اس امر کی حقیقت کو سمجھ کر میدان حق کوئی میں اسے جو چہ دکھاتے ہیں اور حق پسندوں اور حقداروں کی حق شناسی کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ دنیا پرست ہیں وہ دنیوی عہدوں اور منصبوں پر فدا ہیں وہ اپنے موقع پر اور وقت پر زیر دست حق پسندوں کو سناتے سے نہیں چوکتے۔ وہ یاد رکھیں کہ یوم الحساب آنوالا ہے دنیا کی ترقیات اور اسکی راحتیں اور آسائشیں جیسی چند روزہ ہیں۔ اسی طرح اسکے آلام و مصائب کی تہوڑی عمر ہے۔

میرے دوستو! میں نے شہید کربلا کے واقعہ کو آپ کے سامنے رکھا ہے؛ کیون اسلئے آپ اس سے سبق لیں۔ اس پر غور کریں کہ کس طرح اسکی اور حق پسند سی کاشدائی جان دینا گوارا کرتا ہے۔

فاسق کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھتا  
میں ان لوگوں سے ہرگز متفق نہیں جو واقعہ کربلا کو پولٹیکل جنگ کہتے ہیں یہ پولٹیکل

جنگ نہیں تھی۔ اگر معاذ اللہ حضرت امام حسینؑ کا یہ فعل کسی ذاتی غرض پر مبنی ہونا تو جان جیسی عزیز شئی وہ قربان کر نیکی کے لئے طیارہ نہ ہوتے۔ بلکہ یہی تھی۔ کہ انہوں نے گوارہ نہ کیا کہ ایک ناپاک انسان کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔

بیعت لینا آسان کام نہیں بلکہ یہ ایسی پاک روح کا حق ہے جسکو خدا تعالیٰ نے روح القدس سے پاک کیا ہو۔ ورنہ اگر سلطنت کا دعویٰ دار بھی ناپاک حضرت جو کہ بیعت لینا چاہے تو ایک مومن اور ماحد مسلمان اس کے ہاتھ پر وہ بیعت نہیں کر سکتا جو خلافت حق کے حقیقی حقدار کے ہاتھ پر کی جاتی ہے۔

پس ہمیں استقلال اور بہت اور اخلاقی جرات کو کبھی اور کسی حال میں ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے جائز اظہار سے کوئی زبردست ہاتھ ہمیں دکھ دے۔ دے اسکی پرواہ نہیں ہو سکتی نقصان پہونچائے۔ پہونچائے یہ وہم میں نہیں آنا چاہیے حقانیت سے سر نہیں پھیرنا چاہیے۔ نہ کہ نہ کہ یہی اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔

ہمارے مخالفوں نے نہایت تیرہ باطنی سے کام لیکر ہمارے شیعہ بہائیوں کو ہمارے خلاف طہر کاٹنے کیلئے ہم پر الزام لگایا کہ ہم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شہید کربلا کی عزت نہیں کرتے۔ یہ انکی دیادنی اور ہم پر الزام ہے کہ جو حضرت شہید کربلا کی عزت و تکریم سے شیعہ صاحبان کو خوش کرنے مقصود نہیں اور نہ ان کی رہنمائی یا رضامندی ہمارا مطلوب۔ ہم انکو انکی طریقہ بادگار حسین میں غلطی پر پاتے ہیں۔ اور مذہبی اور دینی دوزخ و دوزخوں کے لحاظ سے ناقابل عفو غلطی کا مرکب دیکھتے ہیں۔ ایسا ہی ہم انکی بہت سی باتوں کو سخت قابل طاعت پاتے ہیں۔ اور اس کے اظہار سے ہم کبھی نہیں رک سکتے۔ تو ایسی حالت میں یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہم شہید کربلا کی عزت و عظمت جس انکی خاطر وار کھین ہم فی الحقیقت امام حسین کو اپنا مقتدا اور ان کی زندگی کو اپنے لئے قابل قدر نمونہ پاتے ہیں اس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے ایک خاص اشتہار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق شایع کیا تھا۔ اور تبلیغ حق اسکا نام رکھا تھا۔

بالآخر میں پہر یہ ظاہر کرتا ہوں کہ یہ واقعہ ہمارے لئے سچائی اور حق پسندی کی شجاعت اور جرات کی زندہ مثال ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اظہارِ حق کیلئے ہمارے قلم اور زبان اور پہر عمل میں وہ قوت اور طاقت پیدا کرے جو شہیدِ کربلا کو دی گئی تھی۔ آمین۔

اصلاح پہلے تو ہم اس لائقِ اوٹیر کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے اس مضمون کو لکھ کر اپنا ایک دلی اظہار کیا حالانکہ اس وقت جتنے اسلامی یعنی سنی اخبار ہندوستان میں جاری ہیں انکڑوں نے تو اس واقعہ کا تذکرہ نہ کیا جس میں اخبارِ وطن نے شکایت کی۔ اور اہلِ حدیث تو اسی فرقہ سے ہر جو نبوتِ بڑی کا قائل تھا پہر وہ کیوں کچھ لکھتا اور پیسے اچھا رنے تو لکھا ہے بے ہر اور وکیل نے تو بدعاتِ محرم کا ایک سلسلِ عنوان ہی قائم کیا جس سے آپ یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کوئی محسوس ہوگا اس واقعہ کا نہ قائم ہوا ہوتا یا کوئی غیر محسوس یا دیگر ہوتا تو یہ واقعہ ہی مثلِ عیدِ غدیر نہ ہو ہوتا حالانکہ عیدِ غدیر پر ایک لکھ چوبیس ہزار صحابہ موجود تھے۔

دوسرا شکریہ اہلِ سچ کہ اچھا شہاد یہ فرقہ بھی کچھ اصلاح پذیر ہو رہا ہے کیونکہ اس فرقہ کے موجدِ امامِ بابی مرزا غلام احمد قادیانی واقع البلائ میں لکھتے ہیں ”اے قومِ شیعہ اس پرستِ اصرار کرو کہ حسینؑ تمہارا منجی ہو کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسینؑ کو بڑھ کر ہے اور اگر میں اپنی طرف سے یہ کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں مسئلہ مطبوعہ صیاد الاسلام قادیان۔

جس سے معلوم ہوا کہ یہ شخص اپنے کو جنابِ امام حسینؑ سے بھی بڑھ کر جانتا ہے حالانکہ یہ دعویٰ تو قاتلِ امام حسینؑ نے ہی نہ کیا تھا بلکہ وہ کہتا تھا اے اذوقہ کا بی فضیلتہ و ذہبا۔ انی قتلتم السید المحجبا و قتلتم خیر الناس اعدا و ابا۔ و خیر ہم اذینسیون نسبنا یحیٰ کال مسئلہ جلد ۳

جس سے ظاہر ہے کہ باوصفیکہ وہ قاتل ہے لیکن حضرت کو ہر طرحِ افضل مان رہا ہے مرنے صاحبِ صرف ہی ادعا نہیں کیا کہ وہ حضرت سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ شیعوں پر اسکا بھی



انتہام کیا کہ وہ لوگ معاذ اللہ حضرت امام حسین کو بھی جانتے ہیں حالانکہ عاشاؤ کا کہنا  
کوئی شیعہ جو خدا کی قسم کو جانتا ہو نہ رسول اکوندہ کو وہ تو رسول کو فرستادہ خدا  
جانتے ہیں اور امام کو نائب رسول نہ بھی جو خاص صفت خدا ہے۔

مرزا صاحب اسی دافع البلاء میں یہی لکھتے ہیں اور جو فرق حضرت حسین علی  
رضی اللہ عنہما کو قاضی الحاجات سمجھتے ہیں اور قرآن میں تقریوں پر ہزاروں درخت  
مرادوں کیلئے لکھ کر کرتے ہیں اور یا حسین یا حسین یا حسین یا حسین کی وجہ سے  
یا جو شاہ مار یا سخی رسول کی پوجتے ہیں۔

جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے یہی افتر کیا کہ شیعہ جناب امیر یا امام حسین کو  
قاضی الحاجات سمجھتے ہیں جس پر تلاوت آیہ لعنہ اللہ علی الکاذبین کیا جائے  
اور شکر خدا کہ اسے لکھ چھوٹے ہونے کی تصدیق ہی کر دی کہ اسی چھوٹے دعوے  
کی بدولت مرے۔

مگر ہاں مرزا صاحب اتنی راسنی کو تو ضرور صرف کیا کہ اگر شیعہ پر انتہام لگایا  
تو سنیوں کو مصافحان لفظوں میں شیخ عبدالقادر ریلانی کا پوجنے والا بتایا  
نظر بریں حالات یہ تحریر اور لکھ کر قابل شکر لکھاری ہے جس میں جناب امام حسین کو  
اولوالعزمی حق پر وہی استقامت کا شہید جاوید نام ہے ادا اسکا اقرار کیا  
موجود شہید کر بلا حضرت امام حسین کی شہادت کی یادگار ابدان ایام میں قائم  
رہیگی اور سالوں اور صدیوں کا زبردست ہاتھ اسے مٹا نہیں سکتا  
ہا یہ امر کہ لکھتے ہیں ”مگر یادگار کے قائم کرنے کا جو طریق اختیار کیا گیا ہے یہ اسکا  
اور مسلمانوں کیلئے مفید نہیں ہے تو اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ

یہ زمانہ ہے جس کا یہ ابد خدا جو صدیوں اور سالوں کے زبردست ہاتھوں سے  
مٹائے نہیں دیتا۔ اور یہ کہ قطعہ اختیار پر اسکو چھوڑ دینا چاہیے کہ وہ جس طرح  
چاہے اس دعا کو قائم رہے

اب اپنے اختیار اور تجویز سے کوئی نئی یادگار قائم کیجئے حسینہ یونور علی بنی

حسینیہ متقیانہ کیجئے تو کیجئے کہ معلوم ہوا آپ بھی امت محمدیہ سے ہیں فرزند رسولؐ سے آپ کو بھی ہمدردی ہے۔ شہید اسلام کا حق آپ پر ہی ہے کیونکہ آپ ہی اس واقعہ کی اہمیت کے لحاظ سے اس کی یادگار قائم کرنے کی ضرورت تسلیم کرتے ہیں پھر کوئی عملی نمونہ پیش کیجئے شاید اور کچھ مسلمانوں کو یہی اسکی توفیق ہو۔

مسلمانوں نے جو عام طور سے بیعت کیا یا پھر دیا ہے تو اسکی یہی وجہ ہے کہ سب سلسلہ بیعت کو دیکھتے ہیں اسکی انتہا نیز تک پہنچتی ہو خواہ پیری مدی کے سلسلہ میں بیعت ہو یا خلافت و سلطنت میں لہذا شیعہ کی سببی بیعت کرتا ہے نہ کسی بیعت لیتا ہے کیونکہ یہ فعل غیرت امام میں بالکل ناجائز ہے فرزند رسولؐ اللہ یا ان کے اہلبیت اطہار کے کسی کو بیعت کا حق ہی نہیں۔

افسوس جو کہ شیعہ کیسکو اپنا بھائی نہیں کہہ سکتا کیونکہ قرآن بتاتا ہے کہ اخا المسلمون اخوة بس حب ایمان نہیں ہو تو وہ بھائی کیونکر ہو سکتے ہیں لہذا ہم نہ کسی غیر مومن کے بھائی بن سکتے ہیں نہ اسکو اپنا بھائی کہہ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جتنے مذاہب ملتے ہیں وہ اس سے بالکل باہوس ہیں کہ کسی شیعہ کو اپنے دام نزوہ میں لاسکیں۔ تاہم یہ ہوں یا قادیانی چکر لوی ہوں یا وہابی۔ اون کا جب داؤن چلے گا تو ابدیت پر کیونکہ وہ یہی سمجھتے ہیں جب یزید کو خلیفہ مانتے ہیں تو دیانتداری اور ہمتیہ میں کیا عذر ہے۔

ہم اون ناپاک اور خبیث ہاتھوں کو نہایت حقارت سے دیکھتے ہیں جو تعلیم قرآن احکام اللہ کون محض کے خلاف نمرت پوریان پوریان چلنے کو قرآن میں تاویل کے تمامی کفار و مشرکین کو ظاہر بناتے ہیں اور ایک کلمہ کی قربانی کیلئے اپنے ہندو بھائیوں کی قربانی کر نیکو خوشی سے طیار ہو جاتے ہیں۔

ہم یہی آخر میں دعا کرتے ہیں کہ خدا تمام مسلمانوں کو شہداء کر بلا کے واقعات سے عبرت اور ہدایت لینے کی توفیق کرامت فرمائے کہ یہ وہ کسی صحابی کی سبقت کرین نہ کسی خلیفہ کی نہ کسی پیر کی کیونکہ اگر صراط مستقیم ہے تو یہی جبر شیعہ چلتے

(ادوٹیر)

ہیں وان من شیعۃ کابراہم۔

## وکیل کی بدعالمی

کیا خوب کہا ہے ”تو درون درجہ کر دی کہ برون خانہ آئی“ آپ نے اپنے گھر کی بدعتوں کو کیا سنوارا جو محرم کی بدعتوں پر آپ کو خوش آیا کیا عمر صاحب کی بدعت تراویح ہندوستان موقوف ہو گئی جسکے نسبت وہ خود کہتے نعمت الیدعہ کیا آپ کو نہیں معلوم ترم تراویح میں کیا ہوتا ہے مجمع عام میں کتنے فواحش ہوتے ہیں جنکو امام ابو شامہ نے کتاب الباعث میں تبصرہ تمام لکھا ہے۔

اس تحریر کی غرض اگر یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کی اصلاح کریں تو افسوس اپنے اس منصب کو خود اپنی ذات سے علیحدہ کر دیا کیونکہ اصلاح جلد ۱۱۰ میں مکرر آپ کی تحریر و ترمیم مارک کیا گیا ہے جنہیں آپ نے لکھنؤ کے چار یا پانچ جھنڈے کی تائید کی حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے یہ نئی بدعت سینا لکھنؤ نے قائم کی تھی جسکو گورنمنٹ نے نہایت عاقلانہ و عادلانہ عادلانہ کارروائیوں سے بند کیا جس پر آپ نے کل ہم مذہب اجناروں اس فیصلہ کی تعریف کی۔ مگر آپ کی روش وہی رہی جو النجم کی تھی کہ اس فیصلہ سے ناراض رہے جس سے تمام عالم کو معلوم ہو گیا آپ کا اجنار تعصب و جہالت کا آلہ ہے پھر جب تمام سنی شیعہ کو آپ کا تعصب معلوم ہو چکا تو آپ کی اس تحریر سے کیا اثر پڑ سکتا ہے کیونکہ ناصح کو خیر خواہ غیر طرفدار ہونا چاہیے رہا یہ امر کہ آپ اس سے دل آزاری شیعہ کی جانتے ہیں تو اسکا آپ کو ہر وقت میں اختیار ہے جب خود فرزند رسول کو آپ کے سرعناو نے جن کی خلافت کا آج بھی کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ دن دو پہر شہید کر ڈالا اور اون کے اہلیت کو اس ذلت و خواری سے ایسکا تو پھر کسی شیعہ کو آپ کی کیا شکایت ہو سکتی ہے مگر حریف ہے اون شیعہ جو آپ پر ہی آپ کے اجنار کو ایک غیر طرفدار آنا داجنار سمجھ کر خیر ہیں حالانکہ حقیقت میں آپ کا درجہ کسی طرح کو زن گزٹ۔ النجم۔ المجدد سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہے کیونکہ انہوں نے اپنے تعصب کو ظاہر کر دیا۔ آپ چھپے رستم ہیں۔

میں نہیں سمجھا وہ کو سنا کار خیر ہے جس میں بدعتیں نہیں شامل کی گئیں تو کیا اس سے  
اودہ امور خیر نہ کر دے جائینگے اور عام طور سے اون کی حرمت کا فتویٰ ہوگا۔

کیا خود بعد رسول اللہ میں صحابہ نے اپنی ماؤں سے زنا کاری نہیں کی جبہ حضرت بنے  
اون کے قتل کا فرمان جاری کیا حالانکہ زنا کی حد تازیانہ ہے یا سنگسار کرنا۔ مگر آپے حکم  
قتل و احراق دیا کہ اوسکو جلادو۔ اور آپے امام ابو حنیفہ نے اوس پر یہ اضافہ کیا کہ اگر  
اپنی ماں بہنوں سے نکاح کر کے زنا کرے تو اوس پر حد نہیں آئی۔

اب رسول اللہ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے اون کے زمانہ سے بہتر کون زمانہ ہو سکتا  
مگر دیکھئے تو آپ کے صحابہ نے اوس زمانہ خیر و برکت میں کتنی بدعتیں لیں۔

کیا رسول اللہ پر افرا و تہمت نہیں کی گئی جبہ حضرت نے فرمایا من کذب علی متعمدا  
قلیتو ع مقعدہ من النار پھر ان بدعتوں کے موجب کیا کوئی صاحب ٹکے یا آپ کے  
صحابہ کرام ہی تھے جنہوں نے حضرت پر اس طرح افرا کا دروازہ کھولا۔

کیا نماز بدعت سے خالی ہے یا روزہ تو سب بند کر دیا جائے دیکھئے نماز کی بدعتیں  
نبیذ سے وضو جائز سورکت کی کہال میں نماز درست ہے کجا سلام کو زار ناجائز ہے۔

ہم یہاں نہ قرآن کی بدعتیں لکھتے ہیں جس میں ہزاروں بدعتیں کی جاتی ہیں نہ محدثوں  
کی جن میں ہزار ہا بدعتیں شامل ہیں بلکہ جو لکھتے ہیں بس سے بڑھ کر کونسا عمل عمدہ ہو سکتا  
ہے اور خانہ کعبہ سے بڑھ کر کونسا مقام تقدس یا وہ ہو سکتا ہے۔ مگر کیا آپ کو نہیں معلوم ہو سکتا

کتنی بدعتیں ہوتی ہیں صوفیوں کا حال ان سب و بان ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ میں یا  
مصلے قائم کیا گیا جو سراسر بدعت ہے دیکھ کتاب الارشاد ص ۱۱۱ آخر سلطان احمد بن

برقوق نے جو کہ شہر ملوک چراک سے کہے جاتے ہیں اوائل نوین صدی میں مسجد کعبہ شریف  
کے اندر چاروں مذہب کے چار مصلے قائم کرے دیکھو ارشاد المسائل الی دلیل المسائل

للعلامة الشوكاني عبارت یہ ہے عمارة المقامات بمكة المكرمة بدعة باجماع  
المسلمين احد ثما اشرا ملوك المجراکسہ فوج بن برقوق فی اوائل المائة الثانی

من الهجرة و انکر ذلک اهل العلم فی ذلک العصور و وضعوا فیہ موفات

زمانہ مابعد کے علمائے بھی ان مصلکوں کے قائم کر لیا۔ امربون اور بدعت کہا ہے چنانچہ مولانا  
شاہ عبدالغفر صاحب محدث دہلوی تفسیر فتح الغفرین تحت آیہ وما ادرایا خلعا تمحوا  
کے اسکو بدعت لکھتے ہیں۔ اور مخالف فریق کو بھی اسکے اقرار سے چارہ نہیں چنانچہ مولوی  
رشید احمد صاحب سرگروہ احناف دیوبند سبیل الرشاد میں تحریر فرماتے ہیں۔ البتہ چار  
مصلے جو کہ عظیم میں مقرر کئے ہیں لاریب یہ امربون ہے کہ نگرا جماعات و افتراق اس سے  
لازم آگیا کہ ایک جماعت کے ہونے میں دوسرے مذہب کی جماعت بھی رہتی ہے اور شریک  
جماعت نہیں ہوتی۔ اور مذہب حرمت ہوتے ہیں۔ مگر یہ تقریر آئمہ دین حضرات مجتہدین  
سے علمائے متقدمین سے بلکہ کسی وقت میں سلطنت میں کسی وجہ سے یہ امر حادث ہوا ہے  
کہ اسکو کوئی اہل علم اہل حق پسند نہیں کرتا۔ ص

پس جب خاص خانہ خدایں یہ بدعت قائم کی گئی کہ رسول اللہ کی رحلت کے تو سو سال  
بعد چار مصلے اوس میں بنائے گئے جسکو آپ کے علماء اتفاق بدعت کہتے ہیں۔ اور آیہ قرآنی امر  
جعلوا للہ شاکاء کی اوس سے تصدیق ہوتی ہے کہ یہ خاص سجد اکرام میں یہ چار مصلے بنائے گئے  
ہیں حالانکہ رسول اللہ نے بشارت جناب امیر کن مشکون سے اس خانہ خدا کو تو بونے  
ہاک کیا تھا۔ مگر یہ یہ اصنام داخل کر دئے گئے۔ تو اگر حرم میں بدعتیں ہوں رسوم غزوات  
میں بدعتیں ہوں تو آپ کو کیوں تعجب معلوم ہوتا ہے حالانکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ حرم کی  
تقریر داری میں ہندو۔ مسلمان۔ شیعہ۔ سنی سب شریک ہیں۔ بلکہ سینوں سے زیادہ  
تقریر دار ہندو ہیں جو اسکو اپنے طور پر ایک مذہبی فرض سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔

اسی طبع اہلسنت اپنے طریق پر انجام دیتے ہیں جس سے بدعت کا ہوا لازمی امر ہے  
کیونکہ وہ اس کام کو اس حیثیت سے نہیں انجام دیتے جس حیثیت سے شیعہ کرتے ہیں یہی  
سبب ہے کہ ہر ملک پر صوبہ بکایا انداز ہے جو اس ملک میں رائج ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ بدعتیں نہیں ہیں جب خود خانہ کعبہ میں ایک ایسے مسلم بدعت مستقل  
طور سے قائم ہے اور ہر سال ہزاروں حرام کاریاں اس سفر حج میں ہوتی ہیں۔ چنانچہ آپ کو خود  
حالات حضرت عمر سے اسکا پتہ ملچکا ہے کہ جاتے ہیں حج کرنے اور صحابہ کے ساتھ شراب کی

مشکی ہے جس سے ان کی بھی تواضع کی جاتی ہے ملاحظہ ہو ازالہ الخفا ص ۱۳۱ اداۃ حنفیہ  
بنیذا و هو بطریق مکہ فقال له اسلامان هذا الشراب یجوز لحم من  
المخضاب فحلی عبد اللہ بن عیاش المخزومی قدحاً عظیماً فجاء به الی عمر بن  
المخضاب و دیکھو اصلاح ۱۲ جلد ۱

کہ عمر کے غلام نے عبد اللہ بن عیاش مخزومی کے پاس جبکہ وہ مکہ کی راہ میں تھے بینہ دیکھی  
تو اس غلام نے کہا عمر اس شراب کو بہت دوست رکھتے ہیں۔ عبد اللہ ایک قدح عظیم  
بہر کر عمر کے پاس لایا تو اس وجہ سے آپ حج کرنے کو بھی روک دینے لگے

اسی خانہ کعبہ اور روضہ رسول میں ہر سال نبی بی عالتہ کا دور آتا ہے جس کی  
تعظیم کے لئے مکہ مدینہ کے تمام حکام والی شہر شریف قاضی سب جمع ہوتے ہیں اور اس  
اونٹ کے پیروں کی خاک سب انگہوں میں لگاتے ہیں اگر ان بدعتوں کو آپ روک  
چکے ہوں تو خیر اور اگر ایسا نہیں ہے تو بھر حرم پر اور تعزیر داری پر آپ کا منہ  
آنا اگر بغیر من دل آزاری شیعہ نہیں ہے تو کیا ہے ؟

پہلے آپ کو صدق دلس اسلام پر ایمان لانا چاہیے خدا اور رسول والہ بیت کی  
عظمت و جلالت کا اقرار کیجئے پھر دوستانہ نصیحت کیجئے تو ضرور شنوائی ہوگی اور  
اوس سے کوئی کام نکلیگا۔

نہ یہ کہ آپ جناب مولوی فدا حسین صاحب اسٹنٹ پروفیسر و منیات  
شیعہ مدرسہ العلوم علی گڑھ کا عربی رسالہ پڑھیں گے لکھنے کے لحاظ سے دلچسپ ہونے کا  
اقرار کرتے ہیں۔ اسکو تو مان لیجئے کہ وہ حسین بن علی جنگو ہم سردار جہانان بہشت  
ماتے ہیں جن کے فضائل میں حدیثین روایت کرتے ہیں جنکے ساتھ عقیدت رکھنا قرین  
جانتے ہیں۔

اور پھر لکھتے ہیں ”انکی یادگار ایسی شکل میں قائم کی جائے جس پر مذہب دنیا اسلام کی لافنی  
اُراسے ۱۱

نگرا اسکو نہ لکھا کہ آخر اس یادگار کو کس نے قائم کیا اور کیونکر قائم ہوئی۔ نہ اسکو لکھا کہ

اس یادگار کی ضرورت ہی کیا تھی۔ جبکہ اسلام نے کسی واقعہ کی یادگار قائم کرنے کی کوئی ترکیب ہی نہیں بتائی تو پھر اس واقعہ کی یادگار کی کیا ضرورت تھی اور وہ اس ترکیب سے جبراً آپ کہتے ہیں کہ ہندو دنیا اسلام کی ہنسی اُڑاتے۔

اگر کبھی اس فلسفہ پر آپ غور کرتے تو ہزار ہا راہ ان کے رہوتے کیونکر آج تک کسی تاریخ سے اسکا پتہ نہیں چلتا کہ یادگار کیونکر قائم ہوئی جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کارروائی دستِ غیب کی ہے کہ خدا نے اس یادگار کو قائم کیا۔ کیونکہ خاندانِ رسالت تو اس واقعہ کے بعد ایسی نصیبیت میں رہا کہ اگر کوئی شخص اپنی اولاد کا ان ناموں سے کوئی نام رکھتا تو وہ قتل کر دیا جاتا۔ پہرہ خاندانِ یونکر عروج پکڑتا۔

حرب میں اتھام خونِ نہایت ضروری فرس بھیجنا تھا یہ قبل اسلام بھی اور اسلام بھی مگر خونِ امام حسینؑ ایسا بکا تھا کہ آپ کی خاندان میں تو کوئی اس قابلِ ہتھیار نہ ہو سکا کہ لیتا تو بے کسی کی توفیق نہ ہوئی تاکہ اہلِ کربلا کے لئے آرا کا جسے اپنی اسلامی حرارت دکھادی اور چند ہی روز میں قاتلانِ حین کا وہ بدلا لیا کہ دنیا میں یادگار ہے۔ مگر حضراتِ اہلسنت نے اسکا پھل دیا کہ خود محتار کو کا فر کہہ دیا۔

جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جب وہ زمانہ اون حضرات پر اس سختی کا تھا تو کون یادگار قائم کرنا اور کسکو اسکی فکر ہوتی۔ ایسے خداوندِ عالم نے اپنے دستِ غیب سے اس یادگار کو اسطرح قائم کیا کہ آج کسی کے شانہ بش نہیں سکتا لہذا اس میں زیادہ نکتہ جینی مفصول ہے کیونکہ ہزاروں بابی عالموں نے چونکہ یہ روایا تغریہ جلوایا۔ مگر بجائے تنبیہ اور ترقی ہوتی تھی۔

لہذا ہماری دوستانہ رائے تو یہ ہے کہ جو یادگار جب قائم ہو وہ کسی حالت میں ہو اور اسکو اپنے حال پہ چھوڑ کر کسی نئی یادگار کو آپ قائم کریں۔ ایک نمونہ اسکا دکھائیں کہ مسلمانوں کو بھی معلوم ہو تو لوگوں کے دلوں میں بھی کچھ اسلامی ہمدردی ہے تو ہر جو دھچک پڑے گی۔

جب تک کوئی عملی صورت آپ اس یادگار کی قائم کرے گی آپ کی اس قسم کی تقریر کو اور تحریر کو معاندانہ محالفا نہ خارجیانہ ناہبانہ تقریر کا خطاب ملا کر نیگا اور ہر شخص اس کہنے پر مجبور ہو گا کہ ایک حسینہ نیست تاگرد و شہید ورنہ بسیار اندر عالم نبرد

کیونکہ آپ تاریخ کا ل جلد و صحیفہ ۱۷۵۰ میں دیکھا جو کالہ پنک اسٹاف، بکسٹ نے بنیاد کار  
مستعد بن زبیر جو خطبہ اول کے مکے بیٹے کے لکھنے کا ہاتھی بنایا تھا جسے بڑے طوطی سے  
اپنے منصوبے میں فراہم کر لیا تھا جب وہ اس آٹھ تو باہر کے پل پر دو ہاتھی ٹوٹ گیا اور ہتھیرا بندنی  
اوسے سے گرسے جب ایک منجھ سید نے اہم تو کیف فضل دربار باصحاب الفضل کی تلاوت  
کی۔ ملا خطہ مع اصلاح جلد ۱۱۔

نوٹ۔ اجارہ دہ کیل نے خود ذیۃ اصلاح کا تبادلہ نشوونما کیا جس کو دہل ہمارے دفتر  
ہفتہ وار ہونچا ہوا تھانہ سید صاحب ساجد پوری اڈیشنر راجو جنہوں نے پوجہ اسکے کہ  
سے ۲۷ میں چند مضمون پر دہل کے نوٹ دیا گیا دہل کا نذر اصلاح سے بند کر دیا۔ تاریخ الافا  
ارسانی الیدین بن من رلیو طلب کیا مگر رلیو بی نہ لکھا۔ اس کے بعد چند مرتبہ دفتر دہل کو  
لکھا گیا کہ اجارہ بند رلیو پی رو اند کریں۔ مگر نہ ہی اسوجہ سے اصلاح او کی اشغال آہیں  
قریر و شے سے رہا۔ اس روز اتفاقاً کمری سید اولاد حسین صاحب قانگو کو وایس پریسیڈنٹ  
انجمن خدادادی گرداسپور نے دو نمبر روانہ کئے جس سے معلوم ہوا کہ دہل نے ایک مضمون بعنوان  
بدعات محرم سلسلہ اور لکھنا شروع کیا ہے جس کے دو نمبر کولے باقی سے ہکو اطلاع نہیں۔  
مگر خدا نے چاہا تو جو اب یہی سلسلہ شائع ہو گا جو قابل دید ہو گا۔

## روزانہ پیسہ اخبار

یہ بھی اس سال جون لگا کر شہیدوں میں داخل ہو۔ دعویٰ تو صلح کل پالیسی کا کہم شیعہ و سنی میں اتحاد  
چاہتے ہیں۔ مگر عملی کارروائی یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے ان فوج یزیدی کا پہرہ جو ہم سے کیا خوب کہا ہے ”شکر  
کی حدیں جارہیں چاروں سے لڑائی“

روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۶ جنوری نے بعنوان ساتھ کر بلا ایک مضمون شائع کیا جس میں اوس نے  
اوس کے سر کو پورا کر دیا جو فوج یزیدی سے ہے رہا تھا کیونکہ اون اشقیانے تو بعد شہادت امام مظلوم  
صرت الحرم کو اسیر کیا تھا۔ اور اس پرچہ نے تو وہ کام کیا کہ روح رسالت قبر میں ٹپتی رہی  
کیونکہ لکھتا ہے ”حضرت فاطمہ زہرا کی پیاری بیٹی حضرت ام کلثوم جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کی حرم محترم تھیں جب بجات قید دمشق میں آئیں اور یزیدی کے دربار میں پیش کی گئیں تو



اوسوقت وہاں فقیر مردم کا سفر بھی موجود تھا۔ وہ آپکو دیکھتے ہی سرو قد تقطیع کر لایا۔ یہ نبی نے پوچھا کہ تم انکو جانتے ہو۔ سفر لو لہا ان۔ جسوقت یہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کی حرم اور مکہ کے عرب تین نويس فقیر مردم کی طرف سے ان کی خدمت میں ایک بیش قیمت ہار بطور ہدیہ لایا تھا۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ یہ خاتون جسکو میں اب سبکی کی حالت میں مقید دیکھ رہا ہوں کبھی اسکی عظمت و جبروت کے اگلے فقیر مردم کی کچھ حقیقت نہ تھی۔

قوتی الملائک من تشاء وتفرغ الملائک من تشاء ۵۵

ما تم مقفون جو غالباً خود اڈیٹر ہو۔ اگر مسلمان ہوتا تو کم سے کم سپر تو ضرور بخوبی کہتا کہ بالذات اگر حضرت ام کلثوم زوجہ حبیبہؓ میں آنی بھی ہوں تو اس سفر نے انکو دیکھا کیونکر ہوگا کیا خلیفہ دوم کی ازواج بے پردہ پہاڑی تھیں جنگی صورت و شکل کو کوئی دیکھ کر پہچانتا؟ کیا آنیسے سلامی بادشاہی نسبت دیکھتے ہیں کہ کسی بیرونی شخص نے اوسکے حرم کی صورت دیکھ لی ہو؟

کیا قرآن میں حکم پردہ نہیں؟ کیا آپسکان کر سکتے ہیں کہ خود خلیفہ نے اسکی تعمیل نہ کی ہوگی حالانکہ ایک طاہست اس سے ہیری ہوئی ہیں کہ خلیفہ دوم کی راس و مشورہ پر خدائے حکم حجاب نازل کیا پھر کیونکر ممکن ہے کہ اگر سفیر نے اوس زمانہ میں صورت حضرت کی دیکھی ہو جو آج اسنے پہچان لیا۔ کیا اوسوقت میں بھی اسیری کی مصیبت اوس مظلومہ پر نازل ہوئی تھی؟

اصل یہ ہے کہ اس واقعہ کو بٹانے اسطرح حقیقت اسلام کو واضح کر دیا ہے کہ دشمنان اسلام بوجہ شریعت کم سے پہلے تو ان لوگوں نے چاہا کہ اصل واقعہ ہی سے انکار کر دیں جسکے لئے مزارا حضرت کو لکھ لیا جب اللہ میں ہر طرح ناکامی ہوئی تو اب یہ روش اختیار کی کہ حسب طبع ہوسکے رسوم محرم کو مٹا دیا جائے جسیر سال تنفقہ کو شروع ہوئی چنانچہ احکام و کیل کی عبارتیں آپ کیچے چلے۔ پیسہ اجار کا بھی فعلی مطلب یہی ہے کہ حسب طبع ہوسکے ان رسوم کو مٹائیں حالانکہ یہ باتیں مجانب اللہ ہیں جسکی غرض اصلی یہ معلوم ہوتی ہے کہ خداوند عالم نہیں چاہتا۔ یہ خون رائگان جاو جسکو وہ ہر سال اسطرح جلوہ دیتا ہے کہ ہر شخص کو اقرار کرنا پڑے دنیا کی تاریخ میں یہ ایک ایسا عجیب و غریب واقعہ ہے کہ کسی طرح شک و شبہ نہیں ممکن۔

اڈیٹر صاحب پیسہ اجار نے جہاں اسکی کوشش شروع کی کہ کسی طرح اس واقعہ کو محو کرنا چاہیے وہاں محض شیعوں کی دل آزاری کیلئے یہ جملہ بی لکھ دیا کہ معاذ اللہ حضرت ام کلثوم زوجہ حبیبہؓ تھیں۔ کاش وہ اسی پر غور کرتا کہ اگر مزید کو معلوم ہوتا کہ یہ زوجہ عمر ہیں تو کب ممکن تھا کہ وہ انکو اسیر رہنے دیتا۔ اگر فوج اشقیلے نادانستی میں ایسا کیا ہی تھا تو یہ ملعون تو ضرور حضرت ام کلثوم کو ان اسیر

سے علیحدہ کر لیتا اور اگر دختر رسول سبھ کہ نہ عزت کرتا تو معاذا اللہ زوجہ عمری سبھ کہ احترام کرتا مگر ابو جہل صاحب کی غرض تو صرف شیعوں کی دل آزاری ہے۔ در نہ او کو کوئی معلوم ہو کہ یہ واقعہ جس قدر سب سے اوپر سنی مورخوں کی افترا پر داری چنانچہ دفتر اصلاح ہے دو کتابیں خاص اس مادہ میں شائع ہو چکی ہیں کس مکتوم فی حل عقد ام کلثوم۔ دفع الوتوق عن نکاح المفاروق جسے تمام عالم پر اس کی حقیقت منکشف کر دی ہے اس پر بھی اس قسم کی تحریر جس دل آزاری ہے۔

اگر اس لائق اڈیٹر نے کوئی کتاب نہ دیکھی ہوتی صرف کتاب المعارف ابن قتیبہ پر نظر پڑی ہوتی تو سنہ ۱۳۰۰ میں بمقام مصر بھی ہو تو اس غلطی فاش میں مبتلا نہ ہوتا جس میں عمری و شام ہے آل رسول اللہ پر کیونکہ وہ صاف صاف لکھتا ہے دکان سائرہات علی عند ولد عقیل و ولد العباس خلا ام الحسن فانہا کانت عند جعدہ بن ہبیرۃ المخرومی منہا فاطمہ کا کانت عند سعید بن الاسود من بنی الحارث ابن اسد ص ۷

یعنی حضرت علی کی کل بیٹیاں اولاد عقیل و اولاد عباس سے بیاہی گئیں سو کام احسن جنکا عقد جعدہ بن ہبیرہ مخزومی سے ہوا (جو جناب ابوبکر کے بھائی تھے) اور سوائے فاطمہ جبکہ عقد سعید بن اسود سے ہوا جو بنی الحارث بن اسد سے تھے۔

جس سے یہی طور پر معلوم ہوا کہ کل بنات جناب ابوبکر حضرت عقیل و عباس کی اولاد سے منسوب نہیں ہوتا۔ دو صاحبزادیوں کے جنگی تصحیح کر دی ہے پھر از دوای عمر بن الخطاب اگر افترا نہیں تو کیا ہے۔

اس سے میرا مطلب یہ نہیں ہو کہ یہ افترا جس قدر بڑا ہو بلکہ اکثر مورخین اس میں مبتلا ہیں جن میں ابن قتیبہ بھی ہو مگر اصلیت اس کی یہ ہے کہ عمر نے ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہا تھا جس سے عائشہ نے انکار کیا اس وجہ سے یہ واقعہ بوجہ اشتراک نام حضرت ام کلثوم کی طرف منسوب ہوا۔

جیسا کہ اسی معارف میں ہے و اما کلثوم بنت ابی بکر فخطبہا عمر بن الخطاب لابی عائشہ معہا لہ و کوہت ام کلثوم فاحالت لہ حق ام سلمہ اعنہ و تزوجہا طلحہ بن عبید اللہ ص ۵۵ یعنی ام کلثوم بنت ابوبکر سے عمر نے عقد کرنا چاہا جس کو عائشہ نے قبول کیا۔ مگر خود ام کلثوم نے اس عقد کو ناپسند کیا جس کے لئے عائشہ نے یہ جھگڑا کیا اور ام کلثوم کو عمر سے نہ بیاہا۔ اور طلحہ سے اس کا عقد ہوا۔ جس سے یہی طور پر معلوم ہوا کہ اصل تصدیق یہ ہے کہ عائشہ کے مکر و حیال نے اصلی واقعہ کو چھپا کر

دوسرے طور پر مشہور کیا جس پر وادۂ اہلسنت کو یہ دہوکا ہوا۔ ورنہ معاذ اللہ کیونکر ممکن ہے کہ دختر رسول کا عقد عمر بن الخطاب سے ہو۔ زیادہ تفصیل کا شوق ہو تو کثر مکتوم ملاحظہ ہو۔  
دوسرا واقعہ جو سفیر روم کا بیان کیا ہے اس قدر بے اصل ہے جس کی کوئی انتہا نہیں کیونکہ نہ جب تک کسی تاریخ سے سفیر روم کا آنا خلیفہ دوم کے یہاں معلوم ہوتا ہے نہ کہ معاذ اللہ اس سے حضرت ام کلثوم کو بی بے پردہ دیکھا ہو جس پر وراجیحان نے ہم یہاں شکر گزار ہوئے اگر اڈیٹ صاحب اس کتاب کا حوالہ لکھیں جس سے اس واقعہ کو نقل کیا ہو۔ کیونکہ کتب موجودہ تو تاریخ و سیر میں تو یہ واقعہ نہیں ملتا۔  
شائد کوئی خاندانی کتاب انہی ہوگی جس سے اس واقعہ کو لکھا۔

اڈیٹ صاحب نے ۴ جنوری کے پرچہ میں دو تحریریں اور شائع کی ہیں جن میں ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ حضرت ام کلثوم اس وقت تین برس کی تھیں اس واقعہ کی اصلیت یہ ہے کہ جب عمر نے ام کلثوم بنت ابوبکر سے پیغام عقیدہ دیا ہے اور عائشہ نے اس میں حیلہ و مکر سے کام لیا ہے تو زیادہ تر اسپر زور دیا ہے کہ ابھی ام کلثوم تین چار برس کی ہے کیونکہ اسکی ولادت بعد ابوبکر ہوئی تھی لہذا او یوں نے اس مضمون کو ہی حضرت ام کلثوم کی طرف منسوب کر دیا۔ اس ابتدائی حصہ پر اس نامہ نگار نے یہ لکھا کہ او سو حضرت ام کلثوم کا سن تین برس کی دن تھا۔

پہر ایک دوسری تحریر شائع کی جسکے نامہ نگار عمر بن جنوں نے اول فوج عسبہ مناسی استدلال کیا ہے حالانکہ یہ روایت بھی ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق ہے جو بسبب اجمعت خلیفہ دوم مثنوی رہا۔ ورنہ اگر لڑکی کا عقد خاندان بنی ہاشم میں ہوتا۔ اسکے نسبت یہ کہا گیا ہے کہ جسے غضب ہو گئی۔

رہا جرطل کا آنا اور خلیفہ دوم کے پاس آنا جانا تو اسکو آپ قصہ ام کلثوم بنت ابوبکر میں دیکھ چکے ہیں کہ فحشاۃ یعنی عائشہ نے یہاں حیلہ سے کام لیا لہذا ممکن ہے کہ حضرت عائشہ نے کسی جرطل کو بھیجا ہو۔ کیا دختر ابوبکر ہونے پر اتنا شعبہ ہی اونکو نہ آتا ہو گا کہ عبد الجلیل انصاری

ذریعۃ النجاة ہے وہ حصہ کا اشتہار اصلاح علامین درج ہو چکا ہے مصائب میں یہ کتاب نہایت  
الاجواب ہے مصائب کیساتھ ہوا عظیمی ہیں جس پر قوم کو پورا فائدہ مل سکتا ہے احکام خدا و رسول پر  
اخلاق پر درست ہونے پہلے دونوں جلد کی قیمت لکھتی۔ مگر مصنف علام نے محض بغاۃ عام کیلئے  
اربعین تک یعنی ۲۰ صفحہ تک ہر دو جلد کی قیمت تین روپیہ قرار دی۔ اس پر یہ مطلب فرمایا  
سید محمد معین صاحب مالک طبع نورانی آگرہ



عقل وینند اهل شد

اس رسالہ مبارکہ کا اشتہار ایک فہرستِ اسطیٰ میں دیا جا چکا ہے جو یہ وقت نکلا  
تھا کہ کیا ہر کارِ رسالہ کو کربنابِ صفتِ غلامِ دامِ ظلمانی نظر نہائی ہے جو ہم

حاجرہ نیا اور صفحہ ۱۲ پر تمام ہوا۔

[illegible]

اشمس جلد چہارم ۱۳۶۶ھ

[illegible]

**دوسری رعایت** اصلاح پرنسٹن میں نے اس وقت تک چار کتابیں شائع کیں تھیں الاولاد ان کے بیچ تاج  
عقل و تہذیب الحمد للہ۔ زمانہ ہجری ۱۲۵۲ء۔ ۳۲۲۔ اگرچہ ہمارے طلبہ کی طلبہ کی بجائے ہے علاوہ  
نقصہ لڑائی کا کوئی نہ ہو۔ صرف کتاب لکھتی ہیں۔

اصطلاح عام: اسلانی ملک بابر بمصر عام طور پر عبدالعین بدلیوچ و ملوچا روانہ ہوگا جن حضرات کو کوئی خط نہ ہو یا اور کچھ فرمائش تو براہ کرم بوابی ڈاک عنایت فرمائیں کیونکہ اب اس اصطلاح کے کمال پابندی وقت شائع ہوگا خطوط میں یا مئی آدر میں نمبر نمبر دی گئی ضرور کچھ فرمائیں ورنہ تعمیل مشکل۔

اسلامت صرف بنام شیخ اصلاح کجہوہ ڈالنا تیار از بندۂ ضلع سارن ہونا چاہیے۔





عام مسلمانوں کی ہر قسم کی اصلاح

رسالہ

# اصلاح

وقت و تہہ شیعہ کی حمایت و ترقی

نمبر ۳ | بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ | جلد ۱

نمبر شمار	فہرست مضامین	اسماء صفیون نگاران	صفحہ
۱	ماہ ربیع الاول	ادوٹیر	۱
۲	وفات رسول اللہ	"	۲
۳	حلیہ عمر	"	۵
۴	تولیت امام باڑہ ہوگی	جناب محمد اسحاق صاحب پٹنہ	۷
۵	قادیانوں نے فیصلہ خلافت	ادوٹیر	۹
۶	مذہبی مناظرہ فتنہ	جناب سید محمد اسماعیل صاحب	۱۳
۷	کیا صحابہ ہی پڑی تھے	ادوٹیر	۲۱
۸	حسین ایبائی کیس ہے	منقول از نظام المشائخ	۲۴
۹	ایک تازہ مناظرہ	منقول از الحمدیث مع نوٹ	۲۸
۱۰	اسلامی اخبار و نمین مذہبی پھیپھڑاؤ	منقول از وکیل مع نوٹ	۳۱
۱۱	قرآن جمیل	ادوٹیر	۱۷
۱۲	الامانہ	جناب شاہنوازہ صاحب	۶۵

دفتر مطبعہ اصلاح کچھوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

بیت



مظفری یثیقی نہ جناب منشی سید اولاد حسین صاحب ۳۶ بہت قیمت کہاں جناب منشی اسرار حسین صاحب گداور پورہ

کالی ضلع جالون میزان للہ میزان لکھ لاہور

شکر یہ مخصوص جناب سید خیر حسن صاحب دیکھ بیتی پورا تحصیل کٹلے اکر پورے دو چہرہ نادار شائقین اصلاح کلمہ  
عجیب خاص و عنایت کیا جو بہت سے صلے در بہنگ سے پہرہ والی دیج کیا گیا جہازہ اللہ احسن انجرا  
ہم امید کرتے ہیں کہ دوسرے حضرات ہمدردان قوم بھی اس تیرہ جہاز کی طرف توجہ کریں گے۔

امام حسینؑ کے لئے یہ سب سے بڑا درد تھا کہ اس کی طرف سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کے لئے ایک شکر ہے۔ اچھا کہ برادرانِ ایماں جس پھر وہی سے توسیع اشاعت اصلاح میں کوشاں ہیں کسی طرح شکر نہیں اور اگر کہتا خدا کرے کہ چاروں برادرانِ ایماں ہی توجہ فرمائیں کیونکہ اس سال غما غما اسلام جس سرگرمی سے غنائے امام معظمؑ کو منارہے ہیں۔ اور یہی طرح اصلاح ہی اور کی سرگرمی میں مشغول ہیں

اسماء معاوين	<u>العدد</u>	اسماء معاوين	<u>العدد</u>
--------------	--------------	--------------	--------------

جناب منشی سید ادریس صاحب بیامہ نویسی | جناب منشی سید رزاق حسین صاحب غلطیہ ۵۵۲

جناب مرزا مظفر علی بیگ صاحب گرداب و قاتل  
جناب سید عجب علی شاہ صاحب صوبہ دار کراچی

جناب سید ولد ار حسین صاحب مئیں سیٹیا پور ۱۹۵۰ء  
جناب مولوی میر عاشق علی نقشا از موئن آباد ۱۹۵۹ء

جناب سید اصغر حسین صاحب بی ۱۵۲ دہلی ۱ جناب منشی محمد حیدر رضا صاحب گورکھ پور ۱

جناب مولیٰ سید محمد کاظمین صاحب مولیٰ قاضی ۲ جناب ملا عنایت علی صاحب بمبئی ۳

جناب منشی سید نظیر حسن صاحب امین کو کہو ۱ جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب سب ازبک

۲ جناب شیخ سید مصطفیٰ حسین صاحب تحصیلدار

جناب شیخ سید قاسم حسین صاحب بڑوانی و تہذیب

جناب محب حیدر خاں صاحب لعلدار ہوا

۱۔ جناب سیدی محمد صاحب حسین نجفی کانپور  
۲۔ جناب سیدی میر حسن صاحب ریس ہفتی پور

جواب سی بدر الدین فالضا میواری حلقہ یوگا ۵ جناب غا عبدی مطہری بیگ صاحب

جناب میرزا صاحب کلو و حکیم شهاب الدین

باب سیسدهم سن صاحبواری ۲۲۲۲ ۳ جناب سید یار زمین صاحب لوازم ماشین و لوازم

۲ جناب شیخ سید عاسن صاحب قراری

باب اول فی تفسیر بیان  
 کتاب مراد احسن علم صاحب قلمنا ۶۸۳

جانبی جی محمدی صاحب بازار





اصلاح

ماہِ بیج الاول

۱۰۔ اربع الاول تاریخ ازدواج حضرت خدیجہ کبریٰؓ جو کہ رسول اللہؐ نے اپنے عقد کیا جنہے نسل رسولؐ آج تک دنیا میں قائم ہے۔

۱۰۔ حضرت والدہ مدینہ منورہ ہوئے لہذا وہ روز بھی متبرک ہے۔

الرحيم الاول عید میلاد باسعادت جناب رسالت مصلی اللہ علیہ وسلم پر مومنین کو عید کرنا چاہئے۔

من ان جو دستہ یہ مہینہ ایک متبرک مہینہ ہے جس میں معنیں کو مست کرنا چاہیے اور ہم ان سب

التماس دعا۔ طاعون کی وجہ سے بہت سی دیوستانیں ہو اور مہلکی دیو میں کھانا۔ دعا فرمائیں

مہار کبارہ۔ دہلی کے مظاہر سے معلوم ہوا کہ تباہی، اربع الاولیٰ و ثانیہ و تیسرے شہادت و چارمیں ہلاکت ہوئی اور پندرہ سال قید و سختی اور پندرہ روز قید و سختی نہ جانے کس بہادر کبارہ

اعیاد مبارکہ پر مومنین کو مبارکباد دیتے ہیں۔

ماں در بیع الاول کو جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے انتقال فرمایا لہذا اس روز قامت غائبانہ  
وفات رسول اللہ ﷺ المسکت نے بیان کرچہ ابھی تک تاریخ وفات رسول اللہ نہیں معین  
ہوئی مگر ابن حجر عسقلانی کی تحقیقات سے دوسری بیع الاول معلوم ہوئی ہے یہاں مسکت کا اس  
مہینہ میں معین ہو کر نہ کرنا سبب ہے کہ خلافت ہاشمیہ کی ملاحظہ فرمائیے جلد ۱

ہاں تاریخ اختلاف میں ہے کہ مسکت ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو  
دیکھا کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کیا تو انہوں نے تعبیر دیا یا رسول اللہ یقبضک اللہ الیٰ معذرتہ و  
رحمہ و اعلیٰ سنتین ونصفاً

یعنی اس حضرت آپ مجھے پہلے انتقال فرمائیں گے اور تم آپ کے بعد ڈھائی برس عیش کریں گے جس سے معلوم  
ہو تا کہ کسی تعبیر حضرت کے انتقال کی باعث ہوئی کیونکہ زاد المعاد اس الیقین میں ہے قال الروید اعلیٰ  
جمل طائفتا منہ لربیعہ فاذا عبرت وقعت ولا یقصد الا علی وادری ذی القسط وادری  
میر کہ حضرت نے فرمایا خواب نبیہ رت عالمہ انسان کے سر پر رہتا ہے جب تک اس کی تیسویں دی جاوے تب تک  
بدستیں دیکھتے وقت ہوتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت تھا ابوہریرہؓ صاحب کی تعبیر کا۔

اور فتح الباری ابن حجر میں ہے اذا حدث بالروایا الحسنہ من لا یحب قد یفسوہا لما لا یحب  
اما بغضنا او حسدا فقد یقع علی تلك الصفة سنہ جلد ۱

یعنی جو اس کی ممانعت کی گئی ہو کہ کم عقل آدمی سے خواب نہ بیان کرے اس میں یہ کہ جیسی وہ تعبیر کیا دیکھا  
واقع ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعجب وفات رسول اللہ میں تعبیر ابوہریرہؓ پوری ممانعت تھی  
اور یہ تو بالیقین معلوم ہوا کہ انکو کدہجہ کی محبت حضرت محمدؐ کی اس تعبیر دیتے ہوئے زمین میں ہی  
اس شخص کے لغزش نہ ہوئی اور صاف صاف کہہ دیا کہ آپ ڈھائی برس مجھے قبل انتقال کریں گے۔

کیا کوئی کسی دوست کی نسبت ایسی تعبیر دیتا ہاں سکتا ہے۔ کیا اون سے یہی نہیں ہو سکتا تھا کہ عرض کرتے  
یا حضرت اسکی کیا تعبیر ہے۔ مگر وہ دوسرا دلولہ ولین بہرا ہوا تھا جس سے ضبط نہ کر سکے۔

وقت وفات رسول اللہ ابوہریرہؓ کہاں تھے۔ تاریخ صحیح بخاری میں ہے عن عائشہ زوج  
النبی ان رسول اللہ مات وابوہریرہؓ قال سمعیل یعنی بالعامیہ واجتمعت

الاخصاء الى سعد بن عبادہ فی سقیفہ بنی ساعدۃ فقال ابو بکر یحییٰ الامراء وانتم  
الوزراء فقال عمر بن الخطاب انت فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الى رسول اللہ فبايعہ  
وبايعہ الناس ۳۲

عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے جسوقت وفات کی ابو بکر بقیعہ میں تھے اسمعیل کہتے ہیں یعنی  
عالمیہ میں اور مجتمع ہوئے انصار سقیفہ میں سعد بن عبادہ کے پاس تو ابو بکر نے کہا جولوگ میرے ہوں اور  
تکلوگ وزیر عمر نے کہا کہ ہم بیعت کرتے ہیں تمہاری کہ ہمارے سید ہو اور بہتر اور زیادہ محبوب رسول اللہ  
کے نزدیک پس بیعت کی عمر نے اور سب لوگوں نے۔

یہیں یار غار جو بوقت وفات رسول اللہ مدینہ سے غیر حاضر ہیں اور گھر پر آرام سے بیٹھے ہیں۔ دینی روایت  
اس سال عربی عبید ذہب وراء الصدیق الی السخ فاعلمہ موت رسول اللہ ۳۲ سیرۃ طیبہ  
یعنی سالم بن عبید نے کہا ابو بکر کو موت رسول کی خبر دی۔

واہر سلت حفصۃ خلف عمر و اس سلت فاطمہ خلف علی کرم اللہ وجہہ فاعلمہ یحییٰ احد منہم  
حق تعالیٰ رسول اللہ ۳۲ سیرۃ طیبہ جلد ۳

یعنی حفصہ نے اپنے باپ عمر کو بلوایا اور حضرت فاطمہ نے جناب امیر کو بلوایا انہیں آیا یا تاک کہ رسول  
اللہ نے انتقال کیا گو دین عائشہ کے چونکہ آخری حصہ روایت کا جناب سیدہ نے حضرت علی کو بلوایا  
اور نہیں آئی جو موضوعات اہلسنت سے جو موضوعہ سے عائشہ کی گو دین انتقال کرنا بھی موضوعات محدثین  
لہذا یہ تو مسلم ہوا کہ صاحب بلائے بھی گئے گو نہ آئے کیونکہ شیخ عبدالحق دہلوی مداح البیوتہ جلد ۳۲  
میں لکھتے ہیں کہ سہ ماہی آنحضرت در آخر وقت در کنار علی رضی اللہ عنہ پس گویا عائشہ بجمت قرب نظام  
وفات آخر نام کر دو کہ ہو اصلاح ۳۲ جلد ۱

حسن سے معلوم ہوا کہ جناب امیر کی گو دین حضرت نے انتقال کیا اور دعویٰ عائشہ غلط ہے۔ تو عمر ابو بکر  
کی بہر طور غیر حاضری وقت وفات رسول اللہ مسلم ہوئی۔

اس پر صاحب کا انکار وفات رسول میں یہ شہود و کلام الی بیوعہ لہما لہما حق ازبد شدقا  
۳۲ سیرۃ طیبہ کہ عمر اس قدر دُراتے تھے منافقین کو کہ زمین اونکے کف بہر آیتا کہ اس قدر دیر  
خبر نہ۔

روایت ابو ذریب استیجاب جلد ثانی صفحہ ۶۶ مطبوعہ حیدرآباد دکن

وقدمت بالمدينة ولما مضى بها البكاء كضميم الحليم اذا احلوا بالاحرام فقلت لهم قالوا قبض رسول الله فمضت الى المسجد فوجدته خالياً فأتيت بيت رسول الله صلى الله عليه وآله فأتيت باباً مرتجاً وقيل هو مسجد وقد دخل به اهل فقلت اين الناس فقيل في سقيفة بني ساعدة صاروا الى الانصار فمضت الى سقيفة فاصبت ابا بكر وعمر واباعبيدة بن الجراح وسليماً وجماعة من قریش تابعه آخر۔

یعنی ابو ذریب کہتے ہیں کہ ہم جو مدینہ میں آئے تو ہم مدینہ میں شوہر ماتم قائم تھا۔ دریافت سے معلوم ہوا رسول اللہ نے انتقال کیا مسجد میں لیا تو اس کو کھائی پایا۔ حجرہ رسول کی طرف گیا تو وہاں رونے کی آواز بلند تھی۔ اور حضرت عائشہ ہوئے تھے۔ اور صرف آپ کے اہلیت وہاں تھے۔ بنت ابوجہا اور لوگ کہاں ہیں۔ کہا کہ سقیفہ میں وہاں گیا تو سب کو پایا ابو بکر۔ عمر۔ ابوعبیدہ۔ سالم اور تمیمی قریش وہاں موجود تھے۔

حرمائے شیخین از دفن رسول چونکہ حضرات اہلسنت کو اس پر نہایت تعجب تھا جو کہ شیخین کی زکرتہ شریک دفن رسول ہو گیا لہذا افسر صریح اس پر لکھا جاتا ہو کہ کثیرا لعمال مطبوعہ مدینہ آباد دکن جلد ۱۳ صفحہ ۶۶ عن عمروہ ان ابا بکر وعمر اشہدا ودفن النبی وکان فی الانصار عذر دفن قبل ان یرجعوا انین یعنی عروہ روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر وعمر دفن رسول اللہ میں نہیں شریک ہوئے۔ انصار (سقیفہ) میں تھے پس دفن ہو گئے وہ حضرت قبل اسکے کہ وہ دونوں آئیں۔ روایت ابن ابی شیبہ ہے۔

بخیری ابو بکر روز وفات رسول اللہ صبرا اور بعد دفن ہوئے۔ تا یہ شخص مکاری میں ہو عن عائشہ قالت دخل علی ابی فقال فی کہ کفتم النبی قالت فی ثلاثۃ اثواب بیض سحولیہ لیس فیہا قیص ولا عمامہ وقال لہما فی ای یوم یتوفی رسول اللہ قالت یومہم الاثنين یعنی عائشہ کہتی ہیں کہ ہم ابو بکر کے پاس گئے تو پوچھا رسول اللہ کو کفن کے پارچہ کا دیا گیا تھا۔ عائشہ تین کپڑے کا جس میں نہ عمامہ نہ تہامہ قیص۔ ابو بکر نے پوچھا کس روز وفات کیا رسول اللہ نے کہا بروز ووشنبہ وہیں یا رغار جنہیں یہی نہیں معلوم حضرت نے کس روز انتقال کیا اور کے پارچہ کا کفن دیا گیا۔ سچ ہے جس کو خلافت کی تاک ہوا ان کو ان امور سے کیا بحث۔

وفی رسول اللہ - والصحیح انہ صلی اللہ علیہ وسلم مکث بقیۃ یوم الاثنین ولیلۃ الثلاثاء  
ویوم الثلاثاء وبعض لیلۃ الاربعاء وكان السبب فی تاخیر ما علمت من اشتغالهم  
ببیعة ابی بلرہ حتی تمت ۳۹۵ سیرۃ حلبیہ جلد ۲ مطبوعہ مصر۔

یعنی حضرت نے دو شنبہ کو دو پہر بوقت انتقال کیا اور صبح پہر کہ بقیہ روز دو شنبہ اور شب دو روز شنبہ  
اور یکم جمعہ شب چار شنبہ بلا دفن رہے اور اس قدر تاخیر اسوجہ سے ہوئی کہ سب سب بیت ابو بکر میں  
مصرف تھے یہاں تک کہ بیت پوری ہوئی۔

**حلیہ عمر**۔ دکان شدید الادمتہ طوا لا کت اللہیہ اصلحہ اعصر لیسو کان  
شدید الادمتہ ووصفہ ابو رحاء العطاء دی دکان معقلا۔ قال انما جاءتنا  
الادمتہ من قبل اخوالی بنی مظعون بدو من عمر الواقدی ان سمرۃ عمر وادمتہ  
انما جاءت من اکله الزیت عام الرمادہ بد عن سماک عن هلال برعبہ  
اللہ رايت عمر بن الخطاب رجلا آدم ضخما کان من رجال سدس دس فی

سرجلیہ روح ۲۲۹ جلد ۲ فی استیعاب

عمر کا رنگ بہت سیاہی مائل تھا۔ قد طویل تھا۔ دائرہ چمکی تھی۔ سر خنڈا تھا۔ بائیں ہاتھ سے اڑکھا  
کرتا۔ رنگ بہت سیاہ تھا پس سے معقل تھے یعنی گویا پیر بند ہوا تھا (مگر بوقت فراغت رہتا) بن عمر  
کہتے ہیں کہ جلو کوئی سیاہی ناسہال سے ہے کہ بنی مظعون کا ہے۔ واقدی کہتے ہیں کہ چونکہ زمانہ  
کے سال میں انہوں نے بیتوں بہت کہا تھا۔ اس لئے رنگ سیاہ ہو گیا تھا۔ سماک بن ہلال کہتے ہیں  
کہ عمر کو چنے دیکھا آدمی فریہ تھے بہت سیاہ گویا وہ قبیلہ سدس سے تھے کہ ان کے دونوں ہاتھوں پر  
جمع بخارا لانا اور میں ہے وہی عمر انہ کان اروح کانہ ربک والناس مشون۔ کلاؤم

من مداتی عباۃ و تنبا عرصدہ اقد میہ ۳۳ جلد ۲

یعنی عمر اروح تھے کہ چلے وقت وہ سوا معلوم ہوتے تھے۔ اروح اسے کہتے ہیں جسکی دونوں گٹھیاں  
لمجائیں اور قدم کا سرد اور در پڑتا ہو۔

تیمور رنگ تو صوف لٹکتا تھا جسے نام دینا کورولا دیا یہاں تو اتنے اوصاف جمع تھے جسکی بیخ عیب  
شرعی کہتے ہیں۔



اخلاق عمر تمام عالم کو معلوم ہے ازواجی، نکوافظ و انظار بکتھے بنایت سند خود مہرج  
یہاں تک کہ جب ابو بکر نے خلیفہ کرنا چاہا تو علو و زیر نے اسوجہ سے مخالفت کی تھی۔

خلافت پاکر جو مزاج کی حالت ہوئی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں ہے پس بعد ابا عظیم  
من صوب عمر سعد بن ابی وقاص باللہ وہ علی، اسامعین، لوطیہ، انات، لوہمب

فلمدت ان العرف ان الخلافة لا یتمایا و لم یغیر ذلک سعد و لایتمیہ عہما  
و لکذا لکھنویہ ابی بن کعب حسین، لکھنوی و خلفہ قوم باللہ

یعنی عثمان نے جو اس مسجد صحابی کو ملا تو یہ مارنا ایسا نکار کے مارنے سے برگزین ہو کر نہ کھرنے  
سعد بن ابی وقاص کو درہ سے اسوجہ سے مارا تھا کہ وہ تعظیم خلیفہ کو نہیں اوتھتے تھے۔ تو عنے

درہ سے مارا اور کہا کہ تعظیم خلافت کیلئے نہیں اوتھتے لہذا مجھے تادیا کہ خلافت بھی تم سے نہیں  
دینی۔ اسی طرح ابی بن کعب پر درہ چلایا جب دیکھا کہ وہ اگے آئے جاتے ہیں اور لوگ اونکے

پیچھے جاتے ہیں۔

اب کہان میں ہمدردان اسلام وہ دیکھیں کہ رسول اللہ کے قدر و معاف فرماتے تھے اپنی

تعظیم میں اور یہاں خلیفہ کی یہ حالت ہے کہ سعد بن ابی وقاص ایسے صحابی جو عشرہ مبشرہ  
کے معزز ارکان سے ہیں کس طرح صرف اس جرم پر درہ چلاتے ہیں کہ تعظیم خلیفہ کو نہیں اوتھتے۔

ابی بن کعب پر صرف اسوجہ سے درہ اوٹھایا کہ لوگ اونکے پیچھے چل رہے ہیں۔ اور وہ خلیفہ  
کے پیچھے نہیں چلتے۔ یہ کون نہ اسلام تہا ہو۔

حسین قرآنیم کے شائقین کو

اطلاع

اصلاح کے پڑھنے سے رسالہ کی طلب میں کارڈ اور خطوط کی بہرہ ریزی چوکے میں موصولہ لاک کی تفصیل  
نہ تھی لہذا کسی نے براہ رسی نے کہہ نہیں سچا اب اگر سینگ روادہ جو موصول پڑ گیا اور دراصل  
ہے لہذا بنظر احتیاط شرعی اجازت کا ایک کارڈ روانہ کیجئے کہ سینگ روانہ ہو۔

۴ سو جلد تقسیم ہو چکی شاید اسی ماہ میں ختم ہو کر دوبارہ طبع کرایا جائے

راقم غلام حسین کوٹھی میرا بقال علی صاحب راہی بریلی



[illegible]

جناب پرنس غلام محمد بہادر اور نواب سید یوسف علی رضا صاحب دام غنیم ایک سیڑھی فیم اور سترین  
میں بیٹھ کر گفتگو ہو سکتا ہے اگر مرزا صاحب اپنے اثر سے بہت کچھ چلے گا اور انہوں نے بین ہذا مقدم  
کام ہی کو کر رہے ہیں ایسے اشخاص شیخ مولیٰ حلیہ کی طرح کسی طرح کا شائبہ نہ ہو۔

اشرف الدین احمد نے اسی عدالت کمزوری میں ۱۳۲۲ء میں دلی عدالت میں شہر سپان وغیرہ وغیرہ  
وجوہات دکھا کر زمین طلب کی تھی جسے گورنمنٹ نے منظور کر کے علی گڑھ میں ایک جگہ بحال کر دیا۔ مگر چونکہ یہ  
کارروائی قانون شہر کے خلاف تھی جس میں گورنمنٹ نے یہ اختیار ایلیٹھی اسٹیٹ کو سپرد کر کے خود کو  
اختیار رکھی۔ اس لئے یہ اختیارات ایلیٹھی کے اختیارات میں اور اسی بنا پر گورنمنٹ نے علی گڑھ میں دلی  
لگا۔ اور اپنا عمل باقی میں لیا۔ لہذا انڈیا ایمرٹی کو حسب ذیل انویسٹ کرنا چاہیے۔

(۱) شرف الدین احمد مستحق ہوئے روزگار و انوائت استغفار کی نہیں کرتے بلکہ تپتی کو گناہ گشت سے  
 اور اسکا استغفار طلب کرنا باوجود روزگار و انوائت استغفار کیا ہوا تپتی میں پیش ہوا چاہے اور روزگار سے  
 منکر کرنا چاہے (۲) متولی گرویس استغفار کوئی بات نکلے ہوا منکر نہیں تو اسوقت تپتی کو چاہے چھوڑ  
 کیونکہ جو جوبات پیش مثل عرویا رنی وغیرہ وغیرہ پیش کر چکے ہیں وہ کاروبار اس کے جاسکتے ہیں  
 (۳) اسپر بھی اگر تپتی کچھ نہیں تو عدالت کی طرف رجوع کر کے انکو کمانے سمیں شاید وہاں سو زیادہ خچ پڑے

## قادیون فیصلہ خلافت

جھگڑا جھانٹک کم ہو بہتر ہے۔ ایسے ہم آریہ۔ قادیانوں۔ جگر لویوں سے نہیں بولتے کہ سب  
 عجاہ پرستوں یعنی ویابو کی شاخیں ہیں فرق ہے تو اس قدر مع ہر گلہ دار رنگ و بو و دیگر است  
 اسلئے مقررہ اہل ۱۲ میں بدر قادیانی اور شیعیہ کے عنوان سے ایک اجمالی گزشتہ تقریر  
 شایع ہو چکی ہے جسے اچھا اثر کیا۔ کیونکہ اب قادیانوں نے بھی شیعہ اصول کے ساتھ سرچکا  
 شروع کر دیا اور تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک خلافت کا منصب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے  
 ہے جس کے مخالف نہ صرف سنی ہیں بلکہ وہابی بھی۔

ہم ذیل میں چند فقرات اور کیا نام کے نقل کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ اب وہابی  
 اسکو تسلیم کرنے لگے کہ خلیفہ کو جو میں اسکا ہونا چاہئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "جس امر کی نسبت  
 مولانا شبلی نے قوم کو متوجہ کرنا چاہا ہے یعنی کسی امیر قوم کا ہونا یا نہ ہونا یہ ضروری امر ہے اور  
 اسی کے نہ ہونے کو جو سے مسلمانوں نے نقصان اٹھایا ہے۔ اور اٹھاتا رہے۔" و حلال  
 کی بستہ در ضرورت ہر قادیانی بات ہے۔ نبی بھی بحث کی حاحہ نہیں ہے۔ لیکن خلافت  
 نبوی قائم نہیں ہو سکتی جب تک ایک ہی آدمی کے نیچے سب یون۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی  
 بہترین نمونہ ہے مختلف طبع عنوان اور مختلف راؤں کے ہوتے ہوئے ایک ہی بات پر سب  
 متفق اور ایک کر دیا کسی ایسے شخص کا کام نہیں ہو سکتا جو معمولی طاقت اور معمولی دانش  
 کا آدمی ہو اور نہ اس مقصد کو کوئی علمی یا مالی قوت ہی حاصل کر سکتی ہے۔ قہری حکومت  
 ایک حرکت اپنی بارہ نواہی کی طاقت رکھتی ہے۔ گرامتہ والوں کا دل اور زبان ایک  
 ہوتی ہے۔ اگر وہ کسی سے مذکورہ فعل ایسا کرے۔ اعلیٰ کے اعلیٰ ہزار ہا ہوں  
 اور اگر وہ کسی سے کہتا ہے کہ امیر المومنین کا منصب مذکورہ کو دینا چاہئے  
 اور وہ اس سے کہتا ہے کہ امیر المومنین کا منصب مذکورہ کو دینا چاہئے  
 اور وہ اس سے کہتا ہے کہ امیر المومنین کا منصب مذکورہ کو دینا چاہئے۔

ایک فرقہ واحد

ہی ہو سکتا ہے اور وہی فردی اور جزئی اختلافات اور نزاعیں ٹٹا سکتا ہے۔ اور کسی میں طاقت نہیں ہے۔ میری عرضِ علماء کی توہین یا تنقیح نہیں ہیں ایسے جیالوں کو خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ مگر میں مولانا شبلی اور ان کے ہم قافلہ نزرکوں کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ کیا وہ نہیں جانتے علماء کی حالت کیا ہو رہی ہو؟ اس طرح ہر اختلافی جھگڑوں اور فردی نزاعوں پر ان کے ہاں جوت پیزا ہو رہی ہے۔ اور ہر ایک اناخبر منہ کھل کر آگے بڑھتا ہے اگر یہ کام صرف آپ کے انتخاب اور اتفاق سے ہو سکتا ہے کہ آج ایک شخص کو آپ امیر قوم بنالین تو مبارک! مگر میں درد دل سے عرض کرتا ہوں کہ یہ کام انتخابی سسٹم سے نہیں ہو سکتا اور نہ ہوا۔ ہاں یہ تو میں مانتا ہوں۔ اور تاریخ اسلام اور واقعاتِ روان اسکے موید ہیں کہ مسلمانوں کا اتفاق اور انتخاب موید ہو سکتا ہے۔ ورنہ خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہو سکتا ہے جسکو خدا منتخب کرے خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور اُسی کی آوازیں یہ قوت اور طاقت ہوتی ہے کہ وہ تمام نزاعوں کو میا میٹ کر دے اور مفارقت اور مباحضت کو معاف کرے اور مصالحت سے بدل دے اس امر میں آپ میرے ساتھ متفق ہونے کہ مسلمانوں کی درندہ شکتہ حالی نہ رہی کمزوری علی غفلت اور ہر قسم کی خراب حالت اسی رنگ کی ہو رہی ہے۔ جو آنحضرت صلیم کے بعثت کی وقت عرب میں تھی۔

اس تحریر سے آپ کو اچھی طرح معلوم ہوا کہ اڈیٹر صاحب بھی خلیفہ کو منجانب اللہ مانتے ہیں۔ اور یہ کہ ”یہ کام انتخابی سسٹم سے نہیں ہو سکتا اور نہ ہوا“ جسے اصولِ اہلسنت کو بدیہی طور پر باطل کر دیا۔

چونکہ اڈیٹر صاحب ایک باہم شخص ہیں لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ان کا مفہوم ”خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہو سکتا ہے جسکو خدا منتخب کرے“ سے یہ ہو گا کہ جسکو خداوند عالم بذریعہ اپنے رسول کے بعض میرے خلیفہ بنائے۔ نہ یہ کہ کسی حیلہ و تدبیر سے خلیفہ یا حاکم بن جائے۔ کیونکہ عوام و جہال ہر کام کو خواہ نیک ہو خواہ بد خدا کا فضل جانتے ہیں جو کفر مزج ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ یہ بدیہی خلیفہ برحق ہو جو مثل خلفائے ثلاثہ بلکہ اوسنے

بدراج ٹبر کر خلیفہ تھا۔ لہذا ہم اڈیٹر صاحب کے فہم و فراست اور عقلمندی سے امید کرتے ہیں کہ ادنیٰ مقصود انتخاب خدا سے انتخاب قوی ہو گا کہ خدا کی خلافت کو اپنے حکم سے مقرر کرے نہ بقاعدہ قوی الملائک من تشاء جو بادشاہ یا خلیفہ بن جائے وہی بجانب اللہ منتخب بھی ہے جسکی طرف خود اڈیٹر صاحب بھی اشارہ کرتے ہیں ”قہری حکومت ایک حد تک اپنی بات منوالینے کی طاقت رکھتی ہے مگر اتنے والوں کا دل اور زبان ایک نہیں ہو سکتا“ کیونکہ خلفائے ثلاثہ بیکل خلفائے بنی امیہ وہی عباس کی خلافت اسی شان کی تھی مگر دل و زبان ان میں سے ایک کا بھی متفق نہیں تھا ہر ایک دوسرے کو بے ایمان و غاباز جالیا جاتا تھا اور سب مصداق و جعلی تھا ہوا جمعۃ یدعون الی النام و یوم القیمہ لایضرون و اتبعنا ہو فی ہذا الذین لعنہ و یوم القیمہ ہوں من المقبوحین ہے۔

مولوی شبلی صاحب کی الفاروق اور علم الکلام کو جس نے بغور دیکھا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ انکا خیال بھی یہی ہے کہ خلیفہ کو مخصوص ہونا چاہیے کیونکہ الفاروق پر نہایت تشریح سے انہوں نے ثابت کیا ہے رسول اللہ کے احکام میں تفریق کرتے ہوئے سب سے پہلے عمر ہوئے۔ اور علم الکلام نے تو اچھی طرح ثابت کر دیا کہ اسوقت بھی امام غائب مہدی صاحب الزمان علیہ السلام موجود ہیں پھر کوئی نہ ممکن ہے کہ وہ اس اصل الاصول سے غلط ہوں مگر پنجہ دانا کند۔ کننادان نہ لیک بعد از خرابی بسیار کا مضمون ہے۔ کیونکہ اسلام کے تباہ و برباد ہونے پر اگر سابق غلطی کا اقرار ہی کیا تو کیا۔

ہاں اگر متفقہ قوت سے گذشتہ غلطی پر ملامت کا دوٹ پاس کیا جائے تو ممکن ہے گرداب ضلالت سے نکل کر شاہ راہ ہدایت پر سب پہنچ جائیں واللہ ہمیدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

مولوی شبلی صاحب کی اس رائے پر کہ دوبارہ اوسے بانی غلطی کے اصول انتخاب سے کام لیا جائے اڈیٹر صاحب کی یہ رائے نہایت مناسب ہے جو لکھتے ہیں ”ایک ملائے اعظم کا انتخاب مسلمانوں میں ایک اور مصیبت کا آغاز ہو گا جس

شخص کو اس منصب کے لئے منتخب کیا جائیگا اسکی مخالفت میں ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوگی اور یہاں شغل مسلمانوں کو ہاتھ آجائیگا اور ان کی طاقت اور بھی منتشر ہوگی مذہب نے اپنے اغراض و مقاصد میں مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنا بھی رکھا ہے۔ آئیں بھی وہ انہیں کامیاب نہیں ہوا کامیاب نہ کیا ہونا تھا۔ میں کہہ سکتا ہوں اس نے قدم بھی نہیں اٹھایا۔

لکھنؤ۔ جو مذہب کا مرکز اور ہیڈ کوارٹر ہے سینوں اور شیعوں کا اچھا خاصہ رشتہ بن رہا اور اتنا تنہو سکا کہ ہر ون مداخلت کو رمنٹ کوئی اصلاح ہو جائے۔ جس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ پیش خمیہ ہے گو رمنٹ سے بغاوت کا کیونکہ جہاد دینی فرقہ کی جرات الیچھ دینی ہے تو اسوجہ سے کہ اسی تک ان میں اتفاق نہیں ہے ہر شخص دوسرے کی تفسیر کر رہا ہے ورنہ اتفاق کے بعد شکالیوں سے بھی الگ نہ تیز ہوگا کیونکہ واقعہ دفات سرور کائنات سلکوباد ہے کہ خود رمانہ پر داخستہ ملائے اعظم یا خلیفہ کی بدولت انہوں نے کیا کیا۔

پہنچ کا فرنگہ اچھے مسلمانان کردہ

اڈوٹر احکم کا ایمان لانا اس حدیث پر قائم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا نہایت حیرت خیز ہے۔ مگر شاید یہ اثر ہے سابق مذہب کا کیونکہ مرزا صاحب ہی تو پہلے اہلحدیث تھے اور انہیں نے اس حدیث کو لکھا ہے نہ اڈوٹر احکم نے۔ اسلئے خدا کو بصورت امر دکھایا۔ کیا یہ امر دہشتی کی دلیل نہیں ہے؟

اہلسنت کا عموماً اور فرقہ اہلحدیث کا خصوصاً خداوند عالم کو محمد ماننا اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو رسالہ عقل و تہذیب اہلحدیث دیکھئے جس میں منقذہ میں سے حال تک کے علماء کے عقائد دربارہ حسمیت خدا انہماک تصریح سے دیے ہیں۔ اڈوٹر

جو اب تشریح نے خطبہ بنو نمیر میں کیا اوس کو ناظرین ہی واقف ہو سکتے ہیں کیونکہ مرزا نے حضرت محمد بن عبدالحسین کا ناول اس عنوان سے لکھا تھا کہ صرف شیعوں کے شریعت میں ہی اوس شریعت کا اضافہ نہیں ہوگا جو اب شریعت ایک کل نہایت اولوگوئی میں عرب کی ہے جنہوں نے علامہ اہلسنت کو ایک پاک لاکھ دو دو لاکھ

وہمیں خدمت میں مائیں قیمت یہ دہر مصلح سے طلب کیجئے۔

## منہی مناظرہ فخر تحصیل منیر سنگھ پور ضلع ریاست جموں

جناب اڈیر صاحب تسلیم۔ اس مناظرہ کی اطلاع دیکھا ہوں کہ مرت میرے شیعہ ہونے پر جسکی اطلاع پہلے چکھا اور اصلاح منیر سنگھ میں چھپ چکا ہو فریق مخالف نے اس قدر عجوبہ کیا کہ ۲۷ محرم تا بیخ مناظرہ مقرر ہوئی اور سری حضور مہاراج کشمیر دام اقبالہ نے باسد علی فریقین اجازت مناظرہ عطا فرمائی۔ میں ایک نادار و کم نام شخص تھا مگر خداوند عالم جاہ و جلال و عزت و اقبال جناب نواب فتح علی خان بہادر قزلباش سی اس آئی رئیس اعظم لاہور دام اقبالہ کو یوٹا فوٹا زیادہ کرے کہ جناب ممدوح نے ازراہ کمال قومی ہمدردی جناب مولانا و بالفضل اولاد سید محمد باقر علیشاہ صاحب جاگیر دار و رئیس بنشتر گورنمنٹ پنجاب بٹالوی فاضل اہل کو آباد کیا کہ اس مناظرہ کو انجام دین چنانچہ ممدوح الالاقاب ایک روز پیشتر تاریخ مناظرہ سے ۲۵ محرم احرام کو صبح جناب کیم محمد علیشاہ صاحب لاہوری و جناب سید حسین صاحب عوی مدنی موضع قندھار میں تشریف لائے اور جناب مولانا موصوف کے ساتھ بھی شہر گرجا بخت وزیر آباد گرجا نوالہ ایمن آباد سے تشریف لائے۔ اور اسی تاریخ ۲۵ کو ریاست والا شان جموں و کشمیر کی طرف سے لالہ زرخند اس صاحب تحصیلدار منیر سنگھ پورہ۔ شیخ کیم صاحب اسسٹنٹ پرنسپل پٹنٹ پولیس و نجی بندر ابن انسپکٹر صاحب پولیس فقیر حید صاحب ڈپٹی انسپکٹر صاحب پولیس و سید بہاؤ شاہ صاحب سب انسپکٹر صاحب پولیس مع سب کس سب و پچیس کس کنشٹبلان و پندرہ نفر سوار اہل پولیس و سپاہ کس زمینداران سید منیر شاہ صاحب وغیرہ و بندر داران و چوکیداران علاقہ مجانب سرکار والا و دار ریاست جموں و کشمیر تشریف لائے اور خاص تاریخ مناظرہ پر جناب پرنسپل صاحب بہادر پولیس ریاست جموں بھی رونق افروز جلسہ ہوئے اور اصلاح مختلفہ اور مواضعات کثیرہ کہ دو نواح سے جم غفیر کردہ شیعہ جمہلی تعداد قریب چار ہزار کے مٹی آگئے۔ اور جناب فرقہ اہلسنت و الجماعت سے حافظ محمد سلطان صاحب بیا لکوٹی۔ مولوی توران شاہ صاحب بیا لکوٹی۔ و ملان محمد عوث و مولوی انور شاہ صاحب و مولوی عطر شاہ صاحب و مولوی گلاب شاہ صاحب



و ملان محمود صاحب و مولوی غلام قادر صاحب پور والی حافظ محمد سعید صاحب وغیرہم مع جم غفیر جو  
 تھینا آٹھ ہزار کے تھے آگے ۵۰۰ عزم الحرام مسئلہ کو بوقت صبح شیخ کریم اللہ صاحب اسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ  
 پولیس مع ہر دو کشتی صاحبان مذکور ان نے جناب مولانا سعید صاحب موصوف کے پاس لکر دریافت کیا  
 کہ مناظرہ کس وقت ہوگا تو مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ابھی تک تو جانب ثانی شرائط متفقہ نہ  
 شرط تقرری ٹالٹان سے گریز کر رہے ہیں اور ایسے ہی شرط غالب مغلوب سے بھی بچھ مولانا صاحب نے  
 ہر دو خط یعنی سید علی شاہ اور مولوی نور اللہ شاہ صاحب کا اسٹنٹ صاحب کو دکھا کر سمجھا دیا  
 کہ شرائط مسلمہ فریقین ابھی تک قائم نہیں ہوئی جب قائم ہو جاوین تو پھر مناظرہ حسب وقت چاہیں شروع  
 کر دیوین جب دونوں خط اسٹنٹ صاحب نے دیکھ لئے تو کہا کہ بیشک شرائط مسلمہ قائم نہیں ہوین  
 پھر وہ دو خط مذکورہ اسٹنٹ صاحب نے لئے اور کہا کہ میں اونٹوگوں کے پاس جاتا ہوں اور ان  
 تصفیہ کے آگے پاس آتا ہوں پھر اسٹنٹ صاحب نے کہلا بھیجا کہ جانب ثانی بلا تین شرائط  
 اپنی کتان کو لیکر میدان مناظرہ میں چلے گئے ہیں اب فریقین میں سے میدان مناظرہ میں نہ آئے گا  
 تو سمجھا جائیگا کہ وہ گریز کر رہا ہے اس پر جناب مولانا بھی مع کتب جو قریب پانچ سو کے تھیں میدان مناظرہ  
 میں پہنچ گئے کتانیں بمقابل فریقین مخالف لگا دی گئیں اور آپ کسی پر جلوہ نا ہوئے  
 اس وقت مجھ اچھا لکھار ان ریاست مولانا نے فرمایا کہ آپکو اور ہمارے فریق ثانی کو جو بی معلوم ہے  
 کہ کل سے ہم شرائط مسلمہ فریقین کیلئے تقاضا کر رہے ہیں تاکہ شرائط اور ثالث کے معین ہونے پر  
 مناظرہ کا نتیجہ صحیح اور مفید پیدا ہو مگر فریق مخالف نے کسی طرح نہیں ملے کیا اسوہ سٹے پھر اعلان کیا  
 جاتا ہے کہ اب بھی قبل از مناظرہ اگر زیادہ ہتھین تو ثالثوں اور غالب مغلوب کی نسبت کوئی شرط  
 قائم کریں تاکہ حاضر اور غائب کو نفع رسان ہوں جبکہ جواب میں حافظ محمد سلطان صاحب نے  
 یہ جواب دیا کہ ثالثوں کے مقرر کرنیکی کوئی ضرورت نہیں اور ایسا ہی غالب اور مغلوب کی  
 شرط کی بھی ضرورت نہیں پہلک خود قیاس کر لیو گی جس پر وہ صاحب نے فرمایا کہ پھر پہلک سو  
 ہی اہل علم اور اہل خبرہ پر انحصار کیا جاوے اور اونکے اسکا قلعہ ہو جاوین جس پر حافظ صاحب نے  
 نے کہا ہنگو اسکی بھی ضرورت نہیں ہر کس خود سمجھ لیو گی آخر مولوی صاحب نے فرمایا کہ توجیر متنازع  
 نہ اسما کل کو تو مقرر کر لو جس پر وہ ہونے لگا کہ ہم آگے بھی بالمشافہہ و مسئلے متنازعہ مقرر

کہ جبکہ میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ ہم اصحاب ثلاثہ کا ایمان کتب مخالف سے ثابت کرینگے اور آپ اور انکا کفر  
 ہماری کتب سے ثابت کرینگے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ابو بکر کا مذکورہ بالا میں نظام اور غاصب ہونا ہماری کتب  
 سے ثابت کرینگے اور ہم انکا منصف اور عادل ہونا اپنی کتابوں سے ثابت کرینگے اور یہ ایک خود  
 بخود نتیجہ کمال یوگی جبر مولانا نے فرمایا کہ آپ کی طرف سے کہ ان صاحب تقریر کرینگے حافظ محمد سلطان  
 صاحب اور دوسرے مقرر ہوئے مگر حافظ مذکور نے کہا کہ چونکہ میں نانیما ہوں اسلئے میرا معین ملا محمد  
 ہوگا۔ مولانا نے فرمایا تو میں بھی جناب شاہ صاحب لاہوری کو اپنا معین مقرر کرتا ہوں اسلئے  
 بعد تقریر شروع ہوئی اور مولانا نے فرمایا کہ آپ پہلے خط میں تسلیم کر لیا ہے کہ اول مباحثہ قرآن  
 شریف سے ہوگا اسلئے حکیم محمد علی شاہ صاحب میں سے کہا کہ قرآن شریف سے سورہ نور کی آیہ  
 شریفہ انما المؤمنین الخ پڑھو چنانچہ حکیم صاحب قرآن شریف نکال کر آیہ مذکورہ کو پڑھا رکھ کر  
 اَمَّا لِلْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاَدَّوْا كَاٰنُوْا مَعْدًا عَلٰی اَمْرِ جَامِعٍ لِّشَيْءٍ  
 يَدْعُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْا۔ پھر فرمایا کہ اس میں خدا سے تقاضی نے مؤمنین کے اوصاف بیان  
 فرمائے ہیں۔ پہلا اوصاف یہ ہے کہ مومن صرف وہی لوگ ہیں جو ایمان لاویں اللہ اور رسول اللہ  
 اور دوسرا اوصاف مومنوں کا یہ ہے کہ جبکہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے  
 جہاد میں جاویں تو بغیر اذن رسول خدا سے نہ چلے جاویں۔ یہ دونوں اوصاف ثلاثہ کے  
 ایمان میں نہیں پائے جاتے کیونکہ باقی اتفاق جمیع فرق اسلام۔ جنگ احد میں بہانہ لگے تھے  
 جو کتب اہل سنت میں مندرج ہے عرف علی علیہ السلام جناب رسول خدا کے دامن بامین کھاتا ہے  
 جلد آور رہے چنانچہ حضرت کی شان میں ہاتھ نہ دلی۔ لافنی الاعلی لا سیف الاذوالفقہ  
 اور شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے ونیر دیگر علماء اہلسنت نے اپنی تصنیفات میں یہ  
 لکھا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو یہ کہا کہ لا تھرب  
 یا علی اسے علی تم کیوں نہیں بھاگتے۔ علی علیہ السلام نے جواب میں کہا کہ اَلْكَفْرُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ کیا  
 ایمان کے بعد میں کا فر ہو جاؤں۔

اسی طرح خبر کی لڑائی میں بھی ابو بکر اور عمر بھاگ گئے چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول خدا  
 نے فرمایا لا تھربن الراۃ عند الرجل وحبب اللہ ورسولہ وحببہ اللہ ورسولہ لکرا

غیر فرما چکا تھا کہ یہ ہے کہ کل میں علم ایسے شخص کو دو لگا جو کہ دوست رکھتا ہے اشد کو اور اس کے  
 رسول کو اور اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں اور وہ بار بار حکم کرنا الہی بجا گئے والا  
 نہیں۔ پھر دوسرے روز حضرت علی علیہ السلام باوجود آشوب آنہوں کے رسول خدا کی خدمت میں  
 حاضر ہوئے اور حضرت نے علی علیہ السلام کو علم دیکر میدان کا دراز میں مدد دیا کیا حضرت علی علیہ  
 السلام نے جنگ خیبر میں تائید الہی سے غزالی حاصل کی اور مرحب کھار کے سردار کو مار کر خیمہ کے  
 قلعہ کا دروازہ (جس کو ستر آدمی بقصد مشکل بلا سکتے تھے) کھٹک کر خندق پر کھدایا اور باوجود  
 وہ دروازہ ہاتھ پر حوض خندق سے کھٹا ایک طرف حضرت نے اپنا ہاتھ دھک لکھ کر نبوی کو سونپ  
 کر دیا پھر مولانا نے شرح تہذیب سے اصحاب کی تعریف سنائی ہم الذین ادرنا کو اصحاب  
 النبی مع الایمان وما توالیہ کہ صحابی وہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ کی صحبت کو ایمان  
 سے پایا اور ایمان پر ہی مگے اصحاب قابل عظیم بھی ہیں۔ نہ کہ وہ جو ایمان ہی نہیں لائے یا کہ  
 ایمان بظاہر لائے مگر ایمان پر نہیں مے ایسے ہزار ہا دلائل ہیں مگر چونکہ وقت صرف ۵ منٹ  
 دیا گیا ہے اسلئے ایک یہ اور پس لیجئے دیکھو جَعَلْنَا مَوْلٰی قِمَارَکَ الْوَالِدِیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنِ  
 جسکے معنی یہ ہے کہ ہر ایک شخص کو اپنے ماں باپ اور قریبوں کے ترکہ کا وارث بنایا اس میں  
 کسی فرد کو حصہ نہیں کیا۔ انھوں نے کہ ہر شخص کو اپنے ماں باپ کے ترکہ کا وارث ہو کر رسول  
 اللہ کی دختر کو ہی ثلاثہ نے ترکہ اور ورثہ رسول سے محروم رکھا یہ حالانکہ قرآن میں قَوْلُکَ  
 سَلَامًا دَاوُدَ مَوْجُوْد ہے کہ سلیمان داؤد کا وارث ہوا۔ پھر فرماتا ہے فَهَبْنِیْ مِنْ  
 لَّدُنْکَ وَلِیًّا یَرْثِیْ وَیَرِثْ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ کہ ذکر کرنے دعا مانی کہ ایسا وارث  
 مجھ کو دے جو کہ میرا وارث ہو اور آل یعقوب کا۔ مگر خلفائے بنی ہاشم قرآن دختر رسول خدا  
 کو ترکہ باپ کا نہ دیا۔ جس پر دختر جناب رسول خدا غضبناک ہویں صحیح بخاری میں یہ روایت  
 فاطمہ ولو تکلم حتی ماتت جس کا ترجمہ یہ ہے کہ غضبناک ہوئی فاطمہ زہرا ابوبکر اور آخر  
 تک اس سے ہم کلام نہیں ہویں۔ اور یہ حدیث بھی صحیح بخاری میں ہے فاطمہ بعینہ  
 معنی من اذا ہافت اذانی۔ اور بائیسویں بار میں یہ کہ خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ  
 یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَہُ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا

مہینہ کہ جو لوگ لڑنا دیتے ہیں خدا کو اور اس کے رسول کو تو خدا تعالیٰ نے ان کو دنیا میں اور آخرت  
 میں نعمت کی اور ان کے لئے عذاب کریم والا عذاب ہے۔ اس کے بعد جناب مولانا نے کتاب تشہید  
 المطاعین پر سہلہ پیش کر کے کہا کہ یہ کتاب لیلو اس میں ہر دو مسائل متعینہ متنازعہ ہمارے دلائل  
 صحیح میں ملے مفضل منہج ہے جس کا جواب آج تک بجانب علماء اہل سنت سے پہنچ نہیں ہوا یہ کتاب لیلو  
 اور اگر کھافت رکھتے ہو تو اس وقت زبانی جواب دو ورنہ ایک مہینہ دو مہینہ تجھے مہینہ تک اپنے  
 مذہب کے علماء کو جمع کر کے اس کا جواب تحریر کر کر کہہ رہے ہیں پھر یوں۔ مگر فریق ثانی نے کتاب کے لئے  
 انکار کیا پھر فریق ثانی کے مقرر نے اپنی تقریر شروع کی اور کہا کہ دیکھو صاحب مولوی صاحب  
 تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ سوائے علی علیہ السلام کے ثلاثہ وغیرہ اصحاب ایمان سے خارج ہوئے حالانکہ  
 ثلاثہ اصحاب مدۃ العمر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پال خیر کرتے رہے وغیرہ پھر قرآن شریف  
 سے راضی اللہ عنہم ورضوا عنہ آیت پر کرسنالی اور ثلاثہ کی تعریف کرتے رہے مگر جناب احد  
 اور دوسرے ثلاثہ کے بھاگ جانے اور غضب میراث و حر رسول خدا و غضب خدا کا کوئی جواب  
 نہ دیا تاکہ تیسرے میں ختم ہوئے۔ اور فریقین نماز ظہر کو اسطے اٹھ کھڑے ہوئے مولانا صاحب نے اسی  
 میدان میں اپنی گردہ کو نماز پڑھوائی۔ بعد فراغت نماز پھر جناب مولوی صاحب نے بتو رسا تو تقریر  
 شروع کی اور اپنے معین حکم صاحب سے کہا کہ قرآن شریف سے آیت شریفہ وَإِنَّمَا تَصَدَّقُوا  
 لَهَاؤُا أَنْفُسَهُوَا لِيَهَاؤُا تَرَوْكُمْ قَاتِلًا تَرَوْكُمْ اور مولانا صاحب نے کہا کہ یہ آیہ قرآنی ہی یا نہیں جو آ  
 دیا کہ ہے۔ پھر مولانا نے کہا کہ آپے ظاہر کیا کہ کل اصحاب حضرت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اس آیت  
 شریفہ سے ثابت کہ عموماً اصحاب حضرت رسول خدا کو خطبہ یا نماز جمعہ میں حضور کو کہہ اور تجارت  
 کی طرف چل دیے پھر فقہاء اسلام کو شروع کیا کہ عموماً اصحاب ہا جریں وہ انصار حکم رسول خدا  
 کی مخالفت کر کے اسلام کی لشکر کے ساتھ دینے سے خوف ہو گئے اگرچہ حضرت نے فرمایا جہنم و اجیش  
 اسامہ بنی اللہ من تحلف عہداً بآئہ مذکورہ فریقین کی کتب میں منہج جو اور کورس۔  
 ایف اسے فارسی میں منہج ہے جو کہ کچھوں میں پڑھا جا رہا ہے۔ شجرہ کرم اسلام کے مختلف رسول  
 گفت بعت برادیم بظاہر و باطن و نادر بعد اسکے قرآن شریف سے آیت یا ایہا الذین  
 آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ بِمَا تَرَوْهُوَ لَعَنَ اللّٰهُ مَا لَكُمْ فِي حُكْمِ اللّٰهِ

فرماتا ہے کہ اے مجاہدین! رسول خدا کی آواز پر اپنی آذانوں کو مت بلند کرو۔ اور... کتاب  
 شکوہ سے حق پرست اس کی بات غصے سے یاد کیا۔ جس نے نہایت ہدایاں، نہایت سہولتیں  
 اور کلمہ حسنین کتاب اللہ کا تذکرہ کر کے حق پرست کو ڈنکا مارا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر  
 کہ رسول خدا کے ساتھ بہت شور و غل کیا۔ یہاں پر بعضوں نے کہا کہ یہ تو فحش و فساد کا تذکرہ ہے بعضوں  
 کہانہ لاؤ۔ تو ایسے شور و غل پر جو کہ مخالفت کر رہی تھی۔ رسول خدا نے اس کی نسبت خدا کے  
 تعالیٰ فرمایا: و انک لعن علی خلقی عظیم اور فرمایا: تو مومن عندی لاینبی التنازع  
 عندی یعنی اوٹھ کھڑے ہو میرے پاس کی میرے پاس جھگڑا جائز نہیں۔ یہ جھگڑا اور شور و غل  
 مخالفت حکم خدا کی واضح طور پر ظاہر کر رہا ہے۔ اے اللہ خدا ہی کا حکم ہے یا ایتھا الذین  
 امموا اذ انما زعمتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول انکم توشکون  
 باللہ و انکم تخرجون ذلک عنہ و احسن ما وینا و ترجمہ اسے تو نہیں سمجھتے تم کہیں  
 جھگڑا کرو تو اس جھگڑا کو خدا اور رسول کے پیش کر دو اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور رسول پر  
 اور قیامت کے دن میری بات بہتر ہے تمہارے لئے اور یہی اچھی تبادل ہے۔ اور ایسا کوئی  
 حکم الہی نہیں کہ رسول کی مخالفت کر دو اور اس کے ساتھ شور و غل کرو اور رسول سے  
 فیصلہ کے طالب نہو۔ اور کتب فریقین میں کہ بعد رحلت رسول خدا غرض مبارک رسول  
 خدا کی بے گور و لاش جھوٹا کہ مصطفیٰ بنی ساعدہ کی طرف ثلاثہ دورے شائع ہوا ہے جو صحابہ  
 دینا و اشتہار مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند۔ اور دوسرے شائع ہے کیا۔ اہل دنیا کا رو دینا  
 مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند اور کتاب تھوڑا سا موشیہ شاہ عبدالعزیز دہلوی میں لکھا ہے کہ اک  
 اور لکڑیاں دختر رسول خدا کے گہر چلائے واسطے عمر بن خطاب نے کیا پھر کہا کہ عثمان بن  
 عفان نے مروان طرید رسول خدا کو جسکو رسول خدا اور شیخین نے مدینہ شریف کی جلاوطن کیا  
 عثمان نے تیس کوس کے فاصلہ پر سے واپس مدینہ شریف کو بلوایا اور کہے رہے کیلئے سبہر محل  
 بنوایا اور بیت المال سے ہزار اشرفی اور کچھ وظیفہ مقرر کیا اور اپنے اس عہد کا جو اہل  
 شوری کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بن عوف اپنے سر کے ساتھ عہد کیا  
 کہ شیخین کی سنت پر چلوں گا اس عہد کو توڑ کر اور مخالفت کر کے حضرت رسول کو ایذا اور رنج

دینے کے لئے ادنیٰ و غافلہ کو کفر و ایمان و راحت سے مدینہ منورہ میں آباد کیا سچا  
 اللہ مصرع فارسی میں تفاوت راہ از کجاست تا کجا مصرعہ اردو جسکو نکالے مصطفیٰ -  
 اور سکو بلوانا کیا رواہ اگر کسی کی حیا تھی تو رسول خدا صلعم کے روضہ طیبہ سے تو لازم تھی  
 اور حکم الہی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول یہ عمل کرتا اور ممکن فیض اللہ و رسوله  
 سے پھر جو کہ ایمان کی شرط ہو واجب تھا۔ ایمان والے سمجھتے ہیں کہ یہ افعال ثلاثہ کا ایمان کا  
 نشان دیتے ہیں یا کفر کا ذلک عبدہ الاولی الا انصار و علیہم السلام ۳۵ منٹ  
 ختم ہوئے اور مولانا صاحب کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ پھر فریق ثانی کا مقرر کھڑا ہوا۔  
 دور اصل مقدمات مفصل بیان کردہ مولوی صاحب کا کہ کوئی جواب نہیں دیا اور یہ کہا کہ  
 مولوی صاحب ثلاثہ کا کفر ظاہر کیا حالانکہ اسی شان میں ہی آیات اہل بیت اور  
 آیت و السابِقون الاولون ام کو پڑھا اور ایسا دلیلیا بیان کر کے بیٹھ گئے پھر اس کے معنی  
 جو شامی سے اُٹھ کر آئے اور انہوں نے ثلاثہ کا رسول خدا کو بے کفن و دفن چھوڑنا اور رسول خدا کی  
 دختر فاطمہ زہرا کے گہر عمر کا آگ اور لکڑیاں جلائیے واسطے لیجا کتاب تحفہ اثنا عشریہ شاہ  
 عبدالعزیز میں درج نہیں ہے جس پر مولوی صاحب نے فوراً افسران پولیس کو کہا کہ اس پر نوٹ  
 کر لیوین پھر ثابت دلو جائے۔ اور فریق ثانی کو مذہب اثنا عشریہ اختیار کرنا پڑ گیا۔ چنانچہ افسران  
 مدد خود لے کر آئے اس پر یقین و دستخط کر کے چنانچہ مولانا نے لکھ دیا کہ ہم نقش رسول خدا کو بے  
 نور و کفن چھوڑنا ثلاثہ کا اور دختر رسول خدا کے گہر پر آگ اور لکڑیاں لیجا نا عمر بن خطاب  
 رحمۃ اللہ علیہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز سے اور اصحاب کا رسول خدا کو خطایہ نماز میں چھوڑ کر دیا جا  
 کتب اہلسنت سے ثابت کر دینے پھر علماء اہلسنت کو مذہب اثنا عشریہ کا اختیار کرنا ضروری  
 اور لازم ہو گا کہ دستخط کر کے ایمان پولیس کو دے دیا اور افسران پولیس نے فریق ثانی کو  
 دستخط کرنے کیلئے کہا تو انہوں نے آگ اور لکڑیاں کے لیجانے والے مسلحانہ زبانی تو اقرار  
 کیا اور تحریر پر باوصف اصرار پولیس کے انکار کر کے باقی دو مسلحانہ دستخط کر دیے۔  
 چونکہ چھپ چکے تھے اور اہلکاران پولیس واپس جانے کو طیارہ تھے لہذا ہو گئے۔ صاحب  
 سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس نے اپنی خوشنودی مولوی صاحب کیساتھ ظاہر فرمایا

کہا کہ یہ کائنات میں لچھا ہوں آپ اس کے ثبوت میں دلائل تحریر کر کے میرے پاس بھیج دیں۔  
پھر صاحب بہادر مع ابھارا ان مولوی صاحب کو فتح بابی کی مبادی کا دیکھ کر رخصت ہوئے۔  
چونکہ محل مناظرہ میں مومنین کے چہرے پر آمنا و بشاشت و فرحت کامل ہو گیا اور نکلیاں  
ہوئے بڑے شوق سے مومنین نے کمال احترام جناب مولانا صاحب کو پائی میں بٹھا دیا گیا۔  
اور صدائے باغی و خروہ چوڑی کر کے درود پڑھتے ہوئے پالکی کے ساتھ شامل ہوئے اور  
اسی ہیئت چھ بجے شام کے وقت شادان و فرحان داخل موضع فخر ہوئے۔

العارض سید اسماعیل شاہ ساکن فخریہ است

جنون

اصلاح۔ جناب مولوی سید باقر علی شاہ صاحب دامت معالیہ نے یہ خاص قسم کا احسان فرمایا  
کیا کہ کچھ عرصے ملا اس طرح کے مناظرہ کو اپنی تنگ اور بوج ذلت سمجھتے ہیں کہ ایسے  
اشخاص سے ہم کلام ہوں حالانکہ اس مناظرہ میں کبھی شیعہ عالم نے قدم رکھا اور آفریق  
خائف نے ذرا کیا۔ اس کو اور بھی علماء شیعہ اس قسم کی درخواست کو گوارا نہ کرتے تھے  
بہر حال ہم تمام قوم کی طرف سے جناب مولوی سید باقر علی شاہ صاحب کا شکریہ ادا کرتے  
ہیں کہ انہوں نے نہایت جرئت و ہمت سے اس ہم کو انجام دیا خدا کرے دیگر حضرات  
اہل علم بھی اس کا خیال کریں کہ جہاں فریق مخالف لی صد اس قسم سے بلند ہو جو ذرا  
ہوئے جائیں کہ عرف اہل تشریف آوری اسے اہل بطالت قرار دے کر جھٹکے۔

غنی مولوی اسکو بھی ذریعہ معاش سمجھتے ہیں کہ ہر ملک ہو چکر کچھ نذرانہ پیشکش وصول  
ہیں۔ اور علماء شیعہ اس قسم کے مناظرہ کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ اسلئے اور بھی عوام اہلسنت  
رہا رہو جائے ہیں کہ وہاں روپیہ میں کسی مولوی کو بلا لینگے۔ اور شیعہ حلی قتل  
لاہی زمین خرید رہے ہیں۔ اسلئے انکو دقتیں ہوتی ہیں۔

علماء شیعہ ہی اسی طرح مناظرہ زبانی ہم وقت آمادہ ہو جائیں تو  
ناظرہ ہو جائے گی یہ بھی تقریری کا بھی نام نہ لینگے۔

(ادوئیر)

## کیا صحابہ بھی بدعتی تھے؟

اگر اللہ کے حق روز بروز واضح ہو رہا ہے صحابہ پرستی کا چند لٹوٹ رہا ہے بڑے بڑے تابعی کو شرمی کاغذ آ کر رہے ہیں جن باتوں کو چھپا رہے تھے وہ اب ظاہر ہو رہے ہیں۔ دیکھو اوٹیا علیہ السلام نے سہل میں قدم رکھتے ہی اپنے پیچھے نہیں گئے ہیں جو اہل حق نبویہ اور اہل اہل بیت صحابہ پر غور کریں تو یہی اسی طبقے میں بھی سکوا ایک راہ نہیں مانتے یہاں تک کہ بعض انہیں ایسے خیالات کے بھی معتقد تھے جنکو آج ظاہر کرنے میں یقیناً اہل بدعت کا فتویٰ لگتا ہے۔

کہو پھر کیوں اس کے خلاف کہتے ہو صحابہ سب ایک دل ایک زبان باہم شیروں شریعت۔ ایک راہ بھی ان کو نہ ہو اور پھر اتفاق کا بھی دعویٰ کرو۔ یہ کونسی منطق ہے۔

کیوں صاحب صحابہ میں ایسے بھی لوگ تھے جو ایسے خیالات کے معتقد تھے کہ یقیناً اہل بدعت۔ ہونیکا اوپر فتویٰ لگتا ہے۔ لکھ سب صحابہ اہل سنت کہاں رہے۔ سب میں کیوں نہ ہوئے۔ یہی تو قرآن ہی کہتا ہے منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ یہی تو شیعوں کا بھی عقیدہ ہے کہ صحابہ میں مومن و منافق سب شامل تھے۔ منافق کی شناخت احادیث و آثار اہل سنت سے بغض علی بن ابی طالب سے زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں۔

یہ بھی عجب اتفاق ہے کہ ان لوگوں کو جب بھی اتفاق پھر لکھا پڑا تو ایسے اسرار و مرقعات ہوئے چنانچہ سب سے پہلے جو اہل حدیث میں اتفاق پڑا شریعت ہوئی تو یہ رمضان ۱۱۸ھ میں مولوی ابوالفتح محمد عبدالعظیم صاحب نے مسلمانوں میں اتفاق کی ضرورت ہے ”عنوان قائم“ کے لکھنا شروع کیا جس میں یہ بھی لکھتے ہیں ”مجھے خوب طرح سے بھی خبر ہے کہ مابین صحابہ کے کسی نہ کسی قسم کا اختلاف نہ تھا۔ سب صحابہ حضرت عمر کا ہم سے انکار۔ اور حضرت عمار بن یاسر کا اقبال۔ اگر یہ اختلاف ہوتے مغوس میں ایسا اثر نہیں کرتا تھا کہ اخوت اور برادری سے ایک دوسرے کو علیحدہ کرے (اخوت سے علیحدگی کیسی مانتے ادا ہو کر رہتے تھے دیکھو حضرت عثمان مگر کہ انہیں عمار کو اس قدر مارا کہ مار نہ قتل ہو گیا) اور انہیں مومن و منافق کو ٹپا کر کے لکھنا شروع ہو جو در مومن و منافق کا اقرار ہے اگرچہ بڑے سے انکار ہو حالانکہ خدا فرماتا ہے خدا ہم اللہ سے



شک طور پر مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ مابین مجاور کے فلسفہ اور جھگڑا کی وجہ سے حضرت ابو بکر و عثمان رضی اللہ عنہم وغیرہم کی خلافت پر مابین مارا یعنی اور کئی لکھی لیکن یہ اختلافات ایسے نہ تھے کہ ان میں عداوت و بغض کی آگ کو بھڑکاتے ہا

اس تقریباً اسی زمانہ کا بول تو لیا بیچ دیا ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان صحابہ میں کسی باخود ہار کش عداوت کی کہ نہ اردوں جانتے تلف ہوئے۔ حضرت ابو ذر ساجیل القدر صحابی کیوں شہید ہو اعمار کی سبب کی تو فری گئی عبداللہ بن مسعود جامع قرآن پر کیا گزری جنگ جمل و صفین و مہر کہ مہر کا نتیجہ جس سے کون الٹا کر سکتا ہے۔

پھر وہی مولوی ابوالانعم صاحب لکھتے ہیں اور لیکن محبت صحابہ کے قلوب میں بھی دنیاوی محبت و الفت کا کیسہ بکھرا دیا گیا اگر خدا نواز واقعہ جنگ احد میں فطرتاً منکرین برید الدنیا و منکرین برید الاخرہ آپ خلاف قرآن اس زمانہ کو کو کو محبت دینا سے خالی اور بعد والوں کو اس سے نفور کون کہتے ہیں تو یہ انہیں بھی وہ عقائد کا مضمون اور اس دنیاوی لگاؤ کے مطابق علحدہ ہونا چلا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وہ نفسی جھگڑا جو مردان (صحابہ) ہے کی طبیعت کی وجہ سے پیش آیا تھا کسی برحق نہیں۔ اور نیز ہمارے دلونے حضرت علی اور حضرت معاویہ کا باہمی جھگڑا اور جنگ و فساد کا قصہ نہیں بھولا گیا اور حضرت امام حسین اور زید علیہ السلام کا مقابلہ۔ یہ جملہ مقابلے حکومت و ریاست کی غرض سے ہوئے۔ لیکن پھر بھی میں دعویٰ سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ جھگڑے صرف ریاست و حکومت کے لحاظ سے ہوئے۔ گریمال پہلے بھی فرق اسلامی مسائل اور اسلامی باتوں میں نہیں آیا۔ اب ہم گریز نہیں کیجئے کہ ان جھگڑوں میں کون حق پر تھا اور کون ناحق ہو گیا تو کہ صحابہ کرام کی شان میں انصاف کا کس طرح کر سکتے ہیں۔

اب تو آپ کو اچھی طرح معلوم ہوا کہ انکا بھی وہی عقیدہ ہو جو شیعوں کا عقیدہ ہے کہ انہیں جو کچھ جھگڑا کرنا ہوا سب حکومت و ریاست کے لئے پھرتا ہے ایسے لوگ دین کے پیشوا ہو کر ہو سکتے ہیں۔

فیصلہ کرنا تو ہر مقل کا کام ہے کہ جب وہ حق و حقیقت دیکھ سکے اس لئے پیش ہو تو وہ اس میں فیصلہ کرے

لوگوں میں بڑے اور کون سا حق پر اور مولوی صاحب فیصلہ سے انکار کرتے ہیں کیونکہ فرماتے ہیں "ہم  
ہرگز نہ کہتے، جس سے معلوم ہوا کہ انکو معلوم ہے کہ اپنا مذہب چاہتے تو ہم بھی زیادہ مجبور نہیں کرتے  
کیونکہ قوتِ تیسرہ ہر شخص کی مسلح نہیں ہوتی ہے۔ ہزاروں ہنگام عداوت ہیں جو اس کی قوت  
رکھتے ہیں کہ زیارت میں فیصلہ کر لیں کیونکہ ہر شخص فتنہ عقلی یا سیاسی جو کہ وہ تیسرے کے درودہ تو  
آئیوازی سے بھی بدتر ہے جو سہ فیصد اگر لیتا ہے کہ یہ ہمارے مضر ہے یا نافع ہے کیونکہ ہر شخص بد انسان  
از فیصلہ کرے خواہ وہ انکار قاتل ہے۔

اس ابتدائی تحریر میں مولوی صاحب نے ایک حدیث کی اس تحریر کو لایا ہے تو اچھی طرح  
معلوم ہو گا کہ میں بھی یہ سچے سچے کہتے ہوں۔ تو کیا اس کے بعد اب صحابہ کو قابلِ اقتدار و تقلید جان سکتے  
ہیں کہ احکامِ دین میں ان کی سروری کریں عاشر کا کہنا کہ کوئی مسلمان کیونکر ایسا بنا کر کہ سکتا ہے  
یہی تو وہ ہے کہ وہ غیر ان کے دین یا شخص کی صورت پرستی یا کچھ بیجا مصلح مندرجہ احکام کے  
سے معلوم ہو چکی وہ بھی احکامِ عبادت کہتے ہیں "اہلسنت کے نزدیک ایسا کس سوا سیدنا  
عمر و عثمان ہیں سب جائزہ خطا ہیں سب کلمہ اور سہو و لسان ممکن ہے بلکہ واقع بھی ہو گا  
صحابہ کرام میں خواہ اللہ اہلیت خواہ اور اگر خیر میں سب کا یہی حال ہے تو قرب عند  
اور جینے محض علم عن اخفاء الدنیان ہونا اور چاہے زیادہ اس امت پر جو وہ ہیں  
حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق کا مرتبہ ہے یا جیسے دنیا قائم ہوئی ہے سوا ان کے کوئی  
ان سے بڑھ کر کیا معنی ایک مثل بھی نہیں ہو اگر اہلسنت کی کیا ہو تو دیکھنے والے جانتے ہیں  
کہ وہ ان دونوں مقدس بزرگ کے اقوال کے بھی پابند نہیں۔ دیکھو مناظرہ مورخہ مشوال  
اس تحریر میں جب قدرِ خلیفہ اول و دوم کی بیخ سرائی میں مبتلا کیا گیا ہے اس سے  
ہکو مطلب نہیں کیونکہ اب خود ان کے اہل مذہب اس نالان اور نفرت کنان جن - مگر  
تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ خود اہلسنت کے نزدیک بھی خلفائے ثلاثہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان  
تقلید کریں یا ان کے احوال کے پابند ہوں۔ پھر تاو ایسے صحابہ کس مصرعہ کہیں - دین  
یا شریعت کون سے کیا واسطہ۔

دیبا دار میں اعلیٰ درجہ ہوں - ہوں - ملکی دستقام خوب کیا - اچھا کیا - اس سے

مذہبی حیثیت سے وہ کب قابل اقتدا و محبت ہوئے۔

آپ جانتے ہیں۔ اونی ٹریفک کیون کی جاتی ہے اتفاق پر کون زور دیا جاتا ہے صرف اس غرض سے کہ مسلمان پھر اتفاق کر کے گئی ہوئی سلطنت حاصل کریں۔ یعنی گورنمنٹ انگریزوں کو جس طرح آریہ۔ ہندو۔ ملک بدر کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ بھی اسی مطلب اتفاق کا یہی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہی مولوی ابوالنعم صاحب صحابہ کے اتفاق باوصف اختیار کرتے ہیں کہ ”اونکے اتفاق کی بدولت فتوحات روز افزون ہوئے غرض کوئی ترقی کا وسیع باقی نہ رہا“ پھر بتائے اس زمانہ کے اتفاق سے اونکا کیا مطلب ہے۔ یہی نہ کہ جس طرح اوس زمانہ میں فتوحات ہوئے اب بھی ہوں۔ تو یہ فتوحات کس پر ہوئے نصاریٰ پر کیونکہ کابل۔ رزم ایران۔ مصر۔ مراکو تو اسلامی ملک ہے۔ اب کہاں فتوحات ہونگے اسی ہندوستان میں۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس جملہ مقصد کے بعد اصل مطلب پر عود کرتا ہوں کہ اسی میں اول اول ایسے تجربے نہ ہوئے اگر کسی زمانہ میں ہر تو وہ ایک بال برابر بھی اسلامی باتوں میں تفرقہ ڈالنے والے نہ تھے سب کے سب ملکر کہتے تھے اشد مدان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمد رسول اللہ

اب ان سے کوئی پوچھے کہ اگر اتفاق کی غرض صرف یہی ہے کہ سب ملکر اشد مدان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمد رسول اللہ کہیں تو یہ بات تو اب بھی اسی طرح حاصل ہے جس طرح پہلے تھے کوئی نہ اسکا مخالف ہے نہ اسکو کوئی کلمہ کہتا ہے۔ ہاں اہل تشیع میں کچھ لوگ اب ایسے ضرور ہوئے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کو سنی مانتے ہیں۔ مگر انکا درجہ اون صحابہ سے زائد نہیں جو مسلمانوں کے ان کی نبوت کے قائل تھے۔ دوسرا فرقہ وہ پیدا ہوا ہے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمہ کہتا ہے یہی فرقہ پر خطر ہے۔ مگر وہ اہمیت جلد انہیں نیست و نابود کر دے گا جیسا کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کو نیست و نابود کیا۔ یریدون لیطفئوا نورا و اللہ و اللہ متروکون و لو کہ الملش کون۔

حسین ملت بھی ہے

اس عنوان سے ایک تلامذہ شہر نظام الملش کے ذہنی بن نکلا جو کلام ہی شہید بنبر کہا گیا ہے

نظام المشائخ کے بارے میں فرقہ صوفیہ کا قومی اور مستند ارکان جو خواجہ حسن نظامی صاحب کی اڈیٹری سے دو سال سے شائع ہو رہا ہے ترتیب مضامین نہایت دلچسپ چھپائی لکھائی بہت اعلیٰ قسم دوم کی رسالہ قیمت ۷۰ -

فرقہ صوفیہ کا دعویٰ ہے کہ فرقہ طریقہ اسکا جناب امیر المومنین سے ماخوذ ہے جسکے صدق و کذب سے کوئی بحث نہیں ہم سے پہلے اس رسالہ کا غیر مقدم کرنے میں اور بیکارے ریویو کے یہ مضمون اداس نقل کرتے ہیں جس سے المضاف پسندی اسکی ظاہر ہو۔ دھو ہذا

”میرہ سو برس سے مظلوم امام حسین علیہ السلام کو دنیا کی آنکھیں روٹی ہیں۔ شیعہ سنی ہندو مسلمان یہود و نصاریٰ۔ کوئی قوم اور فرقہ ایسا نہیں جسکا دل واقعہ کربلا سے غمناک نہ ہو جاتا ہو بلکہ بعض سینوں خاص کر تاشیعوں نے غم حسین کو اپنی زندگی کے ساتھ ایسا وابستہ کر لیا ہے کہ بغیر تاشیع کے وہ اسطرح بے چین رہتے ہیں جسطرح انسان روٹی اور پانی کا حاجت مند ہوتا ہے اور بغیر کھانے کے بے قرار نہیں پاسکتا۔

پس جس شخص کے اتنے روناوے ہوں جسکی محبت کا گڑ روں آدمیوں کو دغا دے جسکی نام پر بیشمار انسان فدا اور قربان ہونا چاہتے ہوں۔ اس کو بے یار و مددگار۔ اور کس کچھ اعلیٰ لیکن نہیں غلطی نہیں ہے۔ بالکل سچ اور درست ہے کہ مظلوم کا ساقھی کوئی نہیں ہے۔ سب آہ و بکا ہے سودا۔ اگر عملی ثبوت محبت نہ دکھایا جائے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اب بھی فرقہ حشیں اور اُس کے خاندان کو علانیہ گالی بان دی جاتی ہیں۔ اس تشنہ لب سید پر شرمناک جھٹا اٹھاتے چلتے ہیں۔ اور مدعیان محبت اسکی کچھ پروا نہیں کرتے۔

لاحقوں آدمی ہیں جو واقعات کربلا سنکر اور دشمنان اہل بیت کی سفایاں معلوم کر کے حسرت سے کہتے ہیں۔ کاش ہم بھی اُس وقت ہوتے اور اپنے امام و آقا پر قربان ہو جاتے اُن کو علامہ حسین کی حالت پر رشک آتا ہے کہ وہ کیسے خوش قسمت تھے جنکی ایسے نازک وقت میں اپنے رسول کے نواسے پر صدمے ہو نیکا موقع مل گیا۔

اہل حسرت کے آنسو بہانے والے لوگوں سے کہہ دو۔ کہ اگر تم اداس زمانہ میں ہوتے تو مسیحا کی طرح گہر میں ٹھیکر خور توں کی طرح سر پشیا کرتے۔ میدان میں تھکرا ایک قدم بھی گئے

تہ ہوتا کیا ٹکڑے نہیں کرائے بھی حشیں کے ساتھ کمر ہلا کا واقعہ پیش آرہا ہے۔ چار برس و مظلوم  
حشیں اور اسکے برگزیدہ خاندان کو ملامت و دشنام دہی کے تیروں کا ہت بنایا جا رہا ہے  
تم نے اپنے آقا کی کیا حمایت کی؟ کچھ نہیں! بلکہ جب سودا مخرج کر کے اُن گالیوں کو خریدا۔ اور  
ٹپڑ مارا۔

ہم کو صاف کہنے میں کچھ ہانپیں کہ میرزا حیرت نے عمر سعد اور شمر ذی الجوش سے زیادہ نجی  
حشیں کو تکلیف دینے کے لئے لڑنے سے ہزاروں عیب خاندان نبوت پر لگائے مالمشار  
والمخار با میرالمومنین مولیٰ علیؑ کو بغیر اللہ ایسی شرمناک گالیاں دین جن کا نقل کرنا  
بالکل ناممکن۔ نامرد ہزدل پھیل بیغیرت تو ایسے الفاظ ہیں جنکو بارہا اُس شیر خدا کی  
شان میں بے ننگان استعمال کیا گیا۔

الغرض بنا اور پُرانا کوئی تحریر باقی نہیں رہا جو حیرت نے رسول خدا صلعمیؐ اور اولاد پر  
بیباکی سے نہ چلایا ہو۔ مگر یہ سب مجاہدانِ اہل بیت اپنے گھروں میں بیٹھے رہے۔ کسی نے بے  
کس وجہ بس حشیں کی پاسداری میں زبان و قلم کو جنبش نہ دی۔

میں دل سوختہ ہوں۔ اور آزادی سے ہر ایکس آغاخان۔ سید امیر علی۔ سید حیدر  
بلگرامی پورا نزام لگاتا ہوں کہ باوجودیکہ انکو گورنمنٹ میں اتنا سوخا حش ہے مگر انہوں نے  
کبھی ایک لفظ اپنے آقا کی حمایت میں منہ سے نہ نکالا۔ انگریزی گورنمنٹ نے اگرچہ پریس کو  
اور عوام کو ہر طرح کی آزادی دی ہے لیکن ایسی آزادی ہرگز نہیں دی کہ دوسروں  
کی دل آزادی کی جائے۔ کیا چھ گروہ مسلمانان ہند میں ایک بھی مسلمان ایسا نکل سکتا ہے  
جو آل رسولؐ کا گمان مبدعہ سے دیکھے۔ اور اُسکے دل کو تکلیف نہ ہو۔ جب تکلیف ہوتی ہے تو  
کیوں اپنے حاکم انگریزوں سے داد و خواہی نہیں کرتے جس طرح تم دنیاوی حقوق کیلئے مسلم  
لیک بنا کر اُن دن حقوق طلبی کی کوشش کرتے ہو۔ دین کی حفاظت اور مقتدایانِ  
دین کی حمایت کیلئے بھی زبان کھولو۔ انگریز عادل ہیں۔ انہی کو کہو انگریز محقق ہیں انہی  
الضمان کا مدار کہو۔

بسی میں ہر ایکس آغاخان و التماس ہے۔ کلکتہ میں میرزا شجاعت علیخان سے ملا۔

سفیر ایران سے درخواست ہے۔ ممالک متحدہ میں نواب صاحب رام پور اور راجہ علی محمد خان مع اللہ سے التجا ہے۔ پنجاب میں نواب فتح علی خان قزلباش سے خواہش ہے۔ لندن میں سید اکبر علی مع اللہ نقاب سے گزارش ہے۔ کہ وہ سب ملکر انگریزی سرکار کو اپنے دل کے زخم دکھائیں کہ تیرت نے خاندان رسالت صلیم کو گالیان دیکر ہمارے گلے چھلنی کر دیے۔ اور اسے تمام ہندوستان کے شیعوں اور سینوں، ائمہ ہی ایک عام آواز فریاد کی بلند کرو اور کرزن گزٹ کے گذشتہ پیرچہ کو ریزٹ کو دکھاؤ۔ اور انصاف کی خواہش کرو۔ پس یہ ضابطہ کی اجازت ہے۔ اس سے زیادہ کوئی حیرت نہ کرنا۔ کیونکہ تمہارے امام نے یہی قانونی حد سے قدم باہر نہیں نکالا تھا۔

اگر تم ایسا نہیں کر سکتے یعنی اس ظلم و ستم کی فریاد کو ریزٹ تک نہیں پہنچانی چاہتے تو آج سے حسین شہید کو بلا کی الفت کا دعویٰ چھوڑ دو۔ یہ جھوٹے آئینہ بہار چکا اتر تھا اسے دل میں نہیں ہے اور ہمیں یہ کہنے دو کہ

حسین اب بھی سکیں ہر!

اسے شہیدوں کے سردار سے بھوک پیاس سے مرگیا ہوا ہے۔ اسے وہ جسکی آنکھوں کے سامنے بیٹھیں گی جو اس لاشیں خاک و خون میں تر ہیں جسکے بے زبان معصوم بچہ کو تیر کا نشانہ بنایا گیا۔ جسکی جیٹا معصوم لڑکی کو طابخے مارے گئے۔ اور وہ بیماری اسے حملیتوں کی طلبکاری میں حارون طرف دیکھنے لگی۔ مگر کوئی نہ آیا جو اسکو اپنی گود میں لیتا جسکی ہن کو برہنہ سروٹ پر بٹھا کر تشہیر کیا گیا جسکے پارٹیک کے ہاتھوں کو موٹی رسی سے باندھا گیا اور جانوروں کی طرح گھسیٹا گیا۔ جو کرنا گھبراہٹ میں ایلزارہ گیا۔ جب لو خدا کے سوا زمین پر کوئی سہارا نہ رہا۔ اور جسے سر کو سجدہ میں گوا دیا۔ کچ ہی دینا میں تیرا کوئی نہیں۔ تیرے قانون اور دشمنوں کی تعریف میں قصیدے لکھے جاتے ہیں۔ اور جھگڑ کر بلا سے بہاگ جانے والا بے حمیت ثابت کیا جاتا ہے۔ مگر ایک شخص بھی تجھ کی گناہ کی جانب داری میں نہیں بولتا۔ سب ڈرتے ہیں اور کلم کی نوک سے ہرے جاتے ہیں۔ پس خدا ہی تیری سبکی بے بسی مظلومیت۔ بیگناہی کا بدلہ لے گا اور کوئی نہیں۔

راقم۔ اسد بن مسلم طباطبائی۔ انڈکن

اصلاح۔ اگرچہ انجو میں منکاح حیرت کا قبل انوجود معلوم تھا۔ اور اہل حدیث بھی ہونے

لوگوں سے سچے جیسے مشقِ نبوت پر یہ کے قائل تھے کہ سب زیادہ قابلِ فساد وکیل امرتسری  
ہے جو سچے رسم کی طرح کام کر رہا ہو۔ انجمن - اجماعت کی حالت سب پر ظاہر ہو چکی کہ یہ غلطہ سے بے خبر  
کے تباہ کر رہا ہے۔ قصے کے مجسم بن گئے۔ مگر وکیل کی رفتار بالکل منقطع ہو گئی۔ صلح کی پالیسی  
اور قومی اجناس کا بیوکا کہ شیوہ سنی کو ایک نظر سے دیکھتا ہے کہ عرب سے عبید اللہ حمادی صاحب اسکے  
اڈیشن ہوئے عبید اللہ زیاد کی کا جلوہ دکھایا کہ قوم کو اس سے باخبر رہنا چاہیے۔ دو برس  
اسکا انداز بدل گیا حاجت کا پورا اثر ہے۔ (ادھر سے)

## ایک تازہ مناظر

الجماعت مورخہ ربیع الاول میں الیومی حشمت اعلیٰ صاحب - واعظ دہلوی لکھتے ہیں اڈیشن اصلاح  
اسکا جواب دین فقیر نے آپ کی خدمت میں رسالہ ”ہو سنم المسلمین“ اور رسالہ ”خیر خواہ داریں“ روانہ کر کے دیا  
کیا تھا کہ آپ جو خلافت بلا فضل علیؑ کو جزا ایمان قرار دیا ہے آیا اسکی سند قرآن مجید سے کیا ہے؟  
اور وہ اسلام جو زمانہ نبوت اور خلافت میں دشمنوں کو دوست اور غیروں کو دشمن بنائی کے بنانا  
تھا وہ اسلام کیا ہو اور چاہئے زمانہ کا اسلام جو اسلامی فرقوں نے اختیار کیا ہو یہ سلام تو عینی بہاؤ ہو  
بھی دشمن بناتا ہے تو آپ نے اوس کے جواب میں ایک رسالہ اصلاح اور ایک پرچہ روانہ فرمایا جسکا مضمون  
یہ تھا کہ ”آپ حضرات خود بھی تفریق امت کے کو نشان ہیں اگر خلیفہ دوم رسول اللہ اکرم ﷺ لکھنا  
لن نقبلوا بعدی کی تکذیب نہ کرتے اور حسدنا کتاب اللہ نہ کہتے تو کوئی آفت نہ آتی۔ اگر آپ کو  
مناظرہ کا شوق ہو تو آپ کسی آریہ کو چیلنج دیجئے اور اگر خاص شیعوں سے شوق مجادلہ ہے تو رسالہ ”خیر  
فرما کر آمادہ ہو جائیں یا فقیر اڈیشن صاحب کی تحریر سے بغایت درجہ خوش ہو بلکہ سوال کیا کیا گیا اور جواب  
نے جواب کیا دیا۔ سبحان اللہ مصلحان قوم جو بد ربیع رسالہ اصلاح اٹھائی کی اصلاح کریں ان کا بیوکا  
کہ سوال کیا تھا اور جواب میں مجادلہ پیش کر دیا۔ اڈیشن صاحب خدا تعالیٰ کی خشیت اور اوس کی  
حضور میں آؤ اور مایہ لفظ ”میں“ قول ”لا انا“ یہ برقیہ عقیدہ پر جو فرما کر انصاف سے فرماؤ کہ  
فقیر آریہ اور عیسائی مخالفین اسلام کو رسالہ خیر خواہ داریں میں تو چیلنج دیکھا ہے شاید آپ نے اوسے  
ملاحظہ نہیں فرمایا اور آپ کو فقیر نے مجادلہ کے طریق سے کوئی مسئلہ پیش نہیں کیا بلکہ محض ہمدردی اور  
اسلامی اخوة قائم کرنے کی غرض سے تکلیف دی تھی آپ نے فقیر کے سوالوں اور ہمدرد رسالوں کے

مصناین کو محاذ پر کس طرح حمل کرنا کہ غیر کو نرم غیر یا حقیر تو محض آپ ہی سینہ در رافت کرنا ہے کہ اپنے خلافت بلا فضل علیؑ کو جزو ایمان کرن دلائل سے قرار دیا ہے فاسئلوا اہل الذکر انکم لتعلمون بالبدیلت والذکر اسکا اشارہ ہے اور دوسرا سوال یہ ہے کہ ۲۷ فرقوں میں سے جب آپ اپنے ایکو توہی نہایت فرماتے ہیں تو آپ کے پاس بتائی ہوئے کلامیہ قرآن، حدیث میں کیا ہے اور جب آپ دیر اسلامی فرقوں کو بتائی نہیں دیتے اور ان کے پیچھے غلط پڑھنے سے بھی منکر ہیں تو آپ پھر حسب اتفاق کا صفوں تحریر فرماتے ہیں تو پھر کہ وہ مسلمان، ہندوستان کے کس جہاں کو شمار کرتے ہیں اور آپ نے جو رسالہ اصلاح جاری کیا ہے اور اسکا نام برعکس ہند نام زلی کا فوراً اصلاح نام لکھا ہے۔ اس سے اور مسلمانین پیدا ہو گیا سوا ایک فرقہ سید کے اور کوئی امین نہیں کہہ سکتی بلکہ دلیل آپ کے ہر تحریر کر دیا۔ آپ ہر بات پر خواہر کہ حقیقت میں آپ مصلح قوم ہیں تو اپنے رسالہ اصلاح میں بھی مصنفین تحریر فرمادے کہ جس سے وہ اسلام ظاہر ہو کہ جو الفاظ کو دوسرے بنا تا تھا وہ اسلام کہہ سکتے (۲۵) قدر اسلام میں فرقے پیدا کر کے پھرتے سرت ہر ایک فرقہ میں نئی کوئی فرقہ پیدا کر کے سبھی بہا کیوں بھی دشمن بنا کر میٹھیں، اسلام کی نظروں میں حقیر اور ذلیل کر دیا۔ آپ (۱۱) لکھ رہے ہو کہ عیسائی اور آریہ کے مشن کس قدر ترقی کر رہے ہیں اور آپ ابھی خلافت اور باغ مذک کے غم میں ہی گھلے جا رہے ہیں اور میٹھیں آپ مسلمانوں کی جماعت کی تعداد کم کرتے جا رہے ہیں۔ تب تک نیشی سے فقیر کے رسالوں اور سوالوں کا جواب تحریر فرماویں اور غمخشی اور نیرہ بازی سے قہم کریں۔ اور لکھتے الدین یدعون من دون اللہ اھلا شبلوا الاموات میں غور کرتے رہا کریں۔

اجواب (۱) اس تحریر کی پہلے فقرہ کا جواب خود انکا فقرہ ۱۱ ہے کیونکہ جب مسلمانوں سے اس کے جواب مان ہیں کہ متفق ہو کر عیسائی اور آریہ کا جواب دیں تو پھر پہلا فقرہ قبر زندہ ہے کیونکہ آپ یہاں خلافت بلا فضل جہاں میر کی نسبت سوال کرتے ہیں تو آپ ہی فرماتے ہیں پہلا فقرہ جواب دیا جائے یا آریوں کا جو صرت آپ کی حرکت ہی پر ہندو گائی گلیج کر رہا ہے اور آپ نے تحریر (۲) اسکا جواب خود آپ کی تحریر ہے کہ اگرچہ ادھر نہیں منظور تھا تو ایسا سوال ہیوں کیا گیا کہ کیا کسی بدیہی امر پر یہی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔



(۳) خود آپ کا رسالہ جواب ہے کیونکہ اس میں سماع موتے کا بطلان کیا ہے۔ اس سے عیسائیوں اور  
 آریہوں کو کیا چیلنج ہو۔ کیا مسلمانین وغیرہ مسلمانین میں ہی مسئلہ متنازعہ فیہ ہے اور کیا ایک مسلمہ کے حل  
 ہو جانے سے بقیہ مسلمانین کے مسائل حل ہو جائیں گے؟ قرآن اور صحاح ستہ اور تمامی کتب  
 احادیث و سیر و تواریخ مسلمہ ہلست سے (۵) وہی حدیث مستغرق امتی علی ثلثہ و سبعین  
 فرقہ کلمہ فی النہی الافاحہ کہ ۲ فرقے ۲۲ ناری ہو گئے ایک ناجی (۶) اتفاق سے میرا  
 منشا صرف اس قدر ہے کہ شیعہ سے سنی یہ متعین ہوں نہ جنتی سے وہابی ہر فرقہ اپنے اپنے فرقہ سے بحث  
 رکھی نزع موقوف کر کے سب مخالفین اسلام پر توجہ کریں۔ اتفاق سے صرف میرا ہی مقصد ہے کہ جو  
 قوتیں باخبر ہوں کی خاموشی میں صرف ہوتی ہیں وہ سب مخالفین اسلام پر بحث کیا جائے (۷) کہیں یہ  
 مجاہدانہ معاملہ نہ فقروہ یا اتحاد و اتفاق کا بڑھا ہوا اس جہاں پر آپ کا کونسا مطلب ثابت ہوا۔  
 (۸) حدیث مستغرق کو میں لکھ چکا ہوں رسول سے بڑے کون سی دلیل چاہتے ہیں کہ سب ناری ہیں ج  
 (۹) وہی اسلام تھا جس کی بنیاد رسول اللہ نے بعد نزول آیہ وَاَنْتُمْ مَعِشِرَتُکُمْ لَمْ تَخْلُکُمْ لَمْ تَخْلُکُمْ لَمْ تَخْلُکُمْ  
 کا فرض کیا تھا کہ ہم رسول ہیں اور علیؑ اخی و دعی و خلیفہ فی مذکرہ اسمعوا و اطیعوا و یا علیؑ  
 جو اصلاح ملا جلد ۱۲ اور ۱۳ جلد ۱۰۶ پر آپ کا اسلام پر حسینؑ انوار علم رسول ظاہر ہونے  
 گئے جس سے تمامی جتنے مخالفت کی اور بہانے تھے وہی استوائ سے وہ قتل کے گئے لہذا آلہ میں  
 جہاں گئے جنکو آپ کو گئے شہر کا خطاب دیا ہے حالانکہ وہ سب صوابی تھے جنکی شان میں حکم ہوا  
 ہے آپ کے خلاف سے وہ زیادہ عالم اور دیندار تھے دیکھو تنقید بخاری جلد دوم۔ جبکہ جو تقریباً قائم ہوئی  
 وہ آج تک علیؑ جانی ہے کہ آپؑ باجی قادیاںی۔ پکڑا ہوا۔ بجا ہوا۔ شان سب برساتی رہے تو  
 طرح پیدا ہو رہے ہیں (۱۰) یہ محض غلط خیال ہے کہ کلمہ خلافت یا بلوغت کا جانا ہو کیونکہ وہ سب  
 تو ہو چکا۔ بلکہ صرف آپ حضرات کی ضلالت و گمراہی کا خیال ہے جسکے لئے حضرت نے فرمایا تھا اکتب  
 لکم کتابا لن تفتنوا بعدی کہ اب ہم کسی طرح سمجھے اور ایمان لائے تو بھلتے۔  
 (۱۱) اسکی وجہ یہی ہے کہ جب عمر کی خلافت ماننا جزو اسلام ہے تو پھر دیانندی کو کون نہ مانیں  
 جو آپ کے خلیفہ عمر سے نسبتاً افضل سے علم و عقل میں ان سے زیادہ کیونکہ عمر صاحب تو خود کہتے تھے۔  
 کل الناس اقلہ من عمر حتی الحمدات فی النحال (۱۲) اگر میں آپ کے رسالہ کو قابل جواب

سمجھتا تو ضرور جواب دیتا۔ مگر افسوس وہ سب تو کسی اہل علم کے دیکھنے کے لائق بھی نہیں۔  
 ایسا ہو تو ان فرقوں علاقی الاہل بنایا ہے (۱۵) اگر آپ لوگ آیہ لا تتبعوا الذین پر عمل کرتے  
 تو آریوں پر کالی کلون کیوں کرتے جو آپ کے پورا اہل علم سے ہیں اور آپ رو رہے ہیں۔ اور  
 اگر حدیث پر عمل ہوتا تو فرقہ دہائی کیوں پیدا ہوتا جسکی گندگی نے تمام عالم کو گندہ کر دیا ہمارا  
 عمل قرآن کے آیہ امانا لیکو اللہ ورسولہ پر ہے اور صحاح ستہ کی حدیث الحسب اللہ والبعض  
 اللہ پر کہ اولیاء خدا سے محبت اور اعدائے دین پر لعنت ومن یتبع غیرا لا سلام دینا  
 فدن غلامہ دھو فی الآخرۃ من الخاسرین۔  
 اڈیٹر

## اسلامی اخباروں میں مذہبی چھپرے

اس عنوان سے وکیل مورخہ ۱۲ مارچ حسب ذیل مضمون شائع کرتا ہے۔  
 مذہبی چھپرے اور مذہبی فرقوں کے متعلق میرا اپنا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح دنیوی جھگڑے کسی نہ کسی  
 میں اُٹھتے ہی رہتے ہیں۔ اور اختلافات خیالات سے مختلف ٹولیاں بنتی جاتی ہیں۔ اس طرح مذہب  
 میں بھی فرقوں اور اختلافات کا ہونا لازمی اور لازمی ہے۔ اختلاف ابرا نہیں لیکن اختلاف  
 کی وجہ سے آپس میں عداوت اور ذاتی کاوش کا پیدا ہونا پیرا کرنا ہے۔  
 اس وقت اسلام اور اسلامیوں کی جو حالت ہے۔ اگرچہ وہ ہندوستان میں بفضل خدا  
 ذوالجلال اور تباہی کو گھنٹ انگلیش دن بدن بہت کچھ سنبھلتی جاتی ہے۔ مگر یہ بھی یہ کہا جاتا ہے  
 کہ ابھی بہت کچھ کرنا کرنا ہے۔ دوسری قوموں میں بھی ہر قسم کے اختلافات ہیں لیکن نہ اس قسم  
 یا اس ذریعے اثر کے جو اسلامی جماعتوں میں پائے جاتے ہیں مسلمانین کے اخبارات اور رسالے  
 دو قسم کے ہیں۔

مخزن مذہبی۔ مخزن دنیوی۔

مخزن مذہبی اخبارات اور رسائل میں اگرچہ چھپرے ہاں ہوں۔ بشرطیکہ تہذیب رنگ میں ہو تو  
 کچھ قباحت نہیں۔ لیکن دنیوی اخبارات میں مذہبی چھپرے کوئی گنجی نہیں رکھتی۔ میرے  
 خیال میں اسکا اثر بہت ہی خراب پڑتا ہے۔ کسی پچھلے پرچہ روزنامہ پسمہ اخبار لاہور میں اڈیٹر  
 اخبار کی جانب سے یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ

آئندہ شیعہ اور سنی فرقوں کے متعلق مذہبی رنگ بین کوئی مراستہ دین نہیں کرنی چاہیے۔  
 چیمبر اخبار نے یہ بیت ابھی پالمسی اختیار کی ہے۔

جتنے مسلمان دنیوی اجارات ہیں ان کا یہ فرض ہو کہ وہ بھی اسی قسم کا التزام کریں ان اختلافی  
 مضامین کی بجائے اسپر زور دین کہ ان میں شریعت کی خاطر سب اہل اسلام خواہ کسی فرقہ سے ہوں ایک  
 راہ لیں خدا ربی۔ اور قرآن مجید کی شرکت ہو ایک ہی مسلک اختیار کریں۔

کیونکہ اس روز کی تو تین مین سے اسلام کی عظمت اور وقعت میں دن بدن فرق آ رہا ہے  
 اور وہ بات اور وہ کام جو اس زمانہ میں کرنے ضروری ہیں۔ اس خاندانی سے لگے چلتے ہیں۔  
 اور باوجود اس زمانہ امن وامان کے کوئی نجات کی صورت نہیں نکلتی ہے

ہوتے ہیں وہ سوار میں ہوتا ہوں جان بلب پھانسی میرے گلہ میں ہیں تھے رکاب کے  
 جتنا زور اس مذہبی مناقشت اور اندرونی جنگ پر دیا جاتا ہو اگر سب فرقوں کے پرستار و صلاحت  
 پر آئیں تو فائدہ کا کیا ٹھکانا ہے کیا اسلام اسی حالت اور پسہ میں رہے کہ اس کے پیروکار ان کیلئے بجز  
 اس وحیدہ کا ہستی کے اور کوئی کام یا فی نہیں رہا۔

ابھی صد ہا کام باقی ہیں۔ اور ان میں ہاتھ تک نہیں لگایا گیا ہے خدا لگتی بات تو یہ ہے کہ انک  
 زمانہ کی رفتار کے مطابق ہم سے کوئی کام نہیں بن پڑا محض انتظار میں ہے

بازار شوق میں کوئی سودا نہ بن پڑا ہم اس کے ہاتھ پک لگے جس کی خریدگی  
 کیا انک مسلمانوں کے ضروری کاموں کی واسطہ اس قدر راہ بند کیا کہ یہ شیشی جلیس بن گئی  
 جو انہ۔ جان جو کون کو لگے جو ایک دو کل بوجھاری کے ہیں۔ ان کے پیش پر ہمیں دیکھنا کہ مذہبی  
 جنگ اور دو سال بھی ادھر تو جہہ کریں تو بہت کچھ ہو جائے ساتھ ہی

اس مضمون کے لکھنے والے جناب سلطان احمد صاحب ہیں دہلوی مگر کاش میں مصروف ہو کر کیوں  
 عمل کرتا جس کو اصلاح دہم سے سمجھا رہا ہوں کہ ایک قومی اجناد کو جس کا مسلک صلح کس پر اس پھر  
 چھانڈنا سب نہیں مگر معلوم وہ کہ انسانی عنصر اس میں لگیا چھس نے وکیل کی سیرتہ سالہا پس  
 کو ایک دم تبدیل دیا۔ گوشت مالک متروک نے جب کوٹھوک کے چلیدی بھڑکی کی بدعت کو موقوف کیا  
 اور سوخت ہو وکیل کی تو رہل گئے۔ اور وہ زمانہ شہنشاہ نے مضامین شائع کیا رہتا ہے۔ ابھی عزم میں جو

برعات محرم کے عنوان سے تین نذر شائع کیا وہ ایسا لکھہ مضمون ہے کہ سال بہ تک اور کئے جواب شیعہ اخبار  
ورسائل کو فرصت نہ ملے۔

قرآن نے فتنہ کو اشد من القتل بتایا ہے مگر یہ روان حسب کتاب اللہ کو قرآن سے ایسا ہے کہ کسی طرح  
قرآن کے احکام کو نہیں مانج سب تک ہندوستان کے تہامی اہلسنت آریہ ہوا جائے جس کا کل سلمان چکا  
اور وقت تک ان اخبار نویسوں کا جی نہ بہر کا پیسہ اخبار نے اگر یہ ایسی اختیار کی ہے تو اسکے بعد کہ شیعوں کو  
دل بھر کے گالبن دیکھا اصلاح نے کر سمجھا یا کہ خاندان مکی کو موقوف کر کے دفع مخالفین اسلام میں شتر  
کر دے۔ اگر کسی اخبار نویسوں کی غرض صرف اس بقدر معلوم ہوتی ہے کہ قوم شیعہ کو نیست و نابود کر ڈالیں  
حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں اسلام اگر کسی طرح قائم ہو تو صرف شیعوں سے جو مذہب رسول و آل رسول  
کے پیرو ہیں ورنہ کسی مذہب تو صرف عمر ابو بکر کے نام پر ہیں۔ خدا کو اسے اس تحریر سے وکیل بھی متاثر ہو  
اور اپنی پالیسی بدلے ورنہ وہ وہ وزیر بہت قریب ہے جس کا کل سنی آریہ ہو جائیں۔ کیونکہ جو مذہب  
بہ اصول سلطنت و دنیا داری قائم ہوگا اس کی غرض دنیا ہوگی جس کا سامان آریہوں نے پورا  
کر لیا ہے۔

چلو چاہیے کہ حسب طرح رسول اللہ نے اسلام کی دعوت کی خاطر سے مدارات سے تالیف قلب  
سے اتمام محبت سے نہ کہ حسب طرح جہادی فرقہ کہانے کے وقت تو ایہ مخالفین کو کون جنس کو ردی  
کر دیتا ہے اور قربانی کے وقت گائے پر ہزاروں قربانیان ہو جاتی ہیں حالانکہ گائے کا گوشت کھانا  
حرف ہر نہ واجب نہ سنت بلکہ مباح و حلال ہے بلکہ بہ اعتبار طب مصر متواتر ہے کہ کیا وجہ ہے کہ ہم ہندو  
بہلوانوں کی خاطر سے نہ ترک کریں اگر سنی لوگ اس کی پابندی کو لین تو ہم اپنی آریہوں سے اون آتھ تو  
سینوں کو واپس لیتے ہیں جو محض اسی ضد میں آریہ بنائے گئے ہیں اور سنی دنیا میں پہلے ہی جی  
مسلمانوں جیٹک تم اہلی اسلام کو جسکی بنیاد اول روز سے توحید رسالت امامت و خلافت علی بن  
ابیطالب پر قائم ہوئی۔ دوسرے نہ قبول کرو گے اسی قسم کے حنا و زعفران رو گے ان انسانوں کو  
اخبار امام مظلوم پہلے کے متعلق جہانک خبریں آئیں اطمینان بخش ہیں۔ لکھنؤ کا جہاد  
جوش و خروش سے ہوا تا می ہوئیں سے ملا کر ہم سر و پا ہندوستان سے تھپتھپانے لگے اور وہی کر بلا میں  
دفن کر لکھو گے۔ مجلس نہایت مال خیر جو بن۔ باز جماعت بھی کر بلا میں نہایت جمع کیا ہے

۷۰۰۔۔۔ ربیع الاول کے ٹکڑے سی حسن استقام کو اٹھایا کیا حسین ہزاروں کا مجمع تھا جناب نواب افغان جمہا  
کا چپ تقریر کو نہایت رقت خیز ہوتا ہے۔

گوہنار رفیع لکھنؤ کو معلوم ہوا کہ نادان محل کے تقریر سید نواب علی و بی علی صاحب میں اہلسنت خلل انداز  
ہوئے ۱۲۷ صحر کو سینوں نے عجب ڈپٹ پر کارا رہ کیا جبر لوہے نے، اسنوں اور، اشیعون بغرض حفظ اک  
جالان کیا اور قہر ٹپٹ نے چھ روز کیلئے حفظ امن کو واسطے ہر دو جماعت سے دو دو سو روپیہ چاکر لینے حکم  
دیا اور امر راج ملک مجلسین اور مولود دو نو کو موقوف رکھنے کا حکم دیا۔

اڈیشہ اخبار وکیل اس خبر سے نہایت خوش ہو گئے کہ ان کے مصنفوں بدعات محرم نے اپنا اثر دکھا دیا اگر کو  
حسن استقام نہ ہوتا تو بجا را کی طرح یہاں بھی ہزاروں شیعہ کی قربانی ہوجاتی !!

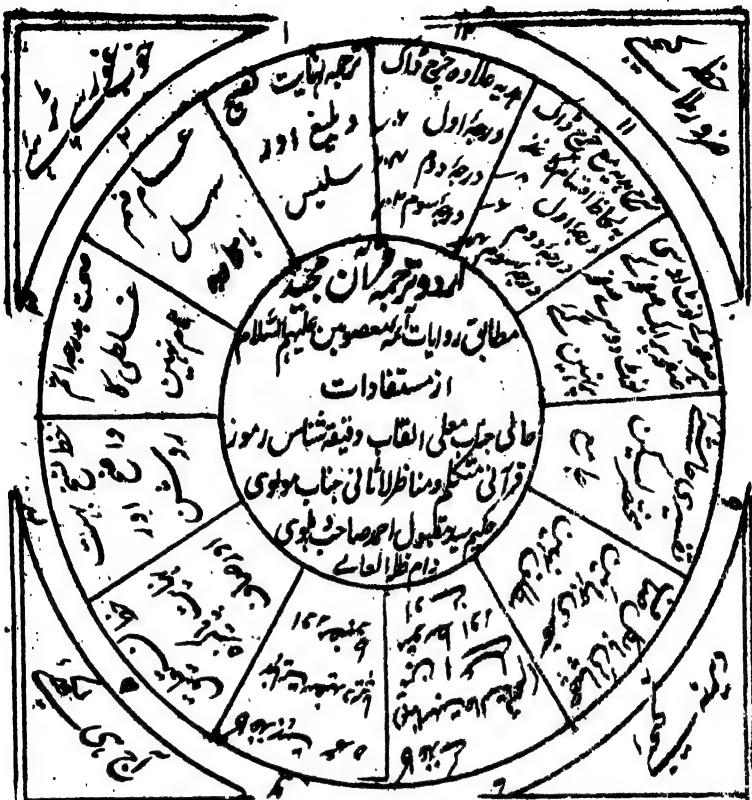
حسین آباد پر گئے چلا میں بحسن اہتمام جناب نواب اسحاق علی خان صاحب ۸۸ صفر سے ۸ ربیع الاول تک  
ایک عرصہ قلم لکھا کیا حسین مجلسین ٹپٹے شان ہو میں۔ اب مدوح حجت خرا کر کہ بلے علی جا رہے ہیں۔  
خداوند عالم اولی نیت و ہمت میں برکت عطا فرمائے۔

لکھنؤ کی خبریں۔ یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ جہاں لوگ مغربی علوم حاصل کر چکے تھے وہ پ جاتے ہیں  
وہاں ماشاء اللہ عربی لگی ہی ترقی ہو رہی ہے وہ طلبہ جو لکھنؤ میں عربی کی تکمیل فرماتے ہیں وہ عراق جا کر  
اس میں اور ترقی دیتے اور ملکہ حاصل کرتے ہیں جہاں لکھنؤ سے ہر سال طلبہ عراق جایا کرتے ہیں ایسا  
ہی جناب مولوی سید شیر حسن صاحب صدر الافاضل مدرسہ حسین آباد لکھنؤ جو پوری تشریف لے گئے ہیں  
اور جناب مولوی سید اس حسن صاحب لکھنؤی (خاندان اجتہاد سے) خدا کو یہ نصرت اپنے ارادہ  
میں کامیاب ہوں اور ہندوستان آکر اپنے سر شہر علم سے سپراب کریں۔

مدرسہ حسین آباد کا پور ڈنگ۔ یہ خبر نہایت مسرت دہنی جا لگی کہ مدرسہ سلطان اللہ اس کا پور ڈنگ  
نوسے ہزار روپیہ میں بننے والا جس کی سنگ بنیاد عقیقہ سر جان بیوٹ لکھنؤ گورنر صاحب صوبہ  
مقتدرہ داد دہ رکھنے والے ہیں۔ یہ سب جناب نواب غا ابو صاحب مولوی سید سخاوت حسین صاحب  
کو ششون کا تیج یہ خدا ان کو جو خیر سے اور وہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہوں راحت میں  
آل انڈیا شیعہ کانفرنس گزشتہ۔ انجمن شکر پہلا نمبر لکھا گیا جو بروز نوروز امر راج کو لکھنؤ کی شائع  
ہوا۔ یہ ہفت روزہ بدوہ ہے۔ اور سالانہ چندہ ہے جو تقریباً ۱۵ چندہ میں ہفتہ وار ہوجاے گا۔

اس اخبار کی قطع نہایت مسرت دہنی جا لگی کہ جہاں لوگ مغربی علوم حاصل کر چکے تھے وہ پ جاتے ہیں وہاں ماشاء اللہ عربی لگی ہی ترقی ہو رہی ہے وہ طلبہ جو لکھنؤ میں عربی کی تکمیل فرماتے ہیں وہ عراق جا کر اس میں اور ترقی دیتے اور ملکہ حاصل کرتے ہیں جہاں لکھنؤ سے ہر سال طلبہ عراق جایا کرتے ہیں ایسا ہی جناب مولوی سید شیر حسن صاحب صدر الافاضل مدرسہ حسین آباد لکھنؤ جو پوری تشریف لے گئے ہیں اور جناب مولوی سید اس حسن صاحب لکھنؤی (خاندان اجتہاد سے) خدا کو یہ نصرت اپنے ارادہ میں کامیاب ہوں اور ہندوستان آکر اپنے سر شہر علم سے سپراب کریں۔

مدرسہ حسین آباد کا پور ڈنگ۔ یہ خبر نہایت مسرت دہنی جا لگی کہ مدرسہ سلطان اللہ اس کا پور ڈنگ نوسے ہزار روپیہ میں بننے والا جس کی سنگ بنیاد عقیقہ سر جان بیوٹ لکھنؤ گورنر صاحب صوبہ مقتدرہ داد دہ رکھنے والے ہیں۔ یہ سب جناب نواب غا ابو صاحب مولوی سید سخاوت حسین صاحب کو ششون کا تیج یہ خدا ان کو جو خیر سے اور وہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہوں راحت میں آل انڈیا شیعہ کانفرنس گزشتہ۔ انجمن شکر پہلا نمبر لکھا گیا جو بروز نوروز امر راج کو لکھنؤ کی شائع ہوا۔ یہ ہفت روزہ بدوہ ہے۔ اور سالانہ چندہ ہے جو تقریباً ۱۵ چندہ میں ہفتہ وار ہوجاے گا۔



مذکورہ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ میں موجود ہیں جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا پہلا یا محاورہ اردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضوں پر صرف از کثیر بڑی محنت جانکاہی سعی اور کوشش سے تیار ہو کر ہاتھوں ہاتھ نکل رہا ہے۔ (پہلا اور دوسرا پارہ طبع شدہ موجود ہے۔ تیسرا پارہ بھی چھپ گیا) آپ بھی اس سخی اصول پر عمل کریں کہ آج کا کام کل پر چھوڑیں اور فوراً بلکہ اسی وقت فرمائش لکھ بھیجیں اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونہ تو فوراً منگائیجئے مفت ارسال خدمت ہوگا۔

المش  
جولائی ۱۹۶۱ء - دفتر شفا خانہ ہندوستانی دہلی۔

# حل طلب الغامض

یاد رہے کہ یہ کتاب ایک نیا کارخانہ ہے جس میں تمام غامضیوں کی حلالی اور حقیقتیں لکھی گئی ہیں کہ وہ حقیقی میں کس کس کے حل کر کے دیئے گئے ہیں۔

## (۱) معنی

وہ تین حروف طے ہوا کہ اس کو کھانا میں کھائی جاسکتی ہے۔ عربی نام میں کہ گڑا ہے۔ وہی ہے جو کھانا میں کھائی جاسکتی ہے۔ وہی ہے جو کھانا میں کھائی جاسکتی ہے۔ وہی ہے جو کھانا میں کھائی جاسکتی ہے۔

## (۲) معنی

وہ کوئی فلفلہ جو چوبیسویں دور میں تھیل ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔ یہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔ یہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔

## (۳) معنی

یہ الفاظ تاج کو اس مشابہت میں سے چھپے یہ اوصاف ہونے لگے۔ اس کو کوشش کا نام ہے۔ اس کو کوشش کا نام ہے۔ اس کو کوشش کا نام ہے۔ اس کو کوشش کا نام ہے۔ اس کو کوشش کا نام ہے۔

## جوہر شہر معرب بنی ہونٹ بنی

وہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔ یہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔ یہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔ یہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔

وہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔ یہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔ یہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔ یہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔

یہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔ یہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔ یہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔ یہ ایک خاص قسم کا ہونٹ ہے جس کے دو گوشے کے ساتھ ایک ہونٹ ہے۔

اختصار تقریر بالغ ہے کہ ہم کچھ زیادہ بسط دیسکیں۔ مگر  
چوتھا فوری نتیجہ اس خلافت اجماعی کا یہ ہوا کہ اس مخالفت حکم رسول کا نتیجہ اسلام کو اچھا  
نہیں ملا کیونکہ عام خانہ جنگی اسکے بعد شروع ہو گئی و امتدادت العرب بعد استخلاف بعضی  
ایام۔ مرجع الذہب ملا بر حاشیہ کامل جلد ۵

کہ خلافت کے دسویں ہی روز غروب میں بغاوت یا ارتداد پھیل گیا۔ جس نے اسلام کو اس قدر نقصان  
پہونچا یا جسکی کوئی حد نہیں کامل میں ہے ولہذا یفعل المسلمون ما یصلحون و ینہون ما یفسد<sup>۱۳۷</sup>  
یعنی حرب بنو حنیفہ میں مسلمانوں کو ایسی حرب سے سنا پڑا کہ آج تک کبھی ایسی جنگ نہیں ہوئی  
تھی۔ اور مسلمانوں نے ہر میت پائی و قتل من المہاجرین و الانصار من المدینۃ ثلثا  
و سقون و من المہاجرین من غیر المدینۃ ثلثا۔ سرجل مثلاً

یعنی مدینہ کے رہنے والے ہاجرین و انصار سے ۳۶ مارے گئے اور غیر مدینہ کے ہاجرین سے  
تین سو مارے گئے۔ اور بنو حنیفہ سے جو سب مسلمان تھے مقام عقر بامین سات ہزار۔ مقام  
حدیقہ پر ۲ ہزار اور کپڑ و کپڑ میں ۲ ہزار یعنی صرف جنگ ۱۰ ہزار مارے گئے  
جو سب مسلمان تھے جنگا قصور صرف یہی تھا کہ کہتے تھے لا ینایع ابا الفضیل

ہاں یہ لڑائی سر ہوئی اور ایسی سر ہوئی کہ یہ کہیں کو مخالفت کی طاقت نہ رہی۔ مگر کس طرح کہ  
تو اعدا اسلام بالکل اوشاہدے گئے احکام شرع باطل کر دیئے گئے۔ ایسے وحشیانہ احکام صادر ہوئے  
کہ افریقہ کے وحشیوں نے بھی کبھی اس طرح کی وحشت نہ دکھائی ہو۔

کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے و قاتلو فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم و لا تقعدوا ان  
اللہ لا یحب المعتدین سورہ بقرہ

یعنی لڑو تلوک خدا کی راہ میں اودن سے جو تمسے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو خدا زیادتی کرنے  
والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اور رسول اللہ کا حکم یا مدین یہ تھا۔ مانہ لا یجھز علی جزیعہ و لا یتبع ملاح و لا  
یقفل اسد منہ زاد المعاد جلد ۵

رحمی کو اور اسیر کو قتل نہ کرو اور بہائے ہوس کا تعاقب نہ کرو۔



وكان يمني في معازيه عن النبوة والمثله وقال من انتهب نهبه فليس منا واص  
بالقدوس الحق طمحت من النبي فاكفيت ۳۳۳ زاد المعاد ابن القيم

وكان اذا بعث سوريه يوصيههم يتقوى الله ويقول سيروا بسيرة الله وفي سبيل  
الله وقاتلوا من كفر بالله ولا تمتلوا ولا تقدر ولا تقتلوا اولياءكم ۳۳۳

یعنی ہمیشہ آنحضرت کوٹ مار سے منع کرتے اور فرماتے کہ جو مال کسی کا لوٹے گا وہ مجھے نہیں  
اور فرماتے تھے کہ نہ تلو (یعنی ہاتھ پیر کان ناک نہ کاٹو) غدر نہ کرو۔ لڑکوں کو نہ مارو۔

یہی سیرت جناب امیر شیعہ تاجی کا کل میں ہے وہاں مذہبہا لا یقتل مدبرا ولا یدفنه  
علی جریح ولا یشف سقا ولا یأخذ مالاً منہ ۱ جلد ۲

یعنی جناب امیر کا یہ حکم تھا کہ بہانے والے کا تعاقب نہ کیا جاوے۔ رحمی کو جان سے نہ ماریں کسی  
مکان کا پردہ نہ ٹھو لو کسی کا مال نہ لوٹو۔

یہ احکام شریعت تھے کہ رسول اللہ نے اہل مکہ کی نسبت عام حکم دیا ہو سکتا ہے کافر تھے اور  
جناب امیر کی یہ سیرت تھی اپنے باغیوں کے ساتھ۔

گرا ابو بکر صاحب کا طرز عمل اس کے بالکل خلاف تھا۔ خالد بن ولید کو اس طرح ہمائش کی  
فلینا لهم بالسلاح ولیرقموا بالنار ولا یستبق منہم احد اقدر علی ان یستبقیہ  
۳۳۳ تاجی خمس جلد ۲

یعنی ہتھیاروں سے اونکو قتل کرو۔ آگ میں جلا دو۔ کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔

ان اظفرہ الله باہل الیمامة فلیالہ والا بقاء علیہم اجمعہ علی جمیعہم فاطلہ  
مدبرہم اعل اسیرہم علی السیف وھول فیہم القتل واحرقہم بالنار وایا  
ان تحالف امری ۳۳۳

یعنی اے خالد اگر تو اہل باہل پر ظفر باہر ہو تو ہرگز نہ لے کر کو زندہ نہ چھوڑنا۔ جو غمی ہو جا  
او سکو قتل کر دے اور اسکا چچا کر قید و تلو تلو کی بانہ پڑھ کر قتل عام کر سکو اگر اس سے  
جلا دے ہرگز میرے حکم کے خلاف نہ کرنا۔

کہنے یہ حکم کیسا عتاب خلاف شریعت با موافق شریعت پر کیوں نہ وہ قوم سر ہو جو رسول اللہ

کی جادوں کی عادی تھی کہ نہ بھاگنے والے کا پیچھا کیا جائے نہ اسیر قتل کئے جائیں نہ زنجی سے کوئی باز پرس ہو۔

یہ حکم ہے رحمِ دل خلیفہ کا اور تعمیل اسکی متعلق ہے خالد سے جسکو خلیفہ نے سیفِ اللہ کا انتخاب دیا ہے جس سے آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اسے کس طرح اسکو انجام دیا ہوگا کیونکہ

آدمی کے سر کا چوڑھا یہ ہم بغینہ چو سلطان تم روادار دہ زندہ لشکر انش ہزار مرخ سیخ

دیکھئے تاریخِ نحس میں ہے قتلوا داسر وادصاح خالد لا یطیعن رجل قدر اولیٰ استخف

ماء الفیئۃ اسرجل وامر خالد بالخطا ثوان یقنی ثرا و قد دفھا النار ثوامر

بالاسیری فالقیۃ فیہا والقی یومئذ حامیہ بن سبیع بن انحنشاش الاسدی

وہو اندی کان رسول اللہ استعمل علی صدقات قومہ فارث عن الاسلام

واخذت امر طلیحہ احمد لسانہ بنی اسد فخر من علیہا الاسلام فابت ووشت فا

النار وہی نقول یا صوف ہم صاحبہ کا فتنہ کفاحا۔ اذ لہ اجد بر احاصۃ جلد

آتش کٹہرا یعنی قوم بنی اسد قتل کی گئی۔ اور اسیر کی گئی۔ خالد نے پکار کر کہا کہ جس کو

کہا ناپاکا ہو یا پانی گرم کرنا۔ وہ اپنی دیکھی کا چولہا کسی کے سر کا بنائے۔ اسکے بعد خالد نے حکم دیا

کہ لکڑیوں کے بڑے بڑے کٹہرے بنائے جائیں اور آگ روشن کی جائے۔ اوسمیں قیدی زندہ

ڈالے جائیں۔ چنانچہ حامیہ بن سبیع بھی جو صحابی رسول تھا اور حضرت کی طرف سے صدقات

قوم کا عامل تھا وہ بھی ان قیدیوں کے ساتھ جلایا گیا کیونکہ اس نے ابوبکر کو صدقہ دینے سے

انکار کیا تھا۔ ایک عورت ام طلیحہ نامے گرفتار ہوئی اوس نے خود اپنے کو آگ میں ڈال دیا اور

یہ اشعار پڑھتی تھی کہ اے موت تو کس قدر خوشگوار ہے۔

یہ ہیں وہ وحشیانہ حرکات جس نے خلافت کا سکہ تمام عرب میں جما دیا جسکے بعد انکی قوت

وشجاعت ایسی سلب ہوئی کہ تمام ملک میں خلافت نے دورہ کیا۔ ہر جگہ کچھ لوگ مدعی خلافت

وسلطنت ہوئے مگر عربوں کی بہت ایسی جاتی رہی کہ ہر کوئی خلیفہ بھی ان میں نہ ہوا حالانکہ

آہنک کو شش ہورہی ہے کہ عربوں میں خاص طور پر خلافت قائم کی جائے۔ مگر وہ تیرہ

سو برس کی وحشیانہ سزا اذلتوا اسطرح یا دہے گا یہی کج جرات ہی نہیں ہوئی۔

اللہ اللہ وحیثانہ سزا تھی کہ خود وہی صحابہ جو خالد کے ساتھ ہر ظلم و بدعت میں شریک ہیں  
آتش کی گڑھے میں اس وحشت سے سراسیمہ ہو گئے ان خالد امر بالاخذ و تحف فقیل لہ

ماذا اتريد بهذا الاخذ و قال احرقهم بالنار فکفر فی ذلك فقال هذا عهد  
ابی بکر الصديق ائی اقوف فی کل جمع ان اظفر لہ اللہ بہم فاحرقهم بالنار صلی  
چنانچہ جب خالد نے بڑے بڑے گڑھوں کے کہو دے کا حکم دیا تو لوگوں نے پوچھا کیا کرو گے کہا سب لوگ  
میں جلا دیئے سپر لوگوں نے کلام کیا تو خالد نے پروا نہ لگا کر سنایا کہ اس حکم نامہ ابو بکر صدیق کو  
ہر جمع میں سنا دو کہ حکم دیا ہے کہ جب ظفر بیاں ہو تو سب کو آگ سے جلا دینا۔

اب کہاں ہیں وہ غیر مذن اہل اسلام جو لارڈ کچر بہادر کی اوس کارروائی پر  
معترض ہوئے تھے جنہوں نے مہدی سودانی کے مرد و نکاح کو ٹھاکر لکھنا بھیجا تھا۔ وہ خود  
کوین کا ابو بکر اور خالد کی تہذیب زیادہ ہے یا لارڈ کچر بہادر کی۔

آپ یہاں کہتے ہیں کہ ابو بکر صاحب کا یہ حکم سخت بغیر من حیث اسلام تھا۔ مگر اس کا کیا جواب ہے  
کہ جو حقیقت غمزدہ ہے اور مدعی نبوت ادھر کوئی کلمہ نہیں کہتا نہ جلا یا جاتا ہے نہ بھجوا جاتا ہے  
اور جو مدعی نبوت ناجائز ہے یا سنی ہیں اور غیر طوطی کا شہرہ ہے۔

کہو کہ حضرت کے آخریام زندگی میں چار آدمی مدعی نبوت ہوئے جن میں سے اسود  
عربی کو دو عجیبوں نے حضرت کی حیات ہی میں قتل کیا جسکی بشارت آپ خود دیئے کہ  
اسود و عیسیٰ مارا لیا۔ مسیح کے اعوا کا باعث ایک بزرگ صحابی ہے جو مثل ابو بکر بہا جبر ہی  
تھا۔ یہ مسیح صاحب میں بار اگر نہ اسکی لاش بھونکی گئی۔ اسکی قوم جلا دی گئی۔ بلکہ  
خالد نے اس خاندان میں عقد کر کے اسکی قدر عزت افزائی کی کہ اسلام کی اس عظیم  
انشان فتح کو اپنی مشرق پر قربان کیا۔

نہرا مدعی نبوت طلحہ بن خویلد اور سجاح بنت منذر بالکل چھوڑ دئے گئے بلکہ طلحہ بن خویلد  
کو روز بروز اسقدر قوت دی گئی۔ کہ جب جناب امیر خلیفہ ہوئے تو اسی طلحہ نے حضرت  
علی کے عامل کو در بخلہ کو قہ سے روک دیا۔ ملاحظہ ہو تاریخ کامل ص ۷ جلد  
جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کیسے ایماندار تھے اور کس درجہ اسلام کے شہیدائی کے جو

لوگ نبوت کے مدعی ہوتے ہیں اور ان سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔  
 برخلاف اسکے جو لوگ ٹھن پکھتے تھے کہ خاندان رسالت کے رہتے ہوئے یہ لوگ کون  
 خلیفہ ہو سکتے ہیں۔ جس سے زکوٰۃ روکی گئی تھی انکے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ تابعی کامل میں  
 ہے و لم یقبل من بعد من اسد وعظفان و سلیم وعاصرا لادان یا ثوبہ بالذکر  
 حر قوا و مثلوا وعد و اعلی الاسلام فی حالہ رد قہم و طاغوتہم مثل ہر و سحر  
 و انقصہم بالحجارت و سحر ہی ہر من اجماع و نکستہم فی الایام و صلتہ  
 یعنی ابو بکر نے نہیں قبول کیا کسی سے نہ بنی اسد سے نہ بنی عطفان سے نہ بنی سلیم سے  
 نہ بنی عامر سے مگر یہ کہ حامر کرین اور لوگوں کو جنہوں نے جلا با تھا۔ اور مسئلہ کیا تھا اور زیادتی  
 کی تھی مسلمانوں پر حالت ردہ میں۔ پس حاضر کیا اور لوگوں نے اور ابو بکر نے اور ان کا  
 مسئلہ کرایا۔ وہ سب جلا کئے گئے۔ پھر ان سے سرواٹے کھیلے گئے۔ پہلے ان سے گرائے  
 گئے۔ کو دن میں ڈالے گئے۔

یہ ہے حضرت ابو بکر سے رحم دل نرم دل بڑا ہے خلیفہ کا جوش انتقام کہ اپنے باغیوں  
 کی اسطرح سرکوبی کی کہ کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا حالانکہ خدا نے اپنے رسول کو اس  
 ارادہ سے کن لفظوں میں مافقت کی ہے وان عاقبتہم فاعقبوا و امثلوا و قیل  
 و لکن صبر قلیل و خیر للصابرین۔

مگر زیادہ حیرانی تو اس پر ہے کہ انہیں مرتدوں میں اشعث بن قیس ہی تھا جو گرفتار  
 کئے خلیفہ کے پاس لایا گیا تو خلیفہ نے اپنی ام فروہ کا اس سے عقد کر دیا۔ جس سے  
 محمد بن اشعث پیدا ہوا جو قاتلان امام حسین سے ہے اور خود اشعث وہ ہے جس نے  
 جنگ صفین میں جناب امیر کو حکیم پر مجبور کیا۔ اور اسی اشعث کی بیٹی جدہ نے جناب  
 امام حسین کو زہر دیا۔

ابن کثیر نے خالد کا اور سن لیجے کہ مسیل کذاب کے قبیلہ بنی حنیفہ سے جب  
 لڑائی ہوئی تو وہاں انکی قوت شہوانہ نے یہ تیزی دکھائی کہ خطیب ظل مجاہد ابنتہ  
 ہو کانت اہل اہل العامة فقال لہ مجاہد مہل انک قاطع ظہری و ظہری

عند صاحبك ان المقالة علیك كثرة وما اقول هذا من عندك <sup>۳۴۳</sup>   
 کہ مجاہد سے کہا اپنی بیٹی کی شادی مجھے کر دے۔ یہ لڑکی۔ تمام اہل یمامہ میں بے انتہا حسین   
 و جمیل تھی مجاہد نے کہا اس پر بہت اعتراض ہو گا خالد نے کہا یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے تو کرو   
 محمد بن یحیٰ اوس کے بعد کی کارروایاں یہی ہو چکیں۔ فلما بلغ ابو بکر غضب ابو بکر کوب   
 یہ خبر معلوم ہوئی تو بہت غصہ ہوئے اور عمر سے کہا کہ خالد عورت تو بیڑا حرام ہے اور ایک   
 خط کتاب میں لکھا فلما نظر خالد فی الكتاب قال هذا علی عمر۔ خالد نے جب وہ   
 خط پایا تو کہا یہ سب حسنا و عمر کا ہے۔

ہماری غرض اس واقعہ سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہ جس مجاہد کی بیٹی سے خالد نے عقد کیا   
 وہ اہل یمامہ میں نہایت ہی تیز و چالاک شخص تھا جس نے ایسے فقرے دے کہ باوصفیکہ   
 یہ جنگ سر ہو چکی تھی مگر خالد نے اوس معشوقہ کی خاطر سے صلح کر لی۔ اور مجاہد سے کہا۔   
 دیکھ! یمامہ خد عتقی فی یوم موتین قال مجاہد قومی هذا صنع کہ اے   
 مجاہد تو نے ایک روز میں دو دفعہ سکود ہو کر کہا دیا اوس نے کہا کیا کر میں ہماری قوم   
 ہے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

دیکھئے یہ ہے غیرت اسلامی کہ خالد نے ایک عورت کے حسن و جمال پر فریقہ ہو کر اسلامی فتح   
 کو سطح غارت کیا۔

**فہمائش صحابہ** آپ یہ نہ سمجھئے گا کہ صحابہ نے سمجھایا نہیں فہمائش نہیں کی تاریخ تھیں میں   
 ہے کہ اسید بن حنفیہ و ابونا لہ نے کہا کہ خالد خدا سے ڈر صلح نہ کر۔ خالد نے کہا تلوار سے   
 تلوار کو ٹوٹا کر دیا۔ اسید نے کہا وہ لوگ ہی تو آخر بقاء ہوئے۔ خالد نے کہا تم میں لوگ   
 رنجی بہت ہیں اسید نے کہا تم سے زیادہ اون کے لوگ رنجی ہیں ہرگز صلح نہ کرنا چاہئے۔   
 کلمہ صبح کو طر کر دیا تو فتح یا شکست یا ہم سب ہلاک ہوئے۔ ابو بکر نے کتاب پر عمل کر کے کہہ دیا   
 کہو یا ہے اگر اہل یمامہ پر فتح پاؤ تو پھر کسی کو زندہ نہ چھوڑنا خدا نے حکم فرمایا اب جلد   
 خط خاص ابو بکر [انکا حاتمہ کرنا چاہئے اسی گفتگو میں تھے کہ ابو بکر کا خط آیا اذاجہ   
 کتابی هذا فانظر فانظر لایعنی حنیفہ فلا تستبق منهم ہر جلا جرت

علیہ الموسیٰ فنکلمت الانصار وقالوا امرابی بکرفوق امرک فلا یستقی منهم  
 کہ جب میرا خط پہنچے تو دیکھ اگر تجھے ظفر نے ہو تو ہرگز بی حقیقت سے ایک شخص کو بھی زندہ نہ رکھ  
 جو عدل و بخ کو پہنچا ہو۔ انصار نے خالد سے کہا کہ ابو بکر کا حکم زیادہ قابل قبول ہے کہ ان میں  
 سے ایک کو زندہ چھوڑ۔ خالد نے کہا قسم خدا کی اب صلح ہو چکی مکن نہیں اس کے خلاف ہو سکے۔  
 کیونکہ وہ سب اسلام لا چکے ہیں قال اسید بن حضیر قد قتل مالک بن نویرہ  
 وهو مسلم فسکت عن خالد فایحجہ <sup>مسند</sup>

**قول اسید صحابی کہ** یعنی اسید بن حضیر نے کہا کہ تو مالک کو قتل کر چکا ہے حالانکہ وہ مسلمان  
 مالک مسلمان تھا تھا۔ خالد چپ رہا اور کچھ جواب نہ دیا۔

مطلب یہ کہ اسلام کا کیونکہ یہاں کرتا ہے مالک بن نویرہ بھی تو مسلمان تھا جسکو تو نے قتل کیا  
 پھر یہ لوگ اگر اسلام لائے تو ان کے قتل میں کیا عذر ہے۔

اب کہئے یہ خالد بن ولید جسکو سیف اللہ کا خطاب دیا جاتا ہے کیسا مسلمان تھا اور کیسا  
 خیر خواہ اسلام کے ذریعہ مالک پر جو نہایت حسین و جمیل تھی تصرف کرنے لگے تو مالک پر  
 اتحاد کا الزام لگایا اور یہاں چونکہ مجاہد کی مٹی سے عقد کیا تھا اسکی قوم کو آزاد کر دیا  
 حالانکہ اب اون میں کوئی ایسا نہ تھا جو جنگ کرتا اور یہ فتح مسلم اسلام کو حاصل ہوتی۔  
 آپ تو اس عمر خوش ہوئے کہ ابو بکر نے اس جنگ میں بڑی کٹلی حاصل کی اس  
 طرح اون مسلمانوں کو سر کیا کہ زندہ جلوا دیے مگر نتیجہ پر غور کیجئے کہ کیا نتیجہ عام طور پر  
 اسلام و اعذار ہو گیا کہ اسکی اشاعت بزور شمشیر ہوئی جس پر جنگ مخالفین اسلام  
 معترف ہیں۔

**رحم دلی خالد و ابو بکر کا فیصلہ** اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ خالد اور ابو بکر میں  
 کون صاحب زیادہ رحم دل تھے کیونکہ خالد نے کسی وجہ سے پورا اون اہل ایمان کو بائبل  
 نیست و نابود کرنے سے روکا لیا قتل عام نہیں کیا۔ مگر حضرت ابو بکر کی رحم دلی اسی  
 واقعہ سے ظاہر ہے کہ فرماتے ہیں ولیت خالد المرصالحم وانہ حملہ علی السیف  
 فاصدھو کلامہ المقتولین یستقی اهل الیمامة ولن یزالوا من کذا ابھصا

فی بلیہ الی یوما للقیامۃ ۲۲۳

کہ کاش خالد ان سے صلح نہ کئے ہوتا اور سبکو تلوار کے گھاٹ پار لگائے ہوتا کیونکہ ہمیشہ اب  
کذاب پیدا ہونگے تاروز قیامت جس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صاحب کو اسکا افسوس رہا کہ  
کیوں کوئی زندہ بچا جس سے کس قدر تصدیق ہوتی ہے اس آیہ قرآنی کی و اذا تولى  
سعی فی الارض لیفسد فیہا و یدلک الحرف والنسل واللہ لا یحب الفساد  
کہ جب وہ بادشاہ ہوگا تو کوشش کرے گا فساد میں اور چاہے گا کہ ہلاک کرے کھیتی اور نسل  
کو مالا کہ خدا نہیں دوست رکھتا فساد کو۔

اب آئے اس جنگ کے نتائج کو ملاحظہ فرمائیے کہ پہلا نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ جو فاعلہ اجماع  
کا بنایا گیا تھا اسکی بالکل خلاف در زمی ہوئی کیونکہ تاریخ ہمیں میں ہے قال انس  
ابن ملاح کوھت الصحابة قتال ما نفي الزلوة وقالوا اهل القبلة ۲۲۴  
یعنی تمامی صحابہ نے اس قتال اہل ردہ سے کراہت کی اور کہا کہ اہل قبلہ میں ان سے  
جہاد نہیں قال ابن مسعود کوھنا ذلك فی الابتداء وحمدنا فی الانتهاء یعنی ابتدا  
میں ہم سب کراہت کی اور آخر میں حمد خدا بجا لائے۔

حس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا اجماع صحابہ ترک قتال پر تھا مگر ابوبکر صاحب نے  
اسکی مخالفت کی۔ تو اب دو ہی صورت ہے کہ یا اجماع کی فصحت کے قائل ہوں تو  
کفر ابوبکر لازم آتا ہے کیونکہ اہل سنت مخالف اجماع کو کافر کہتے ہیں۔ یا اجماع کے بطلان  
کے قائل ہوں تو ابطال اجماع لازم آیا پر خلافت ابوبکر کیونکر صحیح ہوئی۔

بلکہ یہ بھی اوسی تاریخ ہمیں میں ہے وکان من اسدھم علیہ عمر بن الخطاب  
و ابو عبیدہ بن الجراح و سالم مولی ابی حذیفہ یعنی سب سے زیادہ اس باریعین  
مخالف قتال عمر بن الخطاب تھے اور ابو عبیدہ اور سالم غلام ابو حذیفہ۔  
عمر و ابو عبیدہ وہی دو بزرگ ہیں جنکی بیعت نے ابوبکر کو خلیفہ بنوایا اور  
انکے سلسلہ میں کو اجماع کا لقب دیا گیا۔ اب اون سب کا اجماع ترک قتال پر ہے جس میں  
سالم بھی شریک ہیں مگر ابوبکر صاحب اس اجماع کو باطل کر رہے ہیں۔ پھر بتائیے

اجلح سے صحت کسی امر کی کو نکرتا ثابت ہو سکتی ہے۔

دوسرا نتیجہ اسکا پہلے مذکور ہوا کہ ہزاروں مسلمان ناحق قتل ہوئے کیونکہ فرقہ بین مسلمان تھے چنانچہ اجلح صحابہ سے معلوم ہوا کہ یہ اہل قبلہ ہیں۔ تو کیا کوئی مسلمان مسلمانوں کی خونریزی ناحق سے خوش ہو سکتا ہے مگر اہلسنت کو مطلقاً اسکی فکری نہیں کہ ابو بکر صاحب ہزاروں صحابہ کو نہ صرف قتل کیا بلکہ آگ میں جلا کر بھون ڈالا۔

تیسرا نتیجہ یہ ہوا کہ تمامی صحابہ نے اس واقعہ میں خالد کو مجرم اور قابل قتل قرار دیا مگر ابو بکر صاحب نے صحابہ کے اس اجلح کو باطل کیا تاہم جنس میں ہے فاشاد عمر علی ابی بکر بقتل خالد قصاصاً فقال ابو بکر اعد سیفاً اشتہر لا اللہ علی الکفار وقال عمر لخالد لئن ولیت الاصر لا قید فک بہ ۳۳۳

یعنی عمر نے ابو بکر سے کہا کہ خالد کو اس قصاص میں قتل کرنا چاہئے۔ ابو بکر نے کہا ہم کبھی نہ میان میں کرینگے اور اس تلوار کو جسے خدا نے کافروں پر بھیجا ہے۔ عمر نے کہا جب ہم حلیفہ ہونگے تو ہم ضرور انتقام لینے۔

کہنے اجلح صحابہ باطل ہے جو خالد کو واجب القتل سمجھ رہے ہیں۔ یا ابو بکر صاحب کی ذاتی رائے جو اسکے خلاف کر رہے ہیں یا عمر صاحب کا قول و طرز عمل کہ خلافت پاتے ہی خالد کو معزول کیا حالانکہ دمشق کی کسی اہم جنگ ہو رہی تھی؟ اور اوں قیدیوں کو آزاد کر دیا جو اس جنگ میں بکرا ابو بکر قید ہوئے تھے۔

پھر عین امر کہ جنگ یمامہ میں آپ دیکھ چکے کہ اجلح صحابہ ایک طرف ہو کہ بنی حنیضہ کو نیست و نابود کر دینا چاہیے۔ اور ابو بکر صاحب کا حکم اوپر ہو کہ ہے کہ ایک بھی نہ بچنے پائے مگر خالد کی ذاتی رائے جو محض خود غرضی پر مبنی تھی وہ ایک طرف جس نے سب اجلح وغیرہ کو باطل کر چھوڑا اور ابو بکر صاحب نے بھی اسکو قبول کر لیا۔ پھر بتائے اجلح کہاں رہا۔ ۵۔

چوتھا نتیجہ جسے بدترین نتائج سمجھنا چاہیے یہ ہوا کہ تاریخ کامل میں ہے دفعۃً استبعد وقعتہ الیمامہ امرو ابو بکر جمع القرآن لما راہی کثرۃ من قتل من الصحابہ



ثلاثاً ذهب القرآن مثلاً

یعنی جنگ یا حد کے بعد ابوبکر نے حکم دیا کہ قرآن جمع کیا جائے حب دیکھا کثرت قتل صحابہ کو تاکہ یہ ضائع ہو جائے قرآن۔ جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کیسا نقصان عظیم حال ہوا اسلام کو کیونکہ یہ کلام صاف کہ رہا ہے ابوبکر کو کثرت قتل صحابہ سے اس کا خوف ہوا کہ قرآن بالکل جاتا رہے۔

یوں قرآن بہرہ ملا صاحب کامل نے تو ہم لفظوں میں اس کو لکھا جس سے اس کی توضیح

نہیں ہوتی کہ کس قدر قرآن ضائع ہوا اور کس قدر باقی رہا مگر روایت کنز العمال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآن جو مرتب تھا بالکل جاتا رہا کیونکہ جو لوگ اس کے حافظ تھے وہ سب مارے گئے عن ابن شہاب قال بلغنا انہ کان انزل قرآن کثیر فقتل علماء يوم الیمامة الذین کانوا قد وعوه ولم یعلم بعدہم ولم یکتب فلما جمع ابوبکر وعمر و عثمان القرآن ولم یوجد مع احد بعدہم وذلك فمما بلغنا حملہم علی ان یتبعوا القرآن فجمعوا فی المصحف فی خلافة ابوبکر حسبة ان یقتل رجال من المسلمین فی المواطن معہم کثیر من القرآن فذہبوا بما معہم من القرآن فلا یوجد عند احد بعدہم فوفق اللہ عثمان فنتخذاً المصحف فی المصاحف فبعث بہا الی الامصار وبعثہا فی المسلمین ابن ابی دلؤد ص ۷۷ جلد ۲ مطبوعہ جدید رابادہ دکن

یعنی ابن شہاب سے روایت ہے کہ جہانگ بہ کو معلوم ہوا قرآن بہت نازل ہوا تھا جس کے کل علماء جنگ یا حد میں مارے یہ لوگ وہ تھے جنہوں نے پوری طور سے یاد کیا تھا۔ اور ان کے بعد پھر وہ اب تک یہ معلوم ہوا اور جہانگ بہ کو معلوم ہوا یہی اس کا باعث ہوا کہ تمام سے متبع کیا قرآن کو جس کو وہ لوگوں نے جمع کیا صحیف میں بزمانہ خلافت ابوبکر اس خوف سے کہ مسلمانوں کے بہت سے لوگ مارے جائیں۔ تو ان کے ساتھ وہ قرآن بھی جاتا رہے جو ان کے پاس تھے پھر کسی کے پاس وہ قرآن نہ پاتا تھے۔ پس خدا نے اس کی توفیق دی عثمان کو کہ وہ انہوں نے جمع کیا مصحف کو مصاحف میں اور تمام ملکوں میں اس کو بھیجا۔

حسین سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو پورا قرآن یاد تھا وہ سب مارے گئے۔ یہ وہ مجموعہ و حرب قرآن کہیں نہیں ملا جس سے اسکی ضرورت ہوئی تگہ ہر جگہ سے ڈھونڈ کر قرآن جمع کیا جائے۔  
تو اب بتائے یہ کتنا اثر نقصان حاصل ہوا اسلام کو کہ پورا قرآن پہر کہیں نہیں ملا۔

ایک آیہ ایک صحابی کے پاس تھا جو یکامہ میں مارا گیا  
اوسی کثر الحال میں یہ روایت بھی ہے عن الحسن ان عمر بن الخطاب سال عن ایتہ من کتاب

اللہ فقیل کافحت مع فلان وقتل یوم البما مقال ان اللہ وامر بالقرآن فجمع کلان اول من جمع فی المصحف منہ

یعنی حسن بھری سے روایت ہے کہ عمر نے قرآن کی ایک آیہ کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ آیہ فلان کے پاس تھا جو یکامہ میں مارا گیا جب عمر نے کہا انا اللہ اور حکم دیا جمع قرآن کا پس ہی پہلا جمع کرنا ہے قرآن کا۔

چونکہ ابتدائے مباحث تنقید جاری حصہ دوم اور جمع قرآن کے حالات رسالہ الشمس میں نہایت شرح و بسط سے لکھے جا چکے ہیں لہذا اس سے زیادہ بیان مناسب نہیں کیونکہ مقصود اصلی صرف اس قدر ہے کہ اسلام جو اول روز سے مرکب تھا تو حید و رسالت و امامت سے اسکو ناقص کرنے اور معاہدہ رسول توڑ کر اجماع قائم کرنے اور خلیفہ بہ اختیار بنانے سے مسلمانوں کو کوئی نفع نہیں ملا دین و دنیا دونوں میں برباد ہوئے۔ بغاوتیں پیدا ہوئیں فسادات پیدا ہوئے منافقوں کا فروں کو اسلام میں مداخلت کا موقع ملا جو آگے چل کر اسلام کے مالک اور قایم بنے جس سے جس طرح کا ہوا خندا کیا۔

جس سے آخر میں اجماع سے بھی دست برداری کوئی پڑی۔ کیونکہ واقعات نے آپ کو بتا دیا نہ کہیں اجماع ہوا نہ کہیں اتفاق۔ صرف ایک سازش کی گئی جس سے خلیفہ دو صی رسول محروم کیا گیا اور مذاب دیکھ رہے ہیں کہ لاکھ اجماع ہو رہا ہے جو صاحب اختیار و قدرت یہ وہ سب کو باطل کر کے اپنے حکم خود غرضانہ کو شایع کرتا ہے۔

پانچواں نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام میں وہ شقاوت و فسادات بے دردی داخل ہوئی جس کا خاتمہ معرکہ کربلا میں ہوا۔ کیونکہ رسول اللہ نے جنگ امیر سے جو طریقہ چاہا تو تعلیم کیا تھا خلیفہ

اول کی تعلیم نے اون سکو محو کر کے ایک ایسا وحشیانہ طریقہ تعلیم دیا تاہا جس کا نتیجہ یہی ہوتا کہ  
فریق محالفت جس قدر کمزور ہو وہ پیسا جائے۔

**خلافت دوم** یہی سبب ہے کہ جب خلیفہ دوم کی خلافت کا وقت آیا تو چونکہ وہ اپنی ان  
کارروائیوں کے شیب و فزائے بخوبی واقف تھے لہذا اس معاملہ کو نہ ہیئت پر رکھیا نہ  
اجماع پر بلکہ اسی قاعدہ پر لائے جس قاعدہ سے رسول اللہ نے اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا مگر وہ  
قاعدہ دو معاملہ پر توڑ لیا۔ اور یہ قاعدہ ایسا مستحکم و قوی قرار پایا کہ اسلام کی ساری  
ترقیوں کا مدار اسی پر رکھا جاتا ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر رسول اللہ کے معاہدہ  
کو باقی رکھتے اور اسی قاعدہ سے خلافت مانتے تو اسلام کو کیسی ترقی ہوتی۔

اب اس شان اور اہتمام کو ملاحظہ فرمائیے جو خلیفہ دوم نے اپنی خلافت میں بندوبست  
کیا ہے کیونکہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ خلافت کا دائرہ عمر پر تھا۔ چنانچہ خود عمر نے خالد سے  
کہا کہ جب ہم خلیفہ ہونگے تو مزبورہ لے لیتے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ابو بکر صاحب صرف  
نام نہاد ہی تھے۔

تاریخ خمیس میں ہے لما استتمہ بانی بکرو وجہ و ثقل ارسل الی عثمان و علی و حذافہ  
من اهل السابقة و الفضل من اللہاجرین و القضاة فقال قد حضمت اترون و  
لکد من قائمہ بامرکم و جمع فیتکم و منیع ظلمکم من الظلم و میر علی المضعیف حق  
خان شتمکم احنا کلا نفسکم و ان شتمکم جعلتم ذلکم الی خدا لله لا الو کو نفسی  
خیرا صلاۃ یعنی جب ابوبکر کی بیماری نے طول پکڑا اور وہ ثقیل ہوئے تو حضرت علی و  
عثمان اور دیگر وجہ ہاجرین و انصار کو طلب کیا اور کہا تم دیکھتے ہو کیا ہو رہا ہے مزبور  
ہے ایک خلیفہ سے جو تمہارے امور کے ساتھ قائم ہو ظالم کو ظلم سے روکے مضعیف کا حتی و لا  
اگر چاہو تو تم خود کسی کو اختیار کرو اور چاہو تو تم کو اختیار کرو کہ سب کو چاہیں خلیفہ بنائیں مگر  
قسم بخدا ہم خیر خواہی سے باز نہ آئیں گے۔

یہاں سوال یہ ہے کہ ابوبکر زیادہ خیر خواہ امت تھے یا رسول اللہ حالانکہ رسول اللہ  
نے اپنے وفات کی خبر ایک سال قبل پہر نہایت اعلان سے حجۃ الوداع میں دیدی تھی۔

مگر کیا ابوبکر کے برابر بھی امت کا خیال نہ تھا جو اس قسم کی تقریر صحابہ سے فرماتے اور کم سے کم پوچھ تو لیتے کہ تم ہمارے بعد کیا کرو گے۔

ہم جہاں تک سمجھتے ہیں دنیا میں کوئی ایسا شخص نہ ہو گا اگرچہ کافر ہو کہ وہ یہ کہے کہ رسول اللہ سے بڑھ کر ابوبکر کو امت کا خیال تھا یا رسول اللہ سے بڑھ کر ابوبکر دانا تھے جنہیں یہ سب ضرور نہیں معلوم ہویں کہ ایک شخص کا ہونا ضروری ہے جو سب کا سرپرست و حاکم ہو۔ اب حضرات المسند اس کے ذمہ وادار ہیں کہ وہ کوئی ایسی حدیث و گہائیں جس میں حضرت نے اس قسم کی تقریر کی ہو اور صحابہ کو اختیار دیا ہو کیونکہ ہم دکھاتے ہیں جسے جو اسلام کی ابتدا ہوئی جس روز تو حید خدا کا اعلان دیا گیا ہے اسی روز رسول اللہ نے اپنی رسالت اور حضرت علی کی خلافت کا اعلان دیا ہے اور آخری وقت وفات تک جبکہ وصیت نامہ لکھا جاتا اس معاہدہ کو بنا ہوا۔

**جو اب صحابہ** اب سنئے کہ صحابہ نے ابوبکر کو جواب کیا دیا۔ وفی روایت قال لھم

اترون مجلۃ خلیفۃ اعینہ لکم واللہ ما احین لکم احد امن اقربائی قالو قدر ضینا من اخترت لنا فقال قد اخذت عمر فقال طلحہ والنزیر ما کنیت قائلاً لربک اذا ولیتہ مع غلطتہ وفی روایت فقال طلحہ اقول علیاً فظا غلیظاً ماذا نقول لربک اذا القیتہ م۲۷۹ تاریخ نہیں

یعنی صحابہ سے ابوبکر نے کہا تم راضی ہو اور اس خلیفہ پر جسے ہم معین کریں کہ وہ ہمارے اہل قرابت سے نہیں ہے صحابہ نے کیا ہم راضی ہیں تب اسے کس کو خلیفہ مقرر کیا۔ کہا عمر کو۔ طلحہ زبیر نے کہا پھر خدا کو کیا جواب دو گے جو اس غلیظ شخص کو خلیفہ بناتے ہو۔ ایک دوسرے میں ہے کہ طلحہ نے کہا ایسے اظہار و غلط کو خلیفہ مقرر کر کے خدا کو کیا جواب دو گے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ اس پر راضی نہیں ہوئے کیونکہ طلحہ زبیر دونوں معترض ہیں یا بروایت طلحہ معترض ہیں اور لوگ ساکت ہیں۔

بلکہ تاریخ کامل سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمن بن عوف بھی معترض ہیں فقال

اللہ افضل من سائک الا انہ خیر غلطۃ ص ۱۲۳ جلد ۱

یعنی عبدالرحمن نے کہا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بن مکران میں غلط ہے جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ وہ بھی راضی نہیں ہیں۔ جسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے۔

**کتابت وصیت نامہ کا پانچ کال میں ہے** ثمان ابابکر حضرت عثمان خالیا المکتب عہد

عمر فقال له اكتب بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما عهد ابو بكر بن ابي سفيان الى المسلمين اما بعد ثم اعني عليه فكتب عثمان اما بعد فانما استخلفت عليكم عمر بن الخطاب ولما اكمل خيرا ثم افاق ابو بكر فقال اكتب علي فقرء عليه فكتب ابو بكر وقال امراءك خفت ان يختلف الناس ان ممت في شئيتي قال نعم قال جوازك

الله خيرا عن الاسلام واهله **مسئلہ**

یعنی ابو بکر نے تنہائی میں عثمان کو بلا بھیجا کہ عہد نامہ عمر لکھیں اور کہا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ عہد ابو بکر بن ابی قحاذہ ہے طرف مسلمین کے۔ اس کے بعد ابو بکر کو غسل کیا گیا اور عثمان نے یہ لکھ دیا کہ مجھے عمر کو خطبہ کیا اور تنہا رہی خیر خواہی سے باز نہیں ہے۔ جب ابو بکر کو افادہ ہوا تو کہا ہاں کیا لکھا ہے عثمان نے پڑ کر سنایا تو ابو بکر نے تکبیر کہی اور کہا کہ تمکو اس کا خوف ہوا کہ لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا اگر ہم اسی غشی میں مرجائیں عثمان نے کہا ہاں۔ ابو بکر نے کہا خدا تمکو بڑا سے خیر دے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ خلافت عمر پر راضی نہ تھے تب ہی عثمان کو تنہائی میں بلوا کر وصیت نامہ لکھوانا شروع کیا۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ابو بکر نے اسی نام نہیں لکھوایا تھا کہ او کو غش اگیا عثمان نے جلدی سے عمر کا نام لکھ دیا کہ شاید ابو بکر اسی غشی میں مرجائیں تو ممکن ہے لوگ اختلاف کریں۔ اسلئے عمر کا نام لکھ دیا جس پر ابو بکر نے اللہ اکبر کہا اگر کسی وجہ سے ہو۔

تو کیا رسول اللہ کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ اپنے غلطی کی جو تاملی صحابہ کے رویہ و قلم دادات طلب کیا۔ اگر تنہائی میں منکار لکھوائے ہوتے تو یہ جوابی نہ پڑتی و ن یا یہ کہا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ کا کوئی ایسا خیر خواہ اور دلی دوست نہ تھا کہ جس طرح عثمان نے تنہائی میں آکر لکھ دیا اسی طرح رسول اللہ کا بھی وصیت نامہ لکھ دیتا کہ حضرت یہ

حسرت تو دل میں نہ بے جائے کہ ہمارا وصیت نامہ بھی نہ لکھا گیا۔

مگر بہر حال یہ پوری طور سے معلوم ہوا کہ صحابہ اس خلافت پر راضی نہ تھے اور بلا رضامندی اونکے عمر خلیفہ بنائے گئے کیونکہ تاریخ مخنیس میں ہے فلما کتب ختم الصحیفۃ واخرجھا الی الناس وامرھون ببايعوا لمن فی الصحیفۃ حتی موت علی فقال بايعت لمن فیما وان کان عمر فوقہ الاتفاق علی خلافتہ ۲۶۸  
جب وہ وصیت نامہ ختم ہوا تو اوپر مہر دی گئی اور نکالا گیا وہ وصیت نامہ طبر آدمیوں کے اور حکم دیا گیا کہ بیعت کرو اس شخص کی جس کا نام اس تحریر میں ہے۔ جب یہ حضرت علیؑ یاس وہ سر پہ لٹاؤ پوچھا تو حضرت نے کہہ دیا کہ میں بیعت کی اس کی جس کا نام اسمین ہے اگرچہ عمر ہوں اس طرح سے حاصل ہوا اتفاق۔

ہم کو اس موقع کے اس نتیجے سے یہاں بحث نہیں ہے کہ وہ اس طرح کے اقرار بیعت سے اتفاق و اجماع کا نتیجہ نکالتا ہے کیونکہ اگر اس کا نام اجماع رکھا جائے تو اس سے ہر اہل بڑ بڑا اجماع نزدیک لے ہوا جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا۔

مگر یہ تو بہر طور ثابت ہوا کہ قبل اسکے عمر صاحب کی خلافت پر اجماع نہیں ہوا تھا بلکہ مجتہد اجماع یہ حکم نافذ ہوا پھر بتائے اجماع کہاں رہا کیونکہ طلحہ زبیر عبدالرحمان سب مخالف ہیں۔ کتاب الامامۃ والسیاستہ ابن قتیبہ میں ہے فقال لہ راجل ما فی الکتاب یا ابی الحنفیہ قال لا ادری ما فی الکتاب ولکنی اول من اسمع واطاع قال ولکنی واللہ ادری ما فیہ امرتہ عاملا ول وامرک العوام ۲۷۰

یعنی عمر صاحب جب اپنا خلافت نامہ لکھ لے تو راہ میں کسی نے پوچھا اسمین کیا ہے تو عمر صاحب نے جواب دیا کہ ہر کوئی معلوم تو نہیں ہے۔ مگر جو کچھ اسمین لکھا ہے اس کے سب زیادہ مطیع ہیں۔ یہ سب سائل نے کہا کہ اگر تم کہیں جانتے تو ہم جانتے ہیں کہ سال گذشتہ تھے انکو خلیفہ بنایا تھا اور اس سال انہوں نے انکو خلیفہ بنایا۔

شیعوں کے تفسیر پر تو اس طرح کے اعتراضات ہوتے ہیں کہ تفسیر ہی سے اونکا کفر و نفاق نکالا جاتا ہے۔ مگر حضرت عمرؓ کی اس صیغہ دروغ گوئی کے نسبت کیا اثر شاد ہوگا جو فرما رہے ہیں

ماادری کہ نہیں جانتے کیونکہ اہلسنت و تقیہ کے تو کسی طرح قابل نہیں ہیں بجز اسکے  
 کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ عمر صاحب نے صریح دروغ کا ارتکاب کیا جسکی ضرورت بھی کسی طرح  
 نہ تھی کیونکہ دوہی تین منٹ میں یہ ناز فاش ہو بیٹا تھا۔ پھر معلوم کیوں ایسے  
 دروغ صریح کا ارتکاب کیا گیا۔

حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے ان الذین یلقون ما انزلنا من الیات والحدیث  
من بعد ما بیناه للناس فی الکتاب اولئک یرعونہم اللہ یرعونہم اللہ یرعونہم  
اللہ یعنوں - کہ جو لوگ چھپاتے ہیں ہماری آیات و بینات کو اور نبر لعلت کرتا ہے خدا  
اور لعلت کرینواے - تو کیا اس آیت سے کسی طرح خلیفہ دوم نکل سکتے ہیں اور وہ  
لا یعنوں پر مشیمہ کون ہیں جو بمعیت خداوند عالم لعلت کرتے ہیں -

نطف تو یہ ہے کہ عمر صاحب نے اوس امر کو چھپانا چاہا جس سے سب واقف تھے کہ ابو بکر کی خلافت ہی اس عرض سے ہوئی۔ چنانچہ اوسى ساکس نے کہہ دیا کہ اگر کوئی نہیں جانتے تو ہم جانتے ہیں کہ اوس سال تھے انکو خلیفہ بنایا۔ اور اس سال میں نے اپنا بدلا وصول کر لیا۔

افسوس ہے کہ حضرت عمر ایسا شخص جو ابتدا سے خلیفہ گزرتا اور اب خود خلیفہ بنو ہوا ہے محض شہ فی اللہ یہ جھوٹ بول رہا ہے کہ ما ادری حالانکہ یہ وہ امر تھا کہ نہ عمر وہی صحابہ اس سے واقف تھے جو مدینہ منورہ میں تھے بلکہ شام میں جو صحابہ فتوحات میں مشغول تھے۔ وہ بھی جانتے تھے کہ ابوبکر کے بعد عمری خلیفہ ہوئے۔

چنانچہ کتاب الامۃ میں ہے وکان اهل الشام قد بلغهم مرض ابی بکر و  
انخبروا فقالوا اننا لخاف ان يكون خلیفۃ رسول اللہ قد مات ووالی بعدہ  
عمر فان کان عمر هو الوا الی فلیمس لنا بصاحب وانا نری خلقه منس  
یعنی اہل شام کو مرض ابو بکر کا حال معلوم ہوا تھا۔ یہ کچھ خبر نہ معلوم ہوئی تو کہنے لگے  
کہ خلیفہ رسولی مسنے انتقال کیا ہو اور اسکی جگہ عمر خلیفہ ہوئے ہوں۔ اگر ایسا ہے تو وہ  
نہ ہمارے خلیفہ ہیں نہ ہم انکو خلیفہ جانتے ہیں بلکہ ہم ظلم کرتے ہیں۔

عن امرئ القیس فافرجیہ عنی کو مدّ اپنی بیٹی ام المؤمنین حفصہ کے پاس گئے  
تستاق المراءاة الی زوجہا فحضرت اور کہا اے بیٹی میں تجھ سے ایک بات  
مرا اسہا واسمیت قال فان الله پوچھتا ہوں جس نے مجھے علم میں ڈالا ہے  
لا یستقی من الحق فاشا ربیدھا تو بیان کر کے رفع علم کر دے (وہ یہ کہ) کفر  
ثلثة اشھر والا فابعدہ اشھر دونوں میں عورت مرد کی مشتاق جماع  
ہو جاتی ہے یہ سوال سن کر حضرت حفصہ نے شرما کر سر جھکا لیا حضرت فاروق نے فرمایا  
کہ بیشک اللہ حق بات سے نہیں شرمتا ہے (اس کہنے پر) حضرت حفصہ نے انگلیوں  
سے اشارہ کیا جس کا یہ مطلب تھا کہ عورت تین ماہ یا حد درجہ چار ماہ کے بعد مقنن  
جماع ہو جاتی ہے انتہی محض اگرچہ اس مدت کی تحقیق از ولج سے پاکیزوں وغیرہ  
سے ممکن تھی لیکن یہ نہ پوچھنے کی بات جو ان رائے بیٹی سے پوچھ بیٹھے اور کچھ پروا  
نہ کی!

رسوخ فی الایمان حضرت فاروق کا لکھنا کامل طور پر تو علماء و محققین  
سے بھی ممکن نہیں مگر ہاں بطور اشارات بعض قصص مشہورہ کے حوالے دئے  
جاتے ہیں اور صرف ایک قصہ کو چند اسناد کے ساتھ پیش کر دیا جاتا ہے۔  
نزول وحی حذا پر بغیر خدا نے حضرت ابو ہریرہ کو من قال لا الہ الا اللہ  
دخل الجنة کی منادی کیلئے اپنی تعلین مبارک دیکر بھیجا اور بغیر رعایت اہانت  
مولى حضرت فاروق نے حضرت ابو ہریرہ سے دہول دہپا کیا اور آنحضرت سے  
عرض کیا کہ لوگ عبادت خدا ترک کر دیتے اس حدیث صحیحین میں سوچنے کی بات  
یہ ہے کہ آیا اس منادی کے قبل لوگوں کی ترک عبادات کا علم خدا و رسول کو بھی  
تھایا نہ تھا اگر تھا تو حضرت فاروق کا رسوخ فی الایمان معلوم اور جو نہ تھا تو  
اسلامی ہندو وہ ہی مہل ہے اسکا ترک اولیٰ و انسب ہے۔

ابی بن مسلول منافق کے جنازہ کی نماز کا قصہ کہ آنحضرت کو حضرت فاروق  
نے گھسیٹا اور نماز نہ پڑھنے دی اور پھر بغیر کے خلافت حضرت عمر کی راہ مطابقت



وحی نازل ہوئی یعنی منافق کے جنازہ کے نماز کی مانگت ہو گئی اور ایسی ہی مخالف وحی کا نزول کتب صحاح سے کئی مقام پر ہوا ہے۔ چنانچہ قصہ اسیران بدر میں اور پردہ کے باب میں ہیں ان قصص سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ پیغمبر خدا کو کچھ فہم نہ تھا بلکہ حضرت فاروقی ان واقعات سے شریک فی النبوة ثابت ہوئے ہیں اور انکے نفس الامریں پیغمبر خدا کا فہم درست تھا اور حضرت فاروق شریک فی النبوة نہ تھے تو رسوخ فی الایمان غائب بلکہ اوس کے برعکس نتیجہ ہوا۔

ان قصص کے علاوہ صلح حدیبیہ میں الست بنی اللہ حقاً کا شور و غل تو رت کے قراء پر پیغمبر خدا کی حضرت فاروق پر غضبناکی اقرب بن حابس کی امارت کا جھگڑا اور آیت لا ترغوا اصواتکم فوق صوت البی کا بحث شیخین نزول انحراف حبش اسامہ ان الرجل لیجھ کا شور و شعب غرض بکثرت قصص ان بزرگ کے فسادات اور مخالفت رسول کے میں جنگی تفصیل اس مختصر میں نہیں ہو سکتی

خصما لص سنائی صفحہ ۳۴ ذکر صلح حدیبیہ میں ہے کہ قبل ترتیب صلحنامہ کچھ آنحضرت کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ کے ہم سایہ اور حلیف یعنی ہم عہد ہیں آپ ہمارے غلاموں کو واپس دیکھو جو آپ کی طرف بہاگ کر آئے ہیں انکو اسلام اور فدا اسلام سے رغبت نہیں رہیں آنحضرت نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ تو اس باب میں کیا کہتا ہے اوہوں نے عرض کیا کہ یہ مشرک سچ کہتے ہیں کہ آپے بڑوسی اور حلیف ہیں پس آنحضرت فقال لا بلکہ ما نقول فقال صدقوا انھم غضبناک ہوئے پھر عمر سے فرمایا کہ تیری تجیرانا وحلفاء لا تغیر وجہ اللہ کیا رائے ہے اوہوں نے بھی یہی کہا ثم قال نعم ما نقول فقال صدقوا کہ مشرک سچے ہیں پس آنحضرت

تجیرانا وحلفاء لا تغیر وجہ اللہ اور بھی غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ ثم قال یا معشر قریبش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلاً منکم قدما معنی اللہ قلبہ بالایمان فلیضربکم علی الدین خدا نے ایمان کے ساتھ کیا ہے پس وہ

قال ابو بکر انما هو یارسول اللہ میں کے باب میں تمہاری گردن ماریگا  
قال لا قال عمر انما هو یارسول ابو بکر نے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا وہ  
اللہ قال لا هو الذی یخضع النعل میں ہوں آنحضرت نے فرمایا نہیں عمر  
نے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا وہ میں ہوں آنحضرت نے فرمایا نہیں وہ وہ شخص  
ہے جو نعلین ٹانگ رہا ہے انتہی محضاً

اسی مضمون کی دوسری حدیث ہے جسکی بقدر ضرورت یہ عبارت اور مائل  
ہے کہ جب آنحضرت نے شیخین سے مسلمانوں میں آجانے والوں کی نسبت  
قال رسول اللہ لتتھکن بنو وکیع راسی اور ان دون صاحبون  
اولا بعش الیہم رجلاً کنفسی نے صدقوا لجدید انک وحلفاء  
یتقد رفیہم امر فیتقل المقاتلة کہا تو آنحضرت نے فرمایا کہ (یہ مالزادی  
وسبی الذریۃ فقال فما ارفعی کے جنے) ہرگز باز نہ آئینگے جب تک  
الاولک عمر فی حجر فی من خلفی میں اپنا ایسے شخص کو نہ مقرر کروں  
قال ما تعنی قال ما ایاک و جو میرا جیسا ہو جو میرے علم کو ان میں  
ولا صاحبک قال فمن تعنی جاری کرے اور قتال کرے (راوی  
قال خاصف النعل کہتا ہے) آنحضرت نے فرمایا کیا دلیل ہوتا

ہوں کہ یکا یک عمر نے میری کمر میں آکر ہاتھ ڈال دے اور کہا کہ سچ بتاؤ کہ اوس سے  
آپ کی کون شخص مراد ہے آنحضرت نے فرمایا نہ تو نہ تیرا دوست یعنی ابو بکر حضرت  
عمر نے کہا اور کون آنحضرت نے فرمایا نعلین ٹانگ نے والا انتہی محضاً۔

یہ حدیث مختلف طرق اور الفاظ سے مستدرک حاکم مصابیح بغوی  
مشکوٰۃ ولی الدین خطیب صحیح ترمذی ابو عیسیٰ باب مناقب علی میں بیع بن  
حزاش سے بھی مروی ہے لیکن ان کتب میں قصہ کی صراحت ہے شیخین کے  
ناموں کی صراحت اس طریق پر نہیں اسوجہ سے طوالت کو ترک کیا گیا۔ اگرچہ  
رسوخ فی الایمان کی حالت تو معلوم ہوئی لیکن علماء اسلام نے جو اس حدیث

کی شرح فرمائی ہیں گو وہ شرح حدیث خضائے سنائی کی نہیں ہیں مگر نفس مطلب ایک ہر اس باریک بینی کی شرح کی عبارت لکھ دیتے ہیں۔

علامہ خلیلی نے شرح مصابیح حدیث ابو داؤد میں لکھا ہے لفظ سر دھو الیہم  
 قوله سر دھو الیہم امر محناط بفتحہب جو صیغہ امر حاضر ہے تو ان صحابہ نے دھو  
 رسول اللہ علیہ السلام لایہم عارضوا الیہم حکم رسول خدا کو مانور (اور خود امر  
 حکم الشیخ فیہم بالظن والتمیز وشہدوا) بنے بنایا کہ انکو واپس کر دو پس اسی سبب  
 لاولیاءکم المشرکین بما ادعوا لانیہم رسول خدا مخصبناک ہوئے کیونکہ ان  
 خرجواہربا من الوق لا رغبت فی الاسلام صحابہ یعنی شیخین نے معارضہ کیا حکم شیعہ کا آخر  
 وكان حکم الشیخ فیہم الیہم صاروا ظن و تمیز سے اور اپنے اوں دو کسوتوں کی  
 بجز وجہ من دار الحوب مستعہم تصدیق کی جو مشرک تھے اور اسکے معنی تھے  
 بعروۃ الاسلام امر اہلکان معاً ونقم کہ بوجہ خوف غلامی فرار ہو کر آئے ہیں نہ  
 لاولیاءکم تقاونا علی العدو ان قوله رغبت اسلام سے۔ حالانکہ شیعہ کا حکم ان  
 ما امرکم لتتہتوا النبی وان دخل علی کے باریکین یہ تھا کہ جب لوگ دار الحوب کے  
 امر الکرظاھو الکنہ بالتحقیقۃ بنفی الائمۃ خارج اور رہبان اسلام سے متمسک ہوں  
 ای اراکم ما تنتہون من تعصب اہل تو وہ سب آزاد ہو گئے تو اب جو ان صحابہ  
 ملکۃ حتی یبعث اللہ علیکم من یضرب یعنی شیخین نے مدد کی تو یہ تعاون علی العدو  
 رفا بکرم علی ہذا ای علی ہذا حکم دانی یعنی اسلام کے دشمنوں کی اعانت ہو اور  
 ان یردھو ای وابی النبی صلعم ان یہ جو آنحضرت نے فرمایا مالا کو تہتہتوں پس  
 یرد العبدان اگرچہ حرف نفی لفظ اراکم پر داخل ہو کر مراد

یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ تم باز نہ آؤ گے کفار کہ کی حاجت سے جب تک کہ پیر خدا مبعوث نہ کرے  
 ایسے شخص کو جو اس حکم کی مخالفت پر قتل کرے اسکے بعد آنحضرت نے اونکے سوال کو رد کیا  
 اور غلاموں کو اونکے حوالہ نہ کیا انتہی محض حدیث مذکور کی شرح کے ایسے ہی الفاظ اور  
 انکے ہم معانی و درجہ ملامی قاری نے اپنی شرح مشکوٰۃ میں اور علامہ طبری نے کاشف

شرح مشکوٰۃ میں اور توبہ نشانی نے میسر شرح مشکوٰۃ میں لکھے ہیں جنکے مطالب غلطی کے مطابق بلکہ کچھ زیادہ ہی ہیں پس جن جن علماء اور اونکے مقلدین نے حیات پیغمبر خدا میں جناب اسامہ کے مفضل اور عثمان کے فاضل ہو چکا دعویٰ کیا ہے اونہیں لازم ہے کہ وہ عثمان کی مفضولت مذکورہ نصف ہی اسناد جناب اسامہ کی پیش کر دیں تو ہم مان لینگے کہ اونکا دعویٰ حق بجانب ہر ورنہ حق غیرت اسلام اور حمیت ایمان دہی یہ ہے کہ جناب رسالت کی گود کے پلے ہوئے فائدہ کو مشرک زادوں سے مفضل نہ بنایا جائے۔

ناظرین یقین جان لیں کہ اگر پیغمبر خدا یہ فرماتے کہ ابو بکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور ہمدانی عن ابن عدی عن الحسن بن الحسنی اوں سے بغض کفر ہے تو پھر ہم بھی شیون صلعم نہ قال حب ابی بکر و عمر ایمان و سے بڑے بڑے قلعی کہو لدیتے کہ اس حدیث بغضھا کفر (از تحف اشاعرہ) صحیح کا موہہ ہے جو کچھ نہیں کہہ سکتے۔

جلسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار اور دوست شریف تھے ویسے ہی حضرت فاروق کے تھے اسلئے تبرکاً باہمال اونکا بھی ذکر خیر کر دیا جاتا ہے۔

تفسیر غزازی تحت آیہ بعضہم المکذوبین ہے کہ عقبہ بن معیط کلال کی حمزہ ام کلثوم سے حضرت فاروق نے بعد ہجرت نکاح کیا تھا تاہم کلال ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ ام کلثوم سے نکاح زیادہ معلوم ہوتا ہے کہ کلالوں کی خدمت قرم ساتی ہی تھی کیونکہ ابامریم کلال سے ابوسفیان نے رندی بلوائی تھی جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا اور انکی پہلی زوجہ ام کلثوم جو دل خراشی کی بیٹی وہ ان ام کلثوم کے علاوہ تھیں اور نہ تفسیر مذکور کو یاد پڑتا ہے کہ ایک ام کلثوم زوجہ عمر و عاص جو اپنے بہائون کے ساتھ بہاگ کر قبل فتح مکہ مدینہ آئی تھیں اونسے بھی حضرت فاروق نے نکاح کیا تھا ان ہی التباس اسلئے ازواج کے سبب سے بعض بیوقوف یہ سمجھ گئے کہ ام کلثوم بنت علی سے بھی حضرت فاروق نے نکاح کیا جو محض لغو ہے کیونکہ یہ تمام ازواج فاروق شہاوت امام حسین علیہ السلام کے قبل مرتبی تھیں اور زید بن عمر کی مان ام کلثوم یہ دو تون مان بیٹے ایک تاجیج میں حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مرتبے تھے جنکے جہازوں کی نماز جناب امام

نے بڑھائی تھی اور خواہر شہید کربلا ۱۰ لاولد اور وقت شہادت سید الشہداء ہم  
اسی طبع السلام ہوئے ہیں اس بنا پر حضرت فاروق کا داماد علی ہونا محض لغو ہے  
نہید بن عمرو بن نفیل بن عبد الغزی حضرت فاروق کے حقیقی عم زاد بہائی  
اسی دادی کے بطن سے تھے اور بعلبہ فاروق عشرہ مبشرہ سے ہوئے تھے (ازاما  
ر السیاستہ وفتح الباری وغیرہ)

قد امہ بن مظعون عدوی حضرت حفصہ کے مامون حضرت فاروق کے سائے  
اور انکے باپ بدری تھے حضرت فاروق نے انکو امیر بحرین کر دیا تھا وہاں انہوں  
شغل شرب خمر جاری کیا حضرت جابر و دہنہ غیری کی اور حضرت ابو ہریرہ نے گو اس  
دی اس بنا پر انکو بلا کر پوچھا تو یہ ایسے مفسر اور ماہر قرآن تھے کہ واجبی واد یعنی انہ  
نے جواب میں یہ آیت پیش کی جسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور بنا  
لیس علی الذین امنوا و عملوا الصالحات عمل کئے او انہوں نے جو کچھ کہا یا اور  
جناب فیما طعموا الخ کوئی بچ یعنی گناہ نہیں - مراد یہ  
معاذ اللہ گویا خدا نے شرب خمر کی اجازت دی تھی اس مصنفون کی حدیث ازاما  
اختلفا مقصد دوم صفحہ ۵۲ مطبوعہ دہلی میں موجود ہے -

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مروی حیوۃ النبی ان دیمیری ابو جراح  
ہم پیشہ یعنی لوہا تھے حضرت تیر بنا کر بیچتے تھے اسی تناسب کے سبب آپکو عشرہ مبشرہ میں  
کیا گیا ہو تو عجب نہیں۔ شرب خمر کے معزز جلسوں میں شیخین کے علاوہ یہی شریک ہو  
تھے چنانچہ ایک انصار کے جلسہ میں جہان مغرب کی نازنین یہ قراوت پڑھی گئی تھی  
يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ عَبْدٌ مُّاعْبَدٌ وَنَا عَبْدٌ مُّاعْبَدٌ وَنَا عَبْدٌ مُّاعْبَدٌ  
وَاَعْبُدْ مَا عْبَدُوكُمْ وَنَا عَبْدٌ مُّاعْبَدٌ وَنَا عَبْدٌ مُّاعْبَدٌ وَنَا عَبْدٌ مُّاعْبَدٌ  
اوس جلسہ میں جناب موصوف بھی موجود تھے اور جب ایک انصار نے جو مہاجرین  
ایک قصیدہ پڑھا تو جناب موصوف ہی نے آوت کی ہڈی سے اوس حاجی کی خبر لی  
میں سے اوس کے ضرب شدید آئی اور یہ قصہ آنحضرت تک پہنچا اور پھر شراب کی حر

نازل ہوئی مقدمہ سن ابی حنیفہ مرویہ خضفکی کے صفحہ ۱۲ تجربہ سعد موصوف میں ہے  
 وکان قصیداً علیٰ عظیم الراس صلب کہ یہ پستہ اندام بدترج یا مجہدے بڑا  
 الاصابم (الی ان قال) قال القاری سر اور موٹی انگلیوں والے تھے اور  
 ولاہ عمر و عثمان قاری نے کہا کہ یہ عمر و عثمان کے دوست  
 تھے اس دوستی کا ثبوت مذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی میں ہے وہ یہ کہ امام  
 قال الزہری والعجب ان عبد اللہ زہری استاد امام مالک نے کہا کہ ابن  
 بن عمر و سعد بن ابی وقاص لوی بیابعا عمر اور سعد بن ابی وقاص پر حدیث ہے  
 علیاً و بایعاً یزید بن معاویہ کہ ان دونوں نے علیؑ سے بیعت نہیں  
 کی اور یزید بن معاویہ سے کی۔

مغیرہ بن شعبہ حضرت فاروق کے اخ اصحاب اور لنگوٹے ہیں شرح  
 نبج البلاغہ ہز ثانی قصہ مغیرہ بن طبری و داقدی اور مالک بن اوس ابن الحکم  
 سے روایت ہے کہ جناب مغیرہ بصرہ سے مدینہ حسب المطلب فاروق جار ہے  
 عن مالک بن اوس ابن المحدثان قال قدم تھے رستہ میں بنی مرہ کی ایک  
 المغیرہ لا علی عمر فتزوج فی طریقہ امراء عن بنی لڑکی پسندائی اوس کو نکاح  
 مرہ فقال لہ عمر انک لفارغ القلب کیا (جب حضرت فاروق نے سنا  
 شد ید الشبق طویل الغرمول۔ تو فرمایا) کہ بیشک تو بڑا بیچارا  
 کثرت جملع کا حریص اور کیر خرا ہے انتہی محضاً۔

ظاہر ہے کہ ایسے مخفی و منزوی اعضا اور خلوتی احوال کا علم بغیر کوشش  
 یا اطلاع کامل کے نہیں ہو سکتا اور حضرت فاروق کے اس کہنے کی وجہ وجہ یہ تھی  
 کہ حضرت فاروق نے ان مہاجر صاحب کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا اور وہاں انہوں  
 نے ام جمیل بنت ارقم زوجہ جلال بن عتیک سے زنا کیا ابھی یہ صاحب اپنے کام  
 میں مصروف تھے کہ حضرت ابو بکر صحابی غلام پیغمبر خداؐ نے خود دیکھا اور اس کے  
 برادر اجمانی زیاد اور نافع اور شبل بن معید موجود تھے ان سب کو بھی وہ سین

دکھایا کیونکہ جس مقام پر جناب مغیرہ مصروف کار تھے وہ مکان حضرت ابو بکرہ کے مکان کے سامنے تھا اور ہوائے زور سے سامنے کی کھڑکی کھل گئی تھی۔ الغرض ابو بکرہ اور اہل بھر اس حرکت سے جناب مغیرہ سے برہم ہوئے اور خلافت میں فزادگی وہاں سے جناب مغیرہ کی طلبی ہوئی سپر عدالت فاروق سے توقع مشہور تھی کہ انکار جم ہو جائیگا لیکن اوس سفر غم میں بھی یہ بغیر عورت کے نہ سکے اور بنی مرہ کی لڑکی سے نکاح کیا و فیما لا ایمان ابن خلکان تاریخ طبری کثر العمال وغیرہ میں یہ قصہ بشرح و بسط موجود ہے پھر جس فدائی طور پر جناب مغیرہ کو رجم سے بچایا گیا اور جس بیداری سے عینی شہادتوں کو رد اور صحابیوں پر حد قذف جاری کی گئی ہے وہ نالغۃ نہ ہے۔

ان بہاجر صحابی نے جو اسلام پر احسان کیا ہے شاید کسی اور نے نہیں کیا ہوگا وہ یہ کہ زمانہ خلافت اولیٰ کی بیعت کے بعد بنی ہاشم اور جناب امیر کی مخالفت کرنے میں جو کچھ یہ جوڑ چلے ہیں اوسکی گواہ الامامہ و السیاستہ ابن قتیبہ ہے اوسکے صفحہ ۲ میں حضرت عباس کو فقرہ دینے کا ذکر ہے دوسرے بھن کتب سے واضح ہے کہ بنی ہاشم کی ولیعہدی کی بیعت کا خیال اور اوسکی تکمیل انہی کے دم قدم سے ہوئی ہے ورنہ معاویہ کے فرشتوں سے بھی نہو سکتا ان صفات کے علاوہ اور بھی ان بزرگ کے صفات کتب علماء اہلسنت میں درج ہیں۔

عمر و بن العاص بن وائل۔ یہ صاحب امر اور فاروق سے ہیں۔  
 حیوۃ انبیاء دیری میں ہے کہ یہ صاحب ذات کے قضائی تھے اور انکی والدہ کی تعریف میں کسی عرب نے یہ شعر لکھا ہے۔  
 رجلہا مرفوعة للفاعلین مدباہیہا  
 مفتوحة للداخلین تتریم الانساب عن شیوخ الامصا کے باب پنجم میں مستطرد زین الدین محمد المعروف بہ ابن الخطیب الاشہبی اور النسان العیون حلبی کے حوالے سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے جس سے شعر مذکور کی تصدیق ہوتی ہے جسکا وقیل انہ امہ ای احمد و بن العاص کانت حاصل بہت فاحشہ ہے جس سے بغیا عند عبد اللہ بن جعد عن فوطیہا ہم اپنی کتاب کو گندہ کرنا نہیں چاہتے









# کیا آپ اسکو معمولی سمجھتے ہیں

کہ دفتر اصلاح کس طرح آپ کے قوم و مذہب کی خدمت میں سرگرم ہو۔ یہ دفتر تیرہ برس سے قائم ہے جسے جو خدمتیں کیں کرنا  
قوم اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔

اصلاح پر تنگ بچنی قصہ ہزار کے سراپہ سے قائم کی گئی مگر قوم کی ناتوجبی سے سراپہ نہ فراہم ہوا تاہم چار کتابیں  
اس سے شائع ہو چکیں۔ ایک مناظرہ امجدیہ حصہ دوم جو ۲۰ x ۲۶ کی تقطیع پر صفحہ ۳۲۲ پر ختم ہے قیمت ۱۰  
دوسری تاریخ الاذان تیسری۔  
تصحیح تاریخ حصہ اول۔ جو نئے عقلمندانہ

المحدث۔ ان کتابوں کے سنی الشمس۔ ایک دو سلاہوا ہوا ہوا  
اگر آپ نے جلد منگا لی تو دفتر اصلاح کو شائع ہونا چاہیے صرف تحریف قرآن کی  
بہت کم نسخے چھپے بحث ہوئی ہے اسے مینو لکھو ایسا شرمندہ کیا کہ غیرت دار تو اب سکا نام  
حسب ذیل بھی نہیں لیتا کہ کوئی شیعہ تحریف قرآن کا قائل ہے۔  
دفتر اصلاح سے چار جلدیں اس کی مکمل ہو چکی ہیں جبکہ اصل قیمت ملے ہو۔ مگر تخفیفی قیمت ۱۰  
امجدیہ جلد اول علاوہ محصول ڈاک۔ دفع الوثائق عن  
مخبر الفاروق الشمس جلد پنجم کے ساتھ آیات دینیات بحث مذکور کا جواب بھی شائع رسالہ و صنو۔ انجیر  
جس میں کلوع لیا بحث ہو رہا ہے اور نیز مرزا یون کی خلاف رائدہ کا جواب سنی قرار دیا گیا ہو۔ البسملہ  
تتبعہ بخاری جلد اول۔ یہ رد المللہ سالانہ قیمت ۱۰  
کے مآول کا محققانہ جواب ہے۔ جواب شریعہ پنج اقبلا ۱۲

تازہ خریداران اصلاح کو فرمادہ اگر صرف ۱۰ محصول ڈاک آپ چندہ اصلاح کے ساتھ منظور فرمائیں  
تو اصلاح جلد الامت مل سکتا ہے۔  
صرف ۱۰ محصول ڈاک زیادہ دینا ہوگا۔ مگر یہ رعایت صرف ۳۰ ربح الثانی تک ہوگی اور وہی لوگ  
مستفید ہو سکتے ہیں جو اس ایک ماہ کے اندر خریدار اصلاح ہوں۔

سید نظیر حسین پرنٹر پبلشر





اَلَا قَاتِلُ الْجَبَابِلِ

اصلاح

مَكْنُتٌ مَعَ فَا عَظَمْنَا  
بِالْيَتَنِي هَمْرُ مَرْوِي

صفحہ	مضمون نگاران	تصانیف
۱	ادوٹر	۱۱
۳	"	۱۲
۵	"	۱۳
۸	"	۱۴
۱۱	"	۱۵
۱۳	"	۱۶
۱۷	"	۱۷
۲۵	جناب سید غلام قاسم صاحب	۱۸
۳۵	نام مخفی	۱۹
۴۱	الحکم وادوٹر	۲۰
۴۲	ادوٹر	۲۱
۵۳		۲۲

مرتبہ علی حیدر

مطبع ضلح کچھوہ ضلع سارن سرائے کیلگیا

مری شہنائی فہرست جناب مولوی سجاد حسین صاحب مدرس ۱۵۰۲ میزان سابق لا محضہ

ان کے ہوتے

مطلع برمنگھم ہندوستان۔ بقیہ جناب سید محمد تقی صاحب ظف ۳۶۵ صہ جماعہ  
آل انڈیا سیدہ کرٹ۔ اس نام کا ایک اخبار علی گڑھی لکھنؤ سے نکلنے والا ہے جس کا سب سے پہلے خیر مقدم ہوا  
گرنار پور سب سے پہلے روزہ ہر سال سالانہ چندہ ہے۔ خدا کرے ہمارا ایک بہائی آدمی جس سے ہمارا بوجھ  
ہلکا ہوا اور مصیبتوں میں کمی ہو۔ مراسلات بنام سید بادی علی صاحب منچر ہونی چاہیے۔  
خلافت بلا فصل۔ قابلِ ہر مال ہر وجہ جناب منشی سید عنایت حسین صاحب شیدا ریاست محمود آباد ضلع بہار  
سے مفت صرف ارچھو لڈاک سے طلبہ ضرور طلب فرمائے کہ قابلِ دید ہے۔

سوانح عمری امیر مختار سیدی وہ کتاب ہر جس کو غنیمت کی سٹلپیں روشن ہوتی ہیں۔ اور دل خوش ہوتا ہے  
کہ امیر مختار رضی اللہ عنہ نے کس کس طرح قاتلان جناب امام حسین سے انتقام خون لیا ہے۔ نہایت  
اور بسط سے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ بقیہ ہم تصویر عالم پرپس لکھنؤ یوٹری انعامیہ منگاکر ضرور دیکھ لیں  
وہیات کی تیسری کتاب جناب حکیم حافظ مولوی سید فرغان علی صاحب دام غزہ مدرس اعلیٰ مدرسہ سید  
پٹنہ سب سے بے غرضت چپ کرنا ہر غرضت نہیں کیوں کہ اسکی پہلی دو دوسری کتاب قوم اچھی طاعت  
رودشاس مولوی ہے۔ صرف منگاکر دیکھنا اور پوچھنا تعلیم دینا باقی ہر صفحہ ۱۹۶ پر تمام ہر قیمت نہایت ارزان ۲۶  
انجن جنوینہ سے طلب فرمائے۔

فلسفہ اسلام۔ اس نام کی ایک کتاب جناب راجہ الم علی صاحب رئیس پٹوالم ضلع بارہ بنکی نے تصنیف  
کی ہے جسکی نہایت عمدہ خوشخط۔ اعلیٰ درجہ کا غزیر چھپی ہوئی دفتر میں وصول ہوئی ہے جسکی نہایت مدد  
معلوم ہوتا ہے کہ انشاء اللہ کتاب فلسفہ اسلام ہوگی۔ اس کتاب کو ہنوز بھی نہیں۔ دو جلد دینی قیمت ۷۵ مقرر ہے  
کہ ۲۶۸ کی قطع پر ہر صفحہ کی کتاب تیار ہو۔ اگر خریداری کی تعداد بڑھ سکے زیادہ ہوگی تو غالباً قیمت میں کمی  
بھی ہو۔ تاہم کتاب ہر طرف درخواست خریداری سے مصنف کو غنیمت کریں کہ مدد اس کتاب کو بھی ہوا  
والیں۔ اور ایک بڑی ضرورت رفع ہو۔

لائق طبیب ڈاکٹر کی اگر کسی رئیس کو ضرورت ہو تو دفتر اصلاح سے مراسلات کریں۔

پیشنا ز طبیب کی اگر ضرورت ہو تو جناب پرمہدی حسن صاحب سری ضلع مراد آباد ہر مراسلات کرنا  
جناب پرمہدین خاں صاحب مدرس دوم انگریزی جو اوقت مدرسہ سلیمانین انگریزی کی تعلیم دیتے ہیں  
اور انگریزی انٹرنس تک اور فارسی و ہندی و فارسی درجہ پانچواں حاصل کی ہے اور پندرہ برس زیادہ طریقہ

بہار میں جو مدرسہ ہو تو معلوم ہے کہ لکھنؤ میں مدرسہ سلیمانین میں غرضت و کتابت کریں۔ اگر کوئی مدرسہ لکھنؤ میں ہے تو ان کے پاس بھی جاننا کہ ان کے پاس کیا ہے۔  
بہار میں جو مدرسہ ہو تو معلوم ہے کہ لکھنؤ میں مدرسہ سلیمانین میں غرضت و کتابت کریں۔ اگر کوئی مدرسہ لکھنؤ میں ہے تو ان کے پاس بھی جاننا کہ ان کے پاس کیا ہے۔







مجلد ۱ باب ۱۳۲۸

عظمیٰ اللہ تعالیٰ ہر نامی صاحب ناما بالتحسین علیہ السلام وجلنا من انطا لیلین، تالک مع و

الاسلام المہدی

اصلاح

حامد و

اگرچہ کہ اصلاح جلد ۱ وغیرہ امام ظلم میں تمام ہوئی اور اب جلد ۲ شروع ہو رہی ہے جس سے امید ہے کہ یہ سزا  
شہدائے کربلا و زہرہ و زینب و فاطمہ و سیدہ کو نیکو کاری تمامی تر کیا جائے گی اور اس سے وابستہ ہیں جو ہر رسول اللہ نے  
حدود اپنی راہ میں خود ہکا بکا بلکہ قبر میں بھی آرام سے نہ لائے اور اپنی زوہرہ حضرت ام سلمہ کو خواب میں  
اپنی عمارت کو دیکھ کر روت دیکھائی اور حضرت ابن عباس وغیرہ درمجاہ کو بھی۔

ابہام اگر وہ میں ایمان دار ہیں تو ہمارا فرض ہوتا ہے کہ اس غرض امام ظلم کو ہمیشہ قائم رکھیں کہ وہ  
یہ سلسلہ شہادت ختم ہو جائے نہ سلسلہ ظلم اعداؤں میں۔ آپاس غیر میں اخبار المجتہدین۔ الحکم قادیان وکیل شہر  
روزانہ ہر سلسلہ جاری ہے وہ تجزیہ میں و تبیین میں و فقہ کو شش سے اس کے اندر ذرا سی کے مشائخ کو کشمیر  
کی جاتی ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے صرف مرزا حیرت تعلیم و ڈیڑھ لکھ اسکے منکر ہوئے تھے جو اس زمانہ میں  
مرزائے خاص تعلق رکھتے تھے۔ اور اب یہ خلفائے اربعہ آمادہ خود میں ہیں تو خدا ہی حافظ ہے۔

ترہائی اصلاح | انیسویں مقابلہ میں حضرت ایک اصلاحی جو بنارون مصیبت و مصیبت میں ایک بار  
سنا ہے ہوتا ہے اور تمام نصیحت کے اجزاء روزانہ ہیں کہ انی ہفتہ میں دوبار ہفتہ وار تو اکثر ہیں پھر بتائی یہ تھا  
اوسے قسم کا یہ باتیں جو ہم نے سن شہدائے کربلا کو ۳۰ ہزار فرج یزیدی سے پیش آیا تھا۔

مگر خداوند عالم کا وعدہ کہ من فتنہ فقلیلہ غلبت فتنہ کثیرہ ایسا سچا ہے کہ آپ دیکھ رہے ہیں  
اطلاع عام۔ اصلاح کے بعد ان میں سب کے نام بذریعہ ویلوچر روانہ ہوگا جسکو کچھ غلامیہ مطلع فرمائیں۔

تہا اصلاح انکے مقابلہ میں کیا کرتا ہے۔

### کمی مضامین منظر

ہمارے پہلے سے نکال دہ تہا کہ مضامین منظرہ کو کم کرین ملاحظہ ہو مختصر جلد ۱۲  
جس پر مضمین کے استفادہ خطوط آئے کہ جو تحریر ہوئی پہلے وہ راوی کی تھی

اور اب یہ امر یہ کہ گزیر گز مضامین منظرہ نہ کم کو جائیں۔ اسکی کیا وجہ، مگر یہ محرم کا چاند نہ تھا کہ مروانی فوج  
میں خون یزیدی جوش مارنے لگا جس پر معلوم ہوا کہ عین کا بنال بہت صحیح تھا کیونکہ حدیث میں ہر ملو  
نظر بنو سہل بیان۔ دوسری حدیث میں ہر افتوا فراسۃ المومن جسے واضح کر دیا کہ مومنین بائعین کا  
یہ امر راز قبیل فرست ایمانی بہت۔

لہذا ہم پہلے دن حضرت کا شکیہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے راوی۔ اور ہم اپنے مخالفین کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں  
جنہوں نے بہت جلد بتا دیا کہ اسی ہجو کہ ملت نہیں مل سکتی۔

جس طرح جہاں ہم مسکن کو فائز کی ملت ملی

### انقصان اصلاح

مگر اس سے بہت وجہ کا نقصان و فکر ہو گا کیونکہ سال گذشتہ کے اصلاح کا حجم ہم  
صفحہ جو مجموعہ ارسال الیہ میں کہ صفحہ ۱۰۰ پر تمام جہاں ہر صفحہ جو آؤ کیا کوئی کتاب یا رسالہ اس حجم کا عین پر  
کوئی دیکھتا ہو کہ جو منظرہ ۱۰۰ تو محصور لگا جاتا ہے۔

اسی باعث کہ وقت کی مالی حالت روز بروز اتنی جاتی ہے حالانکہ عام قاعدہ جو ہر سال نفاذ کو زیادہ نہ گذر  
ہو اور بقدر اسکا استحکام ٹہرتا ہو مگر اصلاح کی حالت بدتر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ ۱۰۰ پر جو قیمت  
ملا قیمت دیا جاتا ہے۔ اور ۲۰۰ نصف چندہ پر جاتا ہے جسکی ابتدا ۱۰۰ رجبے ہوئی اب آپ ہی خورد فرما  
کہ کہاننگ و فتر کی زیر باری ہو رہی ہے۔

اسلئے اب عام قاعدہ اس سال کو یہ مقرر کیا جاتا ہے کہ آئندہ کیسے نام کوئی پرچہ مفت نہ جائیگا۔ ہاں  
اگر ہر روز ان قوم چاہیں تو کوئی رقم ایسی عنایت فرمائیں جس سے وہ نادار غریب بھی اس رسالہ کو مفت  
پاسکیں جو کسی طرح قیمت دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

دوسرا نقصان یہ ہو گا کہ جن مضامین حالیہ سلسلہ پہلے شروع کیا گیا تھا وہ سب رہا جاتا ہے تفسیر اہل تفسیر  
مردم تفسیر الامامہ سندھ میں نشان ہو سکا کیونکہ صفحات کا حجم بہت بڑھ گیا ہے اور تاخیر شائع و ضرورت  
تقصیل ہے۔

**شکر سیر** یہاں بے اختیار شکر یہ لیا کہ تاج پیر صاحب خان بہادر میریدار حسین صاحب کی ریاست سے۔  
 لکھنؤ کا جنہوں نے شکر کی تحریک کے دو چندہ خاص میں سے عینیت فرمایا کہ دونوں کے نام جاری کیا جا چکا ہے۔  
 کے نام جاری کر دیا گیا ہے۔ ۲۴ پہلے سے خریدار تھے مگر جو جناداری اس سال طرہ ہوتے تھے۔  
 جناب میر سید محمد صاحب نیر صاحب ناما بد علی صاحب جو م کا بھی شکر گزار ہوں کہ ۲۹ کا چندہ اپنے خلیفہ سے  
 عینیت کیا جس سے لوگ بلا عینیت پہنچا رہے ہیں اور اپنے محسنوں کو دعائیں دیر ہی ہیں چونکہ ہماری ضرورتوں  
 نہایت غیور ہیں لہذا ان حضرات کا نام نہیں ظاہر کیا گیا جتنے نام ان صاحب سے پہنچے جاری ہوا۔  
 ہاں ان دو چیزوں کو نظر کر کے یہی ضروری ہے جنہوں نے سالانہ چندہ اصلاح دیکر شکر گزار کیا ہے صاحب مرزا  
 مظفر علی صاحب خانو کو جسے ۳۱۸ جاب قاضی صاحب لکھنؤ اس نام کا ظاہر کرنا مناسب نہیں کیونکہ علاقہ  
 میں ختم ہے۔

میں ان حضرات کا بھی سلیطہ شکر یہ نہیں ادا کر سکتا جو ابتداء سے سالانہ چندہ صہ عینیت فرماتے ہیں۔  
 ان حضرات کا شکر بھی نہایت ضروری ہے جنہوں نے ازراہ کمال قومی بھروسے سالانہ اصلاح کا مقصد  
 کیا جہاں ہم شکر خرا کیونکہ جو رقم آتی ہے اسی کا خرچہ صرف ہوتی ہے۔  
**شکر یہ معاوین** میں کسی طرح ان معاوین کا شکر یہ نہیں ادا کر سکتا جس حضرات اس شکر  
 خریدار فرام کرنے پر کرمت جست باندھی ہے۔ انشاء اللہ ہر مہینہ میں شکر یہ ان حضرات کا ادا کیا جائیگا مگر  
 ہر کو پوری امید ہے کہ ہر ادا ان ایمانی اپنے اس قومی رسالہ کی اشاعت میں خاص طور سے کوشش فرمائیں گے  
 کیونکہ ان کی خدمت میں۔ اس کی رعیتیں آپ کے پیش نظر ہے۔ واللہ لا یضیع اجرا لھم حسنین  
 ہاں آپ کو غیر نظر کرنا چاہیے کہ وہ کس طرح اپنے قومی اہل و عیال کی ہمت بٹھا رہے ہیں کیونکہ ایک  
 شخص میں میں خریدار فرام کرتا ہے اور شب و روز اسی کوشش میں رہتا ہے۔

**عرض حال** اصلاح میں میں اتھارنہ صاحبان کے شائع ہونے والے اس پر میریدار حسین صاحب کی  
 عقرب کی اشاعت تجویز جاری ہوئی کہ وہ دروغ و غیور تاج پیر صاحب جو خود قلعہ کا پرچہ شکر کی طاعت کو اور دیگر  
 کے قلم نے کچھ ایسا کیا کہ وہ دو غیور تاج پیر صاحب جو خود قلعہ کا پرچہ شکر کی طاعت کو اور دیگر  
 پہنچا ہے والد ملام داؤد علی صاحب کی طاعت سے اس قدر تاثیر سے شائع ہوا کہ اس کا مطالعہ ہم روایت  
 ہم کا یہ خبر صرف کاغذ پر ہے اس قدر سے شائع ہوا کہ اب مجھے کوئی حیرت نہیں ہوتی۔ مگر اس قدر

۷۰ من کہتا ہوں کہ جو کہتے ہیں کہ بابت حضرت قبل ازہم بعض شیعیہ جو کہ ان کے لئے ہر حاجت حضرت نے اپنی ہر تکلیف میں  
حضرت کیا، وہ حلال ہے کہ فرما کر دے یہ بھی آؤ، وہ انہ فاسن -

اور اسے اذلو کوٹے نام کا چاندی کا پیر بن دیا رسول جویا کوئی خط نہیں آیا عام طور سے چچا کا ویلو جاگے کا منظور کیا  
وہ نام منظور ہی سوڑا لے دیا اسی مطلع فرمایا کہ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اس سے مثل سابق پہلے ہفتہ میں اصل  
میں بخج جائے

قومی حجابات | عین بجا دیوار رہی سہڑی جناب اکرم محمد اکسن صاحب بن خریدار اصلاح

[illegible]

**ضرورت** بکبر ضلع مظفر نگر میں کوئی گزراؤ نہ تھا تھیں سو فیضیوں نے وقت ہوتی لہذا قریب دو سو ایک سو تین کی ہمت سے ایک شہ نشین اور ایک دالان طیار ہو گیا ہے ایک درجہ اور باقی ہے جس کے لئے قوم کو پہل ہو کہ اس گزراؤ کو مکمل کرادیں عرسلات و منی آؤں تا مام سید غلام حسین صاحب بہتم غزائے موضع سنگھ ٹرہ ڈاکا کیلئے ضلع مظفر نگر مونا جا رہے۔

شکریہ و افسوس | شکریہ تو اسکا کہ امام باڑہ گول کوٹھی کے منتظم یا نبو بخش سلوپی سے امام باڑہ کا انتظام کر رہے ہیں کہ ہر طرف سے شکریہ کی آواز آ رہی ہے۔ یہ امام باڑہ حضور نواب بہادر مرشد آباد دام امتحان لکھنے کے منتظر ایک نہایت ہی مختار ترس مومن ہیں۔

مفسوس! مسکاکہ کہ مغلیہ مسجد نہایت بغوات میں ٹیٹھو کو ٹھہر گئی تھیں نہ خبر کہ وہاں کیا ہوا ہے

بدلتقاضی سے بنایت استیصال میں ہر چھ ماہ ہر وقت کچھ زیادہ کم ہائیں چاہتے صرف لکھنؤ کو متنبہ کر دیتے ہیں کہ وہ جلد اسطرت متوجہ ہوں ورنہ پوری حالت ظاہری جلد ملے گی۔

**عشرہ محرم امین آباد ضلع گوجرانوالہ** یہاں پانچ سال سے ایک انجمن بھرت اسلام کے نام سے جاری ہے جسکی طرف سے اسناد و خزانہ ایسی تقریر کی راہ میں ایک سید چھ مہینے میں سال کو عین اور بوقت میں جب تقریر لیجاتے ہیں انجمن کا سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ دوم سے قبل حسن انتظام جناب ابو اسد اللہ خان صاحب تحصیلہ و خان صاحب محمد خان صاحب سب انسپکٹر پولیس وہ مجمع متشیر کیا گیا۔ عالم اللہ و لون صاحب سنی لکھنؤ تھے مگر امام مظلوم کے غم کی ادھون نے یہ عزت کی کہ سنیوں نے اس قسم کا چھلکا کیا کہ کسی طرح مراسم واداری میں دو لوگ مزاحمت ہوں جس سے دو سال تک عشرہ محرم خونی انجام پاتا رہا۔

اس سال پہر او میں جوش آیا اور ایک اشتہار اس معنون کا شائع ہوا کہ ۲۳ جنوری روز کیٹینہ (یعنی روزہ عاشور) پانچواں سالانہ جلسہ مسجد میان رحیم بخش میں قرار پایا ہے اور مسجد راہ میں عزاداروں کے (ٹپتی پی) جبہ پہنار اور سینوں کا مجمع ہوا۔ مگر عداوت کے خیر دے جناب تحصیلدار صاحب کو اور سب انسپکٹر صاحب کے جنہوں نے عین موقع پر اسکا تذکرہ کیا جس سے اس سال تو غیریت ہوئی مگر خطرہ کا خوف ہر دلت ہے۔

تعجب تو یہ ہے کہ یہ اشتہار ایک ایسے مطبع سے شائع ہوا جسکی منظوری گورنمنٹ سے نہیں لی گئی تھی اور نہ کوئی جلسہ بغیر منظوری دئے سے گورنمنٹ ہو سکتا ہے اس پر بھی صرف تحصیلدار صاحب کی طرف سے ایسی نوٹ فرم چلائی گئی کہ کوئی ایسی کی تذکرہ ہوئی۔

ہم کو حکام ضلع سے امید ہے کہ اکی کافی تحقیقات کر کے پورا اسناد کر نیگے جس سے آئندہ فساد نہ ہو ورنہ آپ سب سے پہلے کہ میں عاشور کے روز سالانہ جلسہ کے سرغن میں سے ہو سکتا ہے کیا تمام سال میں یہی ایک روز ایسا متبرک ہے جو سب سے سالانہ جلسہ مزدوری ہے۔ ان حالات پر سنی اڈیٹر و نگار و مزدوری جہتا ہے کہ فساد ہمیشہ کی طرف ہوتا ہے۔ تقریر داری قصبہ برسی ضلع مراد آباد میر محمد حسن صاحب کی تقریر سے معلوم ہوا کہ ایک شخص سنی لکھنؤ مظفر علی کی دراندازی سے ابھی تک نہ وہاں ہندی ادھائی گئی نہ تقریر۔ پانچ روز شیعہ کے مراسم واداری سے سال سے جاری ہے ایک شخص کو جو سب سے مغل ہو رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ کو ابھی تک باضابطہ اطلاع نہیں دی گئی خاص تعجب کی ضرورت ہے۔

جمعی کے نسبت میں خبر ہے کہ کچھ ایسے ہی امور پیش آئے کہ تقریر نہیں ادا ہو گئے مگر تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاحی

تقریر لکھو، مائل ہو۔ ایک مرتبہ لکھنؤ میں بیٹوں نے تقریر داری موقوف کر دی۔ نزول سکا جس کا انتظام محرم کیلئے لکھنؤ میں متعدد مصلحین نے سوسے زیادہ کا منتہیل اور انفسران پولیس بلاؤں کے ہیں لکھنؤ۔ دو ہاگ۔ سنگون۔ کلکتہ۔ دوبارہ علی بن نہایت امن کے ساتھ محرم ہو گیا۔

مقام پر اپنا پوکر (طالبانہ) مقام صورت میں ہی نہیں سمیٹوں میں سخت فساد ہو گیا جس میں سوادی فریقین کے قتل ہوئے۔

لکھنؤ بارہنگی کی نسبت انجم لکھنؤ، گورنمنٹ کا انتظام بہت معقول نہایت امن کیساتھ زندہ گذر گیا لوگ کہتے ہیں کہ جیسے لکھنؤ آباد ہوا ایسا سواتا محرم کی نہیں ہوا بارہنگی میں البتہ پوری رونی کے ساتھ عشرہ ہوا، محرم کو اسلام کو باعث رونی اسلام مانتے ہیں حالانکہ مورخہ درجہ میں تقریر کو حرام و بدعت کہتے ہوئے لکھتے ہیں، بعض لوگ اپنی نادانی سے تقریر کو دین اسلام کی شوکت جانتے ہیں ہوا کوئی سخت غلطی ہو۔ اسلام کی شوکت خدا و تعالیٰ کی فرمانبرداری سے ہوتی ہے بے قراری کو نہیں ہوتی کیا زار مصلح صحابہ تابعین۔ پیغمبر تابعین اور اہل بیت کی وقت میں کیسے تقریر کیا ہوتا، اب دونوں فقرہ کو ملائے تو معلوم ہو کہ جب تقریر موجب شوکت اسلام نہیں ہو تو پھر اس جملہ کے کیا معنی ہوتے۔ دوبارہ علی بن البتہ پوری رونی کے ساتھ عشرہ ہوا، ایسی متاقتانہ تقریر کہ اپنی اصلی مطلب کو ظاہر کیا۔

علی پور کلکتہ کے نسبت معلوم ہوا کہ شہر میں چار باری جھنڈی کا سامان کیا گیا بنا کر گرد و مٹی کاٹنے سے جس جہد کا پہلی اسکا ایسا انداز کیا کہ بقیہ مرزا و شہزادے اسکا انداز نہ تسلیم آباد ہونے کے بعد آخر عمر میں مصلح نے یہی ہی انتظام کیا تا جس کو یہ بدعت تمام موقوف ہوئی۔

شیراپور مصلح کلکتہ میں درجہ ان بہتر دن اور مسلمانوں کے کچھ فساد ہوا۔

وطن راوی جہک پر لے جانا کے ہی شیونین سخت طور پر ہٹا دیا جو اس میں ایک سو چار میں مصلح ہوئے جسکو اہل بیت سے متحمل اور ملت سوزی بنا دیا۔ کاش اب یہی حضرت اہلسنت عقیدہ سے جو یہ ہے اہل بیت سے خوب کہا ہے۔ ایک جیسے نیست کہ گرد و غمید۔ اور ذیسا دانندہ عالم نبرد۔

لاہور کا محرم قابل دہشتہ انہیل کی طرح علی خاں بہادر قزلباش بلقاس کی بیامنی اور علی بن نہایت ہی قابل تہذیب۔ دراصل ایسی خاندان والا نشان کے حسن حقیقت کو لاہور میں مشرور اس کی





احوال ایران جہانگ خیرین تھی میں خوش آئندین امید افزا۔ امن و امان میں ترقی ہو رہی  
انتظام دست ہو رہا ہو کر روس کی پابنائیکم نہیں ہوتیں۔ عمان وطن ہی نہایت مستعدی سے  
ملک و ملت کی خدمت ہمارا وہ ہیں تفصیلی حالات آئندہ خبر و شائع ہونگے۔

خطبات سال نو خان بہادر کے خطاب (۱) جناب سردار محمد علی خان صاحب قزاق  
(۲) جناب میر شیر حسین صاحب ڈی سپرنٹنڈنٹ پولیس (۳) جناب سید شوکت حسین صاحب انسپکٹر پولیس  
(۴) جناب سید محمد علی صاحب سب سب سے بڑا ہوتا ہو رہا اور کیا نہ

خان صاحب کے خطاب و جواب ہو لوی حسین علی خان صاحب تحصیلدار (۵) جناب منشی محمد کاظم صاحب  
سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ سالانہ پورسٹن ہو؟ خداوند عالم ان حضرات کو بڑا فیو ما ترقی مناصب عطا کرے کہ  
حفاظت دین و امانت ہوئیں میں زیادہ کوشش کا موقع ملے۔

شمس العلی امروہی محمد بن آرد و حرم نے ۲۷ سال کی عمر میں انتقال کیا اور امام باقر کا مامی  
شاہ میں اوسوقت اوکا جائزہ آج مجلس عزا کاظم تھی جسکے خاتمہ پر اہل مجلس اور مشائعت کھڑے گان  
جہاز دے جنکو اللہ تعالیٰ ہزار ہوگی نماز جنازہ پڑھی اور پویند خاک کیا۔ رحمہ اللہ۔

الکلیہ پست کی پوری سی اگرچہ قاعدہ و اذا خا طہ صولجا اھلون قالوا سلاماً۔ بلکہ اکی ضرور  
یہ تھی کہ اچھڑین نور خا اچھڑی پر توجہ کریں حسین اڈیر صاحب بعنوان  
”دراصلح کیون خاموش ہے“ کہتے ہیں کہ بھنے علما و شیعہ و عموماً اور اڈیر اصلاح سے خصوصاً چند باد و  
کی کہ واقفین کی نرس کو قرآن کو تصدیق کر لیں پھر اسی مضمون کو ہر جنوری میں ہی دہرایا ہو۔

اس تقریر میں جب قدر و روح کوئی کی کلام لیا گیا ہے اب بلکہ خود شمر آتی ہے کہ کے دفعا علی فقیر کچھ  
اور کہا ننگ سپر کہا جاوے کہ آپ میری تقریر کو کبھی شائع کرنے کے جواب دیکھ جب کوئی خریدار لاہور آئے ہو  
طعن آمیز تقریر کو لکھا اصلاح کا جواب کیون نہیں کہتے تھاپ، اسی قسم کی ایک تقریر شائع کر دیکھ کہ اصلاح کیون  
خاموش ہے جسکی غرض میں عوام فریبی ہو کہ ہمیں جس طرح خلیفہ اول نے اپنی حقیقت خلافت کے دلائل پیش کیے  
قبضہ کیا اوس طرح مولوی شاد اللہ صاحب بھی اپنے مذہب کی حقیقت پر ثابت قدم ہیں۔ حالانکہ اصلاح  
بابت ماہ شوال ۱۲۸۵ء میں ہر دفعہ آئی پوری تقریر شائع کی جاتی ہے اور ہر دفعہ جواب تفصیلی کہاں کہاں  
دیا جاتا ہے۔ مگر آپ کو یہ لکھا لی گیا ہے کہ اصلاح کیون خاموش ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جو ہرگز اسکا اصلاح کیسا تہی وہی غالباً احمد رضا خان صاحب کے ساتھ ہی ہو گا اور ان کے جو ان کو  
 ہضم کرنے اور بریلوی حبشہ اور قاراہ شہر کو رقبہ میں کر دے جو اب ہمارے جسکے سب سے بڑا فریضہ ہو کہ  
 انھیں بھی اس معنوں کو شائع کیا مالا لکھ دو یعنی یہی جس کو ہی گمان بھی نہیں جانا کہ انھیں اور ان کا مخالف ہو  
 گھر کی انجم کا اشتہار پڑنے شائع کیا ہاں لہذا انجم نے بھی غالباً ایسا سے اس معنوں کو شائع کیا۔

ابو کو نکال کر اصل سب خلیفہ دوم کو نا خود ہو جسکو شامہ ولی اللہ صاحب ازادہ انھیں لکھتے ہیں۔  
 فلو لا مقالہ قالوا عمر عند وفاتہ لودینک المسلمون ان رسول اللہ قد متختلف لبا بکرو ولکنہ قال عند  
 وفاتہ ان متختلف فقد متختلف من ہونہو منی وان اترککم فقد ترککم من ہونہو منی فہو  
 الناس ان رسول اللہ لودینک لودینک احد فکان عمر غیو منہو علی ابی بکر

یعنی اگر عمر صاحب وقت وفات اپنے ایک گھر نہ کہ ہوتے تو مسلمانوں کو کسی طرح اس میں شک نہ ہوتا کہ رسول اللہ  
 ابو بکر کو خلیفہ کیا ہو۔ مگر جو کہ عمر صاحب نے مرتے وقت یہ کہا کہ اگر خلیفہ کریں تو اسے بھی خلیفہ کیا ہے جو مجھے بہتر  
 تھا۔ اور اگرچہ وہ ہیں تو اس شخص نے ہی ترک کیا جو مجھے بہتر تھا لہذا ابو کو نکال دیا کہ رسول اللہ نے  
 کسی کو خلیفہ نہیں کیا اور عمر صاحب ابو بکر کے بار میں کسی طرح متہم نہ تھے۔

جس کو بصارت ظاہر کی خلیفہ اول و دوم نے اپنی ابتدائی حاکمیتیں اس طرح کا حال پیدا کیا تھا  
 کہ سب ہی جانتے تھے کہ ابو بکر رسول اللہ خلیفہ ہوئے مگر عمر صاحب کے اس جملہ نے کہ نہیں خلیفہ کیا اور خود کو  
 بہتر بنا۔ سب کو یاد آیا اور ابو بکر کے خلاف میں حکم رسول اللہ نہیں تھیں جس میں عثمان صاحب کو وہ عیارہ  
 اور عثمان بڑا۔

یہی اصول اپنے مقابلہ اصلاح اختیار کیا ہو کہ ابابہ بھی فرماتے ہیں اصلاح کیوں خاموش ہے  
 حالانکہ اصلاح نے ایک دفعہ نہیں چننا ابابہ کی رحمت نام کی کتاب بصراق علی صحیحہ و علی ابی بکر  
 عن شافعی مجوزین کہ کسی طرح اصلاح کی وہ حکمران کے لیے صحیح و بہتر نہیں گذشتہ یا انھوں نے  
 لایجاد نہ تھا مگر کہ قرآن انکی طرف سے نیچے نہیں اورتھا۔ کسی طرح ان کو خیر نہ کو نہیں دیکھیں میں  
 صرف قرآن مجید کا مطالعہ کیا گیا ہو ملاحظہ اصلاح علی انہ عنوان الودیت کا کتب ان حوازا  
 حضور صلیت اور ان کے اپنے خود میں میرے کہ بعد میں حقیر نے وہ مطالعہ کیا ابابہ ۱۱ ویں صفحہ  
 میں شائع کیا۔

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰



یہی ان امور کا اظہار نہیں پسند کرتے تھے مگر اصلاح کے اصرار پر جب ذیل حضرات کا نام لکھا ہے جو مروج کی تعلیم و تلقین سے لوگوں نے غریب حق قبول کیا۔

۱	سردار علی شاہ ولد شاہ شہان شاہ ساکن فی ضلع ساکن	۲۱	غلام حسین سلوٹ	ہائی سکول مظفر گڑھ
۲	اسد دہہ ولد ابو الہیرہ والدہ عالی فی ضلع ساکن	۲۲	سبی بخش کارگر موضع لدی والدہ ضلع گوجرانوالہ	
۳	غلام محمد ولد پوساکن چک نورگشت ضلع ساکن	۲۳	عبد اللہ ولد گوکشمیری	۱۱
۴	بہاول ولد بہایت ساکن موضع	۲۴	سبی بخش ولد تھو کشمیری	۱۲
۵	غلام علی شاہ ولد سید گل شاہ عبداللہ فی ضلع گوجرانوالہ	۲۵	الہ بخش ولد کمون کبیر والدہ ضلع ملتان	۱۳
۶	محمد خان ولد کرم دین چیمہ ساکن	۲۶	الدہہ ولد تھو	۱۴
۷	صوبہ ولد حیات درہی ساکن	۲۷	بہایت علی ولد پیرا	۱۵
۸	نور شاہ ولد قلندر شاہ گچک انی ضلع گوجرانوالہ	۲۸	بہاول خان ولد	۱۶
۹	عباس علی شاہ ولد سردار شاہ ساکن	۲۹	الدہہ ولد دیان مراد ساکن سردار پور ضلع ساکن	۱۷
۱۰	حیات محمد ولد غلام دین دوکاندار سرگواہ	۳۰	کریم بخش ولد مراد ساکن	۱۸
۱۱	سید رحمت علی شاہ ولد سید غلام مرتضی صاحب	۳۱	حسین بخش حال خانیوال	۱۹
۱۲	موضع بودہری ضلع سیالکوٹ	۳۲	بڈین شاہ ولد کرم شاہ موضع چوہنہ خروا	۲۰
۱۳	قادر بخش ولد الدہہ دوکاندار کبیر والدہ ضلع ساکن	۳۳	احمد شاہ ولد کرم شاہ ضلع ملتان	۲۱
۱۴	سید ابن بخش بخاری ساکن موضع بخاری مظفر	۳۴	رجب علی شاہ ولد بڈین شاہ عظیم پور	۲۲
۱۵	سید سلطان شاہ بخاری ساکن موضع	۳۵	مہدی شاہ ولد بڈین شاہ	۲۳
۱۶	سید ام بخش شاہ بخاری ساکن موضع	۳۶	مستور ابی پردہ تین کس	۲۴
۱۷	حسن بخش شاہ بخاری ساکن موضع	۳۷		۲۵
۱۸	سید عظیم شاہ بخاری ساکن موضع	۳۸		۲۶
۱۹	شیخ عطاء اللہ ولد دین محمد کٹ روڈ ضلع مظفر	۳۹	کامس شاہ ولد شاہ محمد باقر پور ضلع ملتان	۲۷
۲۰	سیدان غلام محمد چوان ساکن موضع	۴۰	آدم بخش خان ولد الہ بخش خان علی شاہ	۲۸
	سید علی ولد اللہ ولد ساکن موضع		گلور شیرمان	

## الآل والاصحاب

اس مضمون کی ابتدا جلد ۱۱ اصلاح شدہ انداز سے کی گئی تھی پھر جلد ۱۲ میں بھی تین مضمون تک یہ سلسلہ قائم رہا مگر پھر یہ سلسلہ ترک کر دیا گیا۔ اسی ضمن اس تحریر کی صرف اس قدر کہ صحابہ و اہلبیت طاہرین کے تعلقات پر ایک محققانہ نظر ڈالی جائے جس سے معلوم ہو کہ صحابہ کا سلوک اہلبیت طاہرین کے ساتھ کیسا تھا۔

اس مضمون میں جناب امام حسن کو دوبارہ مخالفت پر یہ تین راوی دی گئی تھی ایک یہ کہ آپ مکہ میں قیام فرما کر یزید سے جنگ کریں جسکی پوری حقیقت اصلاح جلد ۱۱ میں دکھائی گئی تھی دوسری رائے یہ دی گئی تھی کہ آپ مدینہ میں قیام فرمائیں۔ یہ مضمون اصلاح جلد ۱۲ کے تین ابواب میں شائع ہوا تھا کہ ناتمام رہا تیسری رائے یہ تھی کہ آپ جانب مکہ میں تشریف لے جائیں اس پر ابھی تک کچھ لکھا نہیں گیا تھا کہ مضمون ناقص چھوڑ دیا گیا۔

ہمارا ارادہ تھا کہ سد فہم بھی دو تین مضمون تک بمناسبت محرم یہ سلسلہ قائم رہے پھر سال آئندہ کے لئے باقی چھوڑا جائے۔ مگر ایک طرف مؤمنین کے اصرار نے دوسری طرف مخالفین کے شور و غل نے مجبور کیا کہ اس سال یہ سلسلہ پورے طور پر قائم کیا جائے جب تک تمام مباحثہ کو نہ اس دو سال کے عرصہ میں کہ ۵۰ صفحات اس مضمون کا شائع ہوا ایک شخص کی آواز بھی بخلاف اس مضمون کے ہمارے کا توں تک نہیں آئی۔ الحمد للہ۔ وکیل۔ گزن گزٹ

جو تمام دنیا کے متعصبین اخباروں میں مشہور ہیں۔ ان میں بھی کسی نے ایک حرف اس پر نہ لکھا۔ گمراہہ و بیکھر شدہ کے ادھر سے النجف سے اسکی مخالفت شروع کی جسکے تعصب و شرارت سے تمام عالم واقف ہو کہ عدوت اہلبیت طاہرین اسکی کٹی میں داخل ہے۔

جسکو اسکی تحریروں کا مطلق خیال ہوتا کہ خود اہلسنت نے اسکی حاجیت و حاجت کا بھی طعن افراد کر لیا ہے۔ جس سے اب اکثر حضرات اہلسنت متغیر ہو رہے ہیں اور اگر خدا نے چاہا تو تمام اہلسنت اس سے دست بردار ہو جائیں گے۔

مگر یہ لواری کی ایک تحریر جو نام معشوق علی شریف ہوئی ہے۔ اس میں جانتا ہوں

حج اکبر کے لئے اس زمانہ میں مسلمانوں کو بلایا گیا کہ اگر وہ حج کرنا چاہتے ہیں  
 تو پھر چلیں۔ لیکن ان مسلمانوں نے حج نہ کیا بلکہ ان میں سے بہت سے لوگ شہداء ہو گئے۔  
 خاندان بنی ہاشم سے ایسے نئے بن ابی ہاشم کے کہ ان کے والدین نے ان سے کہہ دیا تھا کہ  
 وہ اپنے گھر کے سرکاری کاموں میں رہیں اور نہ ان کے گھر کے کاموں میں نہ ان کے گھر کے  
 زمینیں لے کر کھجور کی شکر صرف اس وقت سے نہیں مطلوب تھی کہ وہ حضرت کی اطاعت میں  
 جان دے۔ لیکن ان میں سے کئی لوگ ان کا وہاں سے ہٹا دیا گیا۔ لیکن ان کے بعد ان کے  
 حضرت امام حسین کو بیت کھان میں رہنا تھا۔ لیکن وہ جب وہاں پہنچے تو  
 دیکھتے کہ صحابہ رسول حضرت کے ساتھ ہیں۔ ان کو حضرت کو اس محبت سے شہید کرتے ہیں  
 زید بن ارقم۔ وائس بن مالک۔ ابو ہریرہ اعلیٰ وغیرہ۔ صحابہ کبار جو اسے شہید کرنے کے لئے  
 وہ صحابہ ہیں جالانکہ اس واقعہ کے معلق وہ ابن زیاد و یزید سے جو رشتہ پیش آئے تھے  
 ورنہ اگر یہ یلحاح سنا سنا آدمی بنی ہاشم سے جو رشتہ نہ لگے ان کو حضرت کے ساتھ بھی رہنا تو  
 یہی جو تاکہ جنت طوع وہ لوگ شہید ہوئے۔ یہی شہید ہو جاتے۔ کیونکہ ان میں کوئی شخص ایسا  
 نہ تھا جس کی خلعت و جلالت جنت امام حسین سے بڑھی ہو۔ تو جن لوگوں نے امام حسین  
 کو شہید کیا ان کو محمد بن حنفیہ و عبداللہ بن جعفر کے شہید کرنے میں کیا دلیل تھی۔  
 اس مضمون کی حقیقت تو آئندہ ظاہر کی جائیگی کہ محمد بن حنفیہ کو والد امام حسین نے  
 اپنا نائب قرار دیا کہ حکم مقام مدینہ دیا۔ عبداللہ بن جعفر کے اپنے ایک مضمون سے پتہ چلتا ہے۔  
 عبداللہ بن عباس نے ان کے لئے یہ کیا کیا ہے۔ لیکن یہاں اس قدر بیان کر دینا  
 کافی ہے کہ وہ مدینہ مدینہ میں اس قدر تھے کہ جنہوں نے امام مظلوم کو اس کی بی بی جان دے دیا  
 اور ان کے صاحب سے کوئی پھٹن بھی نہ کیا۔ امام شہداء جو مدینہ لے کر چلے گئے۔ ان کے ساتھ ہی ان کے  
 ذلیل کی موت سے وہ چلے گئے۔  
 کتاب الامارۃ والایمان میں ہے کہ حضرت قتلی بن عقیل و یزید بن ابی سہل و  
 علی بن ابی طالب و جعفر بن ابی طالب و محمد بن ابی طالب و علی بن ابی طالب و  
 سہیل بن ابی طالب و جعفر بن ابی طالب و محمد بن ابی طالب و علی بن ابی طالب و







عبداللہ بن جیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال  
 اوصی اللہ الی محمد صلعم انی قتلت یحیی بن ذکویا سبعین الفاد سبعین الفاد  
 بابن ابنتک سبعین الفاد سبعین الفاد عبداللہ خیر لہ مسلمہ  
 یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ خون یحییٰ  
 کے عوص من خدا نے ستر ستر آدیوں کو قتل کیا اور تیرے فرزند حسین کے خون کے عوص  
 من ستر ستر آدیوں کو قتل کر دیا اور دوسری حدیث میں ستر لاکھ ہے جسکے راوی محمد بن جبر  
 صحیح مسلم میں روایت کی گئی ہے۔

معشوق پر وہ زنگاری اس پیر کو اپنی حقارت کا جواب ہماری تقور کرے اور تفصیلی  
 جواب انشاء اللہ اہل مضمون الآل والا صحابہ میں ملاحظہ کر لیتے جس سے وہ ہر اہل حق  
 کھیلنے کے پھر دنیا میں ایک انصاف پسند بھی صحابہ پرست نہ رہیگا۔

ہم پہلے چند خبروں میں بیت سی آیتیں لکھ چکے ہیں جو ایسی صحیح اور واضح ہیں کہ اگر  
 انسان ذرا برابر بھی تامل کیے تو اس کو معلوم ہو خدا نے ان صحابہ کی کس طرح عزت کی ہے  
 اور کس طرح اہل کفر و نفاق کو ظاہر کیا ہے پہرہ کو نہ کر سکتا تھا جناب امام حسینؑ اور پھر خدا دیتے اور پھر  
 مقام فرماتے کیونکہ حضرت نے صرف ان آیات کا نزول ہی نشان صحابہ نہیں دیکھا تھا۔ بلکہ  
 وہ حالات بھی آپ کے پیش نظر تھے جو رسول اللہ کے ساتھ سلوک کرتے کہ چاہا تھا خود حضرت  
 کو ہلاک کر ڈالیں۔

اسی سبب رسول اللہ نے ان صحابہ کے بارہمیں ایسی حدیثیں فرمائیں کہ اگر اونہر کچھ بھی  
 کیا جائے۔ نہیں خون کی بھی ضرورت نہیں صرف جہاں کرنا کافی ہے تو مسلمانوں کو معلوم ہو جاتا ہے  
 ہٹنے پر کوئی نہیں۔ کیونکہ اس کو تو سمجھنی آدی بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص سے ہدایت امت متعلق ہو  
 یا مصلحت ہو اس کو اپنا ہادی سمجھتے۔ اگر وہ ہمدرد ضلالت و گمراہی ہو تو کیسا فساد پیدا ہوگا۔

رسول اللہ خود ہادی امت تھے حضرت کو بطور یقین معلوم تھا اسلام آخرا لایا ہے جو تمام  
 کائنات کے لیے ہے اور جسے تمام عالم نے قبول کیا ہے لہذا ضرور جو کہ حضرت اور ان کو تو کچھ  
 گمراہی ہو نہ تھا مگر ان کو تو بھی خبردار کر دین چاہی متابعت و اطاعت پر اہل حق

# قدیر الشعل

(منظر - سلسلہ دیکھو علیہ جلد ۱۲)

اگرچہ بعد ان وقایع کے جو خود عہد رسول اللہ میں عمر صاحب نے فراہم کرے ہیں  
سے انکار کیا اور حضرت کو بار بار ہم پر رد کرانگی غلط فہمی اور غلط بیانی کی رد  
کرتی تھی اس واقعہ کے بیان کی ضرورت نہ تھی جو حضرت اسما بنت عمیس کے  
ساتھ انہوں نے سلوک کیا۔ کیونکہ یہاں قرابت بذریعہ سبب ہے۔ اگرچہ مذکورہ  
و محدثین اہلسنت نے اس واقعہ نہایت اہمیت دی ہے اسلئے ہم بھی اوسکو  
یہاں لکھتے ہیں۔ شیخ عبدالحق صاحب دراج النبوة میں لکھتے ہیں جلد ۱۲  
اسما بنت عمیس زوجہ جعفر بن ابیطالب ہرخصہ زین العابدین صلی اللہ علیہ وسلم بقصد  
زیارت سے وجود اسما زینہ در غایت کیا است و فراست و حسن و جمال و عجز  
لرودہ بود ہمیشہ ہمراہ زوج خود و قدوم آورد و چہرہ ہمراہ سے پس ناگاہ در آمد عمر  
اللہ عنہ ہرخصہ و حال آنکہ اسما نزد دست پس گفت عمر چون دید اسما را گفت  
کیست این زن کہ نشستہ است نزد تو گفت اسما بنت عمیس است۔ گفت عمر  
رضی اللہ عنہ زن حبشہ ایست زن بکرہ امین است یعنی آن زن کہ از حبشہ  
از راہ دریا آمدہ اسما در برابر عمر و جواب گفتہ فہم۔ ظاہر آن بود کہ خصہ جواب  
می گفت کہ از وہ پر سیدہ بود۔ انا اسما رہ سبب قوتے و استبداد کے کشت  
ہم جواب در آمد و گویا کہ نشست ہم شیندہ بودہ است کہ عمر یعنی صحابہ در باب  
ایشان چیزے میگویند پس گفت عمر سبقت کردیم شما را ہجرت پس ما سزاوارتریم  
و قریب تریم ہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از شما پس در خشم آمد اسما و گفت  
کلاہ چہنہن است بخدا سوگندہ بودید شما بارہو بخدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ طاعت میداد  
آنحضرت گرسنہ شما را و پند میداد و جاہل شما را یعنی در امن و امان و ناز و نعمت  
دیتا ہی۔ دینی بودیم مادر میں دوران و دشمنان وین کہ بشہ زہرا  
ہمہ کاہ بودید ارا چہندی بودیم در شہادت و عزت و امن و پند و نعت خدا



البشر بعد ینبیا ابو بکر و عمر - شرح عقائد صفی ۷۷

پھر بتائیے یہ کس قسم کے سلمان ہیں کہ رسول اللہ تو اپنے اہل قرابت کو بتصریح نام ابو بکر و عمر سے بہتر و افضل فرمائیں اور حضرات اہل سنت پر خلافت اوسکے یہ عقیدہ قائم کریں کہ شیخین افضل ہیں

آپ اس روایت کو بغور ملاحظہ فرمائیں کہ اسماء بنت عمیس جو رسول اللہ کی بھست کے دو تین برس بعد مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے ملک حبش میں گئی ہیں جو نہ اپنا ملک ہے نہ اپنا وطن ہے نہ اپنی زبان ہے نہ اپنا دین ہے نہ اپنی قوم نہ قبیلہ اور سٹھ ہجری میں واپس آئی ہیں۔ ملاقات حضرت حفصہ کو گئی ہیں وہاں عمر صاحب کا تشریف لانا اور اس خطاب سے سوال کرنا کہ وہی عورت ہے حبشہ والی وہی عورت ہے دریا والی نہ سلام ہے نہ مزاج پرسی۔ نہ دلہن ہی نہ انسانی سلوک بلکہ وحشیانہ یہ تقریر ہے کہ ہم تم سے افضل ہیں کیونکہ تم پر سبقت کر کے آئے۔

کیا آپ کسی مہذب شخص کی تقریر ایک ایسے غریب مسافر سے جو اتنے عرصہ کے بعد آیا ہو بطور نظیر پیش کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیا آپ نے کسی شخص کو سنا ہے کہ اس طرح وہ اپنی فرضی فضیلت بیان کرے؟ اس مہذب زمانہ میں تو آپ کسی مکینہ سے مکینہ تک بھی تقریر نہ سنی گئے جو اپنے مذہب میں اٹھو آپ پنتا ہو؟ وہ بھی ایک غریب بکیں مجبور عورت کے مقابلہ میں۔ پھر یہ کون سی بڑی شیخی اور بہادری تھی جس پر آپ اس قدر اتراتے تھے۔ مگر ہلکے اوس سے زیادہ بحث نہیں کیونکہ رسول اللہ نے نہایت صفائی سے عمر کی تکذیب اور حضرت اسماءؓ کی تصدیق تمام عالم پر ظاہر کر دی جس سے اوسی زمانہ میں چہ خراس درجہ مشہور اور متواتر ہو گئی کہ ہزاروں صحابہ فوج در فوج گروہ در گروہ آتے اس حدیث کو سنتے اور خوش ہوئے کہ رسول اللہ نے کس فصاحت سے عمر صاحب کے کبر کو توڑا ہے اور ان کے غرور کا سر نیچا کیا ہے۔

ہاں آپ جانتے ہیں یہ اسماء بنت عمیس کون ہیں؟ حضرت جعفر طیار کی زوجہ

ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبویؐ کے مقابلہ میں ثابت کیا جاتے تھے کیونکہ آپؐ پہلے غیر میں ملاحظہ کر چکے ہیں عمر صاحب کو جو عہدِ نبویؐ پر ثابت مندانِ رسولؐ سے نہ دیکر صحابہ سے اسی وجہ سے یہاں چاہا کہ اسی عہدِ نبویؐ کا اقرار کرالیں مگر یہ کب ممکن تھا کہ رسول اللہؐ کسی ناجائز امر کا اقرار فرمائیں اسی وجہ سے حضرت نے اس اٹھنے سے عمرؓ کی تادیب کی کیونکہ اسما و بنت حمیس میں دو بیٹیاں جمع تھیں ایک قرآن مجید رسولؐ پر سب زوجیت حضرت جعفر طیار۔ دوسری فضیلت ہجرت حبشہ کی کیونکہ ہم نے آج تک کسی حدیث یا تاریخ میں یہ نہیں دیکھا ہے کہ عمر صاحبؓ اپنی فضیلت کا کبھی دعویٰ کیا ہو جو اس کے قرآن مجید رسولؐ کو ہمیشہ وہ نظر حقارت سے دیکھتے تھے اور بظاہر یہی وجہ معلوم ہوتی ہے اس قسم کی غیر ہذب اور کینہہ تقریر کی۔ ان حالات سے آپؐ اس نتیجہ پر ضرور پہنچ سکتے ہیں کہ عمر صاحبؓ کس قسم کی عداوت قرآن مجید رسولؐ سے تمام مسلمانوں میں پھیلا رہے تھے کیونکہ دھرت عباس سے یہ سخت کلامی کر چکے تھے بہت صفت بہت عہدِ نبویؐ سے وہ تیار و نافرمان تھے آپؐ سن چکے تھے حضرت سے ان کے بار بار امیر سے ان کی مازبان آپؐ معلوم کر چکے۔ زور پر حضرت جعفر طیار سے غیر ہذب و نازیباں بھی دیکھ چکے۔ اب وہ زمانہ آیا کہ رسول اللہؐ نے دنیا سے انتقال فرمایا۔ ایک طوفِ عمر صاحبؓ ہیں اور ان کے ہمراہ صحابہ دوسری طرف خانہ ان رسالت کے بقیۃ السیف جناب امیر جناب سیدہ حضرت عباسؓ حضرت عقیل اور حیدرؓ بیٹے نبیؐ ہیں عبد اللہ بن عباسؓ عبد اللہ بن جعفر وغیرہ جن میں کسی کا سن دس برس سے زیادہ نہیں پہنچتا ہے عمر صاحبؓ کا تشدد کس وجہ سے ہو گا۔ پہلا واقعہ آپکو خانہ نبویؐ میں جناب سیدہ کالیہ کا جھین عمر صاحبؓ قسم کھا رہے ہیں کہ ہم اس گہر کو ضرور جلا دیں گے اور بعض صحابہ کہتے ہیں کہ اس میں جناب فاطمہؓ بنت رسولؐ ہیں لیکن عمر صاحبؓ ہایت بے پرواہی سے جواب دیتے ہیں ہوا کرین! اچھا کہ ازالہ الخفا صحت پرست دو سر واقعہ اس کے متصل ہی وہ ہے جو جناب امیرؓ کے ساتھ پیش آیا کہ حضرت نے فرمایا اگر ہم بیتِ مکہ میں تو تم کیا کرو گے۔ عمر نے جواب دیا کہ قتل کر دینے میں ہے جناب امیرؓ

نے فرمایا کہ تب ایک بندہ خدا اور ہر اور رسول کے تم قاتل ہو گے۔ جس پر عمر نے کہا کہ بندہ خدا تو ٹھیک ہے لیکن ہر اور رسول نہیں دیکھو کتاب الامارۃ والسیاسة

ص ۱۰۰

دیکھئے ان دونوں واقعوں میں کس طرح عمر صاحب نے قرابت رسول کی تحقیر کی کہ جناب رسولؐ کی نسبت تو کہا ”ہو اکرمین“ اور جناب امیرؓ کی نسبت صاف صاف بیان فرمایا ”اپ ہر اور رسول نہیں ہیں! اس سے بڑھ کر کیا انکار ہو سکتا ہے اور کیا تحقیر قرابت۔“

ان مسلسل واقعات سے آپ بخوبی متنبہ نہ ہو سکتے ہیں کہ قرابت رسولؐ کس طرح مسلمانوں کی نظروں میں ذلیل و حقیر کی جا رہی ہے کہ کہیں تو اصل قرابت ہی تر انکار ہے کہیں اس کے قابل عزت و احترام ہونے سے انکار ہے۔ اب علی کا رد وائی سنئے جو اس قرابت رسولؐ کے مٹانے کیلئے ترکیب کی گئی سین ابو داؤد کتاب الخرج والبی والامارۃ میں ہے۔

حدثنا عبد اللہ بن عمر بن مبیوۃ حدثنا عبد الرحمن بن مہدی عن عبد اللہ بن المبارک عن یونس بن یزید عن الزہری قال اخبرني سعيد بن المسيب قال اخبرني جابر بن مطعم انه جاءه هو وعتبات بن عفان يكلمان رسول الله صلى الله عليه وسلم فيا قسم من الخمس بين بني هاشم وبني المطلب فقلت يا رسول الله قسمت لاخواننا بني المطلب ولم تقطننا شيئا وقرابتنا وقرابتهم مننا وواحدة فقال النبي صلى الله عليه وسلم انما يتو به هاشم وبني المطلب شيء واحد قال جابر ولم يقسم لبني عبد شمس ولا لبني نوفل من ذلك الخمس كما قسم لبني هاشم وبني المطلب قال وكان ابو بكر يقسم الخمس نحو قسم رسول الله صلى الله عليه وسلم خيران يمين يعطى قربي رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان عمر

بن الخطاب یطیہومنا وعثمان بعدہ مطبوعہ کانپور مکتبہ  
یعنی حمیر بن مطعم سے روایت ہے کہ وہ اور عثمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کے پاس حاضر ہوئے کہ کلام کرین دیا رہے جس کے جو حضرت نے تقسیم کیا تھا  
بنی ہاشم اور بنی المطلب کو حمیر ابن مطعم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سے عرض کیا  
آئیے خمس سے بھانے بہاؤن بنی المطلب کو دیا اور کچھ نہ دیا حالانکہ قرابت  
بہلو گون کی ایک ہے (کیونکہ حضرت ہاشم چاہا رہا ہائی تھے۔ ہاشم۔ مطلب۔ عبد ہاشم  
نوفل۔ حضرت ہاشم کی اولاد رسول اللہ جناب امیر و قوام بنی ہاشم۔

اور عبد ہاشم سے عثمان وغیرہ اور نوفل کے حمیر بن مطعم۔ ۱۲۱۱ (م) میں فرمایا حضرت نے  
بنی ہاشم اور بنی المطلب ہمیشہ ایک رہے حمیر نے کہا کہ حضرت نے خمس سے حصہ نہ دیا  
بنی عبد المطلب (جس میں حضرت عثمان تھے) نہ بنی نوفل کو (جس میں حمیر تھے) اور تقسیم  
کیا بنی ہاشم و بنی المطلب کو۔

پھر حمیر کہتے ہیں کہ ابوبکر تقسیم کرتے تھے مطابق تقسیم رسول صلعم کے مگر قرابتندان  
رسول کو کچھ بھی نہ دیتے تھے جیسا کہ رسول دیا کرتے تھے۔ حمیر کہتے ہیں اور عمر دیا کرتے  
تھے اون قرابتدون کو اسی خمس سے اور بعد عمر کے عثمان بھی۔ انہی

یہاں آپ قصہ مذکور نہ جلال کجیگا جس کے باریسین یہ حدیث بنائی گئی کہ معنی  
معاشرۃ الانبیاء والاعزۃ والافراد بلکہ عام قرابت رسول ہے جس کے باریسین  
خداوند عالم فرماتا ہے واعلموا انما اعنتم من شیء فان لله خمسہ وللاخوان  
ولذی القربی والیتامی والمساکین۔ یعنی خداوند عالم نے خمس کو یوں تقسیم  
پر تقسیم کیا ہے حصہ خدا۔ حصہ رسول۔ حصہ ذوی القربی۔ حصہ یتامی و مساکین  
اوسکے متعلق ابوبکر صاحب کی یہ کارروائی تھی کہ قرابتندان رسول ایک میں  
محروم نہ دیا تھا جس کا مطلب یہ ہوا کہ حکم صریح خداوند عالم و سنت رسول کو نہ ہو  
ایک دم منسوخ نہ دیا۔

قصہ مذکور میں تو یہ کہا جاتا ہے کہ ابوبکر صاحب خود رسول اللہ سے وہ حدیث

سُن ملے تھے اس سبب سے مجبور تھے۔ مگر یہاں کیا ارشاد ہو گا کہ قرآن میں آج تک یہ حکم موجود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی کے مطابق عمل بھی تھا لیکن ابو بکر صاحب نے ایک دم محروم کر دیا اور برخلاف اوسکے عمر صاحب نے پھر وہ سلسلہ جاری کیا جس سے اسکا بھی گمان نہیں ہو سکتا کہ ابو بکر صاحب کو کوئی خاں حکم اسکے متعلق بھی ملا ہو اسلئے کہ کم سے کم عمر صاحب تو ضرور اوسکی تقلید کرتے۔ خداوند عالم نے صرف اسی آیہ میں حصہ ذوی القربی نہیں قرار دیا۔ بلکہ دوسری آیہ میں فرماتا ہے ذوات ذی القربی حقہ کہ ذوی القربی کو اونا کا حق دیدو۔ جسکے مضمون تفسیری سے ہم یہاں نہیں بحث کرتے بلکہ ظاہری الفاظ قرآن پر توجہ دلاتے ہیں کہ کسطح خدا نے حق ذوی القربی کے دینے کی تاکید کی۔ مگر خلیفہ اول نے خلافت پاتے ہی اوس حق کو ایسا باطل کیا کہ کسی طرح قرابت منذان رسول کو اول کا حق نہ دیا۔

تیسری آیہ میں تو خدا نے یہ بھی فرمایا قل لا استأجر علیہ اجر الا اللہ و لا فی الاخری جس سے معلوم ہوا کہ مودت اہل قرنی کو خدا نے اجر رسالت قرار دیا ہے مگر اوس حکم کی اسطرح تعمیل کی گئی کہ رسول اللہ کے حضور میں آپکی قرابت مندی غیر مانع اور بیکار شئی قرار دی گئی جیسر حضرت کو بار بار اظہر کر لیا۔

یہی سبب ہے کہ صحیح مسلم میں ہے وکان لعلی من الناس حجة حیاة فاطمة فلما توفیت استنکر علی وجہ الناس فالتمس مصباحی الی بکر مصباحی ولم یکن باع تلك الا شھر جلد ص ۱۷ مطبوعہ دہلی۔ یعنی زندگی جناب سجدہ سے ایک طرح کی آبرو تھی حضرت علی کو جب حضرت فاطمہ نے انتقال کیا تو بسکے مود حضرت علی پھر گئے جس سے وہ مجبور ہوئے کہ ابو بکر سے صلح کریں۔

۲۔ زوہدیت ابھی طبع نہ ہوئی ہے کہ محمد ابو بکر کی متفقہ کوششوں نے قریب مذہب اہل سول کو ایسا کر دیا ہے کہ اگر وہاں تک تعجب و شہد سے شخص کو جسے بنائے اسلام میں



وہ خدمت میں کی ہیں کہ اچک تو ایچ :۔ یہ ہیں ۔ مگر کچھ قابل ترحم بنایا تو  
صبر و حیا سید نے کیونکہ جناب سیدہ کی قرابت رسول اللہ سے ایسی نہ  
تھی جس کا کسی طرح انکار کیا جاسکے۔

اگرچہ حضرت عمرؓ نے اس کے ٹٹنے میں بھی پوری کوشش کی تھی۔ مگر ہنظری امر تھا  
جس کو وہ کسی طرح نہ مٹا سکے چنانچہ اسی کتاب الامتہ والسیانہ میں ہے۔

دو شعر عام عمرؓ منشی معہ جماعت حتیٰ ان تو اباب فاطمہ فذکوا الباب فیما  
سمعت اصواتهم نادت یا علی وابن ابی قحافة۔ فلما سمع القوم

صوتھا وبکاءھا انھو فوابا کین وکادت قلوبھم تنفدع و  
اکبأدھو تنفطر وبقی عمرؓ ومعہ قوم فاخرجوا علیاً فمضوا بہ

الی ابی بکر فقالوا لہ با یع فقال ان انا لما فغل فمضوا اذاً  
واللہ الذی لا الہ الاھو بضرب عنقک قال اذا قتلون عبد

اللہ واخار رسولہ قال اما عبد اللہ فتعم واما اخو رسولہ  
فلا وابو بکر ساکت لای تکلم فقال عمرؓ لانا مرفیہ بامراک

فقال لا اکرھہ علی شئی ما کانت فاطمۃ الی جنبہ۔ فلحق  
علیؓ بقتبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصیح ویبکی و

وینادی یا ابن امّ ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلونی

ص ۲۳

یعنی پھر کھڑے ہوئے اور گئے ایک جماعت کے ساتھ یہ شک مکہ داخل ہوئے خانہ  
سیدہؓ تک اور دق الباب کیا۔ جب حضرت نے اون کی آواز سنی تو چیخیں اڑا کر کہا

وایہ ہوا ابن ابی قحافة۔ پس جب صحابہ نے آپؐ کی رونے اور آواز سنی  
تو روتے ہوئے پلٹ آئے درآنجا کہ قریب تھا دل اون کے کھٹے ہو جائیں اور جگہ پائے

پائے۔ مگر کھڑے رہے عمرؓ اور اون کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ پھر نکالا حضرت علیؓ  
کو اور لینگے ابو بکرؓ کے پاس اور کہا کہ بیعت کرو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر یہ بیعت

کریں تو تم کیا کر گے۔ جب دونوں نے جواب دیا قسم اوس خدا کی جس کے سوا

## عاشورا نمبر

اصلاح نمبر ۱۱ جلد ۱۲ میں ایک تقریر شائع ہو چکی ہے کہ ہر روز عاشورا اور روزِ عجم اور یومِ غفران ہے کہ حضرت موسیٰ کو نبص توریت حق سبحانہ تعالیٰ نے عجم کریم کا حکم دیا تھا۔ اس عجم کو اینٹا کے سلف کرتے آئے ہیں جو کابل و بلبل حقیقت اسلام ہے اس شخصیت ہمارے نبی کی بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ ان کے فرزند کے عجم کریم کا حکم پیغمبرانِ اولوالعزم کو ہوا اگرچہ عیسائیوں نے جملہ بشاراتِ مندرجہ توریت و انجیل وغیرہ کو حضرت عیسیٰ ہی زبردستی متعلق کر دیا ہے۔ مگر اس عجم عاشورا کو کسی طرح حضرت عیسیٰ سے متعلق نہیں کر سکتے۔ نصاریٰ کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے گہنگاروں کی بخشائیش کیلئے صلیب اختیار کی لیکن اولاً ہر چار اناجیل میں واقعاتِ صلیب اور تیسرے روزِ زندہ ہو کر اپنے مریدوں سے ملاقات کر کے بارہین اس قدر اختلاف ہے کہ صلیب پانا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا اور آجنگ بھرفرقہ نصاریٰ کے کسی دوسری قوم نے حضرت صلیب کے صلیب پانے اور قبر سے جی اٹھنے کو تسلیم نہیں کیا ہے۔

دوسرے جو صورت اس واقعہ کی اناجیل میں مندرج ہے اس سے ہرگز گہنگاروں کی بخشائیش کیلئے یادین کے قائم رکھنے کے لئے حضرت عیسیٰ کا مصلوب ہونا پایا نہیں جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کے وعظ و نصائح کا کوئی مانع نہ تھا اور خود حضرت عیسیٰ بھی شریعتِ موسوی پر عمل کریم کا حکم دیتے تھے اور اپنے بخوشی جامِ شہادت پینا گوارا نہیں کیا بلکہ اناجیل سے اچھا اضطراب اور جان بچنے کے لئے دعا کرتا ثابت ہوتا ہے چنانچہ انجیل لوقا باب ۱۱ میں ہے کہ آپ جناب باری سے دعا کی کہ (۲۲) اگر تو چاہے تو حجام مجھ سے دور کر دے لیکن میری مرضی نہیں میری مرضی کے موافق ہو۔ (اس گہنگار سے کہ میری مرضی نہیں صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کی اپنی مرضی یہ تھی) (۲۳) اور آسمان سے ایک فرشتہ دکھائی دیا جو اس کو بزرور سنبھالے تھا (۲۴) اور آپ جیسے کرب میں زیادہ تر گزر گزرا کر دعا مانگتے تھے۔ اور آپ کا پسینہ لہو کے بوند کے

مانند ہو کر زمین پر گر کر تہا ہر قسم یا بچا میں ہے (۳۳) پھل اور پائس اور پونہ کو اپنے ساتھ لیا اور کھرا کر مغموہ پونے لگا (۳۴) اور اون سے کہا میری جان انتہائی غم سے مردہ ہوئی جاتی ہے۔ تلوک یہاں پھر وادہ حفاظت کرو (۳۵) اور آپ حضورؐ لگے جا کر زمین پر گر پڑے اور دعا کی کہ اگر ممکن ہو تو یہ گھڑی مجھے مل جائے (۳۶) اور کہا یا ربہ یا نبیہ کل چیزیں تیرے امکان میں ہیں اس جام کو مجھے اوتھالی تو یہی میری مرضی کے مطابق نہیں بلکہ اپنی مرضی کے مطابق اگر گنہگاروں کی۔

بخشائش حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے پر منحصر موعی یا آپؐ راہ خدا میں دیگر شہادت پر فائز ہونے والے ہوتے تو شب صلیب کو قبل از گرفتاری ایسے ہی برگزیدہ اور عاشق خدا کی یہ حالت کہی نہ ہوتی۔ ممکن نہیں ہے کہ وہ حضرت اس کرب و معیاری سے گرا کر اگر دعا کریں اور اللہ رحم نہ کرے۔ ایسی حالت لکھنا اور اوپر دعویٰ صلیب کرنا صریح منقصت ارحم الراحمین اور حضرت عیسیٰ و دونوں کی ہے کیا وہ جناب معاذ اللہ مستجاب الدعوات بھی نہ تھے؟ بیشک ادن کی دعا قبول ہوئی اور جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے قبل صلیب آسمان پر اڑھلے گئے۔ اور جس روز حضرت عیسیٰ کا صلیب یا نبیان کیا جاتا ہے اوس روز کو جناب باری نے نہ یوم غفران کہا ہے اور نہ یوم کریم حکم دیا ہے اگر واقعی حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے پر گنہگاروں کی بخشائش منحصر ہوئی اور واقعی حضرت عیسیٰ مصلوب ہوتے تو ضرور جناب باری اوس دن کو بھی توبہت میں یوم غفران اور یوم غم قرار دیتا۔

یوم غم و یوم غفران صریح اویٰ خذیہ سے متعلق ہے کہ جو بروز عاشور ازین مارہ پر شہید ہوا ہے۔ جہاں حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمعیلؑ کو جسکی نسل سے پیرو اسلام ہیں راہ خدا میں قربانی کے واسطے لائے گئے اور یہ قدیم ایک امیر و زمین مارہ امیروں سے ہے جسکا وعدہ جناب باری نے اپنے خلیل ابراہیمؑ سے فرمایا تھا اور جسکی نسل جیسا کہ جناب باری نے بشارت دی تھی آج دنیا میں مثل ستاروں کے پھیلی ہوئی ہے یہ وہ خذیہ ہے کہ جسے جنات و ملائک کی مدد بھی بروز عاشور قبول نہ کی۔ اسی عاشور

لی نسبت رسولؐ نے اپنی حیات میں بار بار حکم دیا کہ تلوک بھی عاشورہ کو نہیں ہمارا عربیائی  
 موسیٰ کی پیروی کرو۔ اوس نبی کے برحق ہونے میں کیا کلام ہے جسے پچاس برس قبل فرمایا  
 تھا حسین منی ونا من المحسین اور قرآن میں یہی جو اوس نبی پر نازل ہوا  
 تھا اسی فرج عظیم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے بلکہ اوس فدیہ کے مقتل کی مٹی تک جبریل  
 نے پچاس برس پیشتر لاکر رسولؐ کو دی آپ اوسکو دیکھ کر روئے اور اوس مٹی کو ایک  
 شیشہ میں رکھ کر اپنی زوجہ حضرت ام سلمہ کے سپرد فرمائی کہ وہی مٹی بروز عاشورہ بعد  
 قتل امام حسینؑ خون تازہ ہو کر جو ش مارے لگی یہ حسین ہی ہیں کہ جنہوں نے خود خرق  
 خون ہو کر دین کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچا لیا اور حق مبالغہ کا ابدال آباد کے لئے فیصلہ  
 کر دیا اور اوس غسل دین کو جسے اُنکے جد امجد غضب فرما گئے تھے اپنے خون سے ایسا  
 سینچا کہ اب بتایا قیامت مرجع ہا بنوا لائیں ہے۔ واسے ہوا و تلوکوں پر جو دعویٰ  
 اسلام کرتے ہیں اور اس یوم خم و ذریعہ غفران کو مٹانا چاہتے ہیں اور تفریہ داری  
 حسین سے منع ہوتے ہیں۔ تفریہ داری حسین کرنا کیا ہے۔ اشہد ان لا الہ الا  
 اللہ و اشہد محمد رسول اللہ کو جو مسلمان زبان سے کہتے ہیں بقول حواریوں  
 حضرت جیسی اپنے ایمان و اعتقاد کو اپنے اعمال سے دکھانا ہے۔

صحیح ترمذی میں ہے عن جعیل بن مرہ قال قال رسول اللہ صلعم  
 حسین منی ونا من المحسین احب اللہ من احب حسینا جو آج سے  
 تیرہ سو برس قبل حضرت نے اپنی حیات میں فرمایا تھا جس کا تین ثبوت آج بھی دنیا میں  
 موجود ہے کیونکہ ہاتھ دیکھنے میں آتا ہے جب ہر جانب سے انسان مجبور ہوتا ہے اور  
 دیکھتا ہے کہ لوگوں کی تفریہ داری کی نذر کرنے سے حاجتیں برآتی ہیں تو وہ یہی پکارتا  
 ہے کہ یا اللہ اگر ہماری حاجت برآئے ہمارا حلیہ اچھا ہو جائے یا ہم صاحب اولاد  
 ہوں تو ہم تمہارے رسولؐ کے نواسے کی تفریہ داری کر لیں جب اوسکی حاجت برآتی ہے  
 تو وہ سمجھتا ہے کہ بیشک کوئی خدا ایسا ہے کہ اپنے رسولؐ کے نواسے کی تفریہ داری  
 محبت ہے۔ شاید لاکھ میں ہزار ایسے بندے ہوں جو بغیر ایسی نذر کے تفریہ داری کرتے

ہوں جس سے سمجھنا چاہئے کہ کتنے لوگوں کی اس تقریر داری کی وجہ سے حاجتیں برائی  
ہیں اور کتنے لوگوں کو اللہ نے آفتوں سے نجات بخشی ہے اور کتنوں نے اس تقریر کی وجہ  
سے اللہ کو پہچانا ہے۔ کیا انصاری کوئی ایسی نظیر حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی دکھایا کرتے  
ہیں۔ اس تقریر کے ذریعہ سے کرامات کا ظہور آج بھی اوس طرح ہوتا ہے جیسا کہ عہد رسول  
اللہ میں مالک بن حنیف اور ابولبابہ بن ابوالمنذر یہودی کے معجزہ طلب کرنے پر حضرت  
کے حکم سے فرس اور کوٹے نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور  
محمد اوس کا رسول ہے۔ آج یہ تقریر عنایت رسول اللہ میں اسی طرح اللہ کے وجود اور  
رسول کے برحق ہونے کی خود شہادت دے رہا ہے اور لوگوں سے دلوار رہا ہے اور حق و  
باطل کا فیصلہ کر رہا ہے۔ حقا کہ بنائے لا الہ است حیثین۔

اس تقریر داری کو بند کرنا عوام الناس پر معرفت خدا کی راہ کا بند کرنا ہے۔ انصاف  
کیجئے تقریر داری کی نذر کر کے اللہ سے حاجت طلب کرنا خدا پرستی ہی ثابت پرستی۔  
کون نہیں جانتا ہے کہ تقریر کا خدا اور لکڑی کا اپنے ہاتھوں بنائے ہیں۔ پھر اسکو کون  
معبود اپنا سمجھ سکتا ہے یا اسکو سجدہ کر سکتا ہے۔

ہاں یہ شبہ ہے اوس روضہ مقدس کی جس میں رسول اللہ کا وہ فزند ولید  
مدفون ہے جس نے محض دین خدا کے زندہ کرنے کو اپنی جان کو نثار کیا ہے۔ اپنے جد امجد کی  
امت کو کراہی سے بچایا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے خدا کی توحید قائم کرنے میں جان فی  
اور مرتے دم تک اوس توحید کو قائم کیا پھر کیونکر ممکن ہے اس تقریر داری سے بت پرستی  
ہو۔

یہ تقریر ٹھکرتا ہے کہ حسب طرح حکومت ہمارے ہاتھوں نے لکڑیوں اور پکاغذ سے بنایا اوس  
طرح مسجد بنی مٹی۔ اینٹ۔ لکڑی وغیرہ سے بنائی لیکن۔ اسی طرح خانہ کعبہ بھی  
خشت اور چونہ وغیرہ سے انسان ہی نے بنایا ہے اوس میں خدا مثل انسان کے بود  
و باش نہیں کرتا ہے۔ حجر اسود کیا ہے بقول عمر ابن خطاب ایک تیرہ سو چھترہ رسولوں کا  
پوسہ دیتے تھے اسکو یہ بھی پوسہ دیتے تھے جیسے اگر یہ لوگ پہلا نوکوبت پرست کہتے ہیں

کہ وہ حجر اسود کا بوسہ لیتے ہیں تو کیا مسلمان لوگ حجر اسود کا بوسہ چھڑھڑونگے۔ واقعی  
 کوئی مسجد کو بوجہ ہے نہ خانہ کعبہ کو نہ حجر اسود کو مگر چونکہ یہ چیزیں خدا سے منسوب  
 ہیں انکی تعظیم کی جاتی ہے۔ ومن يعظم حرمات الله۔ علی ہذا روضہ جناب  
 رسول خدا بھی خشتِ چوہ نہ وغیرہ سے بنا ہوا ہے۔ قبر شریف کے گرد تو سیسے کی دیواریں  
 زمین سے چھت تک ہے۔ قبر تک تو کوئی پہنچتا ہی نہیں اسی صریح کی زیارت  
 اور تعظیم کرتے ہیں اور بوسہ دیتے ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا  
 من زار قبری وجبت له شفاعتی اور دوسری حدیث میں ہے من  
 زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی۔ پس قول رسول خدا  
 منی وانا من المحسنین کو پیش نظر رکھ کر حسنین کے صریح کی زیارت و تعظیم کو  
 وہی برا سمجھنا جو رسول کی صریح مبارک اور روضہ مقدسہ کی زیارت  
 و تعظیم کو برا جانتا ہے۔ (بابی اوسکو ہی۔ ام جانتے ہیں ایڈٹر)

کفایۃ الشیعی وکنزل العیال وغیرہ سے ثابت ہے کہ عوام الناس کو اپنے والدین  
 کی قبر کا نشان بنا کر بوسہ دینا حکم رسول جائز ہے تب حضرت امام حسین کی صریح  
 مبارک کی شبیہ بنا کر اوسکو بوسہ دینا اور تعظیم کرنا اہل اسلام کے لئے ضرور  
 بدرجہ اولیٰ ہے۔ دیکھو حضرت عائشہ کی محل ہر سال مصر سے بنا کر مکہ معظمہ میں  
 لائی جاتی ہے نہ وہ خود موجود ہیں نہ اونکی اصلی محل ہے محض نقل ہے مگر وہ  
 منسوب ہونگی وجہ سے کس قدر اوسکی تعظیم و تکریم کی جاتی ہے۔ بلکہ خطبے  
 تو ابو حنیفہ کا قول یہاں تک لکھا ہے کہ خالی کو ان سراجہ بعد ہذا النعل  
 یتقر بہ الی اللہ تعالیٰ لہ اسی بذ اللہ بآسا (یعنی ابو حنیفہ نے کہا  
 کہ اگر کوئی شخص پرستش کرے اس جوتہ کی واسطے تقرب خدا تعالیٰ کے تو  
 ہم اس میں کوئی برائی نہیں دیکھتے ہیں) شرم چاہئے او لوگوں کو جو باوجود دعویٰ  
 اسلام جوتہ پرستی کریں اور بوجہ عناد فرزند رسول کی عزت سے مانع ہوں حالانکہ  
 اسکو پوچھتے دیکھتے ہیں کہ یہ وہ غم ہے جسکو خود خدا محبوب رکھتا ہے اور ترقی

دیر رہے۔ یہ وہ غم ہے جس کو حکم خدا میں کے سلف کرتے آئے ہیں۔ یہ وہ غم ہے کہ  
کہ ہر روز عاشور بعد قتل امام حسین حضرت ام سلمہ نے سو گھاٹ کو خوب میں اس  
غم میں گروا دو وہ خاک بسر کر بلا سے آئے دیکھا تھا۔ یہ وہ غم ہے کہ اکثر مالک و  
کعبہ پاس اس غم میں غزا پر سی کیلئے آئے تھے۔ عن عائشہ ام المبنی صلح  
قال اخبرنی جبرئیل ان انبی الحسن قتل باذن طف وجاہ  
بھندۃ التریۃ واخبرنی ان فیہا مضجعا سواہ ابن سعد و  
طبرانی (ابن سعد اور طبرانی ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ  
فرمایا بنی نے کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ میرا فرزند حسین زمین گرم پر قتل کیا جا  
اور یہ مٹی مجھے لا کر دکھائی ہے جس میں او سکی قبر ہوگی) عن ام سلمہ قالت  
قال رسول اللہ صلعم دخل علی الیوم ملک ولعید دخل علی قحط  
فقال لی ان ابنک ہذا احسینا مقتول وان شدت امرتک  
من موتہ ارض الی قتل فیہا فاخرج منہ سحراء رواہ احمد۔

(احمد بن حنبل ام المومنین ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا بنی نے کہ آج میرے  
پاس ایک فرشتہ آیا جو اس کے قتل کبھی نہیں آیا تھا اور اسے کہا کہ آج یہ فرزند  
حسین قتل کیا جائیگا اگر آپ جاہل تو جس زمین پر وہ قتل ہوئے او سکی مٹی  
آج کو دیکھا دوں پس سرخ مٹی نکال کر مجھے دی) اور بھی بہت سے طریقوں سے  
مالک کا رسول کے پاس اس غم میں غزا پر سی کے لئے آنا اور رسول کا خاک  
ترتیب حسین دیکھ کر رونا بیہوشی اور شعبی سے منقول ہے۔ اور ابو نعیم وغیرہ  
اصح بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں قال اتینا مع علی موضع کرب  
الحسین فقال ختمنا مناخہ رکابہم وھمنا موضعہ حالہم وھمنا  
مہلق وھمنا موفق من الی محمد صلعم ہذہ العرصۃ بتی علیہم  
المسلمو والارض۔ (یعنی کہا اصح بن نباتہ نے کہ ہلوگ حضرت علی کے مکان  
موضع قبر امام حسین پر پہنچے تو حضرت علی نے فرمایا کہ یہ دونوں گون کے گہوڑوں

اور اونٹوں کے اوتارنے کی جگہ ہے یہ اونکے اسباب کی جگہ ہے یہ اونکے خون بہنے کی جگہ ہے ایک گروہ آل محمد کا اس میدان میں شہید ہوگا اور پورا آسمان و زمین روینگے) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتل فی الجہنم مائتا مائتا ماضیون بالدم فقلی بقا من قواکما العرش ساولہ اللہ علی۔ (دینی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول خداؐ نے کہ قیامت کے دن ہیری و خرقا طرہ کپڑہ خون آلودہ حسینؑ کا لیکر قائم عرش کو لے کر فریاد کریگی۔ اللہ اکبر یہ کیسا غم ہے کہ تمام انبیاء سلف روئے۔ کیا حال ہوا ہوگا رسولؐ کا جب جب فرشتے آئے ہونگے اور خاک تربت حسینؑ دکھایا ہوگا۔ آہ آہ کیا گذرا قلب شیر خدا پر جب کہ اوس زمین پر پہنچے تو اوس زمین سے ہر ہر قطرہ کو اپنے اصحاب کے نشان و کینا نام بنام طحہ علیہ علیہ دکھا کر فرمایا دیکھو یہ میرے فرزند مظلوم کے مرکبوں کی جگہ ہے یہ اوسکے اسباب کی جگہ ہے یہ اوسکے خون بہنے کی جگہ ہے۔ حضرت کا ایک ایک جگہ کو اسطرح بتا تا کہ سعدؓ حضرت کے کرب دل کی خبر دیر پہلے اوس وقت حاضرین کا کیا حال ہوا ہوگا حضرت نے وہاں گہوڑوں کے بندھنے کی جگہ دکھا کر اوس واقعہ کی تصویر کینچی تھی یہاں مومنین ذوالجملہ بنا کر اوس واقعہ کو یاد دلاتے ہیں۔ وہاں حضرت اسباب کی جگہ بنا کر خود محزون ہوئے اور حضار کو محزون کیا یہاں مومنین وہی اسباب علم و مشک کو دیکھ کر اور دکھا کر روتے بیٹھے ہیں وہاں حضرت نے خون بہنے کی جگہ بسیر لاش مظلوم بہہ نہ پڑی رہی دکھایا تھا یہاں مومنین اوس مظلوم کا تابوت بنا کر اوٹھاتے ہیں اسباب ہی زیادہ باعث حیاں ہوتے ہیں جناب باری عالم الغیب جناب شہیدہ کا قائم عرش کو کپڑہ مستغیث ہونا کافی تھا مگر نہیں وہ مظلوم بھی اپنے فرزند کا خون آلودہ میرا بہن ہر لٹے جائیگی اور پروردگار کو دکھا جائیگی پس عی کا لانا۔ فقیر و غلام رکھنا۔ ذوالجملہ نکالنا۔ تابوت اوٹھانا یا جس قدر سامان غلام مومنین کرتے ہیں یہ سب تاسی محل جبریل۔ فضل رسول مفضل



علی مرتضیٰ وفضل کاظمؑ دہرا کی ہے اس خدادادی کی ہر ایک شئی قابل قدر ہے۔  
 فرق یہ ہے کہ جو اسباب اولیٰ حضرات کے وقت میں بھیج ہوئے تھے یا برو قیامت ہوئے  
 وہ چلوگ کے پاس موجود نہیں ہے لیکن ہمارے ان اسباب کا یہی مقصود وہی یاد دہی  
 ہے جو اولیٰ مقصود تھا اور برو قیامت ہوگا۔ پہلے مذکور ہوا کہ حضرت علیؑ نے قبل  
 از وقوع خبر دیا تھا کہ اس مصیبت پر آسمان و زمین روئے گئے چنانچہ ایسا ہی ہوا احمد  
 بن حنبل وغیرہ لکھتے ہیں کہ قبل امام حسینؑ پر آسمان و زمین گریان ہوئے آفتاب میں  
 آہن لگا رہا تین دن تک دینا ایسی تیرو تار یک دہی کہ نکو تارے نظر آئے لگے شام میں  
 جس پہر کہ اوٹھاتے تھے اس کے پیچے خون تازہ جوش مارتا تھا کیا یہ باتیں تا وقتیکہ خدا کو  
 حسین کی خدادادی محبوب نہ ہو ہو سکتی تھیں؟ قوم فرعون کے عرق ہونے پر جناب  
 باری فرمانا ہے خدا بکت علیہم السماء و الارض جس سے صاف ظاہر ہے کہ آسمان  
 و زمین ایسے لوگوں پر نہیں روئے ہیں لیکن برگزیدگان خدا کے غم میں روئے ہیں ورنہ  
 جناب باری ایسا نہ فرماتا پس اگر کوئی مظلوم ایسا ہے کہ سب آسمان و زمین روئے ہیں  
 تو حسینؑ سے زیادہ مظلوم دینا میں کوئی نہیں گذرا۔ پھر حیف ہے کہ آسمان و زمین تو  
 اس مظلوم پر روئیں اور ہم انسان ہو کر نہ روئیں حضرت امام ابو الاینا کا حضرت  
 سارا پر ثر یہ پڑنا اور نہ کرنا حضرت موسیٰ کا حضرت داؤدؑ پر رونانا بنی اسرائیل کا حضرت  
 یوشعؑ کے ساتھ حضرت موسیٰ کی خدادادی کرنا حضرت داؤدؑ کا ساول پر ثر پڑنا اور داؤدؑ کے  
 سر کا کچ او با تونہ دیکھ کر رونا حضرت یعقوبؑ کا قیص یوسفؑ کوئی آلودہ دیکھ کر رونا۔  
 حضرت ایسہؑ کا حضرت زلیخا کی عیاد دیکھ کر رونا سید المرسلینؑ کا تم الغیبین کا تبت خاک ہر  
 دیکھ کر رونا اور اپنے فرزند ابراہیمؑ پر گریہ دیکھ کر رونا حضرت حمزہؑ پر رونا و صہر کرنا اور پھر  
 ہونا اور جناب سید کا اذان میں بعد رسولؐ اپنے پندہ زہر گوار کا نام سیکھ کر گریہ دیکھ کر رونا  
 کہ جانا اوھنا ز سجد میں کہ ہم پڑ جانا عیساؑ کی مفارقت رسولؐ میں جو حالت تھی اس کے  
 لکھنے کی کسے تاب ہے بعد دفن رسولؐ جب وہ معصومہ قبر اطہر پر گئیں تو بڑی مٹی ادا تھا کہ اسی کا  
 پر کہ تہی نہیں اور روتی تھیں اور یہ مرثیہ پڑھتی تھیں سے ما اذا علی من شمعہ

ان کو لا شرفی النعمان غوا لیا۔ صحبت علی مصائب لو اھا مصیبت  
 علی النعمان یوموت لیالیا۔ اور ہر شخص نے اہلسنت و صحابہ عظام سے آنحضرت کے غم میں  
 حراشی نظم کے بعض روتے روتے مایا ہو گئے بعضوں نے ترک وطن کیا جو وہ تو انسان تھے  
 آنحضرت کی سواری کے فرس اور ناقہ نے بھی اس غم میں جان دی۔ ابو بکر کا گھوڑا کہ جسکو  
 رونے آئے وہ روئے اور یہ بھگت صورت رونے والی بنائے اچھے مذکور ہو چکا۔ اور بعد  
 وفات جناب رسول خدا جب ہرگز اپنے زمانہ خلافت میں شام گئے ہیں اور بلال نے اذان  
 دی تو زمانہ رسول یاد آگیا خود عمر اور اول کے ساتھی استغدد ولے کہ اس روز سے بڑے  
 کبھی نہ روئے تھے تمام روز ایک کہرام مچا رہا اور چہرہ چین کے بعد جب بلال مدینہ میں آئے  
 ہیں اور اذان دی ہے تو شور گریہ سے تمام مدینہ میں رزلزلہ مچ گیا اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا  
 آج ہی رسول نے وفات کی۔ اور عربین خطابے تو عروہ ثقفی کی شہادت پر خود مرثیہ پڑھا  
 تھا اور متمم بن نویرہ نے جو اپنے بہائی مالک کے حال میں مرثیہ کیا تھا اسکو پھوٹا کر سنا  
 کرتے تھے کہ اگر انکو مرثیہ کہنا آتا تو وہ بھی اپنے بہائی زبان میں خطاب کا مرثیہ کہتے اور  
 عمرؓ براہم کہا کرتے تھے کہ جیسو متم نے میری تعزیت کی ویسی کسی نے نہیں کی۔ ابوی  
 زمانہ میں ایک اور بڑی مرثیہ گوشتا تھی عمرؓ نے اسکو کعبہ میں رونے اور نہ منجھنے دیکھا  
 پاس جا کر تعزیت کی اور اس کے چار بیٹے جو اسے گئے اول کی تحوا ہیں اس کے نام  
 نام جاری کیں (دیکھو انفاروقی مولوی شبلی) اور ابن الجوزی جو دو وازد ہم شرح  
 نبی البلاء میں تاریخ طبری سے نقل کرتے ہیں کہ لما مات عمرؓ بکثرت السلاخ فقال  
 احدی نوادہ با و احزننا علی عمر حزن النضر حتی ملوا الشرا و قالت ابنتہ  
 ابی حنہ و اعمر اہ اقام الادۃ و ابراء الحمد اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے  
 کہ عمرؓ کے مرنے پر اونکی عورتیں روئیں کوئی و احزننا کہتی تھیں کوئی و اعمر اہ کہتی تھیں اور  
 اسقدر آواز اول کی مستومات کی بلند تھی کہ ہر شخص غصہ بظاہر ایک ایک کی آواز  
 فوہ و بکا کو سنتا تھا۔ صاحب مراح النبوة لکھتے ہیں کہ چون ما تشہ نقل کرد فرما داز  
 خانہ و سہ برآمد مسکن کثیر کہ خود را فرستادند و سہ غریبے گھر دیکر بک باز آمد و خبر

وہکت مایندوام مل رضی اللہ عنہما گریں شد

انقرض حضرت ہما علیہ السلام الانبیاء سے تمام الانبیاء والہبیت طاہرین و اصحاب  
وامہات المؤمنین غزوہ بدر کا کیا گیا کہ نبی کریمؐ پر ہا ہے نوحہ کیا ہے روئے ہیں تب  
اے مسلمانو تم کو بھی لازم ہے کہ اس مظلوم پر جسکی شان میں رسولؐ نے حسین  
صنی و انصاف المحسنین و نوحی و نوحی و دماق دمی فرمایا ہے جو شرط فرات پر  
تین دن تک پہنچا کر کیا یہ شہید ہوا جس کا شہید ہونے پر ظلم ہے مارا گیا جس کے حرم اسیر ہو  
رہے اور اسکی عزاداری کو ترقی دے کہ یہ دیت بڑھتی تھا لے اسلام کے برحق ہوئی تھی  
وہیچو حسین کے ایک ایک بچہ نے اس دین کی حقیقت پوری طرح ثابت کر دیا ہے چاہے  
جب اس زیادہ حضرت مسیحؑ کو نبیؑ کو گو گو میں گرفتار کر لیا اور حارث اور یثیوں کو قتل  
کر کے لئے دیکھ کر سب پر لگیا اور ان بچوں نے بھی تاخروفت میں اپنے قاتل سے صرف  
دو رکعت نماز کی ہمت مائی ان بچوں نے اس فعل کو جو یہود و عیسائی اور حقیقت اسلام  
کو گئے شہادہ کر دیا یا یہ یہ اس مصیبت پر رونوا اور رانکا دوست رکھنے والا کیونکر  
نہ بخشا جائیگا۔

انصاری کا دعویٰ تھا کہ چونکہ حضرت عیسیٰؑ گنہگاروں کے لئے مصلوب ہوئے اسلئے اول کو  
اپنی نکات کا دثوق ہے اور دیگر مذاہب میں کوئی ایسا ذریعہ وثوق کا نہیں ہے لیکن جیسا  
اوضح طور پر امام حسینؑ اور انکے بہرے کتبہ کی شہادت راہ خدا میں ہوئی ہے اسطرح وہ  
حضرت عیسیٰؑ کا مصلوب ہو کر گناہت نہیں کر سکتے ہیں یہاں پر حضرت عیسیٰؑ کے مصداق  
ہوئی رہے جو وہاں جیل سے اوپر کی جا چلی جو تب حسینؑ سے بڑھ کر دونوں دوسرا ذریعہ قابل  
وثوق نکات کا ہو سکتا ہے۔

قرقر کی مثال بالکل تالیوت سلیمہ کی ہے جسے حضرت داؤدؑ کو جوش اور ولولہ اور  
کس شان شوکت سے نبیؑ کے ساتھ لیکر گئے تھے۔ اوہیں کیا تھا وہ بھی سوتا۔  
چاندنی پتیل فیلڈن چوب مندر و آئینوس وغیرہ کا بنا ہوا تھا۔ مسلمانوں کو کفر  
مناکر کرنا چاہئے کہ آج اوی وہاں اور دوسروں کو لولہ اور شان و شوکت سے ہونے کے رسولؐ

کے ذرا سوچا تو یہ سمجھیں وہ ثابت ایک حق کا شہسوار اور دوسرا جس کا شہسوار  
 رنگ بناتے ہیں جو حق و حقیقت میں ہرگز نہیں مل سکتے۔ لوگ سر پہ بجا سوار  
 جیسا کہ وہ ثابت کیا ہے معروف تھا کہ یہ تباہ دنیا ہی یہ تفریق معرفت خدا کی ہے۔  
 اس کی قدر کر لو اور حق دو ورہ پھٹاؤ گے مباحثینا الا ابلاغ۔  
 احتسابیہ سید نظام کاظم حق حق

## لیک اسلامی مدر اور شیخہ کے تعلقات

ایک عریضہ ابائی اسکول علی بن سلطان کی کبلی درگاہ پر جو وہاں طبعی طور پر ایک عریضہ  
 ایک نیت غیر رئیس دہلی اپنی نوابی حکمرانہ فیض علی خان بہادر سہراب جنگ عزم  
 کی یا بھگوار اور فیاضی طبع کا نتیجہ ہے۔ اسلام کی شان اس امر کی مقتضی ہے کہ وہ شہسوار  
 مدرسہ بندر پر چنانچہ مسوقت کو اس مدرسے کی بنیاد پڑی ہے اور اب تک پورے اس مدرسے  
 محرم کی تعطیل ہوتی رہی۔ مگر سال شل مدارس وہ فائز کاروی صورت میں ہر روز  
 چھٹی ہوتی جس سے قدرۃ اور وہی طور پر حضرات اہل تشیع کو جو واقف کے ہم مذہب  
 سخت صدر پہنچا۔ واقف شعی المذہب کی وسیع انجامی دیکھ کر اس وقت کوئی شیخہ  
 برابر قائمہ اٹھارے ہیں۔ اور سنی المذہب متقلین مدرسہ کی تنگ حیثی کو دیکھ کر اس  
 محرم کی روح کا اتنا بھی پاس و نگاہ نہیں کرتے کہ محرم میں دس دن مدرسہ بند کر دیں۔  
 باوجود شیعہ مہران کی مخالفت کے بغیر اس کے جنرل ٹینک میخنگ کی پیشی مدرسہ  
 اعتقاد ہو۔ سرکاری اور سیدانہ موجود و خوشی المذہب ہیں۔ خلاف دستور سابق حکم  
 جاری رکھتے ہیں۔ اس بدعت و جدت کی وجہ کیا محقول ہے کہ چونکہ اسی جینے میں آل  
 انبیاء مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ دہلی میں ہو گا اور مدرسے کا مکان یہاں لیگ کی فوٹو  
 تقریب ہو گا۔ اور ان ایام میں مدرسہ بند کرنا چاہیگا۔ لہذا محرم میں پورے عشرہ کی  
 چھٹی نہیں دی جا سکتی۔ اور مسلم لیگ کے دونوں میں مدرسہ بند رکھنے کی گسٹرا  
 تعطیلات محرم میں کی کہ کچھ کرنا چاہیگا۔ شیعہ طلباء کے دوا کر کے پرمیڈانہ شہسوار

فرماتے ہیں کہ چھ ماہیں چھ ماہ!! اچھا! لیکن اس میں اس شخص کو طلبہ و علمائے عرب و عجم کی خدمت میں  
 پہنچا دیا۔ آپ ان دنوں میں آگے بڑھ گئے (کہ اس کا ایک پوری فہم ہوئی)  
 صاحب نے اس کو گھر لایا کہ خیال ہو تو حاضر ہو ہی مجھ پر ہیں۔ دیا وہ مقررہ شہر پر پہنچا  
 صاحب فرماتے ہیں کہ مدد سب کو دینی ہو گی۔ اور غنت بھی ادا دیتی ہو۔ ہم مقررہ  
 شہر اس واسطے سال کرتے ہیں کہ مدد سب کی سال گزرتی ہو اور اکی سال سے۔  
 اگر کئی سال سے تو کیوں ایک مشورہ کی تعطیل ہوتی رہی۔ اور جب قبول آپ کے  
 مدد گزرتی ہے تو کیوں اس میں بخلات دار اس سکھاری گذرتی دے۔ ہوئی۔ دیوالی  
 دسمبر و غیرہ کی تعطیلات نہیں دیکھائیں کیا بہت بڑا صاحب بعض عوام اس دفعہ کی تعطیلات  
 بھی جو گزرتی ہو لیکن نہیں چھوڑے کوئی خاص آرزو گوشت کا تعطیلات عام ہی کے بائیں  
 آگیا چھ ماہ میں بخلات معمول سالہائے گذشتہ کی کو دیا۔ اور ہر ایک زبردست سوال پر  
 ہوتا ہے کہ اس کو گزرتی ہو تو کیا مسئلہ ایک کو جو ایک پولیٹیکل باڈی جو اس کا مکان دیا  
 جا سکا ہے یا صرف تعطیلات عام میں کی کر کے فرقہ شیعہ کے آزرہ کر کے لے کر گزرتی ہو  
 (وہ حالانکہ دار اس سکھاری و ادا دے کے شاف و بیٹو ڈنٹ کیونٹی کو پولیٹیکل جلسوں کی  
 استعداد نہ ہو گئی ہو۔ لاہور کی کانگریس میں ظاہر کیا گیا کہ طلبہ جو سالہائے گذشتہ میں  
 دلائے شہر تھے۔ قواعد جدید کی وجہ سے سال پارٹ نہیں لے سکے۔ افسوس! اسی شیعہ  
 کے جگہ کے کسی طرح ختم ہونے میں غور کرتے تھے۔ اور یہ سال عام میں تو مظلوم شیعہ ضرور تھیں  
 بہت متاثر جاتے ہیں۔ فرقہ شیعہ کو یہ مدد سکھاری اور بہت ماسٹر کے سنی المذہب  
 ہوئی وہی وہی ہو گیا ہو۔ کیا مسئلہ ایک کا جلسہ دہلی میں شیعوں کو نہ لگے ہو چنانچہ لے گیا مانتا ہے  
 کیا اتفاق و اتفاق صدائیں جگرتی ہوئی ہیں کوئی دہلی میں اونچا ہی مطالبہ کر لیا  
 فرقہ کے جذبات مذہبی کو شکست دیا جائے۔ کہاں گئے سرسید اور شرمندہ و جنوں نے اس کا  
 عدم کی چٹیلان دلوائیں!! اب کیا اولیٰ و آخری ایسی ہی الیشن کے قیام کے ساتھ ہکا  
 اقتصادی جلسہ عام کر سکتے ہیں ہو۔ سنی شیعہ کو ہونے قیضہ چھوڑ کر اس مدد میں نہ  
 جو گزرتی ہے چھ ماہ کا مدد سب دیا کہ لکھو۔ نہ لکھو۔ تیرا افسوس اسی مدد ہے کہ میں

اس زمانہ تک آل انڈیا شیعوہ کا نفرنس ماحول سے محرم کی دس چھٹیاں اور ہر ایک  
 میں چھٹی ٹنگ رہی جو پہلی میں جنابوں کی انتظامیہ کا مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ ہوتا تھا اور  
 ایک اسلامی مدرسہ میں جس کا وقت شیعہ اور انہیں تعلقہات میں بھی کی جاتی جو ہم نہیں دیکھتے  
 گو روشت پنجاب کی توجہ اس طرف مبذول کرتے ہیں کہ جہاں بیٹنگ کھڑی میں نصف سنی اور نصف  
 شیعہ ممبر ہونے کے ہر حال میں ٹنگ میں ماحول بھی کشنپور ضلع دہلی کا پریسڈنٹ ہوتا ہے اور  
 فیصلہ انصاف والہ مذی قرار دیا گیا ہے۔ وہاں اس حد سے کا ہیٹ مشرقی لازمی طور پر عیسائی  
 مقرر کیا جائے۔ اور سیکنڈ و تھرڈ اسٹریکٹ میں جو ایک شیعہ تہذیب کی فریق کو شکایت کا موقع  
 نہ ملے۔ اور سکرٹری ہر سال تبدیل ہوا کرتے۔ ایک سال سنی ممبران میں سے اور ایک سال شیعہ  
 ممبران میں سے سکرٹری منتخب ہو۔ اس انتظام سے فیصلہ تکرور پارٹی کو نقصان پہنچتا تھا۔  
 باکم از کم وجہ شکایت نہ پیدا ہوگی۔ اسی مدرسے کی وسیع اور عالیشان شاہی مکان میں ان  
 سرسید کی عمر کے آخری زمانے میں ایک تہذیب کو پیش کش نفرنس کا سالانہ جلسہ ہوا تھا۔  
 ایک سجدہ ہی جو جس میں شیعہ طلباء کو اذان دینے کی ممانعت کی جاتی ہے۔ اسکی وجہ تفسیر  
 نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا شیعوں کی اذان اذان نہیں ہے؟ اور جب وہ اس مسجد میں نماز  
 پڑھ سکتے ہیں تو اذان دینے کا حق اونسے کیوں چھینا جاسکے؟ اگر وہ نافرقت اس میں اوقات  
 مختلف میں اپنی اپنی نماز جماعت سے بازاوی پڑھیں اور اذان دین تو اسلام کا کوئی اسلوب  
 اگر بانی اسلام لیگ کی بالائیکس میں کوئی ناخوشہ خاطر واقع ہو گا۔ کیا اتفاق و اتفاق کے  
 معنی ہیں کہ کروڑ فریق کا کھلا کھوٹا جلسہ ہے۔ اور اس کے حضور جاکر کا خون ناشت کیا جائے۔  
 دیکھو سرسید کی پالیسی علیحدہ کلچر میں اور پیروی کرو۔  
 آخر میں ہم ملی ممانعت کی بجائے ایک کو ظاہر کر رہے ہیں کہ کتنے تعلقہات محرم کو خود ان  
 نے اسکا ہی لحاظ نہ کیا کہ ملی اتحاد و شہادت کا مشورہ اور ان کے جو کہ کلچر کی لائبریری و  
 ریٹنگ روم میں کر زان کرٹ طلباء کے مطالعہ کیلئے منوری و مفید ہجرا کو فروغ دینا چاہا  
 اسکے آگے ہم کہہ نہیں سکتا چاہتے ہیں کہ سکرٹری کل معزرا میں کیٹی اسلامی مدرسہ کا  
 تہذیب و تمدن اور اسکا تہذیب کی تہذیب و تمدن کا کوئی پہلو غلط ہے۔ ہم متواتر کہیں

[illegible][illegible]

والله اعلم بيمينه من انا اعلم  
- نال الله اعلم بيمينه من انا اعلم

[illegible][illegible]

محبوب ہوگا ہمیشہ ہی خرابی ہوگی۔ لہذا شیعیان دہلی پر لازم ہو مستقبل کو بخش ہو گا  
 لیکن اور اپنی موروثی مالکیت پر قبضہ کریں۔ ورنہ چند روزیں استراحت ہی ہو ہیگا۔  
 کیونکہ اس زمانے کے سنی سنی نہیں ہیں بلکہ عادی ہیں کچھ اصول دی ہی ہو جو قدیم  
 چلا آئے کہ جہانگ پر سکے شیعوں کا حق مضبوط کرنا چاہیے۔

مطلوبات محرم کی نسبت مامور و آل الشیخا شیعیان کا نفس کو شان ہو اور ان ضلع  
 یکن شیعہ سنی مامور کو کو شان ہیں حکام ہی تو وہ ہیں اکثر کام منظور کر دیا و عدہ علی  
 ہے۔ ہر سپریم و سکریٹری کی۔ کا دروادی اس قدر انہوں سا کہ ہر حال تہہ۔ حد سے  
 خاص شیعوں کا چہرے میں جہانگ لوی آفتاب حسین صاحب جم اور متاز اللہ فاضل مولوی  
 محمد باول صاحب شفاء اللہ ٹیڈ مولوی مدد علی ہیں۔ اگر ایام غزینہ میں اہل بیت  
 نامہ واقف نہ تھے جو جہانگ کا اعتراف گوشت کو ہی ہو تو اس قدر حق ہی سینو کو  
 نہ ہو تا حالانکہ گوشت خود تسلیم کرتی ہے کہ واقف شیعہ تھا اور واقف کے خاندان  
 ایک شخص پہلے سکریٹری ہی تھا میں سکریٹری سینو کو شکایت نہیں ہوئی پہلے کیا وجہ ہو  
 کہ اس کا سکریٹری ایک سنی مقرر ہو جو اس طرح شیعوں کی حق تلفی کرے۔ اڈیٹر

### شیعہ قوم راجپوت

اصلاح میں ایک تحریر اسکے متعلق شیعہ ہیں جو پرنسپل پلاسٹیکس تحصیل زمانہ میں ضلع  
 و حسب التقریر جہانگ پادی سن ان مقرر حضرت کا نوم راجپوت کو اور شیعہ ہونا ظاہر ہوا  
 جہانگ ہری بلیت خان جو دہری فضل حسین خان جو دہری ہراہ علی خان جو دہری مراد  
 علی خان جو دہری شے خان جو دہری سلاہی خان جو دہری ذوالفقار خان جو دہری  
 محمد الدین خان جہان الدین خان میردار کا لہ خان۔ عیدہ خان۔ فرید خان۔ بھجور  
 خان۔ ابوبکر خان۔ رکن الدین خان۔ قائم خان۔ مولانا بخش خان۔ جہانگ خان  
 حسین خان جیون خان وغیرہ چند حضرات چنانچہ جو دہری سردار علی خان صاحب  
 رئیس خریدار اصلاح ہی ہیں۔

موضع ہر دو مال میں ہی چنانچہ ہری محمد علی خان صاحب مدد دی نوازش علی



اس قابل ہے کہ اسکی یادگار قائم رہے۔ مگر یادگار کے قائم کرنے کا جو طریق اختیار کیا گیا ہے۔ یہ اسلام اور مسلمانوں کیلئے مفید نہیں میں تقریر داری اور مجالس عزا پر تفصیلی بیان اس مضمون میں نہیں کرتا کیونکہ میری دانست میں یہ ایک ایسا فعل ہے۔ جسکو کبھی پسند نہیں کیا جاسکتا۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ دنیا کی تمام شریف اقوام میں شجاعت اور مردانگی کے قدر دان موجود ہیں۔ اور وہ اپنے شجاعان قوم کی یادگار میں قائم کرتی ہیں۔ مگر بہترین یادگار وہی ہے جو مفید ملک و قوم ہو۔

تقریر داری اور عزا داری پر جس قدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اگر وہ روپیہ کسی قومی کام میں صرف ہو تو حسینہ یونیورسٹی قائم ہو سکتی ہے مگر اس قسم کا مشورہ دینے والا بہت بڑی سزا اور ملامت کے قابل سمجھا جاتا ہے۔

بہر حال واقعہ کربلا سے بہت بڑا مفید سبق جو ہم سب سیکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ سچائی اور حقانیت ایک عجیب محفی طاقت اور زبردست مقناطیس کشش ہے اور جو لوگ راہ حق میں سائے جاتے ہیں اور راست گوئی اور حمایت حق میں جن لوگوں کو ایذا اور تکلیفیں پہونچائی جاتی ہیں جب وہ ثابت قدمی اور اولوالعزمی راسخ الاعتقاد اور استقلال کیساتھ ان بلاؤں کا مقابلہ کر لیں اور صراطِ مستقیم سے انکے قدم نہ ٹٹکائیں تو علاوہ ان اعلیٰ مدارج کے جو عالم روحانی میں انکو حاصل ہوتے ہیں۔ اسی عالم ظاہری میں انکی قدر و منزلت اور تعظیم و تکریم ایسی عالمگیر ہوتی ہے کہ تمام مخلوق کے دلوں میں ان کی ابدی یادگار قائم ہو جاتی ہے۔ اور جس جان کو وہ حق میں نثار کیا جاوے اسکے معاوضہ میں زندگی جاوید اور حیات ابد عطا ہوتی ہے۔

میدہم صد جان و جانانت کم  
حضرت امام حسینؑ اور آپ کے جان نثار خدام نے جس صبر و تحمل اور رضا و تسلیم کا نمونہ اس کمال درجہ کے ابتلا اور امتحان اور آزمائش کیوقت دکھایا اسکی عظمت و غماظ میں ادائیں ہو سکتی۔ ایسے موقعہ پر بڑی بڑی انسانی طاقت بھی گر سکتی تھی۔ مگر ان کی بہت و شجاعت قابل تقلید ہے۔ اور یہی مقام شہید کی حقیقت ہے

یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال پر ایسا شیفہ اور قربان ہوتا ہے۔ گویا اسے دیکھ لیتا ہے۔ اور دیکھ لینے کے بعد کوئی طاقت اسے اس مقام سے ہٹا نہیں سکتی۔ پس جب انسان حق کو قبول کر لیتا ہے۔ اور حق مجھ لیتا ہے تو پھر کسی کی ظاہری بوجا اور رسوخ اسکو اس سے دور نہیں نے جاسکتا۔

شہید کر بلا کی زندگی کا سبق نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے کہ انسان حق گوئی اور حق پر ہوی کیلئے کسی عہدہ اور وجاہت کے اثر کے بیچے نہ آئے۔ اور کسی دنیوی تکلیف اور آسائش کیلئے حق کو قربان کر نیلے واسطے آمادہ ہو ہم حسن مظلوم کی طرح اپنے تمام مناد اور راتوں جتنی کہ جان تک دیدینے کے لئے طیار ہو جاوین مگر ایمان فروشی اور ضمیر فروشی کی لعنت کے لئے طیار نہون۔

دینا اور اسکی جھوٹی شوکتیں مختلف لباسوں میں ہمارے سامنے آتی ہیں یا کسی جاسکتی ہیں مگر ہمیں یاد رہنا چاہیے کہ یہ جھن سراب اور چند روزہ ہے۔ یہ ظاہری مدراج اور دنیوی آسائشیں اور مظاہری مراتب اور عہدے چند روزہ ترقیان بالکل موسوم اور حینالی ہیں۔ پس اگرچہ وہ لوگ جو اس امر کی حقیقت کو سمجھ کر میدان حق گوئی میں پہنچے جو ہر دکھاتے ہیں اور حق پسندون اور حقدارون کی حق شناسی کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ دنیا پرست ہیں وہ دنیوی عہدوں اور منصبوں پر فدا ہیں وہ اپنے موقع پر اور وقت پر زیر دست حق پسندون کو ستاتے سے نہیں چوتے۔ وہ یاد رکھیں کہ یوم الحساب آیا والا ہے دنیا کی ترقیات اور اسکی راحتیں اور آسائشیں جیسی چند روزہ ہیں۔ اسی طرح اسکے آلام و مصائب کی تہوڑی عمر ہے۔

میرے دوستو! میں نے شہید کر بلا کے واقعہ کو آپکے سامنے رکھا ہے؟ کیون اسلئے کہ آپ اس سے سبق لیں۔ اس پر غور کریں کہ کس طرح راستی اور حق پسندی کا شیدائی جان دینا گوارا کرتا ہے۔

فاسق کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھتا  
میں ان لوگوں سے ہرگز منتفی نہیں ہوا کہ لوگوں کو پھیل چنگ کہتے ہیں یہ پھیل

جنگ نہیں تھی۔ اگر مازانہ حضرت امام حسینؑ کا چل کسی ذاتی غرض پر مبنی ہوتا تو جان جیسی عزیز شئی وہ قربان کر کے لئے تیار نہ ہوتے۔ بلکہ یہی تھی۔ کہ انہوں نے گوارا نہ کیا کہ ایک ناپاک انسان کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔

بیعت لینا آسان کام نہیں بلکہ ایسی پاک روح کا حق ہے جسکو خدا تعالیٰ نے روح القدس سے پاک کیا ہو۔ ورنہ اگر سلطنت کا دعویدار بھی ناپاک فطرت ہو کر بیعت لینا چاہے تو ایک مومن اور اخلاقی مسلمان اس کے ہاتھ پر وہ بیعت نہیں کر سکتا جو خلاف حقہ کے حقیقی حقدار کے ہاتھ پر کی جاتی ہے۔

پس ہمیں استقلال اور رزق اور اخلاقی جرأت کو کبھی اور کسی حال میں ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے جائز اظہار سے کوئی زبردست ہاتھ ہمیں دکھ دے۔ دے اسکی پرواہ نہیں ہو سکتی نقصان پہنچاے۔ پہنچاے یہ وہم میں نہیں آنا چاہیے حقانیت سے سر نہیں پھینا چاہیے۔ لیونکہ یہی اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔

ہمارے مخالفوں نے نہایت تیرو باطنی سے کام لیکر ہمارے شیعہ بھائیوں کو ہمارے خلاف طعن کیا کیلئے ہمیں الزم لگایا کہ ہم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شہید کربلا کی غنہ نہیں کرتے۔ اعلیٰ زیادتی اور دہرہ سپر اشتہام ہے جسکو حضرت شہید کربلا کی عزت و تکریم سے تشبیہ صاحبان کو خوش کرنا مقصود نہیں اور نہ ان کی رضا یا نارضا مندی ہمارا مطلوب ہے۔ ہم انکو ان کے طریق بادگار حسین میں غلطی پر پاتے ہیں۔ اور مذہبی اور مذہبی دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے ناقابل غور غلطی کا ترکیب دیکھتے ہیں۔ ایسا ہی ہم انکی بہت سی باتوں کو سخت قابل طاعت پاتے ہیں۔ اور اس کے اظہار سے ہم کبھی نہیں رک سکتے۔ تو ایسی حالت میں یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہم شہید کربلا کی عزت و عظمت جس انکی خاطر وار کھیں ہم فی الحقیقت امام حسینؑ کو اپنا مقتدا اور ان کی زندگی کو اپنے لئے قابل قدر و نونہ پاتے ہیں اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے ایک خاص اشتہار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق شائع کیا تھا۔ اور تبلیغ حق اسکا نام رکھا تھا۔

بالآخر میں پہرہ ظاہر کرنا ہوں کہ یہ واقعہ ہمارے لئے سچائی اور حق پسندی شکست اور جرات کی زندہ مثال ہے۔ اعلیٰ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اظہار حق کیلئے ہمارے قلم اور زبان اور ہر عمل میں وہ قوت اور طاقت پیدا کرے جو شہید کر بلا کو دی گئی تھی۔ آمین۔

اصلاح پہلے تو ہم اس لائق اڈیٹر کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہے اس مضمون کو لکھ کر اپنا ایک دلی اظہار کیا حالانکہ اس وقت جتنے اسلامی یعنی سنی اخبار و رسائل میں جاری ہیں ان کے اردن نے تو اس واقعہ کا تذکرہ تک نہ کیا حسین اخبار وطن شکار شکایت ہو اور ایلمیڈریش تو اسی فرقہ سے جو جو نبوت بڑے کا قائل تھا پہرہ وہ کیوں کچھ لکھتا اور پیسہ اخبار نے تو لکھا ہے بدتر اور وکیل نے تو بدعات عموم کا ایک سلسلہ عنوان ہی قائم کیا جس سے آپ یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کوئی محسوس ہوگا اس واقعہ کا نہ قائم ہوا جو تا کوئی خیر سی یادگار ہو تا تو یہ واقعہ ہی مثل عید غدیر محو ہوا رہتا حالانکہ عید غدیر پر ایک لکچر جس پر از اصلاح ہو چو نہ۔

دوسرا شکریہ اسپرہ کہ کھد شاداب یہ فرقہ بھی کچھ اصلاح پذیر ہو رہا ہے کیونکہ اس فرقہ کے موجد امام باہنی مرزا غلام احمد قادیانی واقع البلائین لکھتے ہیں مد سے قوم شیعہ اسپرہ ہر کر کہ حسین عتبار مخفی ہو کہ وہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک بے کلاس حسینیں ہو بڑھ کر ہے اور اگر میں اپنی طرف سے یہ کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں مسئلہ مطبوعہ میناء الاسلام قادیان۔

جس سے معلوم ہوا کہ یہ شخص اپنے کو جناب امام حسین سے ہی بڑھ کر جانتا ہے حالانکہ یہ دعویٰ تو قائل امام حسین نے ہی نہ کیا تھا بلکہ وہ کہتا تھا اسے اذوقہ کا بی فضیلتہ و ذہبا۔ انی قتلت المسید المجہد مقتلت خیر الناس اما و ابد و

خیر ہم اذینسبون نسباً نامہ کا ل مسئلہ مطبوعہ

جس سے ظاہر ہو گیا وہ منیکہ مقتال ہے لیکن حضرت کو طرح افضل مان رہا ہے منا صاحب مؤلف ہی واقعہ نہیں کیا کہ حضرت سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ شیعہ ہر مسکا بھی

انتہام کیا کہ وہ لوگ معاذ اللہ حضرت امام حسینؑ کو بھی جانتے ہیں حالانکہ عاشاؤ کلاک کوئی شیعہ کچھ خدا کیسکو بھی جانتا ہوتا رسولؐ کو نہ امام کو وہ تو رسولؐ کو فرستادہ خدا جانتے ہیں اور امام کو نائب رسولؐ نہ بھی جو خاص صفت خدا ہے۔

مرزا صاحب سی دافع البلاء میں یہی لکھتے ہیں اور جو فرق حضرت حسینؑ کی علی رضی اللہ عنہما کو قاضی الحیاجات سمجھتے ہیں اور مرقم میں تعزیروں پر ہزاروں درختیں مرادوں کیلئے گزارا کرتے ہیں اور یا جو مسلمان سید عبد القادر جیلانیؒ کی ہوجا کرتے یا جو شاہ مداریا سخی سرور کو پوجتے ہیں ص

جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے یہی افتر کیا کہ شیعہ جناب امیر امام حسینؑ کو قاضی الحیاجات سمجھتے ہیں جس پر تلاوت آیہ لعنہ اللہ علی الکاذبین کیا جا رہی اور شکر خدا کہ اسے اکیلے چھوٹے ہونے کی تصدیق ہی کر دی کہ اسی چھوٹے دعویٰ کی بدولت مرے۔

مگر ہاں مرزا صاحب نے اتنی راستی کو تو ضرور صرف کیا کہ اگر شیعوں نے انتہام لگایا تھا تو سینوں کو صاف صاف لفظوں میں شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا پوجنے والا بتلایا نظر میں حالات یہ تحریر ڈیڑھ کچل شکر گزاری ہے جس میں جناب امام حسینؑ کو اولو المعزۃ حتیٰ پر وہی استقامت کا شہید جاوید مانا ہے اور اسکا اقرار کیا دو غرض شہید کر بلا حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی یاد گار تا ابدان ایام میں قائم رہی اور سالوں اور صدیوں کا زبردست ہاتھ اسے مٹا نہیں سکتا،

رہا یہ امر کہ لکھتے ہیں ”مگر یادگار کے قائم کرنے کا جو طریق اختیار کیا گیا ہے یہ اسلام اور مسلمانوں کیلئے مفید نہیں،“ تو اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اسکا یہ زمانہ ہے جس کا یہ ابد خدا جو صدیوں اور سالوں کے زبردست ہاتھوں سے مٹا نہیں دیتا۔ اور سیکے قطعہ اختیار پر اسکو چھوڑ دینا چاہیے کہ وہ جس طرح چاہے اس مادگار کو قائم کرے۔

اپنے اختیار اور تجویز سے کوئی نئی یادگار قائم کیجئے۔ حسینؑ کی یاد دہانی ہے

حسینیہ متحجیانہ پھر تو کہیں کہہ لومہ آپ بھی است محمدیہ سے ہیں فرزند رسولؐ سے آپ کو بھی بھر دی ہے۔ شہید اسلام کا حق آپ پر ہی ہے کیونکہ آپ ہی اس واقعہ کی اہمیت کے لحاظ سے اس کی یادگار قائم رکھنے کی ضرورت تسلیم کرتے ہیں پھر کوئی عملی نمونہ پیش کیجئے شاید اس پر جواب ملے اور ان کو یہی اسکی توفیق ہو۔

مسلمانوں نے جو عام طور سے بیعت کرنا چاہو رہا ہے تو اسکی یہی وجہ ہے کہ سب سلسلہ بیعت کو دیکھتے ہیں اور ہر ایک انتہا پر تک پہنچ کر خواہ پیری مردی کے سلسلہ میں بیعت ہو یا خلافت و سلطنت میں لہذا شیعہ کی سی بیعت کرتا ہے نہ کسی سحر لیتا ہے کیونکہ یہ فعل غیبت امام ہیں بالکل ناجائز ہے جو رسول اللہؐ اور ان کے اہلبیت اطہار کے کسی کو بیعت کیے کا حق ہی نہیں۔

افسوس ہے کہ یہ کس کو اور ایمانی نہیں کہہ سکتا کہ قرآن بتاتا ہے کہ اخا المؤمنین اخوة کس جہاں نہیں ہو وہ بہائی کیونکر ہو سکتے ہیں لہذا ہم نہ کسی غیر مومن کے بہائی بن سکتے ہیں۔ اور سکو اپنا بہائی کہہ سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جتنے مذاہب رکھتے ہیں وہ سب اللہ یوس ہیں کہ کسی شیعہ کو اپنے دام ترور میں لاسکیں۔ اور یہ ہوں باوجود ایمانی برائیوں کی یاد دہانی۔ اور ان کا جب داؤن چلے گا تو اہلسنت پر یہی نہ رہے ہی بچتے ہیں سب پر یہی کہ وہ خلیفہ مانتے ہیں تو دیا ندری آویہ بننے میں کیا عذر ہے۔

ہم اور ان ناپاک اور غیباہوں کو نہایت حقارت سے دیکھتے ہیں جو تعلیم قرآن احکام اللہ کو انجمن کے خلاف صرف پوٹیاں پوٹیاں چلنے کو قرآن میں تاویل کے تمامی کفار و مشرکین کی طاہر ہاتھ ہیں اور ایک گٹھ کی قربانی کیلئے اپنے ہندو بہائیوں کی قربانی کرنا کو خوشی سے طیار ہو جاتے ہیں۔

ہم ہی آخر میں دعا کرتے ہیں کہ خدا تمام مسلمانوں کو شہداء کرے بلکہ واقعات سے عبرت اور ہدایت لینے کی توفیق کراست فرمائے کہ یہ وہ نہ کسی صحابی کی سبقت کریں نہ کسی خلیفہ کی نہ کسی پیغمبر کی کیونکہ اگر صراط مستقیم ہے تو یہی جبر شیعہ چلتے

(اٹوٹ)

ہیں وان من شیعۃ کلامہم۔

## وسیل کی بدعالمی

کیا خوب کہا ہے "تو درون درجہ کردی کہ ہر وہ خاندانی عاقل ہے اپنے گھر کی بدعتوں کو  
کیا سنوارا جو محرم کی بدعتوں پر آپ کو جوش آیا کیا عمر صاحب کی بدعت تراویح ہندوستان  
موقوف ہو گئی جسکے نسبت وہ خود کہتے نعمت الیحد عہ کیا آپ کو نہیں معلوم ختم  
تراویح میں کیا ہوتا ہے جمع عام میں کتے فواش ہوتے ہیں جگوا دام البوشامہ نے کتاب  
الباعث میں تصریح تمام لکھا ہے۔

اس تحریر کی عرض اگر یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کی اصلاح کریں تو خفوس اپنے اس  
منصب کو خود اپنی ذات سے علیحدہ کر دیا کیونکہ اصلاح جلد ۱۱ و ۱۲ میں بکرہ آپ کی تحریر پر  
برکار کیا گیا ہے جنہیں آپ لکھنؤ کے چار یا ری جھنڈے کی تائید کی حالانکہ تمام  
عالم کو معلوم ہے یہ نئی بدعت سینان لکھنؤ نے قائم کی تھی جسکو گورنمنٹ نے نہایت  
حفاظت و معاملانہ عادلانہ کارروائیوں سے بند کیا جس پر کچھ کل ہم مذہب اجنادوں  
اس فیصلہ کی تعریف کی۔ مگر آپ کی روش وہی رہی جو النجم کی تھی کہ اس فیصلہ سے  
تار من رہے جس سے تمام عالم کو معلوم ہو گیا آپ کا اجنادہ تھکب و جہالت کا آلہ ہے  
پھر جب تمام سنی شیعہ کو آپ کا تھکب معلوم ہو چکا تو آپ کی اس تحریر سے کیا اثر پڑ سکتا ہے  
کیونکہ ناصح کو خیر خواہ غیر فدا رہنا چاہیے رہا یہ امر کہ آپ اس سے دل آزاری شیعوں  
کی جانتے ہیں تو اسکا آپ کو ہر وقت میں اختیار ہے جب خود فرزند رسول کو آپ کے سرخاؤ کو  
نے جس کی خلافت کا آنجی کلر پڑھا نا ہے۔ دن دو پر شہید کر ڈالا اور اون کے  
اہلیت کو اس ذلت و خواری سے ایسکا تو بھر کسی شیعہ کو ایسی کیا شکایت ہو سکتی ہے  
مگر حیف ہے ان شیعوں پر جو سپر ہی آپ کے اجنادہ کو ایک غیر فدا رانا و اجنادہ سمجھ کر خیریت  
ہیں حالانکہ حقیقت میں آپ کا درجہ کسی طرح گزند گزشت۔ النجم۔ المحدث سے کم نہیں بلکہ  
زیادہ ہے کیونکہ وہ نہیں نے اپنے تھکب کو ظاہر کر دیا اور آپ پیسے رستم ہیں۔

میں نہیں سمجھا وہ کوئٹہ کا خیر ہے جس میں بدعتیں نہیں شامل کی گئیں تو کیا اس سے  
اود امور خیر نہ کر دے جائیگے اور عام طور سے اود کی حرمت کا فتویٰ ہوگا۔

کیا خود محمد رسول اللہ میں صحابہ نے اپنی ماؤں سے زنا کاری نہیں کی جب حضرت نے  
اونکے قتل کا فرمان جاری کیا حالانکہ زنا کی حد تازیانہ ہے یا سنگسار کرنا۔ مگر آپ حکم  
قتل و احراق دیا کہ اود کو جلادو۔ اور آپ کے امام ابو حنیفہ نے اود سپرد اصفاد کیا کہ اگر  
اپنی ماں بہنوں سے نکاح کر کے زنا کرے تو اود سپرد نہیں آتی۔

اب رسول اللہ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے اونکے زمانہ سے بہتر کون زمانہ ہو سکتا  
مگر دیکھئے تو آپ صحابہ نے اوس زمانہ میں و برکت میں کتنی بدعتیں کیں۔

کیا رسول اللہ پر افتراء تہمت نہیں کی گئی جب حضرت نے فرمایا من کذب علی محمد  
قلبتوہ مقعدہ من النار۔ پھر ان بدعتوں کے موجد کیا کوئی صاحب حق ہے یا آپ کے  
صحابہ کرام ہی تھے جنہوں نے حضرت پر اسطرح افتراء کا دروازہ کھولا۔

کیا نماز بدعت سے خالی ہے یا روزہ تو سب بند کر دیا جائے بعد دیکھئے نماز کی بدعتیں  
میں سے وضو جائز سورکت کی کہاں میں نماز درست بجائے سلام گو زمار ناجائز ہے۔

ہم یہاں نہ قرآن کی بدعتیں لکھتے ہیں جس میں ہزاروں بدعتیں کی جاتی ہیں نہ مسجدوں  
کی جن میں ہزار ہا بدعتیں شامل ہیں بلکہ حج کو لیتے ہیں جس سے بڑھ کر کوئٹہ کا عمل عمدہ ہو سکتا  
ہے اور خانہ کعبہ سے بڑھ کر کوئٹہ کا مقام محترم زیادہ ہو سکتا ہے۔ مگر کیا آپ کو نہیں معلوم ہو سکتا

کتی بدعتیں ہوتی ہیں صوفیوں کا حال قال سب وہاں ہوتا ہے خود خانہ کعبہ میں چار  
مصلے قائم کیا گیا جو سرا سر بدعت ہے دیکھو کتاب الارشاد صفحہ ۵۷ آخر سلطان فتح بن

برقوق نے جو کہ اشیر بلوک چرکسہ سے کہے جاتے ہیں اولیٰ نوین صدی میں مسجد کعبہ شریف  
کے اندر چاروں مذہب کے چار مصلے قائم کر دیے دیکھو ارشادہ لسائل الی دلیل المسائل

للعلماء الشوکانی جہارت ہے عمارة المقامات مکملہ المکرمة بدعة باجماع  
المسلمین احد ثما اشرا ملوک اجماع کسہ فرج بن برقوق فی اولیٰ للملأۃ التا

من الخیرۃ وانکر ذلک اهل العلم فی ذلک المصوود و صنعوا فیہ موفقات



زمانہ مابعد کے علمائے بھی ان مسئلوں کے قائم کرنا اور ان پر بحث کرنا چاہتے تھے۔  
 شاہ عبدالغفر صاحب محدث دہلوی تفسیر فتح الغفرین میں لکھتے ہیں: وما الله بغافل عما تعملون  
 کے معنی یہ ہیں۔ اور مخالف فریق کو بھی اسکے اقرار سے چارہ نہیں۔ چنانچہ مولوی  
 رشید احمد صاحب سرگودہ اصناف دیوبند سبیل الرشاد میں تحریر فرماتے ہیں۔ البتہ چار  
 مسئلے جو کہ مغلہ میں مقرر کئے ہیں لاریب یہ امر تو یوں کہ نگرا جائے عادات و اقراں اس سے  
 لازم آگیا کہ ایک جماعت کے یونہی دوسرے مذہب کی جماعت بھی رہتی ہے اور شریک  
 جماعت نہیں ہوتی۔ اور ترکب حرمت ہوتے ہیں۔ مگر یہ تفرقہ آئمہ دین حضرت مہدیین  
 سے علمائے متقدمین سے بلکہ کسی وقت میں سلطنت میں کسی وجہ سے یہ امر حادث ہوا ہے  
 کہ اسکو کوئی اہل علم اہل حق پسند نہیں کرتا۔ ص

پس جب میں خانہ خدا میں یہ بدعت قائم کی گئی کہ رسول اللہ کی رحلت کے دو سو سال  
 بعد چار مسئلے اوس میں بنائے گئے جسکو آپ کے علماء بالفاق بدعت کہتے ہیں۔ اور آیہ قرآنی اور  
 جملہ اللہ شہداء کی اوس سے تصدیق ہوتی ہے کہ جو کچھ خدا کے حکم میں ہے وہاں ہر مسئلے بنائے گئے  
 ہیں حالانکہ رسول اللہ نے بشارت جنابائے کرام کی مشکوٰۃ سے اس خانہ خدا کو تو نبی  
 پاک کیا تھا۔ مگر یہاں اعتقاد داخل کر دئے گئے۔ تو اگر حرم میں بدعتیں ہوں رسوم و عادات  
 میں بدعتیں ہوں تو آپ کو کون تعجب معلوم ہوتا ہو حالانکہ آپ کو نبی جانتے ہیں کہ حرم کی  
 تقریر داری میں ہندو۔ مسلمان۔ شیعہ۔ سنی سب شریک ہیں۔ بلکہ سینوں سے زیادہ  
 تقریر دار ہندو ہیں جو اسکو اپنے طور پر ایک مذہبی فرض سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔

اسی طبع اہلسنت اپنے طریق پر انجام دیتے ہیں جس سے بدعت کا بول لازمی امر ہے  
 کیونکہ وہ اس کام کو اوس حیثیت سے نہیں انجام دیتے جس حیثیت کو شیعہ کرتے ہیں یہی  
 سبب ہے کہ ہر ملک پر صوبہ کا یا انڈیا پر جو اس ملک میں ملتی ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ بدعتیں نہیں ہیں جب خود خدا نے کہہ دیا ہے کہ اے مسلمان! یہ بدعتیں  
 طور سے قائم ہے اور ہر سال ہزاروں حرمساریاں اس سفر میں یونہی۔ چنانچہ آپ کو خود  
 حالات حضرت عمر سے اسکا پتہ چکا ہے کہ جاتے ہیں حج کرنے اور صحابہ کے ساتھ شریابی

منگی ہے جس سے ان کی بھی تواضع کی جاتی ہے ملاحظہ ہو ازالہ التحقاقات ۳ اراشی حدیث  
 نبینا و هو بطریق مکہ قتال لہ اسلم ان هذا الشراب بھجہ عمر بن  
 الخطاب فعل عبد اللہ بن عیاش الخنزری قدحا عظیما فعماء بہ الی عمر بن  
 الخطاب وکیو اصلاح مٹ جلد ۱۲

کہ عمر کے غلام نے عبد اللہ بن عیاش مخزومی کے پاس جگہ وہ مکہ کی راہ میں تھے بیٹھ کر کھجور  
 تو اس غلام نے کہا عمر اس شراب کو بہت دوست رکھتے ہیں بعد ازاں ایک تاج عظیم  
 بہر کر عمر کے پاس لایا تو اس وجہ سے آپ صبح کر نیکو بھی روک دینے

اسی خانہ کعبہ اور روضہ رسول میں ہر سال بی بی عائشہ کا ڈولہ آتا ہے جس کی  
 عظیم کے لئے کہ مدینہ کے تمام حکام والی شہر شریف قاضی سب جمع ہوتے ہیں اور اس  
 اونٹ کے پیروں کی خاک سب آنکھوں میں لگاتے ہیں اگر ان بدعت کو آپ روک  
 چکے ہوں تو خیر اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر عزم پر اور تعزیر داری پر آپ کا منہ  
 آنا اگر بغرض دل آزاری شیعہ نہیں ہے تو کیا ہے ۹

پہلے آپ کو صدق دلسر اسلام پر ایمان لانا چاہیے خدا اور رسول و الہیت کی  
 عظمت و جلالت کا اقرار کیجئے پھر دستارِ نبوت لیجئے تو ضرور سنوائی ہوگی اور  
 اس سے کوئی کام نکلیگا۔

ذہ کہ آپ جناب مولوی فدا حسین صاحب اسٹنٹ پروفیسر و ثنات  
 شیعہ مدرسہ العلوم علی گڑھ کا عمری رسالہ پڑھ کر میرے لکھنے کے لحاظ سے دلچسپ ہونے کا  
 اقرار کرتے ہیں۔ اسکو تو مان لیجئے کہ وہ حسین بن علی جو کچھ سرورِ حجامان بہشت  
 مانتے ہیں جن کے فضائل میں حدیثین روایت کرتے ہیں جگہ ساتھ عقیدت رکھنا فرمیں  
 جاتے ہیں ۱۰

اور پھر لکھتے ہیں "انکی یادگار ایسی شکل میں قائم کی جائے جس پر ہندو دنیا اسلام کی کھنسی  
 اور اسے لگا

اگر اسکو دکھا کہ اس شخص یادگار کو کسے قائم کیا اور کیونکر قائم ہوئی۔ اسکو دکھا کہ

اس یادگار کی ضرورت ہی کیا تھی۔ جبکہ اسلام نے کسی واقعہ کی یادگار قائم کرنے کی کوئی ترکیب ہی نہیں  
 بتائی تو پھر اس واقعہ کی یادگار کی کیا ضرورت تھی اور وہ اس ترکیب سے جس پر آپ کہتے ہیں کہ بہت  
 دینا اسلام کی ہنسی اڑاے۔

اگر کبھی اس فلسفہ پر آپ غور کرتے تو ہزار بار بار آشکار ہوتے کیونکہ جب تک کسی تاریخ سے اسکا  
 پتہ نہیں چلتا کہ یادگار کیونکر قائم ہوئی جس پر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کارروائی دستِ عیب کی ہے  
 کہ خدا نے اس یادگار کو قائم کیا۔ کیونکہ خدا ان رسالت تو اس واقعہ کے بعد ایسی مصیبت میں تھا  
 کہ اگر کوئی شخص اپنی اولاد کا ان ناموشے کوئی نام نہ کہتا تو وہ قتل کر دیا جاتا۔ پھر یہ خاندان کیونکر  
 حرج پکڑتا۔

عرب میں انتقام خون نہایت ضروری غرض سمجھا گیا یہ قبل اسلام بھی بعد اسلام بھی مگر خون  
 اہم حسین ایسا ہلکا تھا کہ آپ کی خاندان میں تو کوئی اس قابل تھا ہی نہ جو اسکا بدلہ لیتا عجب ہی اسی  
 توفیق نہ ہوئی مگر خدا پہلا کر سے مختار کا جسے اپنی اسلامی حرمت دکھادی اور چند ہی روز میں  
 قاتلان حسین کا وہ بدلہ لیا کہ دنیا میں یادگار ہے۔ مگر حضراتِ اہلسنت نے اسکا یہ صلہ دیا کہ خود  
 مختار کو کافر کہہ دیا۔

جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جب وہ زمانہ اہل حضرات پر اس سختی کا تھا تو کون یادگار قائم کرے  
 اور کس کو اسکی فکر ہوتی۔ ایسے خداوند عالم نے اپنے دستِ غیر سے اس یادگار کو اس طرح قائم کیا  
 کہ آج کسی کے منائے مٹ نہیں سکتا لہذا اسمیں زیادہ نکتہ حیثی فضول ہے کیونکہ ہزاروں دہائی  
 عالموں نے چوک کہو دوا یا۔ تعزیر جلوایا۔ مگر کیا ستی اور ترقی ہوتی تھی۔

لہذا ہماری دوستانہ رائے تو یہ ہے کہ جو یادگار آج تک قائم ہو وہ کسی حالت میں ہو اور کو  
 اپنے حلال پر چھوڑ کر کسی نئی یادگار کو آقا قائم کریں۔ ایک نمونہ اسکا دکھائیں کہ مسلمانوں کو بھی  
 معلوم ہو آپ لوگوں کے دہلیں بھی کچھ اسلامی ہمدردی سے تو ہرچیز دھجک پڑینگے۔

جب تک کوئی عملی صورت آپ اس یادگار کی قائم کرے آپ کی اس قسم کی تقریر نہ دیکھو اور تقریر  
 معاذانہ محافلِ خارجہ یا نہ صاحبانہ تقریر کا خطاب ملا کر کیا اور ہر شخص اس کہنے پر مجبور ہو گا  
 یک جیسے نیست تا گرد و شہید ورنہ بسیار اندر عالم نرید

کیونکہ آپ تاجی کامل جلدہ صفحہ ۲۴ میں دیکھا ہوگا کہ آپ کے اسلامی ہسنت نے بنیاد کار  
مصعب بن امیر جو خلیفہ اول کے ملائکہ تھے ایک لکڑی کا ہاتھی بنایا تھا جسے بڑے طمطراق سے  
اپنے مصنوعی ہزار پر لگے تھے جب واپس آؤ تو بابائے عرب کے پل پر وہ ہاتھی ٹوٹ گیا اور سنیائے ہندو  
اوپر سے گرتے جیسے ایک مچھلی شیعہ نے اہل ترکیف فعل ربک با مصحاب فیصل کی تلاوت  
کی۔ ملاحظہ ہوا اصلاح جلد ۱۱۔

نوٹ۔ اخبار دیکھنے کے خود بذاتہ اصلاح کا تبادلہ منظور کیا جس سے وکیل ہمارے دفتر  
ہفتہ وار ہونچتا ہوا کرنا سید صاحب صاحب دہلوی اور میر تقی میر کے جنہوں نے جو اس کے  
سلسلہ میں چند مضمون پر وکیل کے نوٹ دیا گیا وکیل کا تبادلہ اصلاح سے بند کر دیا۔ تاریخ الافا  
ارسال الیدین بعض فریادوں کو طلب کیا مگر فریاد ہی نہ لکھا۔ اس کے بعد چند مرتبہ دفتر وکیل کو  
لکھا گیا کہ اخبار ہندو پر دی پیروانہ کریں۔ مگر نہ بھیجا اسوجہ سے اصلاح اور وکیل اشغال امیر  
تقریر دے بیٹھ رہا۔ اس دفعہ اتفاقاً مری سید اولاد حسین صاحب قانون گو واپس پریسیڈنٹ  
انجمن خدادادی گرداسپور نے دو نمبر روانہ کیے جس سے معلوم ہوا کہ وکیل نے ایک مضمون بعنوان  
بدعات محرم سلسلہ دار لکھنا شروع کیا ہے جس کے دو نمبر چھوٹے باقی سے چھوٹے اطلاع نہیں۔  
مگر خدا نے چاہا تو جواب ہی مسلسل شائع ہوگا جو قابل حید ہوگا۔

## روزانہ پیسہ اخبار

یہ بھی اس سال خن لکھ کر شیعہ دن میں داخل ہوا دعویٰ تو صلح کل پالیسی کا کہ شیعہ دینی میں اتحاد  
چاہتے ہیں۔ مگر عملی کارروائی ہے جو کہ معلوم ہوتا ہے ان فوج زیدی کا پہرہ چم ہے۔ کیا خوب کہ ہے "شکر  
کی حدیں چار ہیں چاروں سے لڑائی"

روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۲ جنوری نے بعنوان ساتھ کہ بلا ایک مضمون شائع کیا جس میں اس نے  
اوس کس کو لوہا کر دیا جو فوج زیدی سے رہا تھا کیونکہ ان اشقیائے تو بعد شہادت امام مظلوم  
صرت الہم کو اسیر کیا تھا۔ اور اس پرچہ نے تو وہ کام کیا کہ روح رسالت قبر میں مٹتی ہوئی  
کیونکہ لکھتا ہے "حضرت فاطمہ زہرا کی بیاری بیٹی حضرت ام کلثوم جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کی حرم محترم تھیں جب بحالت قید دمشق میں آئیں اور زینب کے دوبارہ پیش کی گئیں تو

اوسوقت وہاں قیصر روم کا سفیر بھی موجود تھا۔ وہ آپ کو دیکھتے ہی سرفراز ہو کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ آپ کی طرف سے جو سفیر بھیجے گا وہ میری طرف سے بھیجے گا۔ اسی وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حرم اور ملک عرب تین نوین سفیروں کی طرف سے ان کی خدمت میں ایک پیش قیمت ہاتھ بندھ لایا تھا۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ یہ قانون جس کو میں اب تک کی حالت میں مقید رکھ رہا ہوں کسی ایک غلط رجحوت کے لئے قیصر روم کی کچھ حقیقت نہ تھی۔

توقی المملک من تشاء وتنزع المملک من تشاء ۱۱

نام مضمون جو غالباً خود اڈیٹور۔ اگر سلطان جو تاتو کم سے کم سپر توغور و فرور کرتا کہ بالفرض اگر حضرت ام کلثوم زوجت عربی الخلیفہ بنی ہاشمی ہوں تو اس سفیر نے اونکو دیکھا کیونکر ہوگا کیا خلیفہ دوم کی ازلی بے پردہ پہرہ کی تہیں تنگی صورت و شکل کو کوئی دیکھ کر پہچانتا ہے کیا آپ کے سلامی بادشاہ کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی بیرونی شخص نے اس کے حرم کی صورت دیکھی ہو؟

کیا قرآن میں حکم پرہیز نہیں ہے کیا آپ گمان کر سکتے ہیں کہ خود خلیفہ نے اس کی تعمیل نہ کی ہوگی حالانکہ کتابت الہدیت اس سے بہرہ ی ہوئی ہیں کہ خلیفہ دوم ہی کی روئے دشوہ پر خزانے کے حکم جاب نازل کیا پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس سفیر نے اس زمانہ میں صورت حضرت کی دیکھی ہو جو آج اسے پہچان لیا۔ کیا اوسوقت میں بھی اسیری کی مصیبت اوس مظلومہ پر نازل ہوئی تھی؟

اصل یہ ہے کہ اس واقعہ اگر بلائے اسطرح حقیقت اسلام کو واضح کر دیا ہے کہ دشمنان اسلام بچھڑے ٹپڑے کم ہونے پہلے تو ان لوگوں کا جہاں اصل واقعہ ہی ہوا انکار کر دیں جس کے لئے فرما سکتے ہیں کہ اگر ایک جب اللہ میں طرح نکالی ہوئی تو یہ ہر طرح اختیار کی کہ اسطرح ہو سکے کہ روم محرم کو شام ناما جیسے جبرائیل متفقہ کو سزا شروع ہوئی چنانچہ حکم عدیل کی حمایت میں آپ بچھڑے جیسے اخبار کا بھی اصلی مطلب یہ ہے کہ اسطرح ہو سکے ان رسوم کو مشائخین حال اللہ پر بائیں بجانب اللہ طرح جسکی غرض اصلی یہ معلوم ہوتی ہے کہ خداوند عالم نہیں چاہتا۔ یہ خون رائگان ہمارا جو کچھ ہر سال اسطرح جلوہ دیتا ہے کہ ہر شخص کو اقرار کرنا پڑے دنیا کی تاریخ میں یہ ایک ایسا عجیب واقعہ ہے کہ کسی طرح شاکہ نہ ہو سکتا۔

اڈیٹور صاحب سید محمد امجد علی خان اسکی کوشش شروع کی کہ کسی طرح اس واقعہ کو محو کرنا چاہیے۔ وہاں حضرت عثمان کی اصل آزاری کیلئے یہ بھی لکھا کہ معاذا اللہ حضرت ام کلثوم زوجہ تین۔

حال میں جو یہ خبر کہ انگریزوں کو اسلام ہوتا کہ یہ وہم و گہم میں لکھتے تھے کہ ان کو اس سے پہلے دیکھا کہ فرج اللہ نے ان کی مناسبت میں لکھا ہے یہاں بھی یہاں تو صرف حضرت ام کلثوم کی

سے طرہ کر لیتا اور اگر وہ قرآن رسول سمجھ کر نہ عزت کرتا تو مسافرانہ درجہ عمری سمجھ کر احترام کرتا نہ کرنا  
صاحب کی غرض تو صرف شیعوں کی دل آزاری ہے۔ دور نہ آؤں تو نبوی معلوم ہو کہ یہ واقعہ محض فقر  
ہے اور سنی مورخوں کی انفرادی چٹائی پر دفتر معلق ہے دو کتابیں خاص اس مادہ میں شایع  
ہو چکی ہیں کثر مکتوم فی حل عقد ام کلثوم۔ دفع الوقوف عن نخل المفادق مجھے تمام  
عالم نرا سکی حقیقت منکشف کر دی ہے اس پر بھی اس قسم کی تحریر محض دل آزاری ہے۔  
اگر اس لائق اڈیٹر نے کوئی کتاب نہ لکھی ہوتی صرف کتاب المعارف ابن قیمیہ  
پر نظر پڑی ہوتی جو مست ۳۱ میں بمقام مصر بھی ہے تو اس غلطی فاش میں مبتلا نہ ہوتا۔ حسین عمری  
دشنام ہے آل رسول اللہ پر کونہ وہ صاف صاف لکھتا ہے دکان مسائکدات علی حدیث ولید حقیل  
وولید ابی اس خلا ام الحسن فانہا کانت عند جدہ بن عبد اللہ الخزرجی وخطاھا علی مساک  
کانت عند سعید بن الاسود من ہنی الحارث ابن اسد صلح  
یعنی حضرت علی کی کل بیٹیاں اولاد عقیل واولاد عباس سے بیابا ہیں۔ سو انہیں اس جگہ  
عقد جدہ بن ربیعہ غزوی سے ہوا جو جناب ابی بکر کے پہلے تھے اور سوائے فاطمہ کے عقد سعید بن  
اسود سے ہوا جو بنی اکثر بن اسد سے تھے۔  
جس سے یہی طور پر معلوم ہوا کہ کل بنات جناب ابی بکر حضرت عقیل وعباس کی اولاد سے منسوب ہیں۔ بشان  
دو صاحبزادیوں کے جنکی تصحیح کر دی ہے پھر از دل و لہجہ میں انکھاب اگر فقر میں نہ لکھا ہے۔  
اس سے یہ مطلب پانچین ہے کہ یہ فقر محض ابی بکر کا ہی لکھا گیا ہے۔ اس میں مبتلا نہیں اس قبیح  
بھی ہو کر اصلیت اس کی ہے کہ عمر نے ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہا تھا جس سے عائشہ نے انکار کیا  
اسوجہ سے یہ واقعہ پھر اشتراک نام حضرت ام کلثوم کی طرف منسوب ہوا۔  
جیسا کہ اسی معارف میں ہے فلما کلثوم بنت ابی بکر خطبھا عمر بن الخطاب ابی ہاشم  
لہ وکوت ام کلثوم فاحالت لاحق ام سلمہ اعن و تزوجھا طلحہ بن عبید اللہ  
یعنی ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہا جسکو عائشہ نے قبول کیا۔ مگر وہ ام کلثوم نے اس  
عقد کو ناپسند کیا جسکے لئے عائشہ نے یہ کیا اور ام کلثوم کو عمری نے دیا۔ اور طلحہ سے اس کا عقد ہوا  
جس سے یہی طور پر معلوم ہوا کہ اصل قصہ یہی ہے کہ عائشہ کے کر دینے نے اصل واقعہ کو چھپا کر

دوسرے طور پر مشہور کیا جس پر رواۃ اہلسنت کو یہ دیکھا ہوا اور نہ معاذ اللہ کہ مکرملن کی کہ و خیر  
رسول کا عقد بن انتخاب ہو۔ زیادہ تفصیل کا شوق ہو تو کثر مکتوم ملاحظہ ہو۔

دوسرا واقعہ جو سفیر روم کا بیان کیا ہے اس قدر بے اہل ہے جسکی کوئی انتہا نہیں کیونکہ شاہنشاہ کی  
تاریخ سے سفیر روم کا ناخلفہ دوم کے یہاں معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ اسے حضرت ام کلثوم کو  
بے پردہ دیکھا جو جس سے وہ دلچسپان لے۔ یہاں شکر گزار ہونے اگر اڈیٹ صاحب اس کتاب کا قول  
لکھیں جس سے اس واقعہ کو نقل کیا ہو۔ کیونکہ کتب موجودہ تو تاریخ دسیر میں تو یہ واقعہ نہیں ملتا۔  
شامہ کوئی خاندانی کتاب انکی ہوگی جس سے اس واقعہ کو لکھا۔

اڈیٹ صاحب نے، جنوری کے پرچم میں دو ترن اور شائع کی ہیں جن میں ایک نامہ نگار لکھتا ہے  
کہ حضرت ام کلثوم اس وقت تین برس کی تھیں اس واقعہ کی اصلیت یہ ہے کہ جب عمر نے ام کلثوم بنت  
الوکر بن یحیٰم عقیدہ دیا اور عائشہ نے اس میں حیلہ کر کے کام لیا ہے تو زیادہ تر اس پر زور دیا ہے کہ اسی  
ام کلثوم تین چار برس کی ہے کیونکہ اسکی ولادت بعد ابو بکر مہدی تھی لہذا راویوں نے اس مصححین  
کو یہی حضرت ام کلثوم کی طرف منسوب کر دیا۔ اس ابتدائی حصہ پر اس نامہ نگار نے یہ لکھا کہ اس  
حضرت ام کلثوم کا سن تین برس کی دن تھا۔

یہ ایک دوسری تاریخ شائع کی جیسے نامہ نگار غرضی ہیں جنہوں نے اول فیج صحبت مناسی استدلال کیا  
ہے حالانکہ یہ روایت بھی ام کلثوم بنت ابو بکر سے متعلق ہے جو بسبب اہمت خلیفہ دوم ثنوی رہا۔ ورنہ اگر  
اسکی کا عقد خاندان بنی ہاشم میں ہوتا۔ اسکی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ جسے غضب ہو گئی۔

ابو جریر کا آنا اور خلیفہ دوم کے پاس آنا جانا تو اسکو آپ قصداً ام کلثوم بنت ابو بکر میں دیکھ  
چکے ہیں کہ خلعتا لث یعنی عائشہ نے یہاں حیلہ کر کے کام لیا لہذا ممکن ہے کہ حضرت عائشہ نے کسی جریر  
کو بھیجا ہو۔ کیا دختر ابو بکر ہونے پر اتنا شہید ہی اونکو نہ آتا ہو گا۔ عبد الجلیل انصاری

دریغہ النجاء ہے جو حصہ کا اشتہار اصلاح مائین دیج ہو چکا ہے مصائب میں یہ کتاب نہایت  
لا جواب ہے مصائب کیساتھ ہوا عظیمی ہے جس سے قوم کو پورا فائدہ مل سکے اور احکام خدا و رسول پر  
اخلاق پر درست ہونے پر دل و نون چلنے کی توجہ دے۔ مگر مصنف علام نے محض بفاہ عام کیلئے  
اس میں لکھ مینی، ہر صفت پر دو جملہ کی قیمت میں یہ قرار دی۔ اس پر تو طلب فرمایا  
سید محمد مفسر حسن صاحب مالک طبع نورانی آکر ہے۔









# عقل و تہذیب

اس رسالہ مبارکہ کا اشتہار ایک دفعہ اصلاح میں دیا جائیگا جو بصورت خیال  
خاکہ چار ہزار سالہ ہوگا کہ جناب مصنف علامہ دام ظلہ کی نظر ثانی سے جم

عبارتوں کا اور صفحہ ۱۲۰ پر تمام ہوا۔

یہ کتاب ایک عجیب و غریب مذہب الہی ریش کا جس سے وہ راہ و نہانی کے انکار و جوتہ ہیں کہ عقل کو جوتہ ہوئی ہے کہ جو کوئی  
وہی۔ لیکن ایسا عقلاؤں کے سنا ہے کہ خدا کا جسم پرورش پر پختہ ہو تو وحش چراتا ہو چنے اور تاج تو وحش ہونا پڑا رہتا ہے  
ان کا۔ لیکن ان کے تاج اور کراؤ دوسری چیز۔ رسول کی زیادت کو حرام جانتے ہیں۔ امید شفا میں رکھنا شرک ہے۔  
انہوں نے اس کی صورت میں شمول ہو کر جو دہائیوں کے دلم تر و دیگر کا مطلق الحرجہ۔ بلکہ حقیقہ کو بھی اس سے خاص  
نہی ہوئی ہے کہ نسب روز افزوں ہوئے معرکہ رہتا ہے۔ الحمد للہ کہ وہ عقلاؤں میں معلوم ہوئے جو آج تک خود کو معلوم  
ہے۔ جن حضرات کی قیمت پر موصول ہوئی تھی اونکی خدمت میں بیرنگ جا پاتا ہے۔ اگر کسی صاحب کے

اپنے دو ہاں لے کر لے گا۔

## الشمس جلد چہارم

سہ ماہی بیہوشی کے ادا کرنے کے لیے اب مابین شروع ہوئی ہے جو انما ہر سبب الاصل و ابوابہ شائع ہوگا اور  
ارکات و اجزاء کے حصہ بنے۔ روایات کیلئے معلقہ طریقہ قرآن کی بحث ہوگی۔ دوسرے حصہ میں صرف جوتہ کا  
وہ کا یہ فقیر تصور ہو کر جو نہایت عینان حصہ مذکور ہے۔ سبب جوتہ کیلئے جوتہ یا ان الشمس سے انما جس کے کہ اگر  
انہوں نے یہی نظر ہو تو ایسا کا وقت مطلع فرمائیں۔ کیونکہ ابھی تک اسکی اشاعت بمقامہ دہری ہے۔  
نما ہر و نماز کے لیے۔ نوے سال بیتہ دیں۔ لیکن یہاں بھی ہیں لہذا اس حصہ سے بھی جو وہ سبب رسالت میں شائع  
تجربہ کیا۔ ان اس میں جو سماج کے ایمان ہمارا ظہور اچھے حصہ ثانیہ ہوں وہ جوتہ حصہ اصلاح ہمارا نصیب  
سے آؤں گے۔ اگر تہ فرمائیں۔ یہ اجازت دلو دیں۔ اسے تا دلیور و ان لیا جائے۔

دوسری رعایت اصلاح پڑھ لکھنے کی اس وقت تک چار لکھ ہیں شائع کیں۔ تیار الاذان تصحیح تیار  
عقل و تہذیب۔ بیانات و بیانات ثانیہ صفحہ ۳۰۲۔ اگر یہ چار جلد کی طلب لیا جائے تو بجائے پچھتر ملاوہ  
محصولہ آگے چلا جائے۔ ہر کتاب کی اسکی ہیں۔

اطلاع عام اصلاح نگاہ میں سفر نامہ پور پور اصلاح میں بذریعہ ویلو چار و ان ہوگا جس سے حضرات کو کوئی کلام  
مویا اور پیر فرمائیں تو براہ کرم بوسی ڈاک عنایت فرمائیں کیونکہ اب تمام اصلاح کے کمال پابندی وقت شائع ہوگا  
مطرح میں مابقی آؤں گے ہر تہذیبی ضرورت فرمائیں ورنہ تفصیل مشکل۔  
مراسلات صرف بنام پتہ اصلاح کیجیو۔ ڈاک خانہ از بندہ ضلع سارن ہونا چاہیے۔





عام مسلمانوں کی ہر قسم کی اصلاح

رسالہ

# اصلاح

وقتِ حشر شیعہ کی حمایت و ترقی

نمبر ۱ بابت ماہِ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ جلد ۳۱

صفحہ	مضمون نگاران	فہرست مضامین	نمبر شمار
۱	ادبیر	اصولی تنقیفِ قیمت	۱
۳	"	علم الہدایہ لرفع الغواہ	۲
۱۷	جناب ابوالغادر دق صاحب	القول بالخرم	۳
۲۵	جناب سید غلام اصغر صاحب مہتمم	غم حسین کی نسبت ادبیر وکیل کا منشا	۴
۳۳	جناب مرزا احمد سلطان صاحب خاور	تاریخ مسئلہ حریر	۵
۳۸	جناب قاضی سید محمد محسن صاحب وفا	گاؤ گشی	۶
۴۰	جناب سید محمد ہاشم صاحب ڈپٹی کلکٹر	تقریر و تہنیت	۷
۴۱	ادبیر	الہدایت کی فرعون پرستی	۸
۴۴	جناب ذاکر حسین صاحب جعفر الکرالی قریالی لکری	واقعہ حضرت شہر بانو علیہا السلام	۹
۵۱	جناب مرزا عابد علی صاحب بیرٹر	مراسلہ انجمن اتحاد کھنؤ	۱۰
۵۲	جناب سکریٹری صاحب	شیعہ کانفرنس	۱۱
۵۳	ادبیر	انجمن مرضوی امرتسر	۱۲
۵۵	"	تقریظ کتاب نور علی نور	۱۳
۱	جناب غلام محمد صاحب	تتبعہ تجاری حصہ ثالثہ	۱۴

مطبع صلاح کچھوہ ضلع سارن شاہ کیا گیا











# الکرار (زیر طبع)

یعنی جناب بر طبع انتظام کی سوانح عمری

تاریخ اور ضروریات سے زمانہ واقف نہیں ہوا۔ یہ طبع تاریخ کے خاص افراد اور ان کے واقعات کو تاریخ کی جان بن نہیں سکتا۔ کم مضمون میں ہر کہ ہماری قوم کے پاس کی مرتب تاریخ نہیں ہو کر ہماری سائنس بہت کچھ خوشی کی صورت اختیار کی جب میں اپنی تاریخ کے ایک مضمون اور مقدمہ فرد کی مرتب سوانح عمری ملی۔ یہ جناب امیر علی بن ابیطالب علیہ السلام کی سوانح عمری ہے اس سوانح عمری کا تیار کرنا ایک دن کا کام تھا۔ مصنف نے پوچھے جس نے سات برس تین صرف کئے اور بقول کئے رات کو الکرار خیال میں سوٹا تھا اور صبح کو الکرار خیال میں اٹھتا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ میری قوم اس وقت علی قدر دانی میں بہت ممتاز نہیں ہو کر تھی یقین ہے کہ الکرار کے دماغ میں بڑی حکمت پسینی دالی ہو اور بہت کم زمانہ ہو کہ پڑھے لکھے کی زبان پر الکرار کا نام ہو گا۔ بچانے والا جانیکا اور جاننے والا ان برس مسائل پر غور کیا جو اپنا زمانہ گذشتہ کے موفین کی نگاہ سے بلا توجہ گذر گئے یا جو اپنا قابل فہم وجوہات سے زیر غور نہیں آئے۔ حضرت علی کے جن تاریخی اور فطری بنیادوں پر تصویر کشی گئی ہے مجھے علم نہیں ہے کہ الکرار کے مولف سے زیادہ تیر نظری سے کسی نے مصوری کی ہو۔ علی کی طبیعت تربیت۔ رسول کی صحبت اور اثر کو اندر استہلاک جس ترقی کے ساتھ دکھایا ہے وہ پڑھتے ہوئے غور کو زیادہ لطف دیتا جائیگا۔ تاریخ فلسفہ تاریخ اور اخلاقیات میں کیا کوشش کی ہے اس کا اس مختصر شمار میں سمجھنا ہوا ہے یا نہیں کرنا ہو گا مجھے خوف ہے کہ میرا زیادہ کہنا کسی کتاب و شکر مانع نہ سمجھا جائے لیکن مجھے امید ہے کہ قوم کے اکثر افراد دوسرے ادیبوں کا انتظار نہ کر کے بیٹا لیس عربی فارسی۔ اردو اور انگریزی زبانوں سے حوالہ دیا گیا ہے۔ مولف نے اختصار کی سخت کوشش کی

بھری کتاب کا نتیجہ تھا۔ اس سے ہو گئے۔ اگرچہ زیادہ مختصر گذرا ہے کہ جناب علی کی سوانح عمری ان قابل افراد قوم سے مرتب لیکن یہ دیکھنے کی بات ہوگی کہ کتنے الفاظ مرتب اور موجودہ کے قطعی اثر اور ضروریات کے لحاظ سے یہ کتاب بقول ایک کے متقدمین اور متاخرین دونوں کے طور پر غور سے مطالعہ و غور بخش ہے خصوصاً وہ مقالات قابل دیدین جہاں مولفہ حضرت کی قابلیت نظامی سے بحث کی ہے اور غزوی کا مشکل مسئلہ کا حال کی حکمت علی سے موازنہ کے عام شکر ہے قابل جواب دیا ہے یا جہاں قدیم اور جدید موضوعات کے اعتبار پر نظر ڈالی ہے اور نہایت مہذب الفاظ میں جواب دیا ہے مولف نے اس وقت تک کتاب کو اپنا پسند نہ کیا جب تک کہ کئی اور پر روش تعلیم کے قابل لوگوں کی نگاہ سے کتاب کا کل یا جز نہیں ہوا قوم کے لائق لوگ تصفیہ کرینگے کہ اگر اردو موجودہ زمانہ کی سوانح عمری کے موافق سوانح عمری ہی جاسکتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کتاب کا ٹہرنے والا اسے ایک مقدس مضمون کی کوشش کرے گا۔ اس کتاب کا اپنے پاس رکھنا لوگوں میں کل کتابوں اپنے پاس رکھنا ہو گا جس کے انتساب سے مولف نے الکرار کو مختلف چھوٹا کلاک بنا دیا ہے۔ اس کتاب کے مولف سید ریاضی متا ریاضی کس محلہ جاہان شہر پارس میں جنکی اور قلم خانہ مثل حضرت امام حسین کی سوانح عمری ”فتح عظیم“ وغیرہ کے لیے مختار شائع ہوئی ہوئی ہیں۔ قوم کا جو شوق روانی مولف کی محنت کس دیا کیلئے باعث تشکیر اور بہت افزا ہو گا شایعین کتاب کو مولف مکلف ہے جلد طلبہ بن قیمت علاوہ محصول کا ذکر صرف دور و پیر بھی کی ہے۔ کتاب تیسرا حصہ ہوگی ہے بقید و حشر زیادہ میں ناہین ہو جائیگا۔ قدر دان جلد و خواست مند ہوں۔ امکلف خواجہ غلام محمود وکیل بی۔ اسے محلہ کنڈیر ٹوٹا شہر بنار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اصلاح

نمبر باب ماہِ رجب ۱۴۰۸ھ جلد ۳۱

## اصول تخفیف قیمت

تاثرین اصلاح کو بخوبی معلوم ہے کہ یہ کتنا اقرب مبارکہ ولادت الہیہ معصومین علیہم السلام کتب موجودہ دفتر اصلاح اور خود اصلاح کی قیمت میں اکثر تخفیف کی جاتی ہے جس سے مومنین اسکے منتظر رہتے ہیں کہ وہ وقت سعید آئے کہ مزدہ تخفیف سنا جائے۔

اصل یہ ہے کہ قیمت یا رسالہ نظر مصارف رسالہ و کتاب مقرر ہوتی ہے جس میں بلصو تجارت کچھ حق نفع بھی رکھا جاتا ہے۔ گرد حقیقت وہ مقدار بہت کم ہوتی ہے۔

دفتر اصلاح کی کتابوں کا نرخ اس اصول پر ارنی خبر مقرر ہے جس سے کسی بین حصارہ ہوتا ہے مگر آپ اکثر دیکھتے ہیں کہ کبھی نصف قیمت کی تخفیف کی جاتی ہے کبھی اس سے بھی زیادہ تو کیا اس سے دفتر کو کوئی نفع ہوتا ہے؟

حاشا وکلامین بقسم شرعی عرض کرتا ہوں کہ اس سے کوئی نفع مالی نہیں ہوتا بلکہ بقسمی نقصان ہوتا ہے اور نقصان بھی عظیم۔

مگر چونکہ ہمارے معزز قوم ہنوز ان معنائیں سے بہت ہی کم آشنا ہے اور ضرورت ہو اسکی قوت احساس میں ترقی دی جائے اسلئے اس قسم کے اطلاعات دئے جاتے ہیں کہ اس طرح سے وہ ان چیزوں کو دیکھیں اور وہ اس سے مستفید ہوں۔

مثال کی طور پر اصلاح سال گذشتہ کا حال ملاحظہ ہو کہ خیال تقریباً بیلا وجہ آئیٹر اعلان کیا گیا کہ جو شخص ۱۲ رجب کو خریدار ہو گا اسکو نصف چنڈہ پر سال بھرتک

پرچہ دیا جائیگا۔ اس اعلان سے وہ خریدار بڑے جین میں بیت سے حضرت یحییٰ بن خالد  
ہیں۔ نواب جین رئیس بھی حکیم ہیں۔

چونکہ یہ میعاد اصلاح نثر جلد ۱۳ ابابت ہادی الاخریٰ میں تمام ہوئی اسلئے اعلان دیا  
گیا کہ وہ مدت رعایت ختم ہوئی۔ اب جو صاحب خریدار ہونگے ان سے پورا چنڈہ لیا جائیگا  
اس اعلان پر بخیر دو تین آدمیوں کے جنہیں سے بعض نے پورا چنڈہ دیا بعض  
نے پھر اسی تخفیف کی استدعا کی۔ اور کسی کو خیال بھی نہ ہوا۔

جس سے ہم یہ نتیجہ لگاتے ہیں کہ جو حضرات خریدار ہوئے وہ محض اس خیال سے کہ  
کا کمال ہو کوعصم میں ملتا ہے نہ بغرض مطالعہ یا شوق استفادہ۔ کیونکہ وہ اگر اصلاح کو  
دیکھنے کے لئے سگاتے یا خریدتے ہوتے۔ تو اس اعلان ثانی پر کم سے کم ایک خط تو لکھتے کہ ہر  
پورا چنڈہ نہیں دلا سکتا وہی رعایت باقی رکھی جائے۔

اسی اصول پر دو ماہ سے تخفیف قیمت کا اعلان دیا جاتا ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ  
کتابیں مومنین کے گھروں میں داخل ہو جائیں کہ کوئی بندہ خدا تو ان کتابوں کو دیکھ سکیگا  
اور اس سے مستفید ہوگا۔

ہمارا نفع اس میں صرف استفادہ ہے کہ جو کتابیں صرف خدا سے دیکھ ہوتیں وہ  
کسی مومن کے گھر پہنچ جائیں گی۔ اور وہ منتفع ہوگا اگرچہ ہمارا کس قدر نقصان ہو۔

افسوس کہ ایسے جو بے نئی کتابوں کی اشاعت ملتی ہو نہ تاریخ الاذنان حصہ  
دوم عجیب ملتا ہو نہ ذوالفقار حمید رطلد راج جس کے مسودات تیار ہیں صرف  
اسکا انتظار ہے کہ یہ کتابیں صرف ہو جائیں تو دوسری کتابوں کا سلسلہ ظلم کیا جائے۔

ہماری غرض اس اصلاح و انشاس سے یا اور کتابوں سے جو اس فترے خلیع ہوتی  
ہیں صرف استفادہ ہے کہ ہر شخص بجائے خود بخود ہی معلومات سے استفادہ واقف و باخبر ہو کہ  
کسی مخالف کے مقابل میں وہ عاجز و در ماند نہ رہے اس لئے ہر قسم کی تخفیف بھی کجائی ہے  
اور ترغیب دی جاتی ہے کہ اصلاح و انشاس کی ہر ہادی پر رغبت کریں کہ ان رسالوں  
وہ ذخیرے جمع کئے جاتے ہیں جو کسی دوسری کتاب میں مل نہیں سکتے۔

## علم الہدیہ لرفع الغویہ

اگر عام حکم خداوند عالم ہی ہو کہ فاستلوا اهل الذکر ان کفر لا تقبلون میں جاؤ تو کو حکم ہے کہ جو بائیں نہ معلوم ہوں۔ اونکو علم سے دریافت کریں۔

اور علم کو یہ حکم ہے ولا تبسوا الحق بالباطل وتلقوا الحق واتقوا الحق۔ کہ حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق کو نہ چھپاؤ مالا نہ تم جانتے ہو کہ تم چھپاتے ہو۔

مگر انوس اڈیٹر صاحب الحدیث کا عمل بالکل اس کے خلاف ہے کیونکہ ایک سائل نے اون سے یہ سوال کیا تھا۔ ملاحظہ ہو اجار الحدیث مورخہ ۱۳ ربیع الاول

س نمبر ۱۲۳۔ اعمار الترتیل مصنفہ خلیفہ محمد حسن صاحب مرحوم وزیر اعظم مثالیہ قمیہ کے صفحات ذیل پر حدیث مرقوم صحیح میں لکھا اور کس کتاب میں ہیں (۱) صفحہ ۱۴۱ لکھا لکھی و دست دی دبارہ حضرت علی رض (۲) صفحہ ۵۵ یا بنی عبد المطلب قدس جہا الدینا والاغزو قد امورنی اللہ ان ادعوکم الیہ فایکم یوازی فی علی اموی ہذا ویكون احی ووصی وخیلتی فیکم

(۳) ان ہذا احی ووصی وخیلتی فیکم فاسمعوا واطیعوا۔ آخر کی دو رو حدیثیں اس موقع کی ہیں جبکہ حضور انور نے بنی ہاشم کو بلا کر دعوت دی اور صرف حضرت علیؑ نے قبول کی۔ ابراہیم از اور

اڈیٹر صاحب اہل حدیث اس کے جواب میں لکھتے ہیں ج نمبر ۱۳۳۔ اس قسم کی ردائے شیعہ کی ہیں اہلسنت کی کتابوں میں نہیں لکھا لکھی تو ہے۔ اس معنون پر کیسقدر بحث اجارہ الراج میں ملی النہ شیعہ عموماً ایسی بے سرو پا روایتیں بیان کیا کرتے ہیں خلیفہ صاحب ہی چونکہ شیعہ تھے اسلئے وہ بھی اس قسم کی روایات سے بچ سکے۔ اب داخل غریب فذ۔

اس جواب میں اڈیٹر صاحب نے اجارہ مورخہ الراج کا حوالہ دیا ہے اور کو بھی دیکھ لیجئے کیونکہ پہلے اصلاح کی عبارت اونہوں نے نقل کی ہے ”تمامی کتب صحابہ

وسیر و تواریخ میں بصراحت موجود ہے کہ حسرو ز آیت و اندھ عشیرتک الا قربین نازل ہوئی اور حضرت نے اس حکم کی تعمیل کی تو اوسی روز جناب امیر کو خلیفہ اور وزیر بھی کیا جیسے تمام کفار نے منجھکے بھی اور آیا اور حضرت ابو طالب سے کہا لو تمھارا بیٹا تم پر حاکم بنا دیکھو تواریخ کامل صفحہ ۲۲ جلد ۲۔

ادھر صاحب اس فقرہ کے جواب میں لکھتے ہیں۔

تاریخ کامل کا حوالہ جو آپ نے دیا ہے مہربانی کر کے یہ تو بلا دین کہ اس کا نسخہ بھی کہیں امام وقت کے پاس تو نہیں جا پہنچا۔ ورنہ موجودہ کامل میں تو یہ حوالہ ملتا نہیں براہ غایت عبارت بالفاظہا مع نشان جلد و صفحہ لفظون میں لکھنے بذریعہ خط بھی ایسی تصحیح کا اتقان کیا گیا مگر آپے جواب نہ دیا۔ افسوس۔ ایسی دروغ گوئی صفحہ ۱۱۱ کا لم اسطر ۱۱۱

اس سوال و جواب اور اس تحریر پر تو اگر یہ تعجب تھا ہی۔ مگر جب ادھر کیا یہ اعلان ہر اخبار میں دیکھتے ہیں ”اطلاع۔ فتودن کی غلطی پر ہر ایک صاحب مطلع فرما سکتے ہیں“ تو اب تمامی فرقہ الطحیث پر افسوس ہوتا ہے کہ یا تو اب انہیں کوئی عالم نہیں رہا یا اب نقیہ باز راضی ہو گئے کہ اظہار امر حق کی کسی کو قدرت نہیں رہی۔ کیونکہ یہ تو یقینی ہے کہ ادھر صاحب کا فتویٰ غلط ہے۔

سوال ۱۱۱ میں دو حدیثوں کی نسبت سوال تھا جس میں سے ادھر صاحب حدیث لحمی لحمی کو قبول کرتے ہیں مگر اوسی منافقانہ انداز سے ”لحمی لحمی تو ہے“ جس سے نہ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث ہے یا آیہ مقولہ عربیہ کیا۔ اگر حدیث ہے تو متواتر ہے یا احاد سے۔ صحیح ہے یا ضعیف۔ کیونکہ ہے کا لفظ وجود سے خبر دیتا ہے خواہ وجود باصحیح ہو یا بالبطالان۔ مگر ہم اس زمانہ انکار میں اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں جو ادھر صاحب نے فرمایا ”لحمی لحمی تو ہے“

لہذا دوسری حدیث کو لیتے ہیں جس سے بالکل انکار ہے کیونکہ ادھر صاحب فرماتے ہیں ”اہل کی کتابوں میں نہیں“ جس سے معلوم ہوا کہ کتب اہلسنت میں اس کا کسی طرح وجود ہی

نہیں نہ بطور صحیح نہ ضعیف -

انسوس دنیا میں اب کوئی عالم فرقہ الٰہدیت میں نہیں رہا نہ اہلسنت میں کوئی عالم ہمارا جو انکو بتائے کہ یہ جواب کیسا جاہلانہ ہے جس سے یہ بھی مرزا حیرت کے ہمسرہ ہو گئے جو منکر شہادت مظلوم کربلا ہے -

اڈیٹر صاحب نے اپنے اجبار مورخہ ۱۱ مارچ میں تو اور بھی غضب کیا کیونکہ فرماتے ہیں ”تاریخ کامل کا حوالہ جو اپنے دیا ہے مہربانی کر کے یہ بتلا دیں کہ اسکا نسخہ بھی کہیں امام وقت کے پاس تو نہیں جا پہنچا جس سے معلوم ہوا کہ یہ دلائل کمال سے آپکا انکار رہے کہیں دنیا میں اسکا وجود ہی نہیں۔ جو ایک معنی سے درست ہو سکتا ہے کیونکہ الناس اعداء علما جھلوا جس چیز کو نہیں جانتا اس سے انکار ضرور ہے۔“  
اس فقرہ سے چونکہ اڈیٹر صاحب کا جہل تسلیم تمام عالم پر ظاہر ہوتا ہے کہ جس تاریخ کامل سے لے ادنے ادنے لوٹے استدلال کرتے ہیں اس تاریخ کامل کی نسبت آپ فرماتے ہیں ”مگر اسکا نسخہ امام وقت کے پاس جا پہنچا“ لہذا عجب منافقانہ انداز سے آپ اس جہالت کو چھپا کر فرماتے ہیں ”ورنہ موجودہ کامل میں تو یہ حوالہ ملتا نہیں“ جس سے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ موجودہ کامل سے کیا مراد ہے کیونکہ ”کامل“ کئی کتاب کا نام ہے -

کامل الادب - کامل التبیہ - کامل الصناعہ - کامل الضاعین - کامل الفتاوی - کامل فی الانساب - کامل فی الجبر والمقایلہ - کامل فی الحساب للاحدب کامل فی المحیط فی الکمال فی اختلاف بین الشافعیہ والحنفیہ - کامل فی فروع الشافعیہ - کامل فی القراءات الخمس - کامل فی اللغة العربیہ - کامل فی معرفۃ الصنفا والمترکین من الرداء لابن حجر الحج جانی المتوفی ۷۵۰ھ

ان سب کتابوں کا نام کامل ہے۔ اب معلوم نہیں ”موجودہ کامل“ کس طرف ہے کونسی کامل اونکے پاس موجود ہے غالباً کامل التبیہ موجود فارسی میں ہے تبصر خواجہ کے متعلق۔ کیونکہ بقول اہلسنت ابو بکر صاحب بڑے تبصر دان تھے جنہوں نے رسول اللہ کے خواب کی تبصر دی تھی کہ تپ ڈھائی برس پہلے مر جائیگے اور ہم آپکے بعد ڈھائی برس



ہمک عیش کرینگے تو اس مناسبت سے کامل التعمیر اونکے پاس ہوگی جسکی طرف ”موجودہ کامل“ کا اشارہ کیا گیا ورنہ یہ علمی کتابیں ہن اوں سے اونکو کیا واسطہ۔  
 بہر حال چونکہ اس فقرہ میں کسی کامل کی موجودگی کا اقرار کیا ہوا لہذا ممکن تھا کہ اونکو کتاب کامل بذریعہ ڈاک بھیج دیا جائے مگر اوپر یہ خیال ہوتا ہے کہ کہیں حضرت عائشہ کی قبر میں نہ ڈال دیں اور رسید بھی نہ دیں دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی تھی کہ شیر آریہ نیڈٹ بھوجت صاحب اڈٹیر مسافر اگرہ کی خدمت میں بھیجتے کہ وہ جا کر صفحہ ۲۴۷ اوس کتاب کا دکھائے۔ مگر نیڈٹ جی کے نام سے اونکی روح فنا ہوتی ہے اسلئے یہ بھی نامناسب سمجھا گیا۔

تو اب آخری صورت ہی اختیار میں ہو جسکی خود فرمایش کرتے ہیں ”براہ غایت عنایت عبارت بالفاظ طابع نشان صفحہ و جلد لفظون میں لکھیے“ جس سے معلوم ہوا کہ اگر ایسا ہوگا تو شاید آپ ایمان لائینگے۔ مگر افسوس اسکی تعمیل بھی بہت قبل ہو چکی ہو کیونکہ اصلاح جلد ۱۱۶۔ بابت صفحہ ۲۴۷ میں پوری عبارت تاج ابو العزا کی بحوالہ صفحہ ۱۱۶ جلد اول لکھی گئی تھی اور پھر تاج کامل جلد ۲ کے صفحہ ۲۴۷ کا حوالہ بھی دیا گیا تھا۔ اور تاج طبری جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ اور معالم الترمذی کے صفحہ ۲۴۷ کا حوالہ مرقوم تھا اور نیز ازالۃ الخفا کا حوالہ بھی دیا گیا تھا۔ مگر اس حدیث نے اوپر دینا کو اسطرح تاریک کیا کہ کچھ نظر نہ آیا۔

ہاں چونکہ وہ یہ عذر کر سکتے ہیں کہ تاج کامل کی عبارت بلفظ نہیں ہو اور نشان صفحہ و جلد لفظون میں نہیں ہو (بلکہ ہندسوں میں ہو) لہذا تاجاً للتحہ اونکے حکم کی تعمیل کی جاتی ہو مگر قبل اسکے کچھ ذکر اوصاف تاج کامل ضروری ہو ملاحظہ ہو کشف الظنون ص ۲۵۵ جلد کامل التواریخ فی ثلاثۃ عشر مجلد الشیخ عز الدین علی بن محمد المعروف بابن الاثیر الحنفی ابداً فیہ من اول الزمان وانتهی الی سنۃ سبع و ثلاثین و ستمائۃ و توفی فی سنۃ ثمان و ثلاثین و ستمائۃ و علق علیہ جمال الدین محمد بن ابراہیم الوطواط الکبکی حواشی مفیدۃ و توفی سنۃ ثمان عشرۃ و سبع

وذیلہ ابو طالب علی بن انجب بن السّاعی المتوفی سنۃ ست و سبعین  
وستائہ فی خمسہ مجلدات الی سنہ وترجمہ بالفارسیۃ مولانا نجم الدین  
الطاری المتوفی سنہ من اعیان دولۃ مورخ اشاہ بن تیمور باشارتہ ترجمہ  
بلیغہ وکان ماہرا فی الانشاء کذا فی حبیب السیر۔

یعنی کامل التواریخ کے مصنف شیخ عزالدین علی بن محمد معروف بہ ابن اشہر جزیری  
ہیں جنہوں نے ابتدا سے زمانہ سے تاریخ لکھی اور سنۃ ۷۳۱ تک کے حالات لکھے تھے کہ حد سنہ  
میں انتقال کیا۔ اس تاریخ پر جمال الدین نے مفید حاشیے لکھے ہیں اور ابو طالب  
متوفی سنہ ۷۳۱ نے اسکا ذیل لکھا جو پانچ جلدوں میں ہے اور مولانا نجم الدین نے فارسی  
میں اسکا ترجمہ کیا۔

ایسی مشہور و معروف کتاب کی نسبت اڈیٹر صاحب کلامیہ جملہ ”اسکا نسخہ بھی کہیں  
امام وقت کے پاس تو نہیں جاہو پوچھا نہایت ہی قابل قدر ہے کہ جو کتاب ایسی مشہور  
ہو اس کے وجود سے آپکو اسطرح انکار ہو۔

تاریخ کامل مصر میں دو مرتبہ چھپی ہر ایک نسخہ کے حاشیہ پر مروج الذہب مسعودی  
بھی ہے جو سنہ ۱۱۱۱ھ سے دفتر اصلاح میں موجود ہے۔ اسکی دوسری جلد باب -  
”ذکر امر اللہ تعالیٰ بنیہ باظہار دعوتہ“ کے صفحہ ۱۸۱ میں اسے یہ عبارت شروع ہے۔

یعنی حضرت علیؑ نے کہا کہ جب آیہ وانذر  
عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو حضرت  
نے فرمایا اے علیؑ خدا نے مجھے حکم انداز دیا  
ہے کہ اپنے عشیرہ قریب کو انداز کروں۔  
اس سے میں دلتنگ ہوا کہ اگر ایسا  
کروں گا تو قوم سے ناگوار باتیں دیکھوں گا  
اس لئے سکوت کیا یہاں تک جبرئیلؑ نے  
اگر کہا اے محمدؐ تے لکھو ایسا نہ کیا تو خدا تم پر

قال علی بن ابیطالب لما نزلت وانذر  
عشیرتک الاقربین دعا النبی فقال  
یا علی ان اللہ امرنی ان اندر  
عشیرتی الاقربین فضغت زرعاً  
وعلمت انی متی ابادرہم بهذا الا  
اری منہم ما اکرہ فضحت علیہ حتی  
جاء فی جبرئیل فقال یا محمد الا تغفل  
ما تو موبہ یعد ربک ربک فاصنع

لما صاعا من طعام و اجعل عليه  
رجل شاة و املا لنا عسا من لبن  
و اجمع لي بنى عبد المطلب حق كلهم  
و ابليهم ما امرت به ففعلت ما امرت  
به ثم دعوتهم و هم يومئذ اربعون  
رجلا يزيدون رجلا و ميقصون  
فخرجوا مع ابي طالب و حمزة و العباس  
و ابولهب فلما اجتمعوا اليه دعاني  
بالطعام الذي صنعت لهم فلما  
وضعت تناول رسول الله صلى  
الله عليه و سلم خرة من اللحم فنقرا  
بأسنانه ثم القاها في نواحي الصحفة  
ثم قال خذوا باسم الله فاكل القوم  
حتوا ما هم يشعون من حاجة و اذ  
الرموا صنع ابيهم و ابي الله الذي  
دفن علي بيده ان كان الرجل  
الواحد لياكل ما قدمت لجميعهم  
قال اسقى القوم فخبئهم بذلك  
العس فشرابوا منه حتى رو و اجمعوا  
و ابي الله ان كان الرجل الواحد  
ليشرب مثله فلما اراد رسول الله  
صلى الله عليه و سلم ان يكلمهم  
بدره ابولهب الى الكلام فقال

عذاب کریگا لہذا (اے علیؑ) تم ہمارے  
لئے ایک صلع طعام تیار کرو اور ایک  
ران بکری کا گوشت اور ایک کاسہ  
دودھ مہیا کرو۔ پھر فرزند ان عبد المطلب  
کو بلا لاؤ کہ ہم اونکو کھلائیں اور جو کچھ  
حکم خدا ہے او سکی تبلیغ کریں حضرت علیؑ  
کہتے ہیں کہ مجھے مطابق حکم رسول اسکو بخانا  
دیا اور سکو بلا لائے جو اوس روز چاکر  
آدمی تھے ایک کم یا ایک ریاضہ جن میں  
حضرت کے چچا لوگ ابوطالب حمزہ عباس  
ابولہب سب جمع تھے۔ جب سب جمع ہوئے  
تو حضرت نے ہم سے کھانا منگوایا حضرت نے  
ایک ریزہ گوشت اپنے دندان مبارک  
سے پارہ پارہ کیا اور سخی میں ڈال دیا  
اور فرمایا کھاو بسم اللہ۔ تمام قوم نے کھایا  
اور سب سیر ہو گئے کہ اب کسی چیز کی حاجت  
اونکو نہ رہی۔ اور ہم اونکے ہاتھوں کا  
نشان دیکھ رہے ہیں قسم اوس خدا کی  
جسکے ہاتھ میں علیؑ کی جان ہے ایک ایک  
آدمی اون میں اس قدر کھانا تھا جو  
ہم نے اونکے لئے رکھا تھا پھر حضرت نے فرمایا  
کاسہ دودھ کا لاؤ اسکو بھی سنے پیا  
اور سیر ہوئے حالانکہ قسم بخدا ایک ایک

شخص اون میں سے اس قدر ہی جانتا تھا۔  
جب حضرت نے کلام کرنا چاہا تو ابو لبیب نے  
تیزی کر کے حضرت کی بابت کو کھٹک رہا تھا یہاں  
صاحب نے پھر سحر کیا (لفظ صحابہ کی ابتدا اسی  
کلام ابو لبیب سے معلوم ہوتی ہے جس سے  
سب متفرق ہو گئے اور حضرت نے کچھ کلام  
نہ فرمایا۔

دوسرے روز حضرت نے فرمایا اے علی اس  
مرد (ابو لبیب) نے سبقت کی جیسا کہ تم نے  
سنا جس سے سب متفرق ہو گئے قبل اسکے  
کہ ہم کچھ کلام کریں۔ تو ان میں سے وہی صاحب  
کو رو جیسا کہ کل طیار کیا تھا وہ کل ہی کی طرح  
سکھو بلا لاؤ۔ چنانچہ حضرت علی نے سب اہل  
اوس کی طرح اکھام دین جب سب کھانسی چلے  
تو حضرت نے کلام کیا اور فرمایا اے فرزند ان  
عبد المطلب ہم جیانتک جاتے ہیں عرب پر  
کوئی جوان اوس سے بہتر کوئی چیز نہیں  
لایا جو ہم تمہارے پاس لائے ہیں کہ وہ خیر  
دنیا و آخرت سے۔ خدا نے تم کو حکم دیا ہے۔  
کہ تمہاری دعوت کریں اوس کی طرف۔ تو  
لوں سے ہماری مدد کرتا ہے اس بار میں  
اس شرط پر کہ وہ سارا پہاڑی ہو اور  
وصی ہو اور خلیفہ ہو تو گوگوں میں۔

لعلماء سحر کہہ صا جکھ مقفّر القوم  
یکلمہم صلی اللہ علیہ وسلم فلما کان  
العقد قال یا علی ان هذا الرجل سبق  
الی ما صنعت من القول مقفّر قوا قبل  
ان اکلمہم عند لنا من الطعام مثل  
ما صنعت ثم اجمعہم الی ففعل مثل  
ما فعل بالامس فاکلوا و اسقیتہم ذلک  
العس فشر بواحتی رو و اجمعاً و شعل  
ثم تکلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و  
وسلم فقال یا بنی عبد المطلب انی  
واللہ ما اعلم شابا فی العرب جاء قومہ  
بافضل مما قد جئتکم به قد جئتکم بخیر  
الدینا و الآخرۃ و قد امرنی اللہ تعالیٰ  
ان ادعوکم الی ما فیکم یوازرانی علی  
هذا الامر علی ان یکون اخي و وصی  
و خلیفتی فیکم فاجمع القوم عنہا  
جمعاً و قلت و انی لاحدکم سنا و  
ارمضہم عینا و اعظمہم بطنا و احشہم  
ساقا انایا بنی اللہ اکون و زیر ذہ  
علیہ فاخذہم بقبی تم قال ان هذا  
اخي و وصی و خلیفتی ثم حکم فاسمعوا  
لہ و اطیعوا قال فقام القوم بضیاع  
فیقولون لا بنی طالب قد امرنا ان

تسمع لابلک وتطیع وامر رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ان یصدق ما  
جاءہ من عند اللہ وان ینادی الناس  
باسمہ ویدعوہم الی اللہ فکان یدعو  
فی اول ما ترک علیہ النبوة ثلاث  
سینین مستغنیاً الی ان امر بالظہوی  
للدعاء ثم صدق بالمر اللہ وبادی قومه  
بالاسلام فلم یبعد وامنہ ولم یردوا  
علیہ الا بعض الود حق ذکوا اھلہم و  
عیبائہم افضل ذلک اجمعوا علی  
خلافہ الامن عصمہ اللہ منہ کلاسلام  
وہو قلیل مستغفون وحد بعلیہ  
عمہ ابوطالب ومنعہ وقام دونہ  
ومضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم علی امر اللہ مظهر الامر لا

پردہ شدی +

تمام قوم خاموش ہو رہی اسکے جواب سے  
اور چنے اسکے جواب میں کہا حالانکہ سب  
چھوٹے تھے سن میں۔ اور انہیں چمک آؤر  
تھیں۔ اور بطن عظیم تھا اور ساقین باریک  
تھیں۔ کہ یا نبی اللہ میں آپکا وزیر ہوں گا اس  
امر میں۔ پس حضرت نے میری گردن کڑی۔  
اور فرمایا یہ میرا بہائی۔ وصی اور خلیفہ  
تلوگوں میں اسکا حکم سنو اسکی اطاعت  
کرو۔ پس قوم یہ کلام سنا سنستی ہوئی اور ٹھ  
کڑی ہوئی اور ابوطالب سے کہا کہ تلوگو  
حکم دیا ہے کہ اپنے فرزند کی اطاعت کرنا اور  
حضرت کو حکم ہوا کہ مستعدی کے ساتھ احکام  
خدا کی تعمیل کریں حضرت قبل اسکے اسلام  
کی طرف دعوت کرتے تھے مخفی طور سے جس سے  
وہ لوگ حضرت سے نہ زیادہ دوری  
کرتے تھے نہ زیادہ رد کرتے تھے۔ یہاں تک

کہ حضرت نے اوکے تبون کا ذکرنا شروع کیا اور عیب لگانے لگے جب حدوت نے ایسا کیا  
تو سب نے حضرت کی مخالفت پر اجماع کیا (یہی اجماع سقیفہ میں باکیا رہا اور ہوا) مگر ان  
لوگوں نے جنہیں خدا نے بوجہ اسلام اس سے محفوظ رکھا اور وہ قلیل تھے۔ اور آپ کے  
چچا ابوطالب آمادہ ہر سے آپکی حمایت پر اور رسول اللہ نے احکام خدا کو پہنچا سے  
کہ کوئی چیز اس سے روک نہیں سکتی تھی،

یہ عبارت تلخیص کامل حسی عبارت بلعظما اور نشان صفحہ و جلد نقض و ثمن چاہا ہوتا کہ  
جلد صفحہ ۴۴ مطر سے شروع ہو دیکھے اب کیا عذر تراشا جاتا ہے۔

(۲) یہی عبارت مجنبہ بتا دے تاریخ ابوالفدا جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۶ کیسوسولہ میں ہے جس کا آخری حصہ یہ ہے فاخذ رسول اللہ برقبۃ علی وقال ان هذا اخي ووصي وخليفتي فيكم فاسمعوا له واطيعوا فقام القوم يضحكون ويقولون لا يطالب قد امرنا ان نسمع ابنك وتطيع

(۳) یہی عبارت مجنبہ تاریخ طبری جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱۶ میں بھی ہے طبری نے حضرت کا حال اپنی تاریخ جلد ۲ کے صفحہ ۱۹۳ کیسوسوڑا نوے سے شروع کیا ہے مثلاً ۲۱ میں اول اسلام کا اس طرح خاتمہ کیا ہے قال اخذنا اسلم قبل بي بكر جماعة ذكر من قال ذلك حدثنا ابن حميد قال حدثنا كنانة بن حيل عن ابراهيم بن طهمان عن العجاج بن العجاج عن قتادة عن سالم بن ابى الجعد عن محمد بن سعد قال قلت لابي اكان ابو بكر ابو بكر اولكم اسلاماً فقال لا وقد اسلم قبله اكثر من خمسين ولكن كان افضلنا اسلاماً ص ۲۱۵

یعنی بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ ابو بکر کے پہلے بہت سے لوگ اسلام لائے چنانچہ رواۃ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن سعد درادر عمر بن سعد اپنے باپ (سعدی) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا کیا ابو بکر کے پہلے اسلام لائے سعد نے کہا نہیں کیونکہ ابو بکر سے پہلے ناس آدمی سے زیادہ اسلام لائے تھے گرا ابو بکر میں سب سے افضل تھے از آراء اسلام۔

اسی کے بعد صفحہ ۲۱۶ میں اس روایت کو کہتے ہیں جو یہی تاریخ کامل و ابوالفدا سے مذکور ہوئی جس کا آخری حصہ یہ ہے فایکرموا زرتی علی هذا الامر علی ان يكون اخي ووصي وخليفتي فيكم قال فاجتمع القوم عنهما جميعاً وقلت وانی لا احدثهم سنا دار مصمم عينا واعظمهم عطفاً واحشهم ساقاناً یا بنی اللہ کون وزیرک علیہ فاخذ برقبتي ثم قال ان هذا اخي ووصي وخليفتي فيكم فاسمعوا له واطيعوا قال فقام القوم يضحكون ويقولون لا بی طالب قد امرنا ان نسمع لابنك وتطيع ص ۲۱۴

ترجمہ اسکا بھی وہی ہو جو تاجی کمال کی عبارت کا ترجمہ تاکہ حضرت نے مسلمان و کافر میں سے فرمایا یہ میرا لہائی ہے۔ اور وہی ہے۔ اور خلیفہ میرا ہے تو کون من۔ اسکا حکم سنو اسکی اطاعت کرو۔ ساری قوم یہ کھتی ہستی اٹھ گئی کہ اسے ابوطالب ٹکوا حکم دیا ہے کہ ایسے بیٹے کے احکام کو سنو اور اسکی اطاعت کرو۔

(۴) یہی حدیث بعینہ تفسیر طبری جلد ۱۷ ص ۱۰۷ میں بھی موجود ہے فرق یہ ہے کہ تفسیر میں طبری صاحب نے بتقلید بخاری ص ۱۰۷ کے الفاظ کو ترجیح کر کے لفظ خلیفہ فی و وصی کو بدل دیا ہے چنانچہ عبارت بلفظ حسب ذیل ہے فانکونوا زمرتی علی هذا الامر علی انیکون احی وکذا اولکذا قال فاجمع القوم عنہا جمیعاً وقلت وانی لاحد شتم منہ وانا و اصحابہ عینا و اعظمہم بطنا و اصحابہم ساقا انا یا بنی اللہ اکون وزیرک و انخذ برقتک و نشر خال ان هذا احی وکذا اولکذا فاسمعوا له و اطیعوا قال فقام القوم یضحکون و یقولون لا بی طالب قد امرنا ان نسمع لابیناک و نطیع۔

ترجمہ وہی ہے جو پہلے لکھا گیا صرف اسلاف صنعت اکٹھا کا ہے کہ لفظ وصی و حلفی نکال دیا گیا جس نے ابو بھی لطف کو دیا و بالا کر دیا۔ کیونکہ جنابہ یعنی اہل بیت نے تو اس غریب پر وہ ظلم کیا ہے کہ اتنا بھی لکھا اسکا حجاب روزگار سے ہے کیونکہ اب اہل آباء و ائد رعشہ بنو تاتہ الاقریبین سے آئے و ہر ہطاک المخلصین نکال دیا ہے تو حدیث سے لفظ خلیفہ فی کے بجائے پر کیا تعجب ہے چنانچہ اسی تفسیر طبری میں ہے حدیث ابن حمید قال تناجوسیر

یہی حدیث کان یقر و اندرعشہ بنو تاتہ الاقریبین و ہر ہطاک المخلصین ص ۱۰۷ میں اس ترکیب کے آیلو اسکی حقیقت یہ معلوم ہوگی کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس روایت کو تو اس الفاظ سے لکھا اذ انکلم انکلم پیش انہ ہجرت آنحضرت با و معاملہ مقتضی اختلافت نمود کہ یکے اذ لو انکم خلافت خاصہ بکا آور دندہ انخرج انسانا فی ۲۵۰ زائد انکلم

روایت وہی ہے کہ لفظ خلیفہ فی نکال دیا جس سے اور بھی انوٹوں کی دانستہ واری ظاہر ہوئی اور اس کے ساتھ اسکی ولفقہ بھی کہ حضرت نے اس طرح جناب پر کر دیا کہ ابو ز اسلام خلیفہ بن بنا لہر جہان حالہ انہ خلافت کو مصعب کہ اوہان و سنے ہو انوٹوں

نے لفظ خلیفہ کو اصل روایت سے نکالنا چاہا مگر اس سے کیا نتیجہ ملا جب ان کو اقرار کرنا پڑا کہ یہ معاملہ مستطرحاً کفایت تھی جسکی کوئی نظیر وہ جہہ دیکھ لے نہیں لاسکتے

ہاں تفسیر مصری میں جو بجائے لفظ دوسری خلیفہ آپ کو لفظ کذا کذا نظر آتا ہے تو اس کا الزام خود امام طبری پر نہیں آسکتا۔ بلکہ یہ کہ لفظ ملازمین مطبع مصر معلوم ہوتی ہے جو ہاں یہ کتاب چھپی ہو کہ چونکہ تالیف طبری میں یہ لفظ مجتہدہ موجود ہے جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ چونکہ تالیف طبری پہلے لندن ملک جرمن میں طبع ہوئی تھی جہاں نقل و سر و الون نے دوبارہ چھاپی اسلئے اس تحریف کا اوسمیں موقع نہ ملا بلکہ ان تفسیر کے جو صرف مصری میں چھپی اسلئے انتہتہ میں مطبع کو اس کا موقع ملا کہ وہ ایسی تحریف کریں جسکی دلیل یہ ہے کہ تہذیب الآثار طبری میں یہ روایت مجتہدہ بلا تحریف موجود ہے

۴۔ تفسیر معالم التمریل ص ۶۷ مطبوعہ مصری میں بھی یہ روایت یکجہ سے موجود ہے جس کا آخری حصہ یہ ہے فایک یوارمہ علی امری هذا ویكون اخى ووصى وخليفته فیکو فاجم المقوم عنها جميعاً فقلت وانا احد ثم سنا ما یابى الله انا وزیرك علیه قال فاخذ بقتی ثم قال ان هذا اخى ووصى وخليفته فیکو فاجم معواله واطيعوا فقام المقوم فبعضکون وبقولون لا ی طالب قال امرک ان تسمع لعلی وقطیع۔

ترجمہ وہی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں میری وزارت اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ وہ میرا بہائی اور وصی اور خلیفہ ہو حضرت علی نے عرض کیا میں ہوں یا رسول اللہ حضرت نے آپ کی گردن پر ہاتھ تمام حاضرین طلبہ سے فرمایا کہ یہ میرا بہائی۔ وصی۔ خلیفہ ہے تم لوگوں میں اسکی فرمانبرداری کرو جس پر کفار نے حضرت ابوطالب سے کہا کہ لو تم کو حکم ہوا ہے کہ علی کی متابعت کرو۔

اس تفسیر معالم التمریل کو نسخ المتفاسیر کا خطاب دیا گیا اور اس سے تمام اہلسنت نے استدلال کیا ہے یہاں تک کہ خود اڈیٹر ایچ بیٹ اپنے رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۲۵-۲۶ میں اس استدلال کی تائید کرتے ہیں اب ہم اس بحث کو تفسیر دانشور یوٹی کی عبارت پر ختم کرتے ہیں ملاحظہ ہو جلد ۵ صفحہ ۹ مطبوعہ مصر تفسیر سورہ شورا

اخرج ابن اسحق و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردويه و ابو نعیم و التیہقی فی



والدلائل من طرق عن علي رضي الله عنه قال لما نزلت هذه الآية على رسوله صلى الله عليه وسلم وأتته عشرين نكالا فبينما هو في ذلك قال يا علي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا علي ان الله امرني ان اتدع عشرين من الاقربين فضمت بذلك ذمرا وعرفت اني منهما باقيتهم بهذا الامر اري منهم ما الكوفة ضمت عليها حتى جاء جبريل فقال يا يا محمد انك ان لم تفعل ما توصيت به يذرك ربك فاصنع لي صاعا من طعام واجعل عليه رجل شاة واجعل لنا عسائرا من لبن ثم اجمع لي بني عبد المطلب حتى اكلمهم وابلغ ما امرت به ففعلت ما امرني به ثم دعوتهم له وهو يومئذ اربعون رجلا يزيدون رجلا او ينقصون فيهم اعمام ابو طالب وحمزة والعباس وابولهب فلما اجتمعوا لعاني بالطعام الذي صنعت لهم فجمعت به فاما وضعت تناول النبي صلى الله عليه وسلم نصفه من اللحم فشقها باسنانه ثم القاها في نواحي الصفوة ثم قال كلوا باسم الله فاكل القوم حتى نهوا عنه ما روى الاثنا عشر صاحبهم والله ان كان لرجل الواحد لياكل ما قدم له ثم الجبريل ثم قال اسوق القوم يا علي فجمعهم بذلك العس فشر بواضع حتى روي جميعا وايد الله ان كان الرجل منهم ليشرب مثله فلما اراد النبي صلى الله عليه وسلم ان يكلمهم بدره ابولهب الى الكلام فقال لقد سمعكم صاخبكم ففقر والقوم ولم يكلمهم النبي صلى الله عليه وسلم فلما كان الغد قال يا علي ان هذا الرجل قد سبقني الى ما سمعت من القول وفقر والقوم قبل ان اكلمهم بعد لنا جبل الذي صنعت بالامس من الطعام والشراب ثم اجمعهم لي ففعلت ثم جمعهم ثم دعاني بالطعام فقربته ففعل كما فعل بالامس فاكلوا وشربوا حتى نهوا ثم تكلم النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا بني عبد المطلب اني والله ما اعلم احد في العرب جاء قومك بافضل مما جئتكم به اني قد جئتكم بخير الدنيا والاخرة وقد امرني الله ان ادعوكم اليه فاليكم يوم اتراني على امرني هذا افعلت واذا احد منهم سنانة انا فقام القوم يتخفون -

ن

اس عبارت سے جہاں آپ کو یہ معلوم ہو کہ اس روایت کے راوی ابیہ ابیہ محمد بن الاشعث ہیں جن کا نام ابن اشعث ابن جبریر ابن ابی حاتم ابن مردودہ ابو نعیم ہیثمی جوہان

یہ بھی معلوم ہوا کہ دیانت و ایمان میں الٹا کیا پایہ ہو کہ خود طبری نے اپنی تاریخ میں الفاظ طیفنی و وصی کو تفسیر لکھا۔ مگر تفسیر میں او کو بناری والی صفت القفاسے کام لینا پڑا کہ وصی و طیفنی کو نکال کر کذا و کذا لکھا و رسیوطی نے تو اور بھی کمال کیا کہ آخری حصہ روایت کا بالکل نکال دیا عرف اس قدر لکھا فقلت وانا احدہم سنا انہ انما فقام القوم مضطربون کہ حضرت علیؑ نے کہا وہ وزیر آپکا میں ہوں۔ پس قوم کبھی ہو گئی جس پر پوری دیانت مانی ظاہر ہے۔

سیوطی نے اس عبارت میں ابو نعیم کا نام بھی لکھا ہے کہ اوہوں نے یہی اس روایت کو دلائل النبوة میں لکھا ہے۔ مگر اس کے دیکھنے سے اس کی اصل کہاں کہ وہ اس روایت کے ابتدائی حصہ کو اس عبارت پر تمام کرتے ہیں نہ تکمیل رسول اللہ کہ حضرت نے یہ کلام کیا۔ مگر اس کلام کو نہ لکھا جو حضرت نے فرمایا تھا لا اظہر منہ ۵۲ مطبوعہ دائر المعارف حیدرآباد دکن اس روایت کو دلائل النبوة میں دیکھ کر نے ایک خط جناب مولوی وحید الزمان صاحب نواب وقار نواز جناب بہادر کو لکھا جو حیدرآباد میں تشریف رکھتے ہیں کہ یہ کیسی تحریف ہوئی جو توجہ جناب مدوح نے لکھا کہ میں ہتم مطبع سے دریافت کیا تو معلوم اصل نسخہ لا تبریٰ خدا بخش خان بہادر پٹنہ کا تھا جس سے نقل کر کے یہ کتاب طبع ہوئی اب نہیں معلوم کہاں تحریف ہوئی حالانکہ خان بہادر شیخ احمد حسین صاحب رئیس پریانوان ضلع پرتابگڑہ نے اس پوری روایت کو دلائل النبوة ابو نعیم اصغہانی سے نقل کیا ہے جس میں وہ فقرات بھی موجود ہیں جو اس نسخہ مطبوعہ حیدرآباد سے نکال دئے گئے۔

چونکہ میرے پاس کوئی دوسرا نسخہ دلائل النبوة کا موجود نہیں ہے لہذا میں نہیں کہہ سکتا کہ اصلیت کیلئے لیکن اس قدر تو یقینی ہے کہ تحریف ہوئی۔ کیونکہ پوری روایت وہی ہے جو تاریخ کامل و تاریخ طبری وغیرہ سے منقول ہوئی۔

اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ اڈیر صاحب الحدیث نے قرنی میں کہا تک سچ ہیں جو فرماتے ہیں یہ اس قسم کی روایتیں شیعہ کی ہیں۔ اہلسنت کی کتابوں میں نہیں، کیونکہ تاریخ کامل صفحہ ۲۷۲ تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ تاریخ ابوالفداء جلد ۱ صفحہ ۱۱ تفسیر طبری جلد ۱

۲۳ تفسیر معالم التنزیل ص ۲۲۳ تفسیر درمثور سیوطی جلد ۵ ص ۴۱ کی عبارتیں بہ اختصار دیکھا  
دی گئیں۔ تو یہ سب کتابیں شیعوں کی ہیں۔ ان میں کوئی بھی ایہ مسنت کی نہیں ہے؟  
ادھر صاحب الجہدیت اپنے بڑے بہائی آریونسے اکثر لکھتے ہیں ”وہا تہ یو دروغ کوئی کی سزا کس  
جون میں ہے“ دیکھو الجہدیت مورخہ ۵ ربیع الثانی۔

تو کیا یہی سوال ہم وہابیوں سے نہیں کر سکتے جب ان کے تسلیم کردہ قرآن میں لفظ اللہ علی الکفایت  
موجود ہے نہ معلوم ائمہ مضعوعی صدیق نے اس ساعت منحوس کین سخن معاشیہ الہیاء کا اتہام  
رسول اللہ پر لگایا کہ روز بروز دروغ کوئی کو ترقی ہوتی جاتی ہے۔ مرزا حیرت تو صرف منکر شہاد  
تھے یا جنگ جہل و صفیں سوا نکار رہتا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تو اصل عباد اسلام ہی کے منکر  
ہیں کہ حضرت نے اپنی قوم کی دعوت کی نداد کو کہا نا کہ بلایا نہ اس طرح تبلیغ ظلم کیا نہ اوسرور خطاب  
ابیر کو اپنا خلیفہ اور وصی داخی فرمایا۔

پھر بتائے انکار درجہ بہا ہی ہر مرزا حیرت کا۔ کیونکہ واقعہ شہادت اندرون اسلام کا واقعہ ہے  
اور یہ واقعہ تو ایسا ہے کہ مسلمان کا فریب ہی اسکے چشم دید گواہ ہیں جنہوں نے ازراہ طعن  
نفرت ابوطالب سے کہا کہ لو اب تلکو حکم ہو کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کرو۔

کیونکہ مولوی صاحب آپ آریونسے مقابلہ میں کہتے ہیں ”جہوٹوں پر خدا کی لعنت ہو تو کیا  
اپنے سفید جہوٹ“ ایہ مسنت کی کتابیں نہیں“ کی نسبت اس جملہ کو نہ قبول کرنا بہوٹ پر خدا کی لعنت  
مولوی ثناء اللہ صاحب نے شاید سنا ہو کہ فارسی میں یہی چند تاریخیں ہیں جنہیں روئے الصفا بہت  
مشہور تالیف ہے جسکو عرصہ ہوا بمبئی میں چھپ گئی اوسکی دوسری جلد صفحہ پچاس پہلی یہ حدیث  
موجود ہے۔ ”رسول مرزا وراثت نمودہ فرمود کہ ابن برادر من است و وصی من و سخن او  
بشنوید و از فرمان او تجاوز جائز نہ آید امیر المومنین علی فرمود کہ چون سخن بہ بنجار سانسند  
قوم برخاستند و خندہ زنان باوطالب گفتند کہ دیدی محمد میرزا اہمہ سلامت و ترانامہ اور کہ در ابتدا  
اب دیکھنا یہ ہے کہ الجہدیت میں کوئی بھی حوالہ نہیں ہے جو ادھر الجہدیت سے یہ سوال کرے  
”وہا ہو! دروغ کوئی کی سزا کس جون میں ہے۔“

معشوقان پہلوانی کی مخصوص امید پر کہ مسطح مرزا حیرت کے مقابلہ میں لکھ رہے ہوئے تھے

اور مولوی ثناء اللہ صاحب انکار و نفرت للعالمین پر گہری دہائی تھی۔ اور مسطح اس مسئلہ پر بھی کرسٹ بائز کو حق و ظاہر کر سکتے کیونکہ یہ واقعہ اولی روز اسلام کا ہے جس میں حضرت  
توحید۔ رسالت۔ خلافت کا ایک ساتھ اعلان دیا ہے۔

## القول بالجزم فی انتشار النجم

اجمع و خلافت کے متعلق ایک ناچیز اسلہ خاکسار کا اصلاح ماہ ذیقعدہ و ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ  
میں اس ہیڈنگ سے چھپا تھا "شبہات عشرہ پر نظر تحقیق"

یہ مضمون بہ استقواب اوس تحریر مولوی عبداللہ راولپنڈی النجم کا ہے جس میں  
انہوں نے میرے اون دس سوالات کا جو خود انہیں کی ایک پر زور کھڑی اور عمدہ  
رفع شکوک پر کئے گئے تھے جواب دینے کی خواہش کی تھی۔

اڈیٹر مہر نے ایک طولانی مدت کے بعد جبکہ مرتبہ یاد دہانی کی گئی یہ ارادہ کیا  
کہ وہ اوس میرے دو سکر مضمون کی تردید کرنے سے اپنے سخن کی تائید کریں اور میں ضرور  
اونکی اس حق پسندی کی تعریف کروں گا کہ انہوں نے میرے مطبوعہ مضمون کو قبل اس  
کہ وہ اس کا جواب شروع کریں اپنے ذہن کا لمون میں کسی نہ کسی طرح نزع کر دیا گو یہ  
فعل اول کا فلتناء فعل ہو۔ اور یہ کہ اگرچہ اس نقل میں انہوں نے مصلحتاً بعض  
جگہ تصرف سے بھی کام لیا مگر ایسا محرفانہ تصرف اولیٰ عادت سے بعید نہ تھا۔

تاہم ہوشیار اڈیٹر کی اس عالمانہ کارروائی سے ضرور امید تھی کہ جس قدر حصہ  
اوس مضمون کا انجم میں انہوں نے شائع کیا تھا کم سے کم اوس کے مقابلہ کیلئے وہ مفصل  
نہیں تو مجھ اپنی عداوت کا قابلیت اور فراست کے نمونہ کا کسی نہ کسی شان سے انکشاف  
کئے بغیر نہ رہینگے۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ اپنے ارادہ میں کامیابی کی روح افزا خوشی  
حاصل نہ کر سکے اور اون کی وہ موجودہ انبساط جس کا احساس ایک حرف کے بالمقابل  
مستطرد مضمون ہونے پر لازماً فطرت انسانی ہے مبدل برنج و ترمان و یاس ہو گئی۔

انہوں نے شبہات عشرہ کے صرف دو نمبر دن تک اپنی زور علیت اور طریقہ موقوف  
کو ختم کر چکنے کے بعد ناگزیر یہ مناسب سمجھا کہ نبرہ کی بحث کو بھی نا تمام اور نا مکمل چھوڑ کر اور  
اسے روشنی طبع توہم من بلا شری کا مصداق ہونے سے "باقی آئندہ" بلکہ کسی طبع  
وہ اپنا چھپا چھوڑالین۔

میں اہم گزیرا یادہ نہیں تھا کہ مولوی صاحب کی ادبوری اور ناقص تحریر کا  
 کوئی جواب دیا جاوے اور سوقت تک کہ وہ اپنے سلسلہ کلام کو پورا نہ کر لیں۔ اسی خیال  
 سے سال بہت زیادہ کا انہیں موقع بھی دیا گیا اب مدت کے تجربہ نے بتلادیا کہ حقیقتہً  
 مولوی صاحب کی تحقیق حق کسی طرح منظور نہیں۔ وہ صرف اپنے اخبار کی اشاعت کیلئے  
 عوام الناس کی نگاہوں میں اپنے آپ کو ایسا با وقعت مولوی مناظر جتلائے کیلئے  
 زیب شیعہ پر بزدلائے ملے کرنے میں اپنا مطلوبہ فائدہ سمجھتے ہیں۔

یہ وقت اس زمانے سے کہ مولوی صاحب کی کوئی حسرت باقی نہ رہ جاوے  
 ایک مدت کے انتظار بعد آج میں ادنیٰ ایسی نامکمل مضمون پر قناعت کر کے اونکے  
 دلائل کی جلیغ پر بال کرتا ہوں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ مولوی صاحب کی سچی وعدہ  
 وفائی اور نیرائی ملو، تم علالت کی وجہ سے نہ اونکی خدمت سے ایک قاصر رہا  
 لیکن اگر اب بھی مولوی صاحب اس بات پر آمادہ ہوں کہ اجماع و خلافت کی بحث  
 (جو سوالات عشرہ اور مضمون مندرجہ اصلاح اور نیز اس مضمون میں کی جانی ہے)  
 کا کافی اور دانی جواب دیکر حقیقت، سب اہل سنت کو دلہلادین تو میں ضرور  
 قائل ہو جاؤں گا کہ مولوی صاحب ایک حق پسند اور خدا ترس اور با غیرت آدمی ہیں  
 ورنہ انحق یعلو اور اذیعی کی مایہ کسی بانیہ انسان کو اس امر کے تسلیم کرنے میں  
 پس یہ ہمیشہ ہو گا کہ مذہب اہل سنت کی صداقت اور حقیقت کا کوئی ثبوت اس کے  
 سامنے والوں کے پاس نہیں ہے اور اسلئے وجہ نہیں ہو سکتا۔ وبالله التوفیق

وہو خیر التوفیق

قبل اس سے کہ مولوی صاحب کی کسی بات کا جواب دیا جاوے میں اون سوالات  
 عشرہ کو جو اخبار انجمن سابقہ شایع ہو چکے ہیں اس موقع پر نقل کر دینا ضروری سمجھتا  
 ہوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اصلاح کے ناظرین نے اون سوالات کو انجمن میں نہیں  
 دیکھا ہے وہ اس تحریر پر عجیبی نے سنئے اور نہ وہ اس بات کا فیصلہ کر سکیں گے  
 کہ مولوی صاحب نے جو جوابات تحریر فرمائے ہیں وہ کہا تک تشفی بخش اور معقول سمجھیں

جاسکتے ہیں۔ بیشتر مضمون اسی بحث کے متعلق اصلاح میں دیا گیا تھا اور ان میں تفصیل اور سوالات کی نہیں تھی جس پر ذی علم اڈیٹر اصلاح نے اعتراض کیا تھا کہ بغیر ابتدائی مضمون کے پورا لطف بحث کا اور ان لوگوں کو حاصل نہیں ہو سکتا جنہوں نے کہ اس کا ابتدائی سلسلہ نہیں دیکھا۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ ایک نقص تھا جو اس مضمون میں رہ گیا۔ بہر حال اب میں اس نقص کی تلافی کے لئے اولیٰ ادبیں شبہات کو ذیل میں درج کئے دستا ہوں اسکے بعد ولوسی صاحب کی اس آخری تحریر پر جسکو دم واپسین کی تحریر کہنا زیادہ ہوگا نظر کرونگا۔

وہو ہذا

### تفصیل شبہات

(۱) حدیث ستفترق امتی علی ثلاثہ وسبعین فرقۃ الخ سے تمام فرق اسلام کا آٹھویں ہونا محقق ہے اور حدیث لا یجتمع امتی علی خطاء اسکے معارض معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ ہر فرقہ کا ایک ملت معینہ پر اتفاق کر لینا لا یجتمع امتی علی خطاء کے حد میں صاف ظاہر کرتا ہے کہ باہم دونوں کے تعارض ہے کیونکہ حدیث عدد میں بیشتر فرقہ فی النار بتلائے گئے ہیں۔ پس اونکا اجماع ضرور علی الخطا تسلیم کرنا ہوگا۔

(۲) حضرت علیؓ نے شہادت عثمان غنیؓ میں ہر دو قسم کا اجماع غلطی و سکوٹی فرمایا کہ صحابہ مصر و عراق مرتکب قتل ہوئے۔ اکثر اصحاب مدنی خود اسکے محرک اور بانی تھے اور بعض اپنے گہروں میں ساکت و صامت رہے۔ یہ ارتکاب اور یہ سکوت جو مروان بن الحکم کے زہنیہ پر ہوا، یا اصلی سبب محمد بن ابی بکر کے قتل نامہ کے بدل میں ہوا، حجت شرعی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) زمانہ رسالت میں صحابہ کا اجماع فذیہ اُساری کے لینے پر ہو رہا تھا۔ اگر ہر فعل جماعی پر لا یجتمع امتی علی خطاء صادق آسکتا ہے تو یہاں پر عقاب نازل نہوتا اور اسی مثل تحلف جیش اُسامہ میں اور نیز قصہ قرطاس میں ذوی الوجہ صحابہ نے بکرائی۔ اپنی قائم کرنی تھی چونکہ وہ واقعہ خاص زمانہ رسالت میں پیش آیا تو اسکا نسخہ بھی بہت بد خمتی نبوت ظاہر ہو گیا۔ پس بعد کے اجماع انہیں ذوی الوجہ صحابہ جتنے حق میں

پیغمبر خود بمقدور خلف جیش اُسامہ کے نفرین فرما چکے تھے اور قصہ قرطاس میں قومو اعنی فرما کر خارج از بیت الشرف کا حکم دیکھ چکے تھے۔ کس طرح حجت شرعی ہو سکتے ہیں؟  
 (۴) اگر معنی لایحیثم امتی کے کل امت کا اجماع مراد رکھتے ہیں تو شایع موافق کا یہ فرمانا کہ ان الصحابة مع صلاحیتهم الکفو فی عقد الکاماتہ بذلک من الواحد والاثین کعقد عمر لابیکر وعقد عبد الرحمن لعثمان ولم یشترطوا فی عقد اجتماع من فی المدينة من اهل الحبل والعقد فضلا من اجماع الکاماتہ (۵) ہر آئینہ صحابہ نے باوجود اپنی سلاست دینی کے عقد امامت میں ایک اور دو شخصوں کے متفق ہونے پر اکتفا کیا مثل عقد بیعت عمر کے ابو بکر کے لئے اور عقد بیعت عبد الرحمن کے خلافت عثمان کے لئے اور معاہدہ بیعت میں اجتماع اون لوگوں کا جو مدینہ میں تھے شرط قرار نہیں دیا چہ جائیکہ اجماع امت کو شرط قرار دیتے (۶) کسطح مع خلافت ہو سکتا ہے۔

(۵) حمل وصفین میں جو خلیفہ عصر کے مقابل اجماع صحابہ نے کیا وہ اجماع اگر علی الخطا واقع ہوا تو یہ اجماع منافی لایحیثم امتی علی خطا کے ثابت ہوا یا نہیں اور اگر ان کا اجماع علی الخطا نہیں ہوا بلکہ اصحاب حمل وصفین قاتلان حضرت عثمان کو طلب کرتے تھے اور اسبغ جنگ واقع ہو گئی تو واقعہ عثمان غنی میں بھی مردان کا تب قتلہ ابن ابی کمرہ بلوایا طلب کرتے تھے اور سب طح عثمان غنی نے مروان کو حوالہ نہ کیا اسی طرح علی رضی نے ہی اگر قاتلان عثمان غنی کو نہ دیا تو سب طح اصحاب حمل وصفین اپنے دعویٰ طلب میں مصیب تھے اسی طرح بلوایا قاتلین حضرت عثمان بھی مصیب ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

اور اگر اصحاب حمل وصفین کو مجتہد مخطی قرار دیا جاوے (حالانکہ کوئی حجت شرعی یہ پائی جاتی جس سے انکو مجتہد سمجھا جاوے) تو یہی مجتہد مخطی کا قرار دینا مخالف حدیث لایحیثم کے ہے۔ بہرہ ہذا انی بھی مجتہد مخطی ہو سکتے ہیں یا نہیں کیونکہ سردار بلوایا بن عبد الرحمن بن عذیس صاحب بیعت رضوانی تھے۔

(۶) شرح موافق صفحہ مطبوعہ نو لکسٹورین طولانی عبارت میں لکھا ہے کہ اخذ

الاجماع مطلقاً لیس بکفر، پس معلوم ہوا کہ کسی اجماع فرقہ واحدہ سے اگر دوسرا فرقہ مخالفت کرے تو وہ کافر نہیں کہا جاسکتا اور نہ وہ مطعون ہو سکتا ہے۔

(۷) نور الانوار صفحہ ۵ مطبوعہ مطبع مصطفائی میں مذکور ہے ”ان الصحابة اذا اكلوا

فيتأيدونهم بالراي ولو يلقنوا الى الحديث“، الم محبس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ کے احکام و افعال خود رائی پر مبنی ہوتے تھے۔ پس ایسے صحابیوں کی رائے اور اجماع سے جو خلافت منعقد کیجاوے وہ کیونکر قابل قبول ارباب عقول ہو سکتی ہے؟

(۸) امام احمد ابن حنبل اور تمامی علمائے الہدیت نے اجماع سے قاطبۃ النکار کیا ہے اور اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ اجماع کا کہیں وجود نہیں ہوا اور جو کوئی اسکا مدعی ہے وہ کاذب ہے اور یہ کہ اجماع حجت نہیں ہے۔ پس ایسی حالت میں حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کا بروئے اجماع قائم ہونا کیونکر صحیح قبول کیا جاسکتا ہے؟

(۹) اگر اس اجماع کی صحت کو مانا جاوے تو قول حضرت عمرؓ ان بیعتہ ابوبکر کانت فلتتہ ولکن دینی اللہ مشرھا کہ بیعت ابوبکر ناگہانی تھی مگر خدا نے اس کے شر سے بچا لیا کے کیا معنی ہو گئے؟

(۱۰) اگر مدار حقیقت خلافت صدیقیہ کا اجماع پر تسلیم کیا جاوے تو خلافت حضرت عمر فاروق میں یہ قاعدہ کیوں اختیار نہیں کیا گیا اور اسی طرح خلافت عثمانؓ نہ بے مخالفت اس قاعدہ مقررہ کے دوسرے بیچ پر کیوں منعقد کی گئی۔؟ بیواؤ تو جروا۔

ان سوالات کے جواب میں جو کچھ جناب مولوی عبدالشکور صاحب نے اپنے اجازت میں لکھا تھا اس کے متعلق جیسا کہ میں اوپر کہہ چکا ہوں، خاکسار کا ایک مفصل مضمون جس میں ان کو ہر ایک استدلال پر کافی بحث کی گئی ہے، رسالہ اصلاح ماہ ذیقعدہ و ذی الحجہ ۱۳۲۵ء میں شائع ہو چکا ہے اس لئے یہاں پر اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے لیکن بہن ناظرین کی توجہ اس کی طرف پھر منقطع کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس سلسلہ میں جو کچھ بحثیں ہوئی ہیں ان کے یکجائی ملاحظہ سے موازنہ سوال و جواب کا باآسانی ہو سکے۔

مذکورہ بالا مضمون مولوی صاحب کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا تھا مگر وہ ان سے



اول تو ایک مدت طویل تک صدارت برخواست کا مضمون ظہور میں آیا۔ بالآخر جب نے  
مجبور ہو کر اوس تحریر کو اصلاح میں شائع کر دیا تب مولوی صاحب کی آنکھیں کھل گئیں کیونکہ  
اوس سے مولوی صاحب کی عالمانہ کارروائیوں اور ان کے علم و تجربہ اور دعویٰ حق پسندی  
پر پوری روشنی پڑتی تھی۔ انہوں نے بے سوچے سمجھے اپنے اجار میں تقلید امام بخاری  
جن باتوں کو اپنے مدعا کے لئے زیادہ مضامین قابل تاویل سمجھاؤں میں قطع و برید کر کے  
اوس تحریر کو چھاپ دیا مگر افسوس ہے کہ پھر دوبارہ ان کے زحمت کی بحث ہی تمام ہوئی کتنی مولوی  
صاحب نے بقیہ تحریر اور نیز اس کے بعد کے آئندہ سوالات کی بحث کے متعلق اب تک کوئی رائے  
ظاہر نہیں فرمائی حالانکہ ”باقی آئندہ“ کے دل خوش کن وعدہ نے ضروریہ امید دلار لکھی  
تھی کہ مولوی صاحب کا صدیقی طرز عمل ہرگز ان سے وعدہ خلافی کا ناہنہ بانہ ارتکاب  
نہ کرنے دیگا اور یہ کہ وہ ضرور شبہات عشرہ کو زائل کر کے عشیہ مبشہ کے مشن  
کی صداقت کا ثبوت دینگے مگر ہنوز رد زاول ہے۔

کیونکہ مجھے باور ہو کہ ایسا ہی کریں گے کیا وعدہ انہیں کر کے کرنا نہیں آتا  
آدم برسر مطلب۔ اس تحریر میں مولوی صاحب نے جیسا کہ ان کی عادت ہے تمہید میں بہت  
ہی طول دیا ہے اور اپنی پہلی و تیر کے ایک تمہید میں غصہ کا بہرہ عائد کرتے ہوئے لکھتے ہیں  
”سب سے پہلی بات تحقیق کرنی چھٹی کہ جس چیز پر ایمان : اسلام کا دار ہے اور بحالت  
آخرت اوس پر موقوف اور محمول ہے یعنی قرآن عظیم اسے ساتھ فریقین میں سے کسکو  
کس قدر تعلق ہے (جس میں انجم کا بحث تحریر آچکے پوری مدد دیتا) اور آپ پر منکشف  
ہو جانا کہ قرآن پر ایمان رکھنا اہل سنت ہی کا حصہ ہے شیعوں کو نہ کبھی قرآن پر  
ایمان نصیب ہوا نہ ہو سکتا ہے تو آپ کو روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہو جاتی کہ ہلام  
کے حقیقی وارث اہل سنت ہیں نہ مشیعہ“

اس عبارت سے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ مولوی صاحب کا منشاء دلی اس  
اشتعال آمیز تقریر سے کیا ہے؟ کیا یہ سوال از آسمان جواب از پیمان کا مضمون نہیں  
ہے؟ بیشک مولوی صاحب سے خط و کتابت ہوئی تا وہ میں انہوں نے صاف یہ لکھا تھا

کہ جس مسئلہ اہل سنت پر آپ کو شک و شبہ ہو اسکو آپ مجھ سے پوچھ لیں میں آپ کی تشریح کر دوں گا چنانچہ اسی نظر سے میں استفادہ اپنے شبہات پیش کئے تھے جنکا جواب دینا اوپر ہر حال فرض تھا۔ کیا ایک مدعی اظہار حق کی یہی شان ہونا چاہیے کہ مسائل جو مسئلہ پوچھے اور حسین کہ وہ اپنی تشریح چاہے اسکو تو نہ بتلایا جاوے اور دوسرے مسائل میں جنہیں کہ اسکو پہلے سے اطمینان ہے اسکو الجھا کر اصل مطلب کو گاؤ خورد کر دیا جاوے۔ مولوی صاحب جو تحریف قرآن کی بحث کو درمیان میں لا کر غلط بحث کیا جاتے ہیں میں اسکو صریحاً حق کو نشی کو دوں گا۔ میں جو شبہات پیش کئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ کھنجر انہیں کے فیصلہ پر اہل الذمہ میں کی حقیقت یا عدم حقیقت کا فیصلہ موقوف ہے۔ کون نہیں جانتا کہ باہم سنی و شیعہ کے اصل مابہ النزاع مسئلہ خلافت ہے خود علمائے اہل سنت نے قبول کیا ہے کہ اصل اختلاف اور اس النزاعات دو نو گروہوں میں خلافت یا امامت کا مسئلہ ہے علامہ شہرستانی مل و کل میں صاف لکھتے ہیں کہ ”و اعظم خلاف بین الامامة خلافت الامامة اذ ماسئل سبقت فی الاسلام علی قاعدة دینیتہ مثل ماسئل علی الامامة فی کل زمان یعنی بہت بڑا اختلاف دینا امت کے اختلاف امت کا ہے کہ اسلام میں از روئے قاعدہ دینیہ کے کہی تموا انہیں کچھ مثل اس کے کہ جو ہر زمانہ میں بوجہ نزاع امامت کے کھیتی رہتی۔“

پھر اگر میں نے اسی اہم اختلاف کی تحقیقات اول کرنا چاہی تو کیا بچا کیا۔ کیا یہ سب پہلی بات تحقیق کرنے کی بھی؟ رہا یہ کہ مولوی صاحب تحریف قرآن کا معتقد شیعوں کو بتلاتے ہیں میں نے اپنے دوسرے مضمون میں مولوی صاحب کو جملہ دلائل کہ تحریف قرآن کی بحث کا یہ موقع نہیں ہے اسوقت صرف مسئلہ خلافت پر بحث ہے جب تک کہ اسکا فیصلہ نہ ہو کسی دوسری بحث کو پھیر دینا حماقت ہے۔ یہ بھی لکھا تھا کہ جو آیات فضائل صحابہ کے متعلق اہل سنت کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں اون میں لفظی تحریف کا کوئی شیعہ قائل نہیں ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب اپنی ضد سے باز نہیں آتے اور بار بار خارج از بحث باتوں کو اشتغال مابین پر یہ میں لا کر اصل بحث پر پردہ

ڈالنا چاہتے ہیں۔ لہذا میں متنبہ کرتا ہوں کہ تحریف قرآن کے مسئلہ کا شیعوں کے سامنے دلیری کے ساتھ نام لینا مولوی صاحب ہی ایسے ایک باغیت اور حیا دار آدمی کا کام ہے جنکو اچھی طرح معلوم ہے کہ رسالہ الشمس کی چار جلدوں میں انجسم کے معجزات تحریف کا تار تار الگ کر دیا گیا ہے جن لوگوں نے کہ الشمس کو دیکھا ہے وہ جان سکتے ہیں کہ حقیقتاً اس عظیم الشان تصنیف نے قدرت خدا کا ناشہ دکھلا دیا دس بیس بیس سیکڑوں ہزاروں بلکہ بے شمار شواہد صحابہ کرام اور راہبات المومنین اور خلفائے راشدین اور ائمہ معتمدین کی زبانی بڑے بڑے جید اور مسلم اثبوت عالموں کی مستند کتابوں حتیٰ کہ صحاح ستہ سے نکال کر کہہ دیے جن سے واضح ہوتا ہے کہ ممبری ملاوٹوں کا تو کیا نہ کر خود اصحاب کرام اور خلفائے عظام قرآن مجید کی ایسی قابل نفیر بلکہ لعنتی ہتک و حرمت کے مرتکب ہوئے کہ پناہ بخدا۔ کفار و مشرکین سے بھی اس الہی دین اسلام کو ایسا نقصان نہیں پہنچا جیسا کہ اس معزیا رٹی نے تحت خلافت پر ممکن ہو کر کتاب اللہ کے ساتھ سلوک کیا۔ سورتوں کی سورتیں آیتوں کی آیتیں غائب کر دی گئیں۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ بیشمار غلطیاں (معاذ اللہ) قرآن میں۔ وہ گئیں۔ کچھ پرواہ نہیں۔ عرب کے کندہ ناتراش خود درست کر گئے وہ آیات قرآنی جو مسلمانوں کے لئے نور ایمان ہیں بکریوں کے چارے کیو استعمل کام میں لائی گئیں کہ اب اولگا کہیں وجود بھی نہیں۔ وہ قرآن پاک ”لا یسہ الا المظہرون“

جسلی شان ہے پیشاب اور خون سے اور بکے لکھنے کا حکم دیا گیا۔ حامل قرآن کے مرتبہ ہی کلام پاک کے مینوں پارے ہندوؤں کی سستی کی طرح آگ میں بہرسم کر دیے گئے اور اسپرہ دعویٰ کہ ہم اسلام کے حقیقی وارث ہیں۔ ہم قرآن کی عزت رائے ہیں البتہ ہے ایسی مسلمان پر ا۔ سچ کہا ہے جس نے کہا ہے بھج کا فر نہ کند انجہ مسلمان کرندہ باقی آئندہ العبد القاصر ابو الفاروق سید محمد عسکری نقوی مدظلہ العالی

# غم حسین کی نسبت ٹیڑھ کیل کل منشا

(سلسلہ کیلئے ۱۰ ملاحظہ ہو)

حسین نے اپنی زندگی کے آخری وقت میں اپنے طفل شیرخوار کے باب میں وہ کام کیا کہ زمانہ کے فلاسفہ کی عقول کو متحیر کر دیا۔ یعنی اس وقت آخر میں۔ ان جاکاہ مصائب کے هجوم میں ان افکار کثیرہ کے تراکم میں اس تشنگی میں اس کثرتِ جمادات میں بھی اپنے مقصدِ عالی سے چشم پوشی نہ کی اور باوجودیکہ جانتے تھے کہ اگلے فرزندِ صغیر پر بنی امیہ رحم نہ کرینگے محض اس غرض سے کہ اپنی مصیبتوں کی عظمت بڑھا دیں اور یہ مصائب زیادہ عظیم الشان ہو جائیں اس بچے کو اپنے ہاتھ پر بلند کر کے سب سے اوسکے لٹکی پانی کی خواہش کی اور زبان تیرے اوسکا جواب سنا۔ گویا اس عمل سے حسین کی غرض یہ تھی کہ تمام اہل عالم واقف ہو جائیں کہ بنی امیہ کی عداوت بنی ہاشم کے ساتھ کس حد تک تھی اور قصور کرکین کہ یزید دقلع کیلئے ایسے ظلم و ستم کرنے پر مجبور نہ تھا اسلئے کہ شیرخوار بچہ کا ایسی حالت میں اوس وحشت ناک طریقہ سے قتل کر دیا جو وحشت اور بہیمانہ عداوت کا جو ہر دین و مذہب و قانون و قاعدہ کے منافی ہے اور کچھ ظاہر کرنا تھا اور یہی ایک نکتہ قلبی اعمال اور نیات فاسدہ اور عنادِ دبیہ کا پردہ فاش اچھی طرح کر سکتا ہے۔ اور تمام اہل عالم علی الخصوص مسلمانوں پر ظاہر ہو کہ بنی امیہ فقط احکامِ اسلامی کی مخالفت میں ایسی حرکات نہیں کرتے بلکہ جاہلانہ تعصب کی وجہ سے کوشاں ہیں کہ ایک متنفس بھی بنی ہاشم کا حصہ صاعداً و ساعداً نہ چھوڑیں۔ ان جنالاتِ عالیہ کے ساتھ جو حسین کے مد نظر تھے بوجہ اوس عقلِ عالی اور سیاست کے کہ جو انکے لئے مسلم تھی جب تک مقتول ہوں کوئی کام ایسا نہ کیا جس سے یہ ظاہر ہو سکے کہ بنی امیہ اوسکے دور کرنے پر مجبور تھے یہاں تک کہ باوجود اوس اقتدار کے جو مسلم تھا اور باوجود کمالِ با اثر ہونیکے حسین نے کسی ایک شہر پر بھی بلادِ اسلامیہ میں سے قبضہ نہیں کیا اور نہ کسی حکومت پر مملکت یزید سے حملہ کیا اور انجام میں قبل

اسکے کہ حسینؑ سے کوئی مخالفانہ یا غیر مطیعانہ حرکت یا شورش و بلوہ ظاہر ہو اور نہین ایک بیابان بے آب و گیاہ میں محاصرہ کر لیا۔ حسینؑ نے ہرگز نہ کہا تھا کہ میں بادشاہ ہوں گا یا میں بادشاہ کا طالب ہوں فقط بنی امیہ کے اعمالِ قبیح کا اظہار کیا تھا کہ اولیٰ وضع و طرز سلوک باعثِ انحلالِ اسلام ہے اور اپنے مقتول ہونے کی خبر دی اور اپنی مظلومیت پر خوش و مسرور تھے اور رب اور نہین ننگل میں گھیر لیا تھا اور سوقت بھی کہتے تھے کہ اگر مجھے چوڑد و تو میں آمادہ ہوں کہ میں اپنے عمال و اطفال کو لیکر سلطنتِ یزید یعنی مملکتِ اسلامیہ سے باہر چلا جاؤں۔ اسی ایک نکتہ نے جس سے حسینؑ کی سلامتِ نفسی واضح ہو گیا۔ مسلمانوں کے دلوں میں برخلاف بنی امیہ کے انتہا درجہ کا اثر کیا۔ حسینؑ سے پہلے بھی بہت سے رؤساءِ روحانی اور اربابِ دین مظلومی سے قتل کئے گئے ہیں (اور انکے قتل بعد ہی خلفشار ہوا ہے اور انکے تابعین نے انکے دشمنوں پر تلواریں کھینچی ہیں چنانچہ بنی اسرائیل میں ایسا اکثر اتفاق ہوا ہے اور بڑے بڑے تاریخی واقعات میں تکرار حضرت یحییٰ کا قصہ ایک ٹبر واقعہ ہے اور علی ہذا جو سلوک یہودیوں نے مسیح کے ساتھ کیا اس زمانہ تک اسکی نظیر واقع نہ ہوئی تھی۔ لیکن حسینؑ کا واقعہ تمامی واقعات پر فوقیت لیکر تاریخ سے ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ روحانیین و اربابِ دین میں سے کسی شخص نے بھی حیا زاتِ عالیہ آخر الذکر کی وجہ سے اپنی ذات کو بے علم و ارادہ قتل کر دیا ہو یعنی اربابِ دین سے جو شخص قتل ہوا اسکے دشمنوں نے دفعتاً اس پر حملہ کر کے مظلومیت سے اسے قتل کر ڈالا اور موافق اسکی مظلومیت کے خلفشار بھی اسکے بعد پیدا ہوا۔ مگر حسینؑ کا واقعہ عالمانہ حکیمانہ اور سیاسی حیثیت کا تھا اور دنیا کی تاریخ میں اسکی نظیر نہیں ہے۔ کتنے برس تک حسینؑ اپنے مقتول ہونے کا انتقام اور تہیہ کرتے رہے اور نہایت بلند اور عالی مقصد اسکے پیش نظر تھا۔ تاریخ میں کہیں پتہ نہیں ہے کہ پھر حسینؑ کسی نے بھی آئندہ زمانہ میں اپنے دین کی ترویج کے لئے بے علم و قصد اپنی جان دی ہو جو مصیبتیں کہ حسینؑ نے اپنے جدِ امجد کے دین کے زندہ کرنے میں برداشت کیں اسلاف اربابِ دین پر فوق لیکر ہیں

اور سابقین میں سے کسی پر بھی واقع نہیں ہوئیں۔ اور بالعرض اگر کہا جائے کہ اور لوگوں نے بھی دین کے لئے اور راہ دین میں جانیں دی ہیں تاہم حسین کے طرز و انداز پر ایسا نہیں ہو سکتا۔ اپنی جان شیریں دی۔ اپنے عزیز فرزند دے۔ اپنے بہائی اپنے بھائی بھتیجے اپنے دوست و اقربا سب دیدے۔ مال دیا۔ اہل و عیال کی اسیری گوارہ کی۔ اور یہ مصیبتیں دفعتاً ناگہان اور نادانستہ نہیں واقع ہوئیں کہ مجموعی حیثیت سے کل ایک سمجھی جائیں بلکہ یہ فصل یہ بعد دیگرے یہ مصیبتیں پیش آنی لگیں اور وار د ہوئیں۔ دنیا کی تاریخ میں ایسے مصائب کا پے درپے هجوم کرا حسین ہی کے ساتھ مخصوص ہوا یہی باعث تھا کہ حسین کے قتل ہوتے ہی اور ان درد انگیز واقعات کے پیش آتے ہی اور اونکی عورتوں اور بیٹیوں کے اسیر ہوتے ہی بنی امیہ کے باطن کا حال طشت ازبام ہو گیا اور اونکے اعمال ناشائستہ کی برائیاں عالم پر روشن ہوئیں سیاستی احساس اور خلفشار کا مادہ مسلمانوں میں پیدا ہو گیا اور سلطنت یزیدی اور بنی امیہ کے برخلاف خلفشار شروع ہو گیا اور بنی امیہ کو مغرب اسلام جانکر لوگ اونکی بدعتوں اور اختراعی امور کو رد کرنے لگے اور اوہنیں ظالم و غاصب کہنے لگے اور اسکے برعکس بنی ہاشم کو مظلوم اور مستحق ریاست سمجھنے لگے اور حقیقی ریاست اسلام انہیں میں سمجھی گئی گویا مسلمانوں نے حیات تازہ اور نئی زندگی حاصل کی اور اسلام کی روحانیت کے لئے ایک نئی رونق پیدا ہو گئی اسلام کی ریاست و حالی جو دفعتاً زائل ہو گئی تھی اور مسلمان اسلام کے جس جنبہ روحانیت کو فراموش کر بیٹھے تھے ایک خاص نورانیت اور شان کے ساتھ اوسکی تجدید ہو گئی (مضمون بہت طولانی ہے سب کو چھوڑ کر خاص تقریر داری کی نسبت اس عیسائی یورپین فلاسفر اور مورخ نے جو لکھا ہے اب ہم اوسکو گزارش کرتے ہیں۔ فلاسفر موصوف لکھتے ہیں کہ) ”جو شخص پیروان علی کی جنہوں نے غزاداری اپنا شعار قرار دیا ہے صدائے ترقیوں کو ہندوستان میں غور کرے ضرور تصدیق کریگا کہ وہ لوگ ترقی کے بہت بڑے نکتہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ سو برس پہلے علی و حسین کے یروہندوستان میں

انگلیوں پر شمار کرینے قابل تھے اور آج ہندوستان میں بحیثیت عدد کے تیسری قوم قرار پائے اور یہی حال اونکا دیگر بلاد میں بھی ہے۔ ہم جسوقت اپنے مشنری لوگوں کا یعنی دین مسیحی کی جانب دعوت کریں اور لوں کا پروردگار مانتے ہیں اور اوسکا موازنہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ باوجود اوس تمام صرف قوت کے اس فرقہ کی ترقی کا دسواں حصہ بھی حاصل نہیں کر سکے۔ اگرچہ ہمارے مذہبی علماء بھی مسیح کے مصائب کا ذکر کر کے لوگوں کو بہت متاثر کرتے ہیں مگر یہ ذکر اوس وضع و اسلوب اور اوس شکل پر نہیں ہوتا جیسا کہ پیروان مسیحین میں رواج ہے اور گویا سب اسکا یہ ہے کہ مسیح کے مصائب مسیحین کے مصائب کے مقابلہ میں اوس قدر موثر اور دلگذاڑ نہیں ہیں تاہم پہلے کہتے ہیں کہ راقم کے نزدیک قانون محمد کی حفاظت اور مسلمانوں کی ترقی اور اسلام کی ترقی سب کچھ مسیحین ہی کے قتل ہو جانے سے اور اودن واقعات کے پیدا ہو جانے سے ہے اسی طرح ملکی دفاع اور خلفشار کا احساس جس سے مراد ظلم و ستم کی طاعت نہ کرنا ہے جو حکماء سیاست کے نزدیک نہایت عمدہ طریقہ اور نہایت مبارک سعادت ہے اور ہر انسان کے لئے صفات ممدوحہ سے محسوب ہے اس قوم میں مسیحین کی عزاداری کی بدولت پیدا ہو گیا ہے اور جب تک وہ اس عمل کو اپنا ملکہ قرار دے رہیں گے بستی اور زیر دستی قبول نہ کریں گے۔ ذرا غور سے دیکھا جائے اور ان مجالس کو جو حسین کی عزاداری میں منعقد ہوتی ہیں کہ کیسے کیسے دقیق اور حیات بخش کلمے ایک دوسرے کے کان تک پہنچاتے ہیں اور باطنی تعلیم دیتے ہیں۔

راقم (یعنی مسٹر مسیو مارین) چند مرتبہ جہان ذکر مصائب حسین ہوتا تھا اسلامبول میں ایک مترجم مخصوص کے ساتھ گیا اور دیکھنے سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ مسیحین جو ہمارے پیشوا اور امام تھے اور انکی اطاعت و پیروی ہم پر واجب ہے کیزیربکی زیادتی اور زبردستی و ظلم میں مطیع نہ ہوئے اور حفظ شرف اور علو حسب اور مقام بزرگ حاصل کرنے کیلئے ادھون نے اپنا مال دیا اپنی جان دی اپنی اولاد دی اپنے عمال دیدے اور اسکے عوض میں نام نیک اور آخرت میں مرتبہ شفاعت اور تقرب بارگاہ خدا حاصل کیا۔

اور اونکے دشمن خسرو الدیاد والاخرہ کے مصداق ہوئے۔ اسکے بعد مجھے خوب جان لیا کہ وہ لوگ درحقیقت ایک دوسرے کو تعلیم دیتے ہیں کہ اگر تم حسین کی پیروی رکھتے ہو اگر شرف رکھتے ہو اگر سرداری اور افتخار حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم بھی کسی طرح یزید بن کی زبردستی و اطاعت اختیار کر کے جو رو ظلم پسند نہ کرنا اور عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح دینا تاکہ دنیا اور آخرت میں نیک نام اور رستگار ہو۔ یہ بات مسلم ہے کہ جس قوم کو بچپن سے وقت مرگ تک ایسی تعلیم دی جائیگی اس میں کیسے عمدہ ملکات اور کیسے عالی فضائل حاصل ہو جائیں گے طرح کی سعادت و شرافت ان میں حاصل ہو جائے گی۔ آج کل کے ملل مفقرہ کے تمدن حقیقی کا یہی ایک نکتہ ہے۔ یہ تعلیم ہے حقوق شناسی کی۔ یہ معنی ہیں بیش بہا تعلیمات کے۔ ہم اہل یورپ بجز اسکے کہ کسی قوم کی ظاہری حرکات کی وضع مذہبی یا ملکی مراسم میں اپنے اصول کے منافی دیکھتے ہیں نا عاقلانہ سمجھ کر وحشیانہ کہہ دیتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ جب انکے اصلی مقصود تک غور کر کے پہنچیں تو وہ حرکات عاقلانہ اور سیاسی معلوم ہونگے اور ہمیں ایسا ہی سمجھنا اور کہنا ہو گا چنانچہ اس فرقہ اور قوم میں جو کچھ مجھے کہنا۔ اسکے نتائج اچھی طرح ظاہر ہیں۔ مناسب ہے کہ قوم و مذہب کے رسم و رسوم کی حقیقت پر ہم نظر ڈالیں ورنہ ایشیائی لوگ بھی ہماری بہت سی رسمیں ناپسند کرتے ہیں اور بعضی حرکتوں کو ہماری اپنے آداب کے خلاف جانتے ہیں اور غیر مذہبانہ بلکہ وحشیانہ سمجھتے ہیں۔ علاوہ سیاسی منافع کے مسلمان اگر عمل میں (یعنی تعزیرہ داری حسیں میں) آخرت کے بڑے بڑے درجات کا حاصل ہونا اعتقاد رکھتے ہیں (اسکے بعد ایشیائیوں کی طبیعتوں کا مذہبی امور کی جانب زیادہ مائل ہونیکا حال بیان کر کے لکھتے ہیں کہ) آج تین سو ملین نفوس اسلامی میں سوا سپاس ملین کے صاحب استقلال معلوم نہیں ہوتے پس اگر مسلمان مذہب سے قطع نظر کر کے اور مذہب کو پس پشت ڈال کر قومیت کے نام سے سیاسی ترقی کرنا چاہیں تو بجائے نفع کے انہیں نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ پانچ حصے مسلمانوں کے دوسری قوموں کے فشار میں اور دیگر مذاہب میں مصحل ہو رہے ہیں۔ اور اگر وہ قومیت



نام سے ترقی چاہیئے تو پچھلے اوکی سیاسی زندگی سے محروم رہینگے۔ ہاں اگر وہ اسلام کے رسم جامع کے ذریعہ سے ترقی کرنا چاہینگے تو جمیع افراد اہل اسلام میں سیاسی روح نمودار ہو جائیگی اور روحانی سلسلہ اور رابطہ کے ذریعہ سے وہ تمام ملل اسلامیہ جو دوسری قوموں کے فشار میں ہیں اٹھلا لیں گے محفوظ رہینگے اور روحانی مادے جو آج مسلمانوں میں مروج ہیں ان میں سے حسنین کی تقریر داری کے سوا کوئی چیز بھی سیاسی احساس مسلمانوں میں پیدا نہیں کر سکتی اور اگر دو قرن تک مسلمانوں میں اسی طرح تقریر داری کو شروع رہے اور تمام مقامات میں عمومیت حاصل ہو تو مسلمانوں میں تازہ طور پر سیاسی زندگی پیدا ہو جائیگی۔ آج بھی مسلمانوں میں جو استقلال باقی رہ گیا ہے اس میں نصف اعلیٰ اسی نکتہ کی پیروی کا نتیجہ ہے (بعدہ اتحاد کے فوائد بیان کرینگے بعد لکھتے ہیں کہ) اسلامی فرقوں میں کوئی فرقہ ایسا نظر نہیں آتا کہ جواز راہ دیات ذکر مصائب حسنین کرنا منکر ہو اور اس سے نفرت کرتا ہو بلکہ اس رسم مذہبی کے ادا کرنے میں عموماً طبعی رغبت رکھتے ہیں اور مختلف العقیدہ مسلمانوں میں سوا اس نکتہ اتحادیہ کے اور کوئی چیز ایسی معلوم نہیں ہوتی ۱۱

پس واسے ہے ان لوگوں پر جو اس اگلوئے نکتہ اتحادیہ کو بھی مٹا کر مسلمانوں میں اختلاف ڈالنا چاہتے ہیں اور اسکو بھی بموجب فلسفہ ایثار وکیل ہم عدد حسد از راہ حسد بہتر ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں جو بقول ایڈیٹر صاحب موصوف کام در انداز و لکھا ہے او نہیں کوئی کلمہ ہی کو ارہ نہیں ہو سکتی۔ ابن جریر نے صواعق مرقۃ بین اور سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں مستدرک امام حاکم سے یہ صحت ابن سعد و نقل کیا ہے مادۃ المسلمو حسنا وھو عند اللہ حسنا یعنی جس چیز کو مسلمانان اچھا سمجھیں وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ لہذا جس امر میں مسلمانان متفق ہیں اور میں اختلاف ڈالنا چاہیئے بلکہ جو اختلاف ہے اوسے کے دفع کرنی کو شش کرنا چاہیئے۔ بہر کیف مسٹر میواریں لکھتے ہیں کہ حسنین نامی روحانیین میں زیادہ تر مسیح سے مشابہ ہیں مگر حسنین کے مصائب شدید اور سخت تر تھے اور ابتدائی پیش رفت تابعین حسنین کے بھی پیروان مسیح کے

قرن اولیہ طبع تھے۔ اگر مسیحی لوگ بھی پیروان حسین کے اصول اولیہ کی پیروی اختیار کرتے تو یا جو موانع خود مسلمانوں میں پیدا ہو گئے پیروان حسین کو اکیلے عمل سے نہ روکتے تو انہیں وہ دونوں مذاہب سے ایک مذہب عالم کے قرون حدیدہ تک عالمگیر ہو جاتا۔ چنانچہ پیروان حسین کے روک تھام کے موانع جب اوٹھ گئے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب تمام طبقات اسلامی کو اور تمام دیگر مذاہب کو سیل کی طرح لئے لیتا ہے، واضح رہے کہ تمامی اہل یورپ کے عیسائیوں میں جرمن والے سب سے زیادہ متعصب ہیں اس قدر دنیا میں جس قدر مشریمان پہلی ہوئی ہیں اون میں زیادہ تر جرمنی میں ہی وجہ ہے کہ گوادس دیانت داری کی وجہ سے جو ایک مونی کے لئے لازمی ہے یہ مونی اصل واقعات کو چھپا نہ سکا اور گوہر حسین کا واسطے زندہ کرنے دین اسلام کے علم و ارادہ شہید ہو جانا اور ان کے مصائب کا مسیح کے مصائب سے شدید تر اور سخت تر اور زیادہ با اثر ہونا سب قبول کیا ہے مگر وجہ تعصب مذہبی خود دین اسلام کی حقیقت قبول نہ کیا اس کو سیاست کی جانب ڈھکا دیا یا انہم اس متعصب نصرانی کی تحریر کے مقابل میں دکیل کے ایڈیٹر صاحب کی (جو مدعی اسلام ہیں حسین بن علی علیہ السلام کو سردار جوانان بہشت مانتے ہیں ان کے فضائل میں حدیثیں روایت کرتے ہیں ان کے ساتھ عقیدت رکھنا فرض جانتے ہیں) تحریر دیکھ کر ہلکے شرم آتی ہے اور جب مسلمانوں کی اپنے جی کے نواسہ کے ساتھ یہ حالت ہو تو کیونکر غیر مذہب والے اسلام کی جائزے رغبت کر سکتے ہیں اس مقام پر مرزا فصیح صاحب مرحوم کی ہلکوا ایک رباعی یاد آگئی مرزا صاحب مرحوم کہتے ہیں (رباعی) میں ایک نصار سے اذرہ نادانی بپوچھا کہ مسلمان ہے، بولا وہ نصرانی، عیسیٰ کے نواسہ کو گر عید کی قربانی، کرتے تو ہمیں پھبتا دعوے مسلمان!

ہلکوا اس مقام پر ایڈیٹر صاحب کے منشا، محترمہ پر سخت افسوس ہو رہا ہے۔ ایک طرف تو ایڈیٹر صاحب یہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ اس غم کو بھلا دیا جائے یا اسکی یادگار قائم نہ ہو اور ایک طرف سنیت اور شیعیت کے اختلافات اور حد بندی

کا ذکر چھٹر کر اس عباداری کا آغاز اور اس مائتی یادگار کے قائم کرینگی ابتدا بھی اسی زمانہ سے قرار دیتے ہیں اور خلاف واقع ایسی ایسی باتیں کہتے ہیں جن سے خواہ مخواہ لوگوں کا دل اس عباداری کی جانب سے پھر جائے اور فریقین میں عداوت بڑھ جائے اور یہ اکلوتا مکتبہ اتحاد بھی سکے سواد دوسرا کوئی ذریعہ مسلمانوں کی ترقی کا نہیں ہے جیسا کہ مسٹر میسور مارین ایسے فلاسفر کی تحریر سے ابھی آپ کو معلوم ہو چکا (باقی نہ)۔

بقول ایدہ صاحب یہ چال تو در انداز تو تکی تھی معلوم نہیں ایدہ صاحب نے اسلوب کیونکر گوارہ کیا۔ اصلاح بابت ماہ ذیقعدہ میں ناظرین دیکھ چکے ہیں کہ تو رست مقدس کے اوس مضمون سے جو ہنوز بائبل میں موجود ہے اور جسکو یہود و نصاریٰ دونوں مانتے ہیں صاف دکھا دیا گیا کہ اس عباداری اور مائتی یادگار کا قائم رکھنا دلیلِ اعظم حقیقتِ اسلام ہے کیونکہ جناب باری نے اپنے کلیم حضرت موسیٰ کی معرفت بنی اسرائیل کو باین تہدیکہ حکم دیا تھا کہ ”جو کوئی نفس عین اوس دن نگین نہ

ہو جائیگا وہ خاصۃً اپنی قوم سے کٹ جائیگا اور جو کوئی نفس عین اوس روز میں کوئی کام کرے گا خاصۃً اوس نفس کو میں اوسکی قوم سے فاکر دوں گا“ اسلئے تمامی اہل اسلام کو چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو ایک دل ہو کہ اسکی اشاعت میں کوشش کریں اور بمقابلہ یہود و نصاریٰ اسکو اپنی حجت میں پیش کریں کیونکہ یہ مظلوم کر بلا سبط حبیب خدا سے دریگاہ دریا سے مجمع البحرین بخون طہیدہ کرب و بلا امام حسینؑ کو کوئی دوسرا برگزیدہ خدا مع غرور و فقار روز عاشورا شہید نہیں ہوا ہے جسے غم کو کوئی شخص اس حکم سے مطابق کر سکے۔ اگر کسی کو بہتہ اندیش کا یہ خیال ہو کہ یہ حکم عبادت میں غمرہ ہو چکا ہے تو اسکو اس پر غور کرنا چاہیے کہ خضوع و خشوع تو ہر عبادت کے لئے لازمی ہے مخصوص اس مہینہ کی تابیخ کی شام سے دسویں تابیخ کی شام تک غمرہ ہو جانے اور دنیا کے تمامی کاروبار سے باز رہنے کا حکم کیون دیا گیا ہے

توریت میں چند حیرتیں اور ہر عید کے احکام علیحدہ علیحدہ بالتفصیل مذکور ہیں مگر کسی میں بجز روز عاشورا غم کرنے کا حکم نہیں ہے۔ آخر اس تخصیص کی کیا وجہ ہا تو باقی غلامِ امین

## تاریخ مسئلہ الفحیم

جناب اڈیٹر صاحب اصلاح نثر مجرم - تسلیم مع التکریم - اصلاح نثر حمادی الاول ۱۳۲۵ء کے صفحہ ۵۱۱ میں آپ نے نوٹ دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مسئلہ الفحیم کی اس وجہ اور کتب ہیجہ جابین چونکہ جناب کا خاندان کا زمانہ، بختہ، عالم و فاضل - ہے تو جناب کو خود کثرت اسناد معلوم ہونے لیکن بخت الامم فوق الادب اس کے اسناد بھی لکھو گا مگر پہلے اس مسئلہ کی تاریخ لکھا ہوں اگر بعد خاطر ہو تو زیر رسالہ فرما کر ممنون فرمائے۔

تبع نسب سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل اسلام اور اوائل اسلام میں چھ وضع کے حملے تھے (۱) بہ ترکیب متعارف (۲) وطی فی الدبر نسوان - اکثر عوام عرب اس عمل سے عادی تھے اور نفیس مزاجوں کو بھی اس عمل کی ضرورت ایام حبش ہو جایا کرتی تھی چونکہ کتب طب بیان امراض متقدمہ ملت ابنہ سے ظاہر ہے کہ جن عورتوں سے ایسا فعل کیا جاتا ہے تو ان کے بطن کی اکثر اولاد ذکور مابون ہوا کرتی ہے تو اس عمل کی بدولت کثرت مابون ہوا کرتے تھے چنانچہ مجمع الامثال میں میدانی نیشاپوری نے ایک مثل مشہور عرب اخنت من مصفر استہ لکھی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فلا شخص سرین کو زور دینے والوں سے بھی زیادہ محنت ہے۔ اس مثل کی تحقیق اور شرح میں لکھا ہے۔

یہ مثل اور صحابہ انصار کی اصطلاح ہے جو اس مثل سے بنی مخروم کے ہا جن بطن کیا کرتے تھے ابن جعد نے اونکا ذکر کیا ہے کہ انصار کے نزدیک اخنت من مصفر استہ سے مراد ابو جیل بن ہشام (خال فاروق) ہے جو بنی مخروم سے تھا چونکہ اس کے سرین پر برص کے

ہذا مثل من امثال الانصار کا نوا یکیدون المهاجرین من بنی مخروم حکى ذلک ابن جعد و نزعہ انہ مکا نوا یعدون بهذا المثل ابنا بن ہشام المیتہ بالزعفران لدرص کان هذا قاعدت الانصار انہ انما کان یطعمہا بالزعفران نظیما الم

کان یعلوہ لانہ کان مشوہا وقد  
ضرب اہل مکہ المثل قبل الاسلام فی  
التخنت برجل اخ من مشرک مکہ لا احب  
ذکرہ وزعموا انہ کامر وفا۔

شخص کے خنتہ ہونے کے بار میں لکھی ہے کہ جس کا ذکر مناسب نہیں اور اہل مکہ کے نزدیک  
وہ شخص مشہور تھا انتہی محملاً (ضربت حیدریہ)

حاشیہ علی القاموس والقانون من جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے دکان الخنت  
کثیرا فی الحاہلیۃ منہم سیدنا وان داء الابیۃ کانت فی کثیر من  
اہل الجاہلیۃ کا بجھل وغیرہ یعنی زمانہ جاہلیت میں خنت بہت سے تھے جن  
میں ہمارے سردار صاحب بھی ہیں اور بیشک اہل جاہلیت میں مرض ابنہ بہت  
لوگوں کو تھا جیسے کہ ابی جہل وغیرہ کو (امام بخاری کی صنف الکفا کے برتنے کی ناظرین  
سے معافی چاہتا ہوں اور یہ خوب جانتا ہوں کہ جس اسم مبارک کو حذف کیا ہو اس  
سے اکثر ناظرین دلائل تکمیل واقف ہونگے)

ابو المنذر ہشام صاحب سیرۃ نے ثالب بن امیہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی کے  
وعفان بن العاص من کان یتخنت  
ویلعب

اور اسی سیرۃ میں ہی لکھا ہے ممن  
کان یلعب بہ ویختل عفان ابو عثمان  
حکان یضرب بالدف ۱۶ احقاق الحق

دف بجاتا تھا اور اسی سیرۃ میں یہ بھی لکھا ہے کہ جس سے محنت کا کام لیا جاتا تھا وہ  
میں کان یتخنت عبید اللہ ابو طلحہ ۱ اجاب طلحہ کے باپ عبید اللہ تھے (احقاق الحق)  
ان چند اسناد سے ثابت ہوا کہ وطنی فی الدبر نسوان کا بہت رواج تھا جسے سبب بنو  
کی کثرت تھی۔

(۳) جمع میت۔ جیسا کہ باجمال و اشاء۔ فتح الباری کتاب الجنائز میں حضرت عثمان غنی کی نسبت لکھا ہے (۴) وطی بہائم (۵) وطی بامرد (۶) حلق و ساحتہ پس یہی چھ قسم کے جمع تھے مگر شرفاء عرب اور بالخصوص معزز اراکین بنی ہاشم ان افعال سے مجتنب اور نافر تھے (تشریح الامساب فی قبائل الاعراب)

ظاہر ہے کہ قبل اسلام اور اوائل اسلام کے زمانہ میں مجاز کا کوئی فرمان نہ تھا اور نہ کسی سلطنت کا وہاں قانون جاری تھا ہر ایک قبیلہ میں ایک شخص سردار مانا جاتا تھا اور آپس کی بیعت سے معاشرت کرتے تھے قیام مکہ تک تو مسلمانوں کی وہی حالت رہی جو ادنیٰ ابتدا سے تھی حتیٰ کہ وضو اور غسل کے وجوب میں اختلاف ہے کہ یہ بھی ہجرت کے قبل واجب تھا یا نہ تھا یا نہ نماز کے لئے اتفاق علماء ہے کہ یہ زمانہ قیام مکہ ہی میں فرص ہوئی تھی اور بانی کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ لیکن وہ بھی بچکانہ نہ تھی اور نہ اقدار کا استقامت تھیں۔ ہجرت اور بالخصوص فتح جنگ بدر کے بعد سے معاملات و غذا و لباس و رسومات میں اسلام نے اصلاحیں شروع کیں اور عبادات میں اصلاح اہل اہل فرمایا چونکہ کثرت قبائل عرب میں ان میں خالہ پیوپی وغیرہ ایک وقت پر سب جائز ہو جاتی ہوئی جو عقلاً معیوب اور اخلاقاً مانع کمال انسانی بات تھی اسلئے حکومت علیکم امتناناً و بدلتکم الی آیت نازل فرمائی کہ تم پر تمہاری مائیں بہنیں بیٹیاں پھپھیاں خالائیں اور بھتیجیاں بھائیوں اور دودھ پلانیاں اور دودھ شیرک بہنیں یہ سب حرام ہیں۔

شرفاء عرب اور صاحبین صحابہ تو ان افعال سے پہلے ہی مجتنب تھے اگر نہ بھی ہوتے تو آیت بالا اونٹنہ اجتناب کیلئے کافی تھی لیکن حیلہ جو منافقین کو محرمات ابدی سے اجتناب ناگوار گذرا ہو گا جو انہوں نے اس حکم پر یہ اجتہاد کیا کہ جسکے بطن سے تھے ان سے مجتنب ہوئے اور بانی ان سے ملوث ہوتے رہے اسوجہ خدا سے علم کو دوسرا مفصل حکم پہنچنے کی ضرورت ہوئی کہ دلائل کو امانک امانک یعنی جن عورتوں کے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے ان سے تم نکاح نہ کرو چنانکہ منافقین بھی

بڑے نکتہ رس دقیقہ رنج تھے اور انہوں نے نکاح کے معنی عرف عقد شرعی کے لئے پس  
 جن عورتوں سے اونکے باپوں نے عقد شرعی کیا تھا اون عورتوں سے وہ محتنب  
 ہوئے اور باقی ماؤں کو حلال سمجھ لئے اگرچہ اس باب میں تیسری بار بھی ہدایت  
 ہوئی مقتدا و مساعیلا یعنی ماؤں سے نکاح کرنا برا راستہ ہے لیکن اس کا تصفیہ  
 نہ ہونے پایا تھا کہ نزول قرآن موقوف اور پیغمبر خدا نے انتقال فرمایا چنانچہ زنا سے  
 حرمت مصاہرت ثابت نہونیکا جو مسئلہ علماء اہلسنت میں مشہور ہے وہ آیہ کا لفظ  
 مانکم اباء کو کی بنیاد پر ہے اور گروہ کثیر نے نکاح کے معنی اس آیت میں عقد شرعی  
 کے لئے ہن جماع کے نہیں لئے کہ جس سے کل مائیں اولاد پر حرام ہو جائیں العرمین  
 ایسے ہی احکام کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ

وَالَّذَانِ يَأْتِيَانِهِمَا مِنْكَ فَادُّوهُمَا | | تم میں سے جو دو مرد آویں تو انکو ادا  
 ان تابا واصلحا عر ضوا عنہما (سورہ) | | دو اور جو راستی پر آجائیں تو او شر  
 چشم پوشی کر دو اور اسی طرح شرب خمر و قمار کی ممانعت ہوئی پس ایسے احکام سے  
 منافقین پر نشان ہوئے اور پیغمبر خدا ان احکام کی تعمیل و اجرا میں کوشش اور  
 نہایت سختی سے حدود جاری فرمانے کے چنانچہ معالم التنزیل سورہ نساء صفحہ ۲۱  
 میں براہین عازب سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے مدینہ میں اپنی ماں سے نکاح  
 کیا تو آنحضرت نے اون صحابی کے قتل کا حکم دیا اور مستطرف جلد دوم صفحہ ۲۱ میں  
 ہے کہ حضرت فاروق شراک نشہ میں مقتولان کفار پر خوب روئے جو جنگ بدر میں  
 مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے اور اسی مستی میں حضرت عبدالرحمن بن عوف کا  
 سر اونٹ لی ہڈی سے توڑا پس جب اسکی خبر پیغمبر خدا کو ہوئی تو حضرت فاروق  
 کو آنحضرت نے خوب ٹھوکا اور اسی طرح حضرت ابوبکر کے پہانچے اور حسان بن  
 ثابت افک عائشہ میں پٹے اور رماخ و غایہ کا رجم ہوا اور سارقین کے دست  
 قطع ہوئے وغیرہ وغیرہ

قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی ان حد بندیوں اور اجرا سے حدود کی سختیوں سے

بچنے کی خاطر حیلہ جو منافقین نے سنا تو ان جماع لطف حریر ایجاد کیا ہو گا غالباً اس عمل سے منافقین کے اغراض یہ ہونگے کہ محرمات ابدی کی مقاربت کی رسم قدیم ترک نہ ہو اور مؤمنات محالفت اسلام کے بہانہ سے اپنی نشین نہ بچا سکیں حیلہ شرعی بنا رہے اور کام نکلیاے چونکہ قبل اسلام اور زمانہ قیام مکہ میں لطف حریر کا وجود نہیں پایا جاتا اس پر قیاس ہوتا ہے کہ لطف حریر کا ایجاد بعد ہجرت ہوا اور اموی اور مروانی خلافتوں میں چونکہ تقلید العصابی واجب یتروکہ بہ الفیاس اصول مذہب قرار پا گیا تھا اسلئے عمل لطف حریر مسئلہ بن گیا چونکہ قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ اس عمل کے حامل بکثرت ہونگے اسلئے بشرح مختصہ ثنوں اسقاط حد و د کے لئے یہ حیلہ نکالا گیا کہ فقہائے عمل حریر کو لہو و لعب میں شمار کر کے حد ساقط کر دی بلکہ اس ناپاک فعل کی نجاست کو بھی دہودیا چنانچہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول فضل ثالث میں لکھا ہے ولو لفت علی ذلک خرقۃ واولیٰ ولو یبذل قال بعضهم یحب الغسل وقال بعضهم لا وهو الامم انکانت الخرقۃ رقیقۃ یحیث یجد حواری الفج واللذۃ وجب والا فلا ولا حوط وجوب الغسل فی الوجہین اتی بلفظ اسی عبارت کے سلسلہ میں منتہی شکل کی قبل و دبر کی وطی کے احکام میں جس میں حکم دیا گیا ہے فلا غسل علیہما اور لہو یحب الغسل جامع الزمور شمس الدین قہستانی کی مبعث غسل میں بحوالہ جلالی لکھا ہے ولو لفت المحشفۃ بثوب او غیرہ لہو یحب الغسل اور اسی کتاب کے مبحث صوم میں بحوالہ منیۃ المصلیٰ لکھا ہے ولو لفت ذکرہ من خرقۃ مانعۃ للحراۃ لہو یحب شح کثر الدقائق زلمی کتاب النکاح میں لکھا ہے لو جامعہا بحرقة علی ذکرہ لہو یحب المحمۃ اس آخری اجتہاد میں انتہی وسعت ہے کہ باب بیٹے دونوں ایک ہی عورت سے مقاربت کر سکتے ہیں اگر صرف کبر الیسی کی تکلیف کو از کر لیں۔ بکثرت کتب فقہ السنن میں لطف حریر کا مسئلہ دیکھا گیا اور کتب شیعہ زہیرے پاس ہیں نہ میں اور نہ دیکھا پاس نہ میں اس وجہ سے معلوم نہیں کہ کتب شیعہ میں بھی یہ مسئلہ ہے کہ نہیں فقط احمد ساطق خاں رگورانی مصطفوی چشتی



جناب سید اشرف علی صاحب تاجربئی سے لکھتے ہیں ”مسئلہ لفظ حریر در مذہب سنت جماعت کتاب مظاہر حق جلد سویم۔ مطبع نظامی کلاں نور صفحہ ۳۰ و صفحہ ۳۱ ملاحظہ ہو مسئلہ لفظ حریر کتاب نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ اردو مطبع منشی نو لکھنؤ باب صحبت صفحہ ۳۵ و صفحہ ۳۵ خوب خلاصہ درج ہے ضرور ملاحظہ فرما کر درج فرمائے۔“

## گادگشی

اسی عنوان سے ہم ایک طویل اور مدلل مضمون اخبار اثنا عشری دہلی میں شائع کر چکے ہیں جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ملکی اور قومی ترقی منحصر ہے اتفاق پر اور اتفاق بھی کرنے سے۔ برادران ملک یعنی ہندوؤں سے۔ اور ہندوؤں سے اتفاق ہو نہیں سکتا۔ نتیجہ کہ اہل الراس اور برادر حضرات مل جل کر متفقہ کوشش کے ساتھ گادگشی کے مسئلہ پر نظر کر کے اس کے اسناد ولی جانب انتہائی طاقت کے ساتھ متوجہ نہ ہوں۔

اس مقام پر تین ایکس اور توضیح و تشریح کی بھی ضرورت ہے وہ یہ کہ آج کل ہندوؤں میں انقلاب ہے۔ گادگشی ترقی پر ہے۔ انارکرم اور انڈیا فار انڈین کا مجنوناہ خیال ان کے دلوں میں جا لڑ رہا ہے مگر یہ نہایت نا انصافی کی گئی ہے اور ہٹ دھرمی ہوئی ہے۔ تمام ہندوؤں میں اس الزام میں ملوث کر لیں۔ اگر مولوی لیاقت حسین بنگالی اور مسٹر۔ مہادی و غیر ہم کی بغاوت امیر تحریکین تقریریں اور سرایا بیان تمام مسلمانوں کو مار لست بنا سکتی ہیں تو ہندوؤں کی تمام جماعت پر بھی یہ گناہ عائد کیا جا سکتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہندوؤں میں یہ ہے کہ ہر شخص خواہ ہندو ہو یا مسلمان بچائے خود اپنے دلوں اور دماغوں کو ذمہ دار ہے۔ پس ہمیں ان ہندوؤں سے ملکی فوائد پر نظر دینا چاہیے جو ہمیں مل بول کی ضرورت ہے جو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کرتے ہوئے اپنی جہودی کے حوالہ ہیں۔ اور ان بزرگان قوم ہندوؤں سے۔ اتفاق اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم اس پریم کو مٹانے کی کوشش کریں جو ان کے لئے سخت ایذا دہ اور آہستہ سے زیادہ ممالک انگیز ہے یہ بالکل صاف مظاہر اور سامنے کی بات ہے کہ

اس قسم کے صلح پسند۔ اتفاق جو اور مطیع گورنمنٹ ہندوؤں اور موجودہ مسلمانوں میں ہے۔  
 نا اتفاقی کا طوفان ترقی پر ہے۔ اسکے دجوات اگر ہم غور کریں اور ذرا تدبیر سے کام  
 لیں تو ممکن ہو بہت سے نکل کر آئیں مگر ایک زبردست وجہ یہ بھی ہے جسے گاوکشی کہتے ہیں جس کا  
 نام سنکر بھی ہر ایک ہندو کے رونے لگے ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی پرستش کی خیر پر چہری چلتے  
 دیکھ کر کانپ اٹھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک سخت تنفر اسکے دل میں ہر ایک مسلمان بلکہ  
 اسلام کی جانب سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اسلام کے خطری دشمنوں یعنی آریوں کا تو ذکر نہیں کر  
 بان اور روشن خیال ہندوؤں کی نسبت ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر ان سے اتحاد کی  
 کوشش کیجائے دران حالیکہ وہ ہمارے بعض رسم و رواج میں شریک ہیں تو ہمیں  
 یقیناً اس رسم سے قطعاً علیحدگی اختیار کر لینی چاہئے۔

اس مقام پر ہمیں ایک اور امر بیان کر دینے کی بھی ضرورت ہے۔ ہم جہاں تک نظردو  
 ہیں۔ ہمارے مذہب شیعہ اور اہل ہندوؤں میں کہی شکر بخجی کی ثوبت ہی نہیں آئی۔ بلکہ سلاطین  
 لکھنؤ نور اللہ مرقدہم کے طرز حکومت نے تو ہمیں اور ہندوؤں کو ایسا شیر و شکر بنا دیا تھا کہ  
 جسکی نظیر کسی زمانہ میں نہیں مل سکتی۔ اکبر اعظم نے ہندو مسلمانوں کو ضرور ایک کر دیا تھا مگر  
 حقیقت یہ ہے کہ اس نے تو مسلمانوں کو مسلمان رہنے دیا نہ ہندوؤں کو ہندو۔ اسکا مذہب ہی ایک  
 ملحقہ تھا۔ اسکی زبردست پالیسی نے ہندوؤں کا مذہب تو مذہب ان کی عزتیں تک لیں۔  
 تھیں مگر سلاطین لکھنؤ نے کہی اس قسم کا خیال تک اپنے دل میں نہ آنے دیا۔ انکے عہد  
 معدلت مہدین ہندو ہندو رہے اور مسلمان مسلمان۔ مگر ان ان بخور گواروں کی  
 ہرد لغزنی اور الفاضل ہندی نے اتنا ضرور اثر کیا۔ ان کے اخلاق حسنہ نے یہ کرشمے  
 ضرور دکھائے کہ ہندو اٹھتے بیٹھتے یا علی کہنے لگے اور عزاداری میں اسقدر حصہ لیا  
 جو تقریباً شیعوں ہی کے برابر تھا۔ اسکے دھندے دھندے نشان اب تک موجود ہیں اور  
 ہر عاقل خیر اسی سے بہت سے نتائج نکال سکتا ہے یہر حب شیعوں نے اپنی سلطنت  
 کے زمانہ میں ہندوؤں کو کسی قسم کی اذیت نہیں پہنچائی اور نہ آج تک ہندو ہی شیعوں  
 کے دہے آزاد ہوئے۔ تو پھر اب ضرورت کے زمانہ میں اس اتحاد کو کیوں زیادہ

مستقل اور استوار کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور کیوں اس رسم کو ترک نہ کیا جائے جس کے چھوڑتے ہیں ہمارا کسی قسم کا دینی اور دنیوی نقصان نہیں۔ ہم کیوں نہ تالیف قلوب سے کام لیں جس کی تعلیم فلسفہ مذہب ہدایت زور و شور سے کر رہا ہے۔ ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ جس شخص کے دماغ میں ذرا بھی نفاست کا گدڑ ہے وہ ہرگز کائے گوشت کے قریب جانا پسند نہیں کرتا۔ پہرہ کیون اسنا دوسرے بہامیوں کو اُسکی مہمتیں بچھانے کی کوشش نہ کریں۔ ہماری توجہ یہ کام چل سکتا ہے۔ اس رسم کو ہم ہمت آسانی کے ساتھ ترک کر سکتے ہیں۔ اس کے چھوڑنے میں نقصان ہے نہ بہت زیادہ بلکہ فتنہ کشی و اشتعال و الامعاہ ہے۔

ہمارے اگلاں ہے کہ یہ گمان اب یقین سے بدلتا جاتا ہے کہ شیعوں میں ہماری آواز توجہ کے ساتھ نہ جائیگی اور یہی ہمارا ہے اور کوئی تعجب نہیں جو اور وسیع و بھال میں اسلام ہی ہماری تائید میں قلم اٹھائیں۔ اس دیکھنا یہ ہے کہ از رنگ زیبی سلا کیا کہتے ہیں۔

قاصی سید محمد محسن و فاسیتا پوری

سب جسر اردو مباحث ضلع بستی

### تقریریت و تہنیت

شب ہفتم اچانک آڈور ہندوستان نے دھندلے ہوا آسمان کی انتقال کی۔ رعایا ہند کو عموماً اور فرقہ آٹا حشرہ رخصت و عاصفہ و صدمہ و ملامت ہو اسیرون از و ہم و حیات آخر جانج غم کا تخت نشین ہوتا ہے فوج اعانت ہاں سکین دل حزین بن گئی انجمنیوں اسی فرقہ امانیہ کے لئے اس مناسبت سے کہ مجموعہ ہفتم و چیم کا بارڈ ہوتا ہے جیہ تا پیر اقم ہوا شاعر تالیخ وفات حسرت آیات میں نظم کے بغرض ملاحظہ ناظرین اصلاح لکھی جاتی ہیں امید کہ پسٹ خانہ انصاف پسندان ہوں۔

حضرت آڈور ہندوستان نے ہفتا کی ناگہان  
چھا لکھی غم کی گھبراہٹ و لرزایا کے تمام  
کلیسی یہ بیدار کی پنجہ بکھڑا کرنے  
اوٹھ گیا شاہ رعایا پرورد ہندوستان  
کی مسیہ فرط الم سے چادر ہندوستان  
ہو گیا نار یک جس سے منظر ہندوستان

ہیں بھی رنجور و محزون پیرو اطفال جو ان عمر سے ہیں نالہ کنان بام و در ہندوستان  
ہے دماغ خیر بھی یہ مصرع سال وفات جاگزین قصر جنت قیصر ہندوستان  
سید محمد ہاشم ڈوٹی کلکٹر بریلی

الحدیث کی فرعون پرستی اس عنوان سے ایک مختصر مضمون - اصلاح جلد ۱۳  
صفحہ ۱۱۱ میں درج ہوا تھا جس میں یہ دکھایا تھا کہ الحدیث کے ایک معزز کن نے ایک رسالہ لکھا  
ہے بنام ہو سیمیک المسلمین - اس کا موٹو اس لائق مصنف نے اس آیت کو قرار دیا  
فرعون علائی الاذن - جس سے معلوم ہوا کہ کس درجہ کا روحانی تعلق انکو فرعون سے ہے  
اس مضمون نے فرقہ الحدیث کے خلیفہ نے وقت کو باوصفیکہ اصلاح کے دس دس بارہ  
صفحہ کے مہنامہ میں دو انکو کچھ نظریہ نہیں آتے - اب ایمین کیا کہ برس ہی پڑے اجنا اب الحدیث  
مورخہ اربعہ الثانی میں لکھتے ہیں -

الحدیث :- اصلاح کی اس حرکت پر ایک حکایت یاد آئی جو بالکل واقعی ہے  
ایک ماسٹر صاحب سکول سے نکلے تو آپکی نگاہ ایک پری سکریٹری پر پڑ گئی وہ تو  
آؤ گئی مگر ماسٹر صاحب کی عقل بھی ساتھ ہی لگئی اب تو ماسٹر کا یہ حال ہوا کہ کلام  
کسی امر کی بابت سوال کرے وہ یہی جواب دین کہ یہ بھی اسی ملعونہ کا بھائی ہے  
ہے - کوئی طالب علم جو نہ سید ہانہ کرے تو یہی فرادین کہ یہ بھی اسی ملعونہ کا  
بھائی ہے - اس طرح ہمارے دوست اڈیٹر صاحب اصلاح جو اس باختمہ میں  
مولوی حشمت علی صاحب بقیم دہلی مصنف رسالہ "المسلمین" نہ خبیثہ  
ہے - نہ مقلد ہے نہ غیر مقلد - نہ اہل بدعت ہے نہ اہل حدیث بلکہ ان کا وجود  
یہی ہے کہ سب لوگ صرف مسلمان کہلا دیں پھر ایسے شخص کے اعمال و افعال  
کا ذمہ دار جماعت اہل حدیث کو بنانا نہ کو رہا بالاقصہ کی تصدیق نہیں تو کیا ہے -  
یہ تو جواب تھا کہ اب انسانی کا کہ آپ الحدیث سے ایسے کچھ جو اس باختمہ میں  
کہ قبول ہے

جہر و کھتا ہوں او دہر تو ہی تو ہے -

آپ کو ہرگز میں اہل حدیث ہی دکھائی دیتے ہیں جو درحقیقت آپ کی محبت کا اثر ہے۔ گو یہ محبت اوس سے کم نہیں جو کسی بچہ کو آدمی سے تھی۔  
اب سنے اصل جواب مولوی شمس العلی صاحب کا مذہب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ ان شخصیات سے بالاتر ہے اپنے رسالہ کے سرورق پر جو ادنیٰ ہوں نے آیت لکھی ہے اوس میں ان مطالبے کے ایک جماعت کو فرقہ فرقہ بنا کر ذکر کرنا تو فرعون کا کام تھا آج مسلمان خود کیوں ایسا کام کرتے ہیں کہ ایک فرقہ ہو کر متعدد فرقوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ پس یہ ہے انکا مطلب۔ بتلائے اسپر یہ اعتراض کیسے آسکتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف یا بقول آپ کے اہل حدیث کی جماعت فرعون پرست ہے کیا سچ ہے۔

کس روز تہمتیں نہ تراش لکے سعدو  
کس دن ہمارے سر پہ نہ اترے چلاکے

اصلاح۔ ابھی تک آپ کو لال پری بنے کا شوق باقی ہے تو خیر ہی رہی۔ مگر اسکو تو میں نہیں سمجھتا کہ مولوی شمس العلی نہ شیعہ ہے نہ ہنسی۔ کیونکہ یہ تو غیر ممکن ہو گئی مسلمان ہو اور پھر وہ نہ ہنسی ہو نہ شیعہ۔ ہاں یہ دلیل بھی نرالی ہے ”بلکہ انکا تو دعویٰ ہی یہ ہے کہ سب مسلمان کہلاوین پھر ایسے شخص کے اعمال و افعال کا ذمہ دار جماعت اہل حدیث کو مذکورہ بالا تھمہ کی تصدیق نہیں تو کیا ہے۔“

کیونکہ اس بکڑے معلوم ہوا کہ آپ کو صرف مسلمان کہلانے سے انکار ہے۔ خدا آپ کے حال پر رحم کرے حالانکہ جتنے لوگ مدعی اسلام ہیں سب کا دعویٰ یہی ہے کہ اصلی مسلمان ہیں۔ پھر اس دعویٰ سے مولوی شمس العلی صاحب دائرہ اہل حدیث سے کیونکر خارج ہو گئے۔ ہاں اگر آپ کو اس کا دعویٰ ہو کہ آپ اہل حدیث ہیں مسلمان نہیں تو یہ دوسری بات ہے۔ اسپر ہی آپ اگر انکو فرقہ اہل حدیث سے نہیں مانتے تو براہ کرم اپنے رسالہ ابطل سلف کا صفحہ ۴۱ ملاحظہ فرمائیے جس میں اوٹکی تقریظ درج ہے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے رسالہ پر تقریظ لکھنے والے غیر اہل حدیث سے ہیں؟

یہ تو جواب تھا آپ کی دو غیبتیانی کا جو مولوی حشمت علی کو دائرہ الہی حدیث سے خارج کر کے لاء مذہب بنایا تھا کہ کہا نہ شیعہ ہیں نہ سنی۔ نہ مقلد ہے نہ غیر مقلد نہ ایل بہت ہے نہ الہی حدیث، تو پہر کیا ہے لاء مذہب۔

اب سنئے اپنی تاویل کا جواب کہ اگر اس آیت کے لکھنے سے اول گاہی مقصود تھا کہ مسلمانوں کو متفرق نہ ہونا چاہیے قومی تفریق نہ کرنا چاہیے تو وہ بہت سی آیتیں لکھ سکتے تھے جس میں لفظ شیعہ ہی موجود ہے۔ اولیسکو شیعہ اور بدیق بعضہ حیاں بعضہ بران الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعۃ السنت منصفی شیخ من اللذین فرقوا دینہم وکانوا شیعۃ کل حزب بما لدیہم فرحون۔ ان کل آیات میں لفظ شیعہ موجود ہے جس سے اونکی وہ غرض کہ لفظ شیعہ لاء شیعہ کی توہین کریں۔ پوری ہوتی تھی۔ مگر سب کو چھوڑ کر اس آیت کو لانا ان فرعون علانی الارض وجعل اہلہا شیعۃ ضرور کسی خاص غرض سے ہے۔ آیت ولقد ارسلنا من قبلک فی شیعہ الاولین۔ وما یتہم من رسول الا کنا وابہ یستہزؤن سے بھی اس طرح کی فرضی توہین شیعہ کی نکال سکے ہیں۔

اور اگر انکو محض اتفاق و اتحاد کیلئے کشتی کی ضرورت تھی تو آیت واعتصموا بحبلہ اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکرو انعمہ اللہ علیکم اذ کنتم اعدا فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ احنافا سے بہتر کوئی آیت اس غرض کیلئے نہیں مل سکتا۔ اسکے علاوہ بہت سی آیتیں ہیں۔ اور اگر محض اسلام نام رکھنے کی غرض سے وہ کوئی آیت تلاش کرے تو آیت ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین ایسا عمدہ آیت تھا کہ آپ ایسے حضرات کے اسکان کیلئے کافی تھا جو اسلام کے نام سے نفرت کر کے اپنا نام الہی حدیث رکھتے ہیں۔ جو نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں نہ صدر اول میں کہی اس نام کا وجود تھا۔

اب آئیے اسکی وجہ سنئے کہ الہی حدیث کو فرعون پرستی کا خطاب کیوں دیا گیا۔ اس میں صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قصور نہیں بلکہ یہ لقب بھی آپ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا عطیہ ہے کیونکہ وہ یہ

اجتماع بالقدردانوں میں کہتے ہیں ویقولون ان فرعون کان صادقا فی قوله اناریکم  
الاحلی یعنی وہ لوگ کہتے ہیں کہ فرعون اپنے اس دعویٰ میں سچا تھا کہ فرعون تم سب  
کا رب اعلیٰ ہے۔

یہ کتاب الفرقان میں فرماتے ہیں جو لاہور میں مع ترجمہ چھپ چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۹  
قالوا فضع قول فرعون اناریکم الاعلیٰ وکان فرعون عین الحق ترجمہ۔ وہ لوگ  
کہتے ہیں فرعون کا کہنا ”میں تمہارا رب برتر ہوں“ صحیح ہے اور فرعون خدا تعالیٰ کا  
عین تھا ۴۵۱

اگر اس سے زیادہ تفصیل درکار ہو تو اصلاح جلد ۱۳ ملاحظہ ہو سیکھنے والے  
پر کسی کو نظر آئی۔ کیونکہ مولوی شمس العلی صاحب کا مصدق کا لادیلو ابن تیمیہ  
بھی ہے جسے تصحیح کر دی کہ یہ لوگ الہییت فرعون کے قائل ہیں۔

کیا اب بلی اہل حدیث کی فرعون پرستی میں عذر ہو سکتا ہے جو بتجہ ابن تیمیہ  
خدا کی فرعون کے قائل تھے اور نبوت یزید پلید کے کیونکہ نبی و وزیر چنان شہر پار  
چنین

### واقعہ عقد حضرت شہر بانو علیہ السلام

جناب شہر بانو کے جناب امام حسین علیہ السلام کی زوجیت میں آنیکے باریس تین مختلف  
قسم کی روایتیں تاریخوں میں وارد ہوئی ہیں۔

(۱) فتح مدائن کے موقع پر جناب خلیفہ ثانی کے عہد میں بندی میں آنا اور جناب خلیفہ  
ثانی کا جناب امام حسینؑ کی خدمت میں نذر کر دینا  
اس روایت کو عوام اہلسنت و خیر میں شریعت کرتے ہیں کہ جناب خلیفہ ثانی کو خاندان نبوت  
سے کس قدر محبت تھی۔

(۲) فتح مدائن کے موقع پر جناب خلیفہ ثانی کے عہد میں جناب شہر بانو کا بندی میں آنا اور  
جناب امیر کا انکو خرید کر امام حسینؑ کی زوجیت میں دینا۔

(۳) جناب شہر بانو کا خود جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے عہد میں

ظاہری بن بندی بن آنا اور اُن حضرت کا انگوٹہ قرۃ العین حسین کی زوجیت میں دینا۔  
ہم اہل تشن کی اعتماد و معتبر کتابوں سے اس تینوں قسموں کی روایتیں لکھ کر انکی تنقید کرتے ہیں  
روایح المصطفیٰ من ازبارة الرضی ص ۲۰۳ تہ قوج عجم للوادعی آندہ کہ چون شہر بانو  
در میان سبایا بخنور عمر رسیدہ و آن وقت کہ اسے خواہ از ہاجرہ و انصار در آن محفل  
حاضر بودند و ہر بانو سی و مثل شاہانہ رو برو سے امیر المومنین عمر الیستاد را انتخاب امیر  
کہ زیور ہائے دے از دے باز گیرید و او را در بیع من بزمہ در آورند۔ شخصے از حاضران  
جلسہ نزد دے رفت تا زیور ہا از دے باز گیرد۔ شہر بانو مشتے پر دے زد کہ  
آن شخص برو افتاد امیر المومنین (عمر) در غضب خند و گفت کہ نہ من اس این  
ازین دختر باید گرفت امیر المومنین علی کہ از عنان مجلس بود بر دے ت و گفت  
کہ من از رسول صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ ام کہ از موافقا با بزمہ قوم زار و غایب قوم  
افقہ۔ و اما المایب را بھما۔ البتہ تین آدیوں پر رحم کر کسی قوم نہ سخت دار  
پر جو حالت ذلت کو پہنچایا ہو۔ کسی قوم کے میر کو جو فقیر ہو یک ہو اور وہ جو جس  
جانب کیسے بیوں جسے جانہور سے بلو بانی لیا ہو) و شک نیست کہ اس دختر از  
از قوم خرد و غنی ایشان است این زن فقیر و ذلیل گندہ پر۔ جب وہاں  
نوی سو در مراحم است۔ امیر المومنین عمر از این فقرہ خوش آرا ازہ امتقام  
در گذشت۔ بعد از ان گفت این دختر را کہ دہم در ان اثنا گاہت یا غیبہ۔ دختر  
نمود و دید کہ پوشیدہ نکاح بحسین ابن علی دارہ۔ امیر المومنین بخندید و گات اس  
دختر بہت خود خود پسند نمود۔ دیدم کہ پوشیدہ نکاح بہت عین میدادہ آرت خوب  
پسند نمودہ کہ حسین و راین محفل نسبت ہمہ کس حسن و حاجتی دارہ کہ دیگر ان ملائم  
و انسب عالی و سیر بہ پاکیزہ۔ رد پس رو حسین علیہ السلام نمود و گفت این دختر  
از زیورات و لباس زینت ہا بہرہ برد۔ و از جانب من بدیہ است اسوے قوم  
حسین علیہ السلام ازہ بہرہ۔ بہرہ از دست امیر المومنین علی بردارست شاکر  
از امیر المومنین عمر و افروز۔ ران دختر را بہار خود برد و بخشش بہرہ۔ اتمی۔



اسحاق الراغبین برعاشیہ نور الابصار مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹۹۔ قال فی السیرۃ الخلیفۃ

لما حج بیئات کسری وکثر ثلاثا مع اموالہ وذخائرہ العظمی وقفن بین ینبذ  
وامر للنادی ان ینادی علیہن وان ینزل نقابہن عن وجوہہن لیزید  
المسلمون فی شہن خاتمتن من کشف نقابہن ووکزن المنادی فی صدق  
فغضب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واماہ ان یعلوہن بالدردۃ وھن یملکن  
فقال لہ علی کرم اللہ وجہہ مہلایا امیر المومنین فان سمعت رسول اللہ <sup>تصلی</sup>  
اللہ علیہ وسلم یقول ارحموا عنیز قوم ذل۔ وعنی قوم امقتر۔ فسکن غضبہ  
فقال لہ علی ان بنات الملوک لا یعاملن معاملہ غایرہن من بنات السوقۃ  
فقال لہ عمر کیف الطريق الی العلم معہن فقال یقومن ومہا بلع شہن یقوم  
بہ من یختارہن فقومن واخذھن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فذفع واحدۃ  
بعبد اللہ بن عمر فجاء منها بولدۃ سالوہ واخری لحمد بن ابی بکر فجاء منها بولدۃ  
القاسم والثالثۃ لولدۃ الحسین فجاء منها بولدۃ علی زین العابدین۔

تاریخ الجیس (مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۱) تاریخ ابن خلکان (مطبوعہ مصر جلد  
اول صفحہ ۳۲) نور الابصار (مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲) مین بی بی روایت کسی قدر اختصار  
کے ساتھ لکھی ہے۔ اور خلاصہ مطلب ان سب روایتوں کا وہی ہے جو حبیب السیر  
(مطبوعہ علی جلد دوم جزو اول صفحہ ۳) مین درج ہے اور وہ یہ ہے کہ در زمان عمر بن  
الخطاب کہ سیایہ فارس در مدینہ رسیدند سر دختر زید جرد در آن میان بود و امیر المومنین  
عمر فرمود کہ آن دختران را مانند سایر اسیران در معرض بیع در آورند۔ امیر المومنین علی  
فرمود کہ بایات ملوک آن معاہدہ متوان کرد کہ بادیگران۔ امیر المومنین فاروق اعظم  
پر سید طریق بیع و شراے ایشان چگونہ است۔ امیر المومنین علی جواب داد کہ قیمت امین  
ہر سرہ دختر تقریباً یک دینار دم شن ایشان را معلوم نمودہ ہر کس کہ خواہد ادا و آن قیام نماید  
امیر المومنین عمر برین موجب فرمان داد۔ امیر المومنین علی آن ہر سرہ دختر را خرید و یکی را با نام  
حسین و دیگر بکر بن ابی بکر و سوسے بعد امدن عمر بخشید۔ حسین را از بطن او علی بن

الحکیمین و محمد را ازان مستوفی قاسم و عبداللہ را ازان عقیقہ سالم متولد شد مذہب صاحب رونج المصطفیٰ (دیکھو صفحہ ۱۷) نے لکھا ہے کہ یہی روایت تاریخ مرآۃ العجائب یاضی اور فصل الخطاب اور روضۃ الاحباب میں بھی لکھی ہے۔

روضۃ الصفا (مطبوعہ نو لکھنؤ جلد سوم ص ۱۷) میں لکھا ہے کہ امیر المومنین علیؑ حرث بن جابر کھنقی را حکومت بعضی از بلاد مشرق (خراسان) فرستاد حرث دو دھڑ درجہ رابست آورد و بعد از خدمت آنحضرت آورد و حضرت مقدس امیر المومنین علیؑ شہر بانو۔ را بقرة عین خود حسین داد و دیگر را کہ مسماہ بکھان بانو بود بہ محمد بن ابی بکر از زانی داشت تا خواست۔ از یک خواہر امام زین العابدین متولد شدہ۔ و از خواہر دیگر قاسم ابن محمد۔

واضح ہو کہ کشف الغمہ میں علامہ طہیل و فاضل بنیل علی بن عبسی اربلی نے جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ سے اور اعلام الوری میں علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے یہی روایت درج فرمائی ہے دیکھو کشف الغمہ مطبوعہ ایران صفحہ ۲۱ اور اعلام الوری بر حاشیہ اخبار ماتم ص ۲۵۲

جامع التواریخ (مطبوعہ نو لکھنؤ ص ۱۷) میں لکھا ہے کہ امیر المومنین علیؑ رضی حرث بن جابر کھنقی را بہر حکومت بعضی از بلاد مشرق فرستاد و حرث مہربانو۔ ماہ بانو۔ شہر بانو۔ دھڑان یزدجرد بن شہر یار بن خسرو رابست آورد و بعد از خدمت آن حضرت روانہ ساخت و آنجناب مہربانو را بہر حجت محمد بن ابی بکر صدیق و ماہ بانو را بہر دولج عبداللہ بن عمر فاروق و شہر بانو را بہر تلحج امام حسینؑ در آورد و از شہر بانو امام زین العابدین علیہ السلام تولد یافت۔

عمدۃ الطالب (مطبوعہ بیروت ص ۱۷) فقد اختلفت فی امہ فالمشہور انہا شادہ نغان بنت کسری یزدجرد بن شہر یار بن پردیہ و قیل ان اسمہا شہر بانو قیل غیبت فی فہم المدائن فتلقاها عمر بن الخطاب من المحسین۔ و قیل بعد من حادث بن جابر کھنقی الی امیر المومنین علی بن ابیطالب بنی یزدجرد۔

بن شہر یار فاخذہا واعطی واحده لایہ المحسن فاولدها علی بن الحسن  
واعطی الاخری لمحمد بن ابی بکر فاولدها القاسم الفقیہ بن محمد بن ابی بکر  
یعنی حضرت امام زین العابدینؑ کی والدہ کے نام میں اختلاف ہیں۔ پس مشہورہ تو یہ ہے  
کہ انکا نام شاہزبان بنت زید جرد تھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ انکا نام شہر یارو تھا کہتے ہیں کہ  
وہ فتح مدائن کی لوٹ کے وقت ہندی میں آئی تھیں۔ پس دے ڈالا تھا عمر بن الخطاب  
نے امام حسینؑ کو۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حادث بن جابر صفی نے امیر المومنین علیؑ بن ابیطالب  
کے پاس دیشیان زید جرد کی بیٹی تھیں پس حضرت نے اُن دونوں کو لیکر ایک اپنے بیٹے حسین  
کو عطا کر دی تھی اور دوسری محمد بن ابی بکر کو پس ایک عذرہ سے امام علی بن الحسن  
علیہ السلام اور دوسری عقیقہ سے قاسم بن محمد بن ابی بکر فقیہ پیدا ہوئے۔

اور دو ترجمہ فتوح العجم و اقدسی (مطبوعہ نوکشتورستان ۱۷۱) میں لکھا ہے کہ جناب شہر یارو  
بنت زید جرد فتح مدائن کی لوٹ میں مقید ہو کر حضرت عمرؓ کے دربار میں آئی تھیں۔ مگر  
صرف جناب شہر یارو۔ زید جرد کی کسی اور لڑکی کا کچھ ذکر نہیں ہے۔

یہ ہیں وہ مختلف روایتیں جو مورخین نے جناب شہر یارو کے زوجیت امام حسینؑ  
میں آنے کی بابت لکھی ہیں ان سب میں یہ تو مشترک اور ثابت ہے کہ ایران کے آخری  
بادشاہ زید جرد بن شہر یار بن پردیز کی ایک لڑکی ہندی میں آئی اُس سے امام حسینؑ علیہ  
السلام کا عقد ہوا اور اُس سے امام زین العابدینؑ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ مگر اختلاف  
یہ ہے اور یہ بڑا اختلاف ہے کہ آیا جناب خلیفہ ثانی کے عہد میں آئیں اور انہوں نے اپنی  
حنایت سے امام حسینؑ کو ہدیہ میں دین یا جناب علی بن ابیطالبؑ کی عہد خلافت  
ظاہری میں ایسا ہوا۔ تعجب ہے کہ متقدمین و متاخرین میں سے کسی نے اس معنی  
کے حل کرنے میں کوشش نہیں کی۔ لہذا یہ حقیر اپنے مبلغ علم و ساطعہ موافق اصل حقیقت  
کا انکشاف کئے دیتا ہے۔ اور ثابت کئے دیتا ہے کہ جناب شہر یارو ہرگز جناب خلیفہ ثانی کے  
عہد خلافت میں ہندی میں نہیں آئیں بلکہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ علیہ  
السلام کے خلافت ظاہری کے زمانہ میں آئی ہیں۔ بایں دلائل و وجوہ۔

۱۶) واقفی کی روایت اور صاحب مذاہب الطالب کی پہلی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب شہر بانو فتح داس کی لوٹ کے وقت بمبئی انون کی بندی میں آئی ہیں۔

۱۷) مورخین کا اتفاق ہے کہ داس ناظمہ صلاہ میں فتح ہوا ہے دیکھو محکم البلدان مطبوعہ مصر

جلد ہفتم ص ۴۱۳۔ اور ترجمہ فتح المعجم واقفی ص ۱۱۱۔ ابو الفدا مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۶۱

تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم ص ۱۹۴ تاریخ ابن خلدون بقیہ جلد دوم ص ۱۱۱۔ فتوحات الاساطین

سید احمد دحلان جلد اول ص ۹۰۔ تاریخ طبری جلد چارم ص ۱۰۰۔

۱۸) معتبر تاریخوں سے ثابت ہے کہ یزدجرد جناب خلیفہ ثانی کی ابتدا سے خلافت میں جنگ

قاموسیہ سے کچھ پہلے صلاہ کے شروع میں تخت نشین ہوا ہے کیونکہ جناب خلیفہ اول کا تخت

کے وسط میں انتقال ہوا ہے اس وقت ازمدخت تخت ایران پر حکمرانی کو رہی تھی و جناب

عمر کے ابتدائے عہد حکومت میں باہری لگی ہے۔ ازمدخت کے بعد تین بادشاہ کے بعد

دیگر صرف چند یوم کیلئے بادشاہ بننا کر مارڈائے گئے آخر فتح زاد کو بٹھا یا گیا مگر ماہ کے

بعد اسے بھی مارڈالا گیا۔ اور یزدجرد کو اسطرح سے لاکر تخت پر بٹھا یا گیا دیکھو تاریخ طبری مطبوعہ

مصر جلد دوم ص ۱۶۹۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول ص ۱۱۱۔ ابو الفدا مطبوعہ مصر جلد اول

ص ۱۱۱۔ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی ص ۱۱۱۔

۱۹) اور جنگ قادسیہ قبول طبری و ابن اثیر صلاہ میں اور بقول ابو الفدا محمد بن جعفر

صلاہ میں ہوئی ہے مگر ان مورخین نے صلاہ کو ترجیح دی ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔

۲۰) تخت نشینی کے وقت (یعنی صلاہ میں) معتبرین مورخین اہل ہمت نے یزدجرد کی عمر ۲۱

سال کی لکھی ہے۔ دیکھو تاریخ طبری مطبوعہ مصر جلد سوم ص ۱۰۱۔ ابن اثیر جلد ۲ ص ۱۱۱۔ تاریخ

ابن خلدون بقیہ جلد ثانی ص ۱۱۱۔ فتوحات الاسلام سید احمد دحلان جلد اول ص ۱۶۱۔ اگرچہ

کچھ اور شعلشن ایردنگ مورخین انگریزی نے اسکی عمر تخت نشینی کے وقت ۲۰ سال کی

اور مولف سیرۃ حضرت عمر مطبوعہ لاہور نے ۱۶ سال کی لکھی ہے۔

۲۱) اس حساب سے فتح داس کے وقت (یعنی صلاہ کے شروع میں) یزدجرد کی عمر ۱۱ سال کی

کم اور ۲۳ سال سے زیادہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔

وہاں بڑو جرد و عرب جیسے گرم ملک کا باشندہ نہ تھا کہ ہم بپندرہ برس کی عمر میں حور و قون سے مباشرت کرنے کے قابل ہو جاتا۔ بہر کیف جناب شہرہ باؤ اگر بزرگ و جرد کی پوٹھی کی اولاد بھی تان لیجائیں اور اس کے اہلکار ہوین انیسویں سال بھی پیدا ہوئی ہوں تو فتح مدائن کے وقت اٹنی عمر بزرگ پانچ چھ سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

(۷) صاحب تاریخ الخلیفہ - ابن اثیر - ابو الفداء - صاحب نور الابصار - صاحب احوال العربین - صاحب روضۃ الصفا - صاحب روضۃ الاحباب - صاحب حبیب السیر - صاحب عمدة الطالب - صاحب مطالب السؤل - صاحب کشف الغمہ وغیرہ تمام مؤرخین و محدثین کا اتفاق ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت شعبان سنہ ۵ میں ہوئی ہر فتح مدائن صفر سنہ ۶ میں ہوئی ہے۔ اس بہت فتح مدائن کے وقت جناب امام حسین کی عمر پونے بارہ برس کی ہوتی ہے۔

پس حقائق مندرجہ بالا کے مقابلہ میں واقعہ کی وہ روایت کیونکر ٹھیکر سکتی جو حسین جناب شہرہ باؤ کو ایسا طاقتور اور جوان دکھایا گیا ہے کہ وہ مرد جو زیور ہمارے آیا تھا ان کے ایک گھونے سے منہ کے بھل گریڑا اور کب عقل گوارا کر سکتی ہے کہ ایسی شہرہ و کربل جو ان عورت جو اپنے ایک گھونے سے مرد کو اوندھے منہ گرا دے بھرے دربار میں سے جہاں مہاجر و انصار سب کا گلہ لگا ہوا تھا صرف ایک گیارہ بارہ برس کے بچے کو اپنی شوہری کے واسطے پسند کرے۔ اگر یہ کہا جاتا کہ دیگر روایتوں سے اس مرد کا منہ بے بل کرنا ثابت نہیں ہوتا تاہم ان تمام روایتوں سے جنہیں جناب عمر کے زمانہ میں جناب شہرہ باؤ کے ہندی میں آئینکا ذکر ہے۔ اسکا بلوغ بخوبی ثابت ہے کیونکہ اُن کے کہنا سے مارنے اور جناب خلیفہ کے قصاص لینے کا حکم سب میں موجود ہے۔ اور اُن نادان سے قصاص نہیں لیا جاتا۔ حالانکہ ہم بخوبی ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت شہرہ باؤ کی عمر بوقت پانچ چھ برس سے ہرگز زیادہ نہ تھی۔ پس ثابت ہو گیا کہ تمام وہ روایتیں جنہیں جناب شہرہ باؤ کا حضرت عمر کے عہد میں آئینکا ذکر ہے بالکل غلط ہیں۔ اور وہی روایت صحیح ہے جس میں جناب امیر علی بن ابیطالب علیہ السلام کے عہد خلافت ظاہری میں آٹا لکھا ہے۔ پس حیات ہم لے عثمان ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ کو قتل ہوئے ہیں۔ پس سوا چھ ہجرت کے جناب امیر کی سادفت ظاہری ہر سنہ ۳۵

ثابت کرتی چاہتے تھے وہ اس طرح ثابت ہو گئی کہ مطلق گنجائش شک و شبہ کی باقی نہیں رہی اور تاریخ کا ایک بڑا مسئلہ جس نے آج تک لوگوں میں ڈال رکھا تھا خود بخود علی علیہ السلام و ائمہ علیہم السلام - احقر ذاکر حسین جعفر - دفتر اربعہ انگریزی دہلی -

## مراسلہ انجمن اتحاد و صلہ

جناب من - تسلیم جناب کو معلوم ہو گا کہ بد قسمتی سے لکھنؤ کے سنی و شیعہ میں نہ - پیرس سے نا اتفاقی پیدا ہو گئی ہے - اس وقت تک رفع بنیں ہوئی ہے اور جو قومی و ملی مفصلیات اس اختلاف سے پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں وہ کسی با فہم پر مخفی نہیں ہے اور آپ سے بہتر کو کون سمجھ سکتا ہے - فی الحال چند ہر دان قوم نے ایک انجمن اتحاد اس غرض سے قائم کی ہے کہ جہان تک ممکن ہو ان ناشدنی اختلافات و نزاعات کو برطرف کرے اور اوائی گروہ اسلام میں اتحاد پیدا کرے - ہلکوا امید ہے کہ جناب بھی بذریعہ اپنے رسالہ کے اس کار خیر میں کچھ کی مدد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں گے اور ایسے مصلحانین و وقفاؤ قضا شایع فرما دیں جو انجمن کے اغراض کیلئے سود مند ہوں - آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا کہ اخبارات کا اثر ملک اور قوم پر بہت بڑا ہوتا ہے فضول ہے - آپ خود جانتے ہیں کہ جناب سے بہت کچھ بھلائی یا برائی قوم کی وابستہ ہے - یہ بات مضامین اور اوستے طریقہ تحریر پر منحصر ہے - انجمن کا اس وقت پر مشاہیر کہ نہیں ہے کہ کسی قسم کا اعتراض آپ کے مضامین پر کرے بلکہ یہ یہ مقصد ہے کہ آپ سے عرض کرے کہ آپ بھی کوشش ملیں اس طوفان فرامین کے درمیان فریقوں کے اتحاد میں ترقی ہو جس سے آپکا بڑا کام ان تمام قوم پر ہو گا کہ عربینہ اور جناب انجمن صرف جناب ہی کی خدمت میں نہیں بھیجا گیا ہے بلکہ انجمن نے اپنے ہدف و مقصد کے لئے دینی اخبارات کے اڈیٹر صاحبان کی خدمت میں بھی بھیجے ہیں - انجمن آپ کے اس کام کی

بھی حاشیہ جہت کے شروع ہوئی جناب امام ابن العابدین کی ولادت سے پہلے دسواں بعض ہے جنہوں نے شیعہ کہیں ہی شیعہ میں لکھی ہے اس کو بھی قرین عقل ہی پایا جاتا ہے اور بہت سے علماء جناب خیر باخود و جناب امیر کے ہر خلافت ظاہری میں علامہ یا شیعہ میں آئی ہوئی ہے - ۱۱ -

ہے کہ آئندہ اگر کسی اجازت میں ایسا مصنفوں شائع کیا جاوے جس سے باجم سنی و شیعہ کے اختلاف پیدا ہو نہ کہ اندیشہ ہو تو اس سے انجمن کو براہ عنایت و قومی ہمدردی کے آپ مطلع فرماؤ گے والسلام۔  
 لکھنؤ درجولائی ۱۳۲۷ء قاکسار دارین حامد علی لکھنؤ انجمن اجماع

اصلاح۔ اس انجمن اتحاد کی خدمت سے سن رہا ہوں جب لکھنؤ کے انجمن نے ایسے مضامین لکھے تھے کہ یہ انجمن کا صدمہ بھی جاتی۔ گو خدا کا مہربان انجمن کی توجہ سے یہ ایک جودی شئی معلوم ہوتی ہو۔

اصلاح کا اصلی مقصد اتحاد و اتفاق بین الاسلام بلکہ تمامی نفع بخا آدم میں اتحاد کو راہی۔ مگر اس طرح کہ ایک قوم دوسرے میں مستحکم ہو جائے۔

یہ امر مشکل ہو کہ ایسی خبروں سے اطلاع دی جاوے۔ مگر ان اصلاحی جملہ احادیث سے لے کر انجمن میں بھیجے جاسکتے ہیں جس سے انجمن اسکا فیصلہ کر سکتی ہو کہ اصلاح کی کل تحریریں دعائی ہیں انبیاء و ائمہ کی۔ وطن پیسہ اجارہ احکم۔ بدرقادیانی۔ اتحادیہ۔ انجمن۔ کہ زن کوٹہ۔ کسی بڑے ملازم طریقہ پر خط لکھتے ہیں جنکا جواب تبنا اصلاح دے دیا ہو۔ لہذا انجمن کو لازم ہے اس پر غور کرے اتحاد کے منافی کون کام کرتا ہے۔

انجمن اتحاد کا غرض ہے کہ وہ سنی اجازت دینے والے اسکی خاص طور پر استدعا کرے کیونکہ جو کچھ فساد ہوتا ہے او نہیں سے ورنہ آپ جانتے ہیں شیعوں میں اجازت ہی کہاں ہے ایک اثنا عشری ہفتہ وار ہے ورنہ اصلاح۔ شیعہ۔ ائمہ۔ العوارف سب ماہوار ہیں جنکی آواز ہی کیا اور آواز ہو تو طاقت کہاں۔ انکو اگر مجبور نہ کیا جا تو کسی سے انکو مطلب ہی نہیں۔

آپ اگر زیادہ نہیں تو صرف اس مسئلہ کے اصلاح کو ملاحظہ فرمائیے کہ اس وقت عزیز سطح ان سنی اجازت دینے والے بدولت ضلالت کا لگیا نہ کوئی علمی بات تھی نہ کوئی دوسرا امر۔ مگر اس سطح مجبور کیا کہ ہزاروں افادات جدید اس سے بند ہوئے۔

بھرتا ہے ہم کیا کر سکتے ہیں۔  
 اڈیٹر  
 شیعہ کانفرنس۔ انیسویں سال اصلاح کانفرنس کی ہیئت سی خدو

سے محروم ہو چکی پہلی وجہ یہی ہے کہ اشاعت اصلاح بہت بے قاعدہ ہو رہی ہو اور سنی  
اجباروں نے اس طرح جو کم کیا ہے کہ دوسرے مزدوری قومی کاموں سے محروم ہو رہے ہیں  
شیعہ کانفرنس کے کاغذات اس قدر موصول ہوئے کہ اگر اتر لیا سب دہج کیا جاتا تو شاید  
اصلاح اسی کام کا ہو جاتا۔

اڈیسر صاحب آل انڈیا شیعہ گزٹ کا شکریہ ہم نہیں ادا کر سکتے جو اس خوش سلیوٹی سے  
شیعہ کانفرنس کی خدمت میں انجام دے رہے ہیں کہ ہلوگ بہت کچھ سکد وشن ہو گئے۔ تاہم بے پلا مین  
کانفرنس کی ضروری ہیں۔

(۱) بتایا (۲) اگست مرکزی کمیٹی کا ایک مزدوری جلسہ ہونی والا ہے جس میں کل ممبران کی  
شرکت مزدوری ہے بہت سے مزدوری امور تصفیہ طلب ہیں اگر شرکت نہ ہو سکے تو بذریعہ تحریر  
سکرٹری صاحب کو اپنی رائے سے مطلع کرنا چاہیے کیونکہ مدوح نے اغراض جلسہ سے کل  
ممبروں کو خبر دی ہے۔

(۲) رپوٹ سالانہ اجلاس سوم کانفرنس ۵۲۵ صفحہ پر چھپ کر طیارے کے حساباً وزن ۶۶  
تولہ اور ۱۰۳۰ نی کتاب محصول ڈاک پر لگا جس کے نسبت سکرٹری صاحب لکھتے ہیں کہ ۹۱ حضرت  
نے اب تک محصول بھیجا ہے بقیہ حضرات ٹکٹ روانہ کریں کہ بھیجا جائے۔ اور جو لوگ ریلوے  
اسٹیشن سے قریب ہوں وہ کل ممبروں کیلئے کچائی طلب کر لیں۔

مگر یہاں ہی رائے بلکہ تجربہ میں یہ بھی غلطی سے خالی نہیں کہ محصول ڈاک دیکر روانہ  
کیا جائے کیونکہ سپڈ کتاب میں خطوط رسالے اکثر ضائع ہوتے ہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ کل ممبروں کے  
نام ۵ یا ۷ کا دیو روانہ کیا جائے جس میں محصول ڈاک ہوگا اور ریس مینی آڈر  
اس سے ہر ممبر کو کتاب بھی یعنی بطور پر لگائیگی اور دفتر کا نقصان یہی نہ ہوگا بلکہ مرنی  
کتاب نفع ہوگا جو عمر کے حق اجرت میں دیا جاسکتا ہے۔

انجمن مرتضوی ملٹر  
جناب سید محمد الیاس صاحب جارجی نقشہ نویس سکرٹری  
انجمن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ابتداء ماہ مئی میں انجمن کا  
پہلا افتتاحی جلسہ ہوا جس کے بانی جناب مولوی مظہر حسین صاحب سہارنپوری تھے مصنف



التہدیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین علیہ السلام۔ مگر افسوس کہ بوجہ پیش سرکاری ملازمت ہر جانب  
مروج قیام نہ کر سکے۔ ہر جن کو دوسرا جلسہ ہوا حسین جناب مولوی سید رفیع حسین صاحب پر مشتمل  
خالفہ کلج صدر مقرر ہوئے اور جناب مولوی محمد باقر صاحب نائب صدر انجمن قرار پائے اور جناب  
مرزا غلام مصطفیٰ صاحب دھاجی غلام علی صاحب تاجر۔ امین انجمن مقرر ہوئے۔ تیسرا جلسہ ۱۱ جون  
کو ہوا اس وقت تک ۶۰ ممبر ہو چکے ہیں اور امید ہے کہ دیگر مومنین بھی عنقریب شرکت فرمائیں  
مقاصد اسکے خواہ امام ظالم و مرہم دیگر مومنین شیعہ کو ترقی دینا ہے۔ مومنین کو سچی رکنا چاہیے  
کیونکہ ایک قوم و اپنی قوت کو کیجانیہ کرینگے باخود ہائے اتفاق و اتحاد سے کام نہ لینگے کہیں  
کوئی کام درست نہ ہوگا۔ مخالفین ہماری تعداد میں زیادہ ہیں اور انکی قوت زیادہ ہے وہ ہمکو  
مٹا دینا چاہتے ہیں۔ دنیا بھر کے مذاہب سوا دھرم کو بحث نہیں۔ کوئی سنی آریہ ہو جائے یا عیسائی اور  
کوئی ظلم نہیں مگر ادھر شیعہ ہوا اور قیامت آئی۔

مومنین کو خدا کا شکر لازم ہے کہ ایک ایسی گورنٹ کی ماتحتی میں ہو کہ وہ ہر طرح مذہبی آزادی  
بلو دی اور حق مساوی عطا کیا ہے۔ لہذا ہر طرح ہر فرقہ اپنی قوم کی حفاظت میں سرگرم ہے  
شیعوں کو بھی اپنی حفاظت میں کوشش کرنا چاہیے۔ امر شر ایک بجا رہتی شہر ہے۔ انجمن کو  
لازم ہے کہ ایک مشترک سرمایہ سے تجارت کا کاروبار شروع کر دے کہ روزمرہ کے اخراجات کو ادائی  
تجارت کا نفع کافی ہو۔

شیعوں کو کسی فرقہ سے مخالفت و منازعت نہیں۔ انجو مذہبی مراہم کے احیاء میں سرگرم  
ہیں۔ انکا مراد دنیا میں کوئی نہیں ہے جو دشمنان اہلبیت اطہار کے لہذا ہر طرح ان سے ہوشیار  
رہنا چاہیے کہ نہ کبھی ہمارے فیرو خواہ ہونے نہ ہماری بھلائی چاہینگے۔ ہکوانے نزاع کی ضرورت  
نہیں۔ مگر اپنی حفاظت ضروری ہے کہ جو کچھ خطر ہے انہیں سے۔

### التقریبات

نور علی نور یہ وہ کتاب ہے جس کا ایک زمانہ سے اشتیاق تھا کہ جناب مولوی سید کاظم  
علی صاحب پلوئی دہلی انیکٹر اسکول نے ایک رسالہ لکھا تھا جس کا نام حرورۃ الامامہ تھا۔  
اور یہاں جناب مولوی تیس احمد صاحب نے مطر قہ الکرامہ لکھا ہے فریقہ والوں کو ایسا مسہور کیا

کہ وہ جامعین نہ سماتے تھے۔

نور علی نور نے ایسا اسکا جو بندہ علحدہ کر دیا کہ اب ہائے کچھ بن نہیں آتی۔ تہذیب منکرت  
تو اسکا خاصہ ہے تحقیقات ایسی ہو کہ ناطقہ بند ہو جائے۔ اور پھر صاحب غیت تو کچھ کلام نہ کر کر  
چھپائی لکھائی ایسی عمدہ کہ قابل دید صفحہ ۴۴ پر تمام ہے اس پر بنایت ارزان کی قیمت ۱۵  
اسی ہر ایہ سے دوسرا حصہ بھی شائع ہو گا اب مؤمنین پر بہت افزائی مصنف لازم ہے کہ دوسرا  
حصہ بھی شائع ہو جائے۔

سید زاہد حسین صاحب نخاس کہنہ اللہ آبادی و ظلی  
اشتبہا مناظرہ جناب منشی بیہو دعلی صاحب بخشی اطلاع دیتے ہیں کہ جناب صدر العلماء مولانا  
السید غلام حسین صاحب حیدر آبادی دامت برکاتہ اثبات حقیقت مذہب شیعہ کیلئے صرف قرآن  
سے مناظرہ کرنے پر آمادہ ہیں بشرطیکہ مخالف گورنمنٹ استقام معقول ہو اور تاریخ معین سے  
ایک ماہ قبل اطلاع دیں کیونکہ قیام جناب مدوح بلدہ میں کم رہتا ہو مغلوب کو مذہب غالب  
قبول کرنا ہو گا اسکا معاہدہ پہلے سے مکمل ہونا چاہیے حقیقی و دہائی۔ مرزائی سبکو عام اجازت  
اڈیٹر انجم کو اس پر خاص طور سے توجہ کرنا چاہیے۔

خبر غم۔ جناب حاجی میر صفدر علی صاحب تاجر و ایس پریسیڈنٹ انجمن امامیہ پشاور کی تحریر سے  
معلوم ہوا کہ جناب آقا میر افضل علی شاہ صاحب و ایس پریسیڈنٹ انجمن حمایت الاسلام پشاور  
نے بتاریخ ۲۹ جون ۱۹۰۸ انتقال کیا مؤمنین سے دعایہ مغفرت کی امید ہے کہ اس محسن قوم کیلئے  
دعائے مغفرت و نماز ہریمیت پڑھیں۔

جناب آقا میر افضل علی شاہ صاحب و قشعہ پشاور کے مسلم لیڈ رہے اور گورنمنٹ میں نہایت  
مغز و کرسی نشین تھے ۳۰ سال تک مینوسٹیشن اور انگریزی جبریت تھے قومی امور میں آگاہ و  
دکھی تھے اور ہمیشہ اصلاح قوم میں سرگرم رہے۔ تین روز قبل از وفات ایک خاص جلسہ  
میں فضول اخراجات کی موقوفی میں نہایت خلوص سے ایک رسالہ شائع کیا جس میں نہایت  
ہمدردی سے قوم کو پابندی شریعت پر آمادہ کیا۔

جناب آقا صاحب موصوف ہر روز اور نہایت ہی خیر خواہ قوم تھے۔ انکا جائزہ جسوقت نکلا ہی  
تمام مسلمانوں پر حسرت و افسوس کا عالم چھا اٹھا۔

چیف کشتیہادر نے بھی تار تفریت سے قوم کو ممنون کیا اور اکثر دفاتر سرکاری میں اور سرور  
قطیف کی گئی جس سے آپ سچے سچے ہین کہ گورنمنٹ میں مدوح ہا کیسا اعزاز تھا تمام قوم سے آپ  
دعائے مغفرت ہے۔

افسوس کہ جناب مرزا محمد صادق صاحب شیرازی عراق مرزا رئیس ڈاکہ نے ہی شب بخشنہ  
۱۳ راج کو انتقال کیا مرحوم کیلئے بھی دعائے مغفرت کی امید مرحوم کے بہائی مرزا محمد جعفر صاحب  
شیرازی مادہ تاریخ وفات کے خواہان ہیں ولادت مرحوم کی پچھنبہ ۹ ماہ ربیع الثانی کو ہوئی  
۱۳۲۶ء روز وفات ۱۸ ربیع الاول روز پچھنبہ ۳۲ء آپ مجدد و جبراری پرفائز تھے اور  
گورنمنٹ کو خاص طور پر آپ کا اعزاز منظور تھا رحمہ اللہ۔

حالات ایران - اپنی تک دبی انقلابی - نہی اعتناش - نروس کی فوج دفع ہوئی  
نملک کا انتظام درست ہوا ہر طرف زد و کوب ہر ایک طرف درست ہوتا ہر دوسری طرف جتن  
برپا ہوتا ہوا رہتی یہ جو کہ بینک دوسری سلطنتیں مسکرت نہ کریں یہ فز و سلطنت کیا کر سکتی ہو  
نارہ سادہ ۴۸ رجب کا تاظر ہو کہ جناب آقا سید عبداللہ بہبانی رحمہ اللہ شہید ہو جس سے تازہ  
انقلاب کا سال ہر حال التین مورخہ ۱۸ رجب لکھتا ہے کہ ہکوا اس خبر کی صحت و عدم صحت کو کوئی بحث  
نکرید و حادثہ عظمیٰ کہ جہاں تک سپر افسوس کیا جاگم کہ کیونکہ آقا سید عبداللہ بہبانی مرحوم اور جناب آقا  
سید محمد طباطبائی ادام اللہ ظہر و وجود دبی ابتدا میں مشروطیت کے محرک تھے محمد علی مرزائے اہلہام پانچویں  
کے بعد علاوہ اولن ایزد نکالنے کے جو سیدین طلیین کو پہنچائیں آقا سید عبداللہ بہبانی کو وہاں تک  
کریان شاہ میں مجوس رکھا وہاں کہ بعد شکل ربائی پارتببات عالیات کا سفر کیا اور وہیں قیام  
رہا مرقہ جاری ہوئی تھی یہ طہران تشریف لایا حالانکہ موید الاسلام اڈیر جبل التین نے مخصوص  
عراق التین ہی اس مادہ میں لکھ کہ ابھی طہران جا ماناسب نہیں جو گراڈا جا و اہلہم لایا تخرور  
ساعتہ ولا یستقدون مؤمنین و امید دعا و مغفرت و نازدیت ہو کہ اعظم مجتہدین طہران سے  
سے تھے طالب ثراہ۔

طہران کا تار کہ مستشار الدہ در صدارت پادشہیت سے مستغنی ہو اور ذکا و الملک اس عہدہ  
پر مامور خدا اس سلطنت کو قائم و برقرار رکھے اور فسادات دفع ہوں کہ دنیا میں ہی ایک اسلامی سلطنت

یخرج الحق من المیت

حصہ ثالثہ

فضل الباری فی تصدیق النجار

من

تالیف محی السنۃ قاصع البدعۃ سیف الاسلام قاطع اعتناق  
الکفر اللہامنا وشریعۃ جدہ خیر الانام فخر الحکماء اہل الجہین  
ظہیر المائۃ والذین مولینا السید علی اطہرنا منک  
جو محض اس غرض سے لکھی گئی کہ تمامی اہل اسلام میں اتفاق ہو اور باخود ہا  
کا اختلاف رفع ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث صحیحہ غیر صحیحہ سے تمیز  
ہوں۔ اتفاقی۔ اختلافی میں فرق نمایاں ہوتا کہ اتفاقی حدیثوں پر تمامی اہل اسلام  
مائل ہوں۔ اور اختلافی کی تحقیقات کریں اور موضوعات و مضامین سے محفوظ  
رہیں اور اختلاف و نزاع کی تیج گئی ہو۔ واللہ علی کل شیء قدير

مطبع صلاح کچھ ضلع ساران  
مطبعہ

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وآل  
الطاهرين ولعنة الله على اعدائهم جميعين اما بعد في تيسر احصاء فضل  
الباري في تنقيح البخاري كما جلي ابتداء باب الايمان سے کی جاتی ہو۔

چونکہ اس کتاب تنقيح بخاری نے اسلامی دنیا میں ایک انقلاب عظیم ڈالا ہے  
جس سے ہر طرف اس کا غلغلہ شروع ہو کہ صحیح بخاری میں بہت سے غلطائیں اور روایا  
ضعیف کے علاوہ وضعی روایتیں بھی اس میں داخل ہیں۔ لہذا ہر کوئی فضل خدا  
سے امید ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق بہت جلد پیدا ہوگا و ان الید الا الا  
وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ ائیب

یہ بھی تنقيح بخاری کے فیوض سے ہے کہ خود علماء اہلسنت میں بہت سے حضرات اب بخاری کی  
حقیقت کھول رہے ہیں چنانچہ مولوی عمر کریم صاحب حقی ایک تحریر اخبار المفقہ مورخہ نومبر ۱۹۷۸ء  
میں باین عنوان شائع کرتے ہیں ”کتاب بخاری کا آغاز بغیر حمد و صلوة کے ہے“

کتاب بخاری کی آغاز امام بخاری نے جو بطریق مسنون نہیں کیا ہے۔ یعنی اس کے شرح میں نہ تو حمد  
لکھا ہے نہ صلوة۔ ہم اس کے متعلق کوئی امر اپنی طرف سے لکھنا نہیں چاہتے بلکہ علامہ عینی کتاب  
اقتادی شری بخاری (جلد ۱ ص ۱۵۷) میں جو کچھ لکھا ہے صرف اسی کا نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں  
اور وہ یہ ہے۔ ذکر و ان میں ان واجب علیہ صحت کتاب۔ او مولف رحمہ اللہ ثلاثۃ

صحیح بخاری باب من الإیمان

ان یحب لأخیه ما یحب لنفسه حدثنا  
مسدد قال حدثنا یحیی عن شعبه  
عن قتاده عن انس عن النبی وعن  
حسین الملعون قال ثنا قتاده عن  
انس عن النبی قال لا یومن احدکم  
حتی یحب لأخیه ما یحب لنفسه

باب ایمان کی بات یہ ہے کہ جو اپنے لئے  
چاہے وہی اپنے بہائی کیلئے چاہے  
ہے بیان کیا مسدد نے کہا ہے بیان کیا  
یحیی نے انہوں نے انس سے انہوں نے  
آنحضرت سے اور حسین معلوم سے کہا ہے  
بیان کیا قتادہ نے اسے روایت کی انس  
سے انہوں نے آنحضرت سے فرمایا کوئی تم

میں سے سوقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک جو اپنے لئے چاہتا ہو وہی اپنے بہائی  
(مسلمان) کے لئے چاہے

بقیہ نوٹ منہ اشیاؤ وہی البسمۃ والحمد لله والصلوة ومن طریقنا اربعة اشیا  
وہی مدح الفن و ذکر الباعث و تسمیۃ الكتاب و بیان کیفیۃ الكتاب من التیو  
والتفصیل اما البسمۃ والحمد لله فلان کتاب اللہ متوج بہا و لقولہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کل امر ذی بال لم یبدأ فیہ بذکر اللہ و بسم اللہ الرحمن الرحیم فیہ اقطع -  
سرواہ الحافظ عبد القادر فی اربعینہ - وقولہ علیہ الصلوۃ والسلام کل کلام  
لا یبدأ فیہ بحمد اللہ فیہ واجدہ سرواہ ابوداؤد والنسائی - وفی روایۃ ابن ماجہ  
کل امر ذی بال لم یبدأ فیہ بالحمد اقطع و سرواہ ابن حبان وابوعوانہ فی صحیحہ  
وقال ابن سلام ہذا حدیث حسن بل صحیح واما الصلوۃ فلان ذکرہ صلی اللہ  
تعالی علیہ وسلم مقرون بذکرہ تعالی ولقد قالوا فی قولہ تعالی ورضا لک  
ذکرک معناه ذکرک حیثما ذکرک وفی رسالتنا لشارعی رحمہ اللہ تعالی عن مجاہد  
فی تفسیر ہذہ الایۃ قال لا اذکر الا ذکرک اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد  
ان محمد عبیدہ ورسولہ وروی ذلک مرفوعاً عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم الی جابر بن عبد اللہ السلام الی رب العلمین قالہ النوی فی مشورہ مسلم  
ثم ان البخاری رحمہ اللہ لم یأت من ہذہ الاشیاء الا بالبسمۃ -

شرح اس حدیث کی صحت میں درایہ کوئی عذر نہیں کہ بیشک یہ کلام رسول اللہ ﷺ ہے اصول کافی میں بھی بذیل حدیث طولانی یہ حدیث موجود ہے عن ابی عبد اللہ قال حق المسلمان لا تشبہم ویحییٰ اخوہ ولا یروی ویعطش اخوہ ولا ینکسی و یموی اخوہ فما اعظم حق المسلم علی اخیه المسلم وقال احب لایخاک المسلم ما یحب لنفسک و اذا حجت من بلد وان سالت فاعط الی اخوہ وہو منکم کتاب اللہ و

بقیہ نوٹ مسئلہ حلالہ مطلب اس تقریر کا یہ ہے کہ ہر کتاب کے مصنف پر واجب ہے کہ کتاب کا شروع تین چیز سے کرے ایک بسم اللہ دوسرا حمد اور تیسرا صلوٰۃ۔ لیکن بسم اللہ اور حمد۔ پس اس واسطے کہ ایک تو قرآن شریف کا آغاز بھی پہلے انہیں دونوں سے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شی کہ بغیر ذکر اللہ اور بغیر بسم اللہ کے شروع کی جائے پس وہ اقطع اور اجدم ہے یعنی ایسی شئی میں خیر نہیں ہے اور اس حدیث کو حافظ عبد القادر نے اربعین میں اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور ابو عروانہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت روایت کیا ہے اور کہا ابن صلیح نے کہ یہ حدیث حسن بلکہ صحیح ہے۔ اور صلوٰۃ پس اسکا حکم ہی مثل بسم اللہ اور حمد کے ہے۔ لیکن بخاری نے کتاب بخاری میں ان تینوں میں سے سوائے بسم اللہ کے اور کسی سے نہیں کیا۔ فقط

پس اس تقریر سے علامہ عینی کے یہ معلوم ہوا کہ امام بخاری نے کتاب بخاری کا آغاز بطریق مسنون نہیں کیا جو کہ جس سے اسکا قطع اور اجدم ہونا لازم آتا ہے۔

اس کی چند سطر کے بعد علامہ عینی نے ان عذرات کی بہ نسبت جو لوگوں نے بخاری کی طرف سے اس خصوص میں کیا ہے یہ لکھی ہیں۔ ثم انهم اعتذروا عن البخاری باعذارھی جمعہ عن الثبوت۔ یعنی لوگوں نے جو عذرات اس حمد و صلوٰۃ کے نہ کہنے کے بارہ میں بخاری کی طرف سے پیش کیا ہے وہ کوئی بھی قابل قبول نہیں ہے۔ بعد اسکے علامہ عینی نے ایک ایک عذر کو الٹ کر اسکا جواب بامواب دیا ہے کہ حکم جو خوف طوالت بہان نقل نہیں کرتے جب کا دل چاہے کتاب مذکور میں دیکھ لیں۔

الغرض علامہ عینی نے امام بخاری پر اعتراض کو تاہم رکھا جو۔ اور یہ ثابت کیا جو کہ امام بخاری

یعنی فرمایا جناب امام جعفر صادق نے کہ حق مسلم مسلم پر یہ ہے کہ خود نہ سیر ہو جب  
اوسکا برادر مسلم بھوکھا ہو۔ خود پانی نہ پئے جب بہانی پیا ہو خود نہ کپڑے پہنے جب  
بہانی اوسکا برہنہ ہو پس اسقدر اعظم ہے حق برادر مسلم کا مسلم پر اور فرمایا اسنے  
بہانی کے لئے بھی وہی چاہیے اور اوکھین باتوں کو دوست رکھے جو اپنی نفس کے  
کئے جا رہا ہو جب خود محتاج ہو اوس سے سوال کرے اور جب وہ سوال کرے  
تو اوس کی حاجت بر لائے۔

مگر افسوس کہ بخاری نے اس حدیث کو لکھا اس طرح پر کہ بچہ اعتراضات ہو  
ہیں چنانچہ پہلا اعتراض یہ ہے کہ بخاری نے باب من الایمان بانہما عمدة القاری  
میں ہے قال الکرمانی قد ملفظ من الایمان بخلاف اخواتہ حیث یقول  
حب الرسول من الایمان ونحو ذلک من الایجاب الایۃ الی مثله اما  
للاهتمام بذکرہ واما للحصر فکانہ قال المحبۃ المذکورۃ لیس الایمان  
تقیماً لہذہ المحبۃ وتقریباً عنہا او قال بعضهم ہو توحید حسن الایمان یرد  
علیہ ان الذی بعدہ الیق بالاهتمام والحصر معاً وھو قولہ باب حب الرسول  
من الایمان فالظاہر انہ اراد التوہیم فی العبارة ویکن انہ اهتم بذکر حب  
الرسول فقط ما قلنا الذی ذکرہ لا یرد علی الکرمانی وانما یرد علی البخاری  
حیث لم یقل باب من الایمان حب الرسول ولكن یکن ان یجاب عنہ بانہ  
انما قد ملفظ حب الرسول اما اہتماماً بذکرہ او لا واما استلزاماً ذاباً  
مقدماً ولان محبۃ ہی عین الایمان ولولا ھو ما عرفنا الایمان مستلزاماً  
کہا کروا قی نے کہ بخاری نے اس باب میں لفظ ایمان کو مقدم کیا بخلاف ابن بابون  
کے جو اوسکے بعد میں کہ کہا حب الرسول من الایمان۔ اسکی دو وجہ ہو سکتی ہے  
ایک یہ کہ اس باب میں اہتمام منظور تھا دوسرے یہ کہ حصر منظور تھا۔ تو گویا کہا محبت

بجانب فوت صلی کسی طرح اس الزام پر ہی نہیں ہو سکتے کہ انہوں نے کوئی کتاب بخاری کا آثار بخاری  
سما درملوۃ لکھا اور کوئی حدیث صحیح کی مخالفت کی۔ فقط دیکھئے تحریریم ازہدیۃ غلامی مسجد



مذکورہ نہیں ہے مگر ایمان سے بغرض تعظیم اس محبت کے اور اس غرض سے کہ اس پر ترغیب و تحریم حاصل ہو۔

کہا بعض نے (اشارہ ہے ابن حجر عسقلانی کی طرف) کہ یہ توجیہ تو خوب ہے مگر

اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ جواب اس کے بعد ہے باب حب الرسول ﷺ اور میں اہتمام زیادہ ضروری تھا اور نہ خبر کسی اور کو زیادہ ضرورت تھی لہذا معلوم ہو کہ مقصود بخاری تنویع عبارت ہو کہ ایک ہی مطلب کو مختلف عنوان سے ادا کیا اور ممکن ہے کہ انہوں نے اہتمام کیا ہو ذکر حب الرسول میں اسی لئے مقدم کیا باب حب الرسول من الایمان میں۔

یعنی کہتے ہیں کہ یہ اعتراض کرانی پر کرانی پر نہیں وارد ہوتا۔ بلکہ بخاری پر اور دہرے جانہوں نے یہ نہیں کہا باب من الایمان حب الرسول۔ مگر ایمان یہ جواب دینا سکتا ہے کہ لفظ حب الرسول کو اس لئے مقدم کیا گیا تو اہتمام اس بار میں منظور تھا یا لذت لینا حضرت کے نام سے تقدیم میں اور اس لئے کہ محبت حضرت کی عین ایمان ہے اگر وہ نہ ہو تو ایمان کی شناخت ہی نہ ہو۔

میں یہ ہے کہ بخاری نے اس باب کو حسین محبت مسلم کی تاکید ہے اس طریقہ سے بیان کیا کہ اوس سے معلوم ہوتا اگر اس قسم کی محبت نہ ہو تو وہ مسلم ہی نہیں رہتا۔ لہذا حب محبت رسول اللہ کہ اوس کو اس طرح بیان کیا کہ وہ بھی ایمان سے ہے ایمان کہ اوس پر ایمان کا احضار ہو۔

ابن حجر عسقلانی نے یہ اعتراض کرانی کی توجیہ پر کرنا چاہا تھا۔ مگر عینی نے بتا دیا کہ اس کرانی کا کیا قصور۔ اصل مجرم تو بخاری ہیں جنہوں نے اس عنوان سے دو نو باب کو لکھا۔

مگر ان کے ساتھ پھر یہ تاویل کرتے ہیں کہ حب الرسول کو اسوجہ سے لکھا کہ اس میں اودن کو کمال اہتمام تھا یا اسوجہ سے کہ حضرت کے نام کی تقدیم میں اودن کو لذت ملتی ہے مگر اس پر کسی نے نہ خیال کیا کہ اگر بخاری کو حدیث سے کسی

طرح بھی محبت ہوتی تو اس باب حب الرسول من الایمان کو سب پر مقدم ہے نہ یہ کہ سب یانوں کے بعد اس کو لائے وہ بھی اس طرح کہ نہ اوسمین کوئی اہمیت ہے نہ اہتمام بلکہ جس طرح کہا نا کھانا اسلام سے ہے اسی طرح حضرت کی محبت بھی ایمان سے ہے۔ یعنی دونوں باتیں محض معمولی ہیں۔ اپنا اسلام و ایمان کا مدار نہیں ہے۔ اس سے بڑا کبران کی ایمان داری کی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

۱۔ مولوی عمر کریم صاحب حنفی جو علماء احناف میں مشاہیر روزگار سے ہیں اپنی ایک تحریر میں جو اجار الہفۃ مورخہ ۱۲۰۸ھ میں چھپی لکھتے ہیں امام بخاری نے جو کلمہ حضرت سید امام ابو حنیفہ رحمہ پر اور جو توہین حضرت کی کتاب بخاری میں کی ہے اور بے ادبی سے جو کلمہ تحقیر و اجابا آپ کی شان میں کثرت سے استعمال کئے ہیں مثلاً جو میں جگہ آپ کو بعض الناس جو کلمہ تحقیر کا ہے (لکھا ہے)

پھر لکھتے ہیں لیکن افسوس اس دوسرے امر کا جو اور وہ یہ ہے کہ بخاری میں کلمات توہین کا استعمال صرف امام ابو حنیفہ رحمہ کی ذات تک محدود نہ رہا بلکہ صحابہ کرام بلکہ خود رسول اللہ کی ذات اقدس بھی ایسے کلمات سے محفوظ نہ رکھی گئی۔ اور آپ کے مرتبہ اور طہر شان کی مطلق پروا نہ کی گئی۔ جو کلمات اہانت کے صحابہ کرام کی شان میں کتاب بخاری میں لکھے گئے ہیں ان کا ذکر ہم یہاں نہیں کرتے اس تحریر میں ہم صرف ان چند مقامات کا ذکر کرتے ہیں کہ جنہیں رسول مقبول کی شان میں توہین کے کلمات استعمال کئے گئے ہیں اول (باب قول الرجل للرجل اخنا) بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۹ یعنی یہ باب ہے قول کا واسطے رجل کے اخنا۔ پس یہاں رجل اول سے مراد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور رجل دوم سے مراد ابن میاد ہے۔

دوم باب قول الرجل رجلاً۔ یعنی یہ باب ہے قول رجل کا مراد بخاری مطبوعہ اربعینا صفحہ ۹۱۲۔ اس جگہ بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سوم باب ما جازنی قول الرجل ویک۔ یعنی باب ہر قول میں رجل کے ویک۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۹۱ یہاں بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ بخاری نے دور روایت کی اسناد کو اس طرح ملایا ہے کہ شرح میں ایک خاصہ اضطراب پیدا ہو گیا کیونکہ سلسلہ روایت میں آپ دیکھ چکے ہیں حدیثا مسند و حدیثا یحییٰ عن شعبہ عن قتادہ عن انس عن النبی جس سے معلوم ہوا کہ سلسلہ سند تمام ہوا اوسکے بعد لکھتے ہیں عن حسین المعلم جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انس رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں اور حسین معلم سے جو عطف کا مقصود ہے مگر مقصود یہ نہیں بلکہ دور روایتوں کا سلسلہ ایک کر دیا گیا ہے عمدۃ القاری میں

کہا کرمانی نے کہ قول بخاری عن حسین المعلم یا عطف ہے حدیثا مسند پر تو اس صورت میں یہ روایت تعلق ہوگی کیونکہ بخاری حسین سے بطریق مسند نہیں ہے و توجہ صحیح نہیں رہی یا عطف ہے شعبہ پر جس سے عبارت کی تقدیر یوں ہوگی حدیثا مسند و حدیثا یحییٰ عن حسین یا عطف ہے قتادہ پر تو گویا تقدیر عبارت یوں ہوگی

ہے۔ قال الکرمانی قولہ عن حسین ہو عطف اما علی حدیثا مسند و فتکوۃ تخلیقا و الطريق بین حسین و البخاری غیر طریق مسند و اما علی بھی فتکا قال حدیثا مسند و حدیثا یحییٰ عن حسین و اما علی قتادہ فتکا نہ قال عن شعبہ عن حسین عن قتادہ و لا یجوز عطف علی یحییٰ لأن مسندہ المسموع عن

چہارم۔ قول الرجل للشیئ لیس شیئ الخ۔ بخاری مطبوعہ ریدۃ الصوفیہ ۹۱۶۔ یعنی یہ باب ہر قول رجل و رجل ایک شیئ کے لیس شیئ۔ الخ اس مقام میں بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس دیکھئے کہ بخاری کی متعدد جگہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھ کر بجائے اُسکے لفظ رجل کا کہ جو عوام الناس کے حق میں بولا جاتا ہے کہ کشتادہ شانی سے بے دہرک استئصال کیا گیا ہے کہ جو بہر حال سخت افسوس کے قابل ہے۔ سب بخاری پرست جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شل اپنے ایک آدمی جانتے ہیں اُسکا ماضی کتاب بخاری ہی تو قلعہ عجب نہیں۔

(عمر کریم از عظیم آباد پٹنہ سنگی مسجد)











عام مسلمانوں کی ہر قسم کی اصلاح

# اصلاح

موجودہ وقت کے عوام کی حاجت ترقی

Call. No. ۱-۵۸۹  
Sub

نمبر ۱۱۰ | بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۲۵ ہجری | جلد ۱۳

نمبر شمار	فہرست مضامین	مضمون نگاران	صفحہ
۱	دادی حلال ہو گئی	فتویٰ الیٹیرالحدیث مع نوٹ	۲
۲	نکست عبدالقادر یابین	ادوٹر	۳
۳	فتح اسلام فرار احمد سیح	جناب سید چراغ علی صاحب ازہبی	۷
۴	مباحثہ سنی و شیعہ لکھنؤ	ادوٹر	۹
۵	مرزا کی اثر	عبدجفر	۵۵

علی حیدر ادوٹر

مطبع اصلاح کچھوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

پیشہ

چھوہ









## اصلاح

نمبر ۱۱۱ بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۲۵ھ ہجری جلد ۱۳۱

طلوع ضروری

جلد ۱۳۱ اسلٹ میں بخریاری لکھنا ضروری ہے ورنہ تعمیل فرمائش نہ شوال

### افتاد عجیب

یہ بھی عجیب اتفاق کہ بارہویں ماہ صیام روز شنبہ ہم سب دفتر میں بیٹھے ہوئے دفتر کی ضرورتوں کو انجام دیر ہے تھے کہ دفتر چھٹا اوپر سے آہی۔ اچھٹا کہ جناب فرما حکم ادا م طلبہ و برادر محمد سید کو تو خداوند عالم نے بالکل بچا لیا۔ بحیف او طیر بر تو منوں منی خس و خاشاک کا امارتھا اگر گھیر لے نہ ہوتی یا دو تین منٹ اور بھی اسطرح دبا رہتا تو پھر نہ معلوم کیا ہوتا۔ مگر یہ بھی قدرت خدا ہے کہ اسطرح اسنے حفاظت کی کہ کسی قسم کی چوٹ بھی نہ آئی حالانکہ دس منٹ تک اسطرح دبا رہا کہ تنفس میں دشواری ہوئی۔ عی سید منظر حسین صاحب نیچہ ہوا اس صدمہ سے ابناک او بٹھ نہ سکے اگرچہ افضلہ اب تخفیف ہو۔ اس آفت سے بہت سی کاغذات اور خطوط ضائع ہو گئے۔ لہذا اگر کسی فرمائش کی تعمیل نہ ہوئی ہو تو براہ کرم مطلع فرمائیں کہ تعمیل کیجا یہ واقعہ اس سستی میں نمونہ قیامت تھا کہ خاندان کا خاندان کو وقت ہلاک ہو جانا۔ مگر خدا نے اپنے فضل و کرم سے دوا احسان کیا کہ اسے بطرح اسکا شکر یہ نہیں ادا ہو سکتا۔ لہذا اس شکر میں ۵۰ پیچہ اصلاح اور ۵۰ عدد انشس مفت بلا قیمت اوٹو گونٹے نامہ جاری کیا جائے گا جو تا دیر اور شایق ہیں جلد در خواستیں کی جا

### عرض ضروری

جلد ۱۲ بابت محرم سبک نام و یو جائیگا انعامی رسالہ بھی طیار ہو رہا ہے جو مبین کے حکم کا انتظار ہے

### داوی حلال ہو گئی

مولوی ثناء اللہ صاحب ڈیڑھ لکھ حدیث کی ترقیان ملاحظہ ہوں اجنا مورخہ ۲۴ رمضان ۱۳۲۵ھ میں لکھنؤ میں

س ۲۵۔ ایک شخص نے اپنے جد کی زوجہ سے نکاح کیا اور عورت منکوحہ سے عہدہ ہو کر مجامعت کیا اور بعد میں وہ  
کے زن منکوحہ کو حمل راہی مل سے لڑکا پیدا ہوا اب علماء اشرعیت اس بارہ میں کیا حکم صادر فرمائے ہیں نکاح ہوا  
یا نہ لڑکا کسی کی جانب قرار دیا جائیگا اور اسے شوہر یا نان نفقہ واجب ہو گا یا نہ ؟

رج نمبر ۲۵۔ حکایتیں کہہ کر انہیں اباؤں کے محض والد کی منکوحہ بنی والدہ سے نکاح کرنا تو منع ہے مگر بعد (دادا) کی منکوحہ کی حرمت منہ و منہین اسلئے غالباً نکاح مذکور صحیح ہوگا کیونکہ یہ صحیح النسب و باپانی داخل فہم۔ اس فتویٰ پر کسی مسلمان کو تو مبارکباد و تهنیت دینے کے لئے اگر آپ کو مبارکباد دیجو جن کو وہ ان کی خبریں کیونکہ سلسلہ کوٹ جو خاص صحیح بخاری کا سلسلہ پر بہت منہ آکر تھے۔ اب آریہ ان سے جو حینئہ کہہ دو اسی سے نکاح کرنا اچھا ہے یا نہ کرنا جیسا باش ایجنڈا اسی کن جس اسدلال سے آپ نے بی دادی کی حلت کا فتویٰ دیجو جن اسی اسدلال کو مافی پر مافی بھی حلال ہے کیونکہ اہم ہائیکم سے خارج ہیں۔

اس شخص کا جہاد کو جاری سے بھی بڑھ لیا جو ایک بکری سے دو آدمی دو دیر بیٹے والے بن رناعت کو قاتل قتل  
معلوم ہوتا ہے کہ شخص کبھی تراج بھی نہیں بیٹھا جو قرآن میں لفظ بائنا کو سننا کہ ہزاروں جگہ باپ دادا پر دادا کے  
لئے استعمال ہوا ہے الفینا علیہا بائنا ووجدنا بائنا اور لوکان اباؤہم سورہ یوسف۔ وابتعت ملذات بائنا  
ابوہم واسحق و یعقوب جس میں حضرت اسحق و اسحاق اور یوسف پر دادا کے سب کو آباؤ۔ تو پران آیات میں  
جسٹیا کے دادا پر دادا اور اداہن تو آیت لاشکو عالم اباء کو میں کیوں دادا آبا سے لگایا جو اسکی ذمہ حلال ہوئی  
مولوی شہداء اللہ کو اپنے ملائ کی نسبت منور کرتی جو کچھ اسی شریعت جاہلیت کو جاری کریں جو آبا و اجداد  
میں اپنے جاری تھا۔ جسکے انتہام کیلئے رسول اللہ مبعوث برسات ہوئے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب حدیث احواکم علی الفیہا اجرا کر علی المار بھی نہیں یاد رہی جو سنائی اور جزا کے فتویٰ دیا کرتے تھے۔  
 خدا مسلمانوں کو اس فتنہ عظیم سے محفوظ رکھے جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو مبتلا کیا جا رہے ہیں۔ کیونکہ سوتیلی  
 ماں بیٹوں کی اسی سوتیلی نانی سوتیلی بہن بھانجروں اور اہل اسلام عمرات ادبی سے ہیں جس پر شیطان سی سب کا اتفاق ہے۔  
 خدا لعنت کرے اسے جو احکام قرآن و شرع کے خلاف کرے یا دوسرے خلاف فتویٰ دے۔

افسوس جو ان علما و دین پرور ایسے تھے کہ وہ دیکھ کر یہ کہیں اور صرف اس خوف کے یہ شخص دشمن ہو جائیگا انہی کا حق نہیں کرتے۔ اسلام میں جو کچھ آفت آئی ہو وہ اسی شخص کی ملامت اور خوفِ سیاسی و حالانکہ ایچانہ فتنہ فی اللہ لومۃ اللہ ہو چکا ہے۔ اس فتویٰ اور یہی اسکی تصدیق ہو گئی کہ یہ شیعہ دارانِ زہد سے ہیں کیونکہ

مید کا بھی یہی مذہب تھا اہل اسات الا ولاد و البین کریک علی تھ اور سلا : یہ فروسی ہو ۔ ملا مظفر علی خان کھٹا مسلمان دجالانکم اہل اسات الا ولاد و البینت ولا خوفات و دیشرا ہ انھی دیدم انھوں نے

# مکتبہ عہد القادین

(گذشتہ سیمینوسٹ)

اور اس تقریر میں بھی شروع سے ہی سمجھا جا رہا ہے کہ خدا نے ہر قسم کی حکومت و خلافت کو خواہ وہ کافر کو ملے یا مومن کو فاجر کو ملے یا فاسق کو۔ اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ مہینے او کو خلیفہ بنا جائے او کو بادشاہ مقرر کیا۔ پھر نہ عالم کس جلد سے اپنے پر غلبہ سمجھا جو فرماتے ہیں اسکا انکار ایڈیٹر اصلاح کو ہو تو میں قرآن مجید کو خدا کا کلام یقین کر کے اس کے انکار کی جرات کرنے والے کو مومن بالقرآن نہیں کہہ سکتا۔

حالانکہ اپنے صحیح لفظوں میں اسکا انکار کیا ہے کیونکہ فرماتے ہیں "خلافت حقہ راشدہ کا قائم کرنا حق سبحانہ و تعالیٰ ہی کا کام ہوتا ہے" جس سے شخص ہی سمجھے گا کہ آپ صرف خلافت راشدہ کو خدا کا کام بتا رہے ہیں اور خلافت علیہ کو غیر خدا کا کام۔ پھر فرماتے ہیں (۲) خلافت راشدہ بالقرآن اندہی کی طرف سے تھی اس میں انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہ تھا جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ آپ خلافت راشدہ کو غیر خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ پھر یہ معلوم اس انکار کا الزام غریب ایڈیٹر اصلاح کے سر کیوں دیا گیا۔

اے صاحب خدا کیلئے یہی تقریر سابق کو بغور بلکہ سرسری طور پر پڑھے کہ میں صرف آپ ہی کی مسلم تقریر کو لٹکھ کر عرض کیا تھا "خلافت راشدہ اور غیر خلافت راشدہ میں جسے آپ ملک گیری سمجھتے ہیں۔ صرف یہی فرق ہے کہ خلافت راشدہ حکم خدا سے ہوتی ہے جس کے لئے اسکا نفس ضروری ہے۔ اور راشدہ وغیرہ راشدہ سب بشیئت خدا ہوتی ہے جس پر عرض کیا تھا کہ خدائی انتخاب سے یہ مراد ہو گا کہ جسکو خداوند عالم بذریعہ رسول کے بعض صحیح خلیفہ بنائے نہ یہ کہ کسی حیلہ و تدبیر سے خلیفہ بنائے۔

بہر حال اگر میری سابق اور حال کی تقریر آپ کے لئے نفرت خلافت راشدہ و ملک گیری کو کافی نہ ہو تو براہ کرم اب آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ دونوں میں کیا فرق ہے۔ کیونکہ خدا ہر قسم کی حکومت و خلافت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے جس سے راشدہ وغیرہ راشدہ مساوی ہوتی۔

رعایا پر دونوں کی حکومت مساوی ہوتی ہے بلکہ زیادہ لوگوں کے دل مساوی طور پر دونوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ خوف کو امن سے دونوں بدل دیتے ہیں جسے آپ خدائی انتخاب فرماتے ہیں۔ یہ آپ ہی فرمائیے جو مطابقت و مخالفت حکم خداوند عالم دونوں میں کیا فرق ہے تو اب آپ ہی انصاف فرمائیے تو منوں بعض الکتاب و تکفرون یبعث کاکون مصداق ہو اگر نیکو کہنے قرآن سے دکھا دیا خلاف راشدہ کی شان خداوند عالم یہ تبارہ ہے۔

وجعلناہم ائمة یھدوون بامرنا لما صبروا کا فواہا یا تاتو یھدوون سورہ احزاب  
یعنی چنے ہوئے لوگوں کو امام ہدایت بنایا جو اپنے حکم سے جبکہ تھکنا ۱۰ رو دو لوگ ادسکی نشانیاں یقین لادے اور خلافت باطلہ کی یہ شان تبارہ جو وجعلناہم ائمة یدعون الی الذر و یوموا لقیامہ کا  
یضرون و اتبعناہم فی ہذا الدنیا لعنة دیوم القیامہ ہر من المفقوحین سورہ قصص  
کہ چنے ہوئے لوگوں کو امام بنایا جو دعوت کرتے ہیں طرف تشریف کے اور برزقیات ادسکی مدد نہ کی جائیگی اور  
چھپے ادسکے چنے اس دنیا میں لعنت لگایا اور برزقیات وہ اونسے ہوئے جن سے برائی کی جائیگی  
جس سے جو خلفاء تشریف اور کوئی مراد ہی نہیں ہو سکتا۔

الحکم خلافت راشدہ کے ساتھ حکومت بھی ہو یہ جدا امر جو مکرر اصل خلافت راشدہ کا کام نصیہ  
قلوب و تصفیہ نفوس ہوتا جو۔

اصلاح۔ اسی لئے تو نبی پہلے عرض کیا تھا کہ اب قادیانیوں نے جی شیعہ اصول کے سامنے سر جھکا کر دیا جو اور تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک خلیفہ کو بجانب اللہ ہونا چاہیے، جس پر اپنے اسعد خاک اور ادا اور  
آخر کو اقرار کیا کہ خلافت راشدہ کے ساتھ حکومت بھی ہو۔ یہ جدا امر جو یہی مسلک اہل جی شیعہ ہی جو  
خلافت راشدہ کیلئے حکومت کی ضرورت کو نہیں مانتے۔

راشدہ کو جنس خدا و رسول ملتے ہیں کہ رسول جنس صبیح اور سکوا اپنا خلیفہ بنائے خواہ رعایا اور اسکی طاقت  
کرے یا نہ کرے کیونکہ حکومت کا ماتنا نہ ماننا تو ادسکے دل کے تابع جو کبھی حق کو مانتے ہیں کبھی باطل کو  
جسکی طرف خدا اشارہ کرتا جو خلیل لا یمایو منون و قلیل من عبادی الشکور و اکثرہم لقا  
یو بھی صحیح جو مکرر اصل خلافت راشدہ کا کام تطہیر قلوب و تصفیہ نفوس ہوتا جو تو اب  
دیکھنا چاہیے اس اصلی خدمت کو خلافت راشدہ کی کس نے انجام دیا۔ حضرت علیؑ نے جسکی حکومت کو

نے نہ مانا اور پھر آپ تطہیر قلوب و تصفیہ نفوس کرتے رہے۔ یا ابو بکر نے جنہوں نے صرف اس خوف سے کہ لوگ انکی خلافت و حکومت مانیں۔ خود رسول اللہ کا ٹھہر چلایا اور یہی وہ لوگ کہتے تھے جو بائنی قرار دیکر جلائے گئے کہ تم کس قاعدہ سے رکوۃ مانگتے ہو حالانکہ خدا فرماتا ہے خدا میں اموالہ و حصصہ و نظہر ہم و ترکہ ہم یہاں صلواتنا سکون لہم کہ لوگوں کے مال سے صدقہ لے گا ہر کردار اور ترکہ کرو انکا کہ تمہاری دعاؤں کے لئے باعث تسکین ہو مگر ابو بکر نے ایک نہ مانا اور جلا بھون کر او کو خاک سیا کیا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اڈیٹر صاحب احکام بیت جند اسکا اعلان دینگے وہ خلیفہ راشد کو نہ تھا جسکے ساتھ حکومت نہ تھی۔ اور وہ اپنا اصلی کام خلافت راشدہ کا تطہیر قلوب و تصفیہ نفوس کرتے تھے۔

احکام بہر حال میں ایتہ تہ اصلاص کو یقین دلاتا ہیں کہ صدیقی فاروقی خلافت معتد راشدہ تھی اور وہ انسی شخص یا تجوز کے خلفانہ تھے بلکہ خدا نے خلیفہ بنایا اور یہی وجہ تھی کہ جناب امیرؑ نے بھی اشرع صدر سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے طرہ عمل سے دھا دیا کہ ہاں یہی خلافت راشدہ ہے۔

**اصلاح**۔ ہاں آج کے اس نفس دلائلی خبر دیت ہوئی خداوند عالم دیکھا ہے بقولوں باخو اھی ہم صاحب فی قلوبہم کیونکہ اگر یہ سب خبریں آپ ہی کی یاد اور کچھ سمجھ و جھگڑ لکھا ہے تو پھر ممکن نہیں کہ ابو بکر و عمر کی خلافت پر آپ ایمان لاسکیں کیونکہ خلافت راشدہ آپ میں اللہ کہتے ہیں جس میں انسانی ہاتھ با طاقت کو ذرہ ہمارے داخلیت نہیں ہوتی اور میں حکومت کو دخل نہیں اسکا کام تطہیر قلوب و نفوس ہے جو یقیناً خلافت ثلاثہ میں نہیں پائی گئی کہ ابو بکر کو صرف سازش عمرو ابو عبیدہ نے خلیفہ بنایا اور قبیلہ اوس خنزج کی خاندانی مخالفت اسکو قوت دیا۔ اور خلافت عمر تو بالکل سامنے ہوا ختم ابو بکر تھی۔ اور اوس وقت اسکا صحابہ نے کہہ دیا انہیں غالبیت تطہیر ترکہ نفوس نہیں ہے پھر کیونکر ممکن ہو کہ خلافت ابو بکر و عمر خلافت تھو یہ امر دیکھو کہ اب جانشین کے دباؤ سے قوم کے زور سے اسکا زبانی اقرار کیجئے مگر کائناتس آپکا کہہ رہا ہے کہ یہ اقرار محض زبانی ہے اور دباؤ سے بشرطیکہ آپ صاحب فہم و عقل ہوں۔ اسیوجہ سے پہلے اپنے قیہ پر حملہ کیا جس سے کام لینا تھا تاکہ جاہست آپکی مطمئن ہو جاوے قیہ نہ کر گئے۔ اسی کا نام پولیٹیکل چال ہے۔

جناب امیرؑ کی بیعت کا ذکر بھی بتا رہا ہے کہ آپکی بیعت جو اس خلیفہ سے ہوئی وہ بھی اسی طرح کی ہوئی جسکی نسبت ہمارے



شیخ صدر کا اصرار کیا کیونکہ آپ صحیح مسلم کی یہ عبارت ہوگی وکانت علی وجہ حیات فاطمہ علیا  
توفیت استنکر وجوہ الناس فاضطر الی مصالحتہ ابی بکر ومبايعتہ کہ جب جناب سیدہ کے  
وفات سے وہ آہر ہو جاتی رہی جو جناب امیر کو حانس تھی تو لوگوں نے منہ حضرت سے پہر گئے جس سے مصالحت  
ابو بکر پر مجبور ہوئے۔ پس اگر اسی قسم کی بیعت کو آپ بیعت شریع صدر کہتے ہیں تو اس طرح کی بیعت تو جناب  
امام زین العابدینؑ نے بھی یرید کی کی تھی تو یرید بھی مثل ابو بکر خلیفہ برحق قرار پایا اور شاید آپ کی بیعت بھی  
اپنے خلیفہ موجود کے ساتھ شاید اسی شیخ صدر سے ہوئی ہو۔

(الحکم) اسی کا نونہاج بنے دیکھا جو اور اسی رنگ میں خدا تعالیٰ نے جہری خلیفہ اللہ ربی (امام)  
منطق کی گواہی تھی کے وقت قلب میں ایک جنبش پیدا کر دی اور سب سے بالاتر نور الدین کو ان  
صدر کا بکر بیعت طاعت و ارشاد کی اس وقت فضا عالم میں ایک متنفس بھی نہ تھا جو اس کو  
اور رضائی فیصلہ نہاتا ہو اگر یہ ممکن ہو کہ کئی صدیاں گزرے کوئی ایسا وجود بھی خدا نہ کرے کہ کبھی  
ہو جو اسے ٹھن اتھا سمجھتا ہو جہاں ایمان یہ ہو کہ وہ خدا کی انتخاب ہے بیٹے خلافت تھوڑا شدہ  
کے متعلق اپنے عقیدہ کو صاف کر دیا۔ اب اصلاح اس سے قارہ اوٹھائے یا ہر امنائے اسکا  
انتخاب ہے۔

(اصلاح) اس جملہ نے اور بھی مطلب کو صاف کر دیا کہ ابو بکر کی خلافت راشدہ نہ تھی کیونکہ مقتضیات  
نور الدین صاحب اس طرح نہیں خلیفہ ہو کر مرزا صاحب نے کبھی اپنی ناراضی اور اس سے ظاہر کی ہو۔ بلکہ یہ  
اون کے نبوت کے چمکا نواں تھے ذی علم تھے مرزا جاہل۔ اپنی بیعت ملی سے اون کے مدد کا تھے تو کیا ابو  
کے بھی ایسے ہی متوفی تھے۔

مرزا صاحب نے کبھی انکو منافق سمجھا کہ ملحد کہ انہیں چاہا بخلاف ابو بکر کہ رسول اللہ نے انکو ہمیشہ اسامہ  
کے ساتھ جانے کا تاکید حکم دیا تھا۔

نور الدین صاحب اس طرح نہیں خلیفہ ہوئے کہ مرزا کی لاش کو بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ میں گئے ہو  
بلکہ بعد غسل و دفن مرزا یہ غالباً حکم مرزا جانشین بنائے گئے بخلاف ابو بکر کہ رسول اللہ کو بے غسل و  
کفن چھوڑ کر سقیفہ میں گئے اور خلیفہ بنے یہاں تک کہ رسول اللہ دفن بھی ہو گئے اور وہ خلافت عیسیٰ  
کے جھیلے میں رہے۔

نور الدین صاحب نے مرزا صاحب کے دشمن آگ لگائی ناوکی دختر سر ظلم کیا نہ اونکی جائیداد و املاک ضبط کی بلکہ آج تک خاندان مرزائی کی پرورش کر رہے ہیں بخلاف ابو بکر کہ انہوں نے آگ لگانے کی تدبیر کی و اما در رسول کو گرفتار کیا مذک اور بھی املاک و دختر رسول کو ضبط کیا۔ جس سے یہ بھی طور پر معلوم ہوا کہ انکا دل خلافت بکری و عمری سے بہرہ اچھو صرف جماعت کے دباؤ سے اقرار کر رہے ہیں ورنہ کون شخص دینا میں ہجو اوس خلافت ناجائز کو پسند کرے۔ جسکی سبب بڑھکر دلیل یہ کہ مولوی نور الدین کو نہ حکومت ملی نہ کسی قسم کا اقتدار۔ بلکہ یہ بھی صوفیوں کی طرح ایک مٹہ کے سجادہ نشین ہیں۔

یہ امر دیگر کہ مرزا کے دعاوی خود باطل اور فاسد تھے تو اونکی خلافت و ہاشمی بنائے فاسد ملی القاسد و گریہ امر مسلم کہ خلیفہ نور الدین صاحب کی خلافت میں نبوت باطلہ ہرچہ بہتر ابو بکر کی خلافت باطلہ ہے۔

اب ہم امید کرتے ہیں کہ مرزائی جماعت اس تحریر کو نہایت ٹھنڈے دل سے پڑھیں گے اور اگر غور کریں گے کہ محض اونکی ہدایت حکم مطلوب ہو اور صرف اصول اہلسنت پر یہ تحریر لکھی گئی ہو۔ و ما علینا الا البلاغ

ہاں بقول اڈیٹر المجدید کے حکم پر اگر کچھ بجلی نہیں لگ رہی ہو اور وہ اسکا جواب دینا چاہے تو اس سے مناسب ہے کہ اس طرح وہ پوری عبارت اصلاح کی نقل کرے اور جواب دے نہ کہ مثل تحریر سابق وہ جملہ اصلاح نہ لکھیں اور جواب دے جائیں جو فن مناظرہ میں ناجائز کارروائی ہو حالانکہ ہمارے اپنی تحریر نہ جہت اصلاح میں آپکی پوری عبارت نقل کی تھی اور صرف چند فقرات آخر میں لکھتے تھے اڈیٹر ان بدرواحق و المجدید (جنکو ضرور کچھ جوش آئے گا) سے بھی التماس ہو کہ اگر وہ اس تحریر کا جواب لکھنا چاہیں تو اسی شطر پر دلائل من و کنہ اعانہ کث علی نفسہ کے مصداق ہونگے۔

### اسلام کی فتح اور فرار احسنیج

جناب پادری احمد مسیح صاحب بلوی جو ایک مشہور مناظرہ عیسائی فرد پر وٹمنٹ کے ہیں اور تقریباً دو ہفتہ سے یہی میں آئے ہیں اور پڑے زور و شور کے ساتھ اپنے مباحثوں میں عام اہل اسلام کو دعوت مناظرہ و بحث دیتے ہو چنانچہ انہیں عینا و الا سلام الامشر ہال گرانڈ روڈ میں بڑھرا اعلان دیا کہ

کہ میرے مقابل میں مسلمان علماء و محدث کھیلے آئیں بلکہ یہاں تک بیان کیا کہ بن دہلی میں بھی یون ہی پکاؤ  
 تھا کہ کوئی عالم اہل اسلام کا میرے مقابل میں نہ آیا۔ آخر حشر صاحب و جناب مولوی فضل اللہ بن صاحب  
 جنکے مقابل میں بھی یہی کہتے تھے۔ مرنوہرہ مشکل کے دن بعد اقصیٰ تمام جلسہ یہ قرار پایا کہ چھٹشمہ کو مذکور  
 مشن وال میں جناب پادری صاحب مسطور اور مولوی حاجی محمد باقر صاحب ساکن جلالپور ضلع  
 فیض آباد سے مباحثہ ہووے اور سلازیر بحث یہ معین ہوا کہ توریت و انجیل کے الہامی وغیرہ الہامی  
 ہونے پر بحث کیا ہوے جو فی اکال موجود ہیں اور اس وقت جناب مولوی محمد المروفت سکریٹری  
 انجمن حنیاء الاسلام ممبئی نے حاضرین کو سنا دیا اور دونوں صاحبان کے نام بھی جلسہ بن غلام کر دیے  
 مگر پورے معین جب جلسہ بھارت جناب پادری صاحب و شفیق معتمد جواور پادری صاحب احمد  
 مسیح کو ٹھیک ساز سے جاریے بیان تہدید کیلئے اسٹیج پر نکل آیا گیا تو اپنے ائمہ مقررہ کو چھوڑ کر بن بیان  
 کہ مجھ کو اختیار دیا گیا کہ میں مسئلہ نبوت محمد و مسیح یا افضلیت کا انکی پیش کردہ بن بیان میں مسئلہ  
 افضلیت کو آج زیر بحث قرار دیتا ہوں اور اس کے بعد مقابل کرتے ہوئے چند باتیں اپنے خیال کے  
 موافق بابت اثبات مفضولیت حضرت محمد مصطفیٰ اور تفہیل حضرت عیسیٰ پر معین جنہیں ایک آیت  
 یہ تھی اور ماعدہ ما و اللہ حق قد رکن اور اس کا ترجمہ یون کیا کہ نہیں قہ کیا تھے اسے جو خدا کی جو  
 حق قدر کا جو نیز توریت و انجیل سے چند آیات کی تلاوت کی اور نتیجہ یہ نکالا کہ نہرت محمد سرفاظر  
 متابعت دنیا میں اور لائق شفاعت آخرت میں نہیں ہیں اور پھر توریت و انجیل کی تفریغ  
 و توصیف میں بہت کچھ لاف و کڑاٹ مارا یہاں تک کہ فرمایا یہی کتابیں ایسی ہیں جو خدا تک  
 پہنچانے والی اور راہ خدا بتلانی والی ہیں اور حضرت مسیح ہی ایسے ہیں جو بجات دلائیے نہ اور  
 انبیاء کیونکہ سب پیغمبروں سے فخر مشین ہونی ہیں مگر پاک حضرت مسیح ہی ہیں اور اس وجہ سے  
 سب کے کفارہ ہوئے نیز اسی میں یہ بیان کیا کہ مسلمان شفاعت پیغمبر کی قرآن سے ہرگز ثابت نہیں  
 کر سکتے بلکہ اس بات کا پورا یقین جو اسی تقریر میں چند رشتہ پورے ہوئے۔ اب باری مولوی  
 محمد افرصاحب کی آئی آپنے ایک مختصر خطبہ حمد و ثناء کے بعد بیان کیا کہ جناب پادری صاحب کا  
 مسئلہ مقررہ سے گریز کر کے ایک نیا مسئلہ زیر بحث لانا اسکی دلیل جو کہ پادری صاحب اپنی کتب کے  
 الہامی ثابت کرنے میں عاجز ہیں جو کہ مجھے اسی مسئلہ معینہ کے اندر بحث کرنی چاہی اور سامعین بھی

# مباحثہ نسبی و شیعہ لکھنؤ

(سلسلہ کیلکلی ملاحظہ ہو)

پہلے نمبر میں آپ نے مرزا عبدالحسین صاحب و مولوی عبدالشکور صاحب کی تقریر کو بغور دیکھا ہوگا کہ مولوی عبدالشکور صاحب نے واقعا جواب نہ دے سکا اور وہ ٹال کر ادھر ادھر چلے گئے اب آئے ۲۹ جون کی کارروائی ملاحظہ فرمائے کہ لکھتے ہیں -

۲۹ جون ۱۹۱۱ء تاریخ امر و زوین مولوی عبدالحسین صاحب نے عاجز اگر

اپنی طرف سے مولوی سید محمد سجاد صاحب کو تقریر کرنے کے لئے مقرر کیا۔

مولوی سید محمد سجاد صاحب عرف لٹن صاحب۔ جناب مرزا محمد کاظم صاحب بجانب حضرت شیعہ شریف لائے۔ جناب مولانا مولوی عبدالشکور صاحب نے اپنے دعوے پر حضرت شیعہ قرآن شریف کو نہیں ماننے ثبوت پون پیش کیا۔

اول دلیل جو نہایت مختصر و وہ یہ ہے کہ یہ قرآن شریف جمع کیا ہوا خلفای ثلاثہ یعنی حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا اور امت محمدیہ میں یہ دولت جسکو نصیب ہوئی ہو انھیں کی بدولت اور انھیں کے ہاتھ سے ملی ہو۔ اور حضرات شیعہ ان حضرات خلفا کو دشمن دین اسلام اور کافر و منافق و مرتد فرماتے ہیں ان دونوں باتوں کے ملانے سے یہ نتیجہ صاف ظاہر ہو کہ قرآن موجودہ پر حضرات شیعہ کا ایمان ممکن نہیں کیونکہ جو شخص ان برائیوں کے ساتھ موصوف ہو چکا ذکر اور پر کیا گیا۔ اسکی دی ہوئی اور جمع کی ہوئی کتاب بگاڑ سکے کسی کام پر جو متعلق اس دین کے ہو چکا وہ دشمن ہو کر کسی طرح اعدا نہیں ہو سکتا۔ یہ بات متعلق دین

۱۰ علاوہ ان حضرات مذکورین کے اور حضرات بھی تھے جو کام نہیں لکھا گیا۔

۱۱ سب سے پہلے جناب مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب نے جناب بیٹ صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ میری دعویٰ کیلئے دو قسم کی دلیلیں میرے پاس ہیں ایک قسم کی دلیلیں وہ ہیں جنہیں کتابوں کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں دوسری قسم کی دلیلیں وہ ہیں جنہیں کتابوں کے پیش کرنے کی حاجت ہوئی جس قسم کی دلیل آپ چاہیں میں کون بیٹ صاحب فرمایا کہ پہلے وہ دلیلیں پیش کیجئے جنہیں کتابوں کے پیش کرنے کی ضرورت نہ ہو چنانچہ جناب مولوی صاحب مدعو نے اسی قسم کی دلیل مختصر پیش کی اور شیعہ مذہب کی اعلیٰ ترین کتابیں باوجودیکہ ہر شخص کو کسی کام بھی نہیں لکھا

نہیں تو ترشہ کا مالک عرش و کرسی کے کلام سے استیناس اس امر کا کیا جاوے کہ قولہ تعالیٰ  
یا ایہا الذین امن جاءکم فاسق بنبراً فلیتنبوا (نمرہ) اے ایمان والو اگر لائے تمہاری  
پاس کوئی فاسق (یعنی خلاف شرع کام کرے والا) کسی خبر کو تو تحقیق کرو (یعنی بغیر تحقیق نہ مانو)  
معلوم ہو اگر جب فاسق کی خبر کا یہ حکم ہے کہ بغیر تحقیق نہ مانی جائے خواہ کسی درجہ میں اس کا فسق  
ہو تو جو کافر ہو اور دشمن دین ہو اسکی لائی ہوئی خبر جمع کی ہوئی کتاب پر یقین لانے کی  
ممانعت بدرجہ اولیٰ ہوگی۔

### جواب مولوی سید محمد سجاد صاحب

میں اپنے کلام میں اُس آیت کے ابدال کرتا ہوں کہ جسکو جناب مولوی صاحب مذکور نے اپنی تقریر میں  
اثبات مدعلیٰ کے پیش کیا جو ایت کا مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ فاسق کی خبر بدون تحقیق  
قابل قبول نہیں ہے میں سے معلوم ہو گیا کہ بعد تحقیق خبر فاسق قابل اعتبار ہو سکتی ہے اب یہ کہنا کہ  
چونکہ حضرت خلفاء ثلاثہ کے متعلق شیعوں کا عقیدہ ایسا ایسا ہے جیسا کہ مولوی صاحب نے اپنی تقریر  
میں بیان کیا ہے یہ صدق خبر میں کچھ نقصان نہیں دیتا ہے اور نیز اس مقام سے یہ بات بھی معلوم  
ہوئی کہ نفس خبر اعتباراً خبر الصدق و کذب دونوں کی محمل ہے عام اس بات سے کہ قابل اسکا  
کیسا ہی ہو صادق ہو یا کاذب اسلئے کہ صدق خبر عبارت مطابق واقع سے ہے۔ اور کذب خبر  
عدم مطابقت کا نام ہے جب ہم اپنے کلام میں تعریف خبر پر نظر کرتے ہیں اور اقوال علماء کو دیکھتے ہیں  
تو اس سے صاف طریقہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حدیث میں فاسق و فاجر صادق و متدین دونوں برابر  
ہیں اسلئے امتیاز صدق و کذب کی ضرورت سے صادق و کاذب کی تحقیق کرنیکی ضرورت ہوتی  
ہے لہذا معلوم ہوا کہ آیت کلام مجید اس بات پر دال ہے کہ ہم بعد تحقیق خبر فاسق پر اعتماد کریں۔

۱۔ اس جواب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد سجاد صاحب کو خارج از بحث اور بے تعلق باتوں میں مولوی  
وقت کے پورا کرنے میں ایسا سیہ پیر لیکن اتنا نقص ضرور ہے کہ بہت سی بے تعلق باتیں انکے کلام میں ایسی آجانی طرح نکلا  
بے تعلق ہونا شخص خاص کہ کتاب اور سمجھتی ہے کہ اصل بحث سے ماخوذ ہو کر وقت گزاری کی جا رہی ہے چنانچہ اسی وقت  
جناب پٹنہ صاحب نے کہا کہ یہ باتیں بالکل فضول ہیں انکو کوئی تعلق اصل بحث سے نہ تھا بہت سی باتیں انکو  
کلام میں ایسی ہی ہیں جنکا مطالب خود وہ ہی نہ سمجھتے ہوئے دوسرا لیا سمجھ گیا ۱۲

اخر ثانی یہ ہے کہ جناب مولوی صاحب نے مادہ جو دعویٰ کرنے اس بات کے کہ "شیعین کا ایمان کلام مجید پر نہیں ہے" پھر بھی آیت کو کلام مجید کی ثبوت مدعا میں پیش فرمایا حالانکہ بابر فقہر جناب لانا آیت سے جبرجت نکرنا تھی۔ اسلئے کہ جس دعویٰ کے متعلق اپنے کلام میں مولوی صاحب نے ایمان نہ ہوا شیعوں کا قرآن مجید پر ثابت کیا ہے اسکا اتفاق قرآن کی آیت سے دلیل لانا نہیں ہے اسلئے کہ بابر بقولہ جناب مولانا کلام مجید ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ ثالثاً یہ امر جو کہ نص قرآن میں کہ جبرہم ایمان رکھتے ہیں کہ جسکو خدا کی کتاب جاتے ہیں اور نزول اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیم کرتے ہیں اسکا جمع کرنے سے ان حضرات ثلاثہ کے کوئی خرابی نہیں لازم آتی۔ اس لئے کہ یہ جمع کرنا کتاب اللہ کو ان کی ذات کی طرف نہیں منسوب کرتا یعنی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ قرآن مجید جو اسوقت ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے یہ ان حضرات کا قرآن ہے بلکہ یہ ان حضرات کا جمع کیا ہوا قرآن ہے اور جمع کرنے میں جو تقریرات جمع کرینوالے کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں اس تقریر سے وہ کتاب یا وہ کلام اپنے متکلم یا اپنے مصنف سے نہیں خارج ہو جاتی ہے۔ لہذا ان تمام دلیلوں سے یہ بات واضح و روشن ہوگئی کہ یہ کلام مجید کہ جو خدا کی کتاب ہے حضرات شیعہ کا ایمان ہے اور جمع کرنے سے ان حضرات کے کوئی خرابی لازم نہیں آتی ہے تاکہ کلام ہمارا قابل رد و قیج قرار پائے میں مختصر سی مثالیں مقام پر پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مثلاً میں کسی کتاب کی تصنیف کروں اور اسکو متعدد ورقوں میں بدون ترتیب متفرق طریقے سے چھوڑ جاؤں اور بعد میں دیکھوئی جامع اسکو جمع کرے تو یہ بات ظاہر و واضح ہے کہ وہ کتاب اس جمع کرینوالے کی کتاب نہیں ہوگی عالم اس بات سے کہ وہ جمع کرینوالا کسی مرتبہ کا کیون نہ ہو اور نہ یہ لکھی ہوئی کتاب جسب اہل تحقیق کے سامنے پیش کیجاوے گی کہ جو حالات متکلم و مصنف سے واقف ہیں تو وہ ہرگز اسکے جواب میں یہ نہ کہیں گے کہ یہ تمھاری جمع کی ہوئی کتاب ہے لہذا قابل تسلیم نہیں۔ پس علوم ہو گیا کہ جامع کے جمع کرنے سے نفس شی میں سو اسی ترتیب کی الٹ پلٹ کے اور کسی قسم کی کوئی خرابی نہیں ہو سکتی۔ اور

۱۔ ابھی آپ یہ فرماتے ہیں کہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی اور آپ نے حکم خود ہی فرما کر دیا کہ میں کہ ترتیب الٹ جائے گی تاکہ الٹ لکھ کر پڑھاؤں اور خائن نفس ہوگا تو وہ لوگ کہہ دیں گے کہ تمھاری جمع کی ہوئی کتاب قابل تسلیم ہے۔ ایک عجیب بات مولوی صاحب نے فرمائی کہ براہ کرم کوئی شیعہ صاحب تبادین کہ جامع کے جمع کرنے سے سو اسی ترتیب کی الٹ پلٹ کے اور کسی خرابی کا نام لیں پھر اس دلیل سے ثابت ہے ۱۲

نہیغیر بعد اس محقق کے قابل رد قرار پائیلی۔ اس وقت میں اپنے کلام کو ختم کرتا ہوں

## اصلاح

مولوی عبدالشکور صاحب کی اس تقریر کو پڑھ جائے تو آپ کو معلوم ہوا تو میر صاحب نے کوئی تقریر جدید نہیں پیش کی بلکہ اسی کلام کو دوہرایا جو پہلے فرمایا اور جس کا جواب ہو چکا۔ اور یہ قدیم شیوہ اچکا ہے کہ ایک ہی مضمون کو تین تین چار چار مرتبہ اپنے اخبار میں نقل کرتے ہیں۔ ہاں یہاں آپ نے صرف آیہ انھا الذین امنوا ان جاء کوا فاسق مبنیاً فہینوا کو ادھر اضافہ کیا ہے جس کا ترجمہ بھی کر دیا ہے کہ اگر لائے تہا رہ پاس کوئی فاسق کسی خبر کو تو تحقیق کر دو

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ کس باب پر کافہم کہتے ہیں یا تو فہم سلیم ہی ایسا عطا ہوا ہے یا ایک ہندو ناواقف کو دھوکا دے رہے ہیں کیونکہ خبر دینے اور کتاب جمع کرنے میں کوئی مناسبت خبری تعریف تو عام طور سے محتمل الصدق والکذب ہے کہ خبر دینے والے کو جھوٹا یا سچا کہہ سکیں تو قرآن کے جمع کرنے یا لکھنے میں کس کو سچا جھوٹا کہہ سکتے ہیں۔

اے صاحب ایک ٹرے بدکار فاسق شرابی نے بگولہ لاکر ایک موتی دیا تو کیا کہیں گے ان جاء فاسق مبنیاً فہینوا کہ اگر فاسق کوئی خبر لائے تو اس کی جانچ کر لو۔

موتی تو ہر جال میں موتی ہر چلبے بدکار کے ہاتھ میں ہو یا نیک کردار کے ہاتھ میں نیکی و بدی سے موتی پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اسی طرح قرآن پر اس بدکار کا کیا اثر پڑ سکتا۔ خدا کیلئے کچھ بھی تو سمجھتے کام لیا ہے خبر ایک قول ہے یعنی بات جو محتاج تصدیق ہے۔ قرآن ایک شے حسی ہے مثل موتی سونے چاندی کے۔ اس میں کس چیز کی تصدیق کی جاسکتی جو جو بدکار و نیک کردار کے قول یا فعل کو مدافعت ہو سکے ہاں اگر یہ ہوتا کہ ابوبکر عمر صاحب کوئی آیہ ایسا لائے ہوتے جس کو دوسرا کوئی جانتا ہوتا اور وہ قبول کر لیا جاتا تو اہل بیت کہہ سکتے تھے کہ آیہ ان جاء کوا فاسق کی مخالفت ہوئی۔ یہاں تو ایک حرف جمی تین کے ذریعہ سے نہیں آیا۔ ہاں ایک دفعہ عمر صاحب آیہ رحم لائے تھے تو وہ فوراً ہی واپس کیا گیا جیسا کہ آپ کے اخبار موزنہ صفر لغات ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱

جب قرآن کے جمع کرنے اور لکھوانے کو کوئی کسی کی لائی ہوئی ضربیں کہہ سکتا  
انفوس یہ کہ مولوی عبدالشکور صاحب اور مفتوں سے جولا جوابی انفس سے اونکو نام  
قوم کے ہاتھ سے پہنچ رہی ہو ایسا دلیل دیا رہو ہے ہین کہ چاہتے ہین اس حیل سے اپنی حقیت  
مثابین جو نامکں جو۔

اڈیٹر صاحب نے اس پر مطلق نہ غور کیا کہ ایک پٹت مخالف اسلام کے سامنے وہ کیا تقریر  
کر رہے ہین کیونکہ اگر قرآن کو کسی طرح خبر کہہ سکتے ہین تو لانے والے اسکے رسول اللہ ہین پہر کیا  
اڈیٹر صاحب اسکو پسند کر سکتے ہین کہ اس آیہ کی تلاوت حضرت کے مقابلہ میں کی جائے۔  
کیا اس آیہ کی تلاوت سے وہ مخالف اسلام یہ نہ سمجھے گا کہ یہ اصل قرآن کی کیا حالت ہوئی کیونکہ  
لابووائے اسکے تو رسول ہین جسکے لئے ضرور یہ کہہ نہیں کیا جائے۔ یعنی حضرت کے حالات دریافت  
کئے جائیں۔ تو آپ ہی بتائے اس سے اسلام کا نفع ہو یا نقصان سرودستان یاد دہانیدن  
اس کا نام ہے۔

اڈیٹر صاحب چونکہ دراصل مخالف اسلام ہین اسلئے آیہ ان جاء کمر فاسق سے اپنے  
پٹت جی کو یاد دلارہے ہین کہ اسی آیہ کے ذریعہ سے قرآن پر اور رسول اللہ پر اعتراض کرو  
کیونکہ مسلمانوں کے خوف سے خود تو آنحضرت کی نسبت نہیں کچھ کہہ سکتے لہذا درپردہ تعلیم  
دے رہے ہین۔ ورنہ کون کہہ سکتا ہو کہ مولوی صاحب ایسا ذی علم شخص اس آیہ کو یہاں  
لائے جس سے تمام عالم میں ادنیٰ لیاقت علمی ظاہر ہو۔

اڈیٹر صاحب نے یہاں ایک نوٹ بھی دیا ہے کہ محمد سجاد صاحب کے اس جملہ پر کہ جامع کے جمع کرنے  
سے نفس نشی میں سوائے ترتیب کی اولٹ پلٹ کے اور کسی قسم کی کوئی خرابی نہیں ہو سکتی  
اس جملہ پر یہ نوٹ دیجئے ہین یہ ایک عجیب بات مولوی صاحب نے فرمائی براہ عنایت کوئی شیوہ صفا  
بتلاوین کہ جامع کے جمع کرنے سے سوائے ترتیب کے الٹ پلٹ کے اور کسی خرابی کا نامکں ہونا کس دلیل  
سے ثابت ہو، مگر انفوس یہ ایسا نوٹ ہے کہ یا تو بہر حال اسی میں لکھا گیا ہے یا نا صحیحی سے کیونکہ اگر مقصود  
جامع کی نسبت ہو تو ہر شخص جانتا ہو جامع کا مقصود صرف جمع کرنا ہوتا ہو تو اگر اس کے خلاف کوئی  
کام عمدا کرے تو اس سے اپنی غرض کے خلاف کام کیا جو محال ہو۔



اور اگر مقصود آپا نفس قرآن کی نسبت ہو تو اصلی خرابی یہی ہے کہ متکلم یا مصنف کی غرض کے خلاف کوئی جملہ یا کوئی عبارت داخل کی جائے تو وہ دلائل قوت مبتدئہ سے محال ہے کہ کوئی مثل اس کا نہیں لاسکتا جو نہ بنا سکتا ہے ولایاتہ الباطل نہ کوئی امر باطل سی طرح داخل قرآن ہو سکتا ہو۔

رہا ترتیب کا الٹ پلٹ یہ مجموعہ میں ممکن ہے جس کا جامع غیر شخص ہو مگر اس سے اصل کتاب میں کوئی خرابی نہیں لازماً آتی جیسا کہ آئندہ مذکور ہو گا۔

## جواب مولوی عبد الشکور صاحب

جناب مولوی سید محمد صاحب کے کلام میں جہانگیر میرے لہجہ ناقص سے کام لیا جو صرف ایک جہنم نام کلام کی جان معلوم ہوتی ہو وہ یہ کہ فاسق کی خبر بعد تحقیق اگر اس کی سچائی معلوم ہو جائے مانی جاتی ہے۔ لہذا بہت مناسب ہو گا کہ اور زائد باتوں کو چھوڑ کر جناب مولوی صاحب اس تحقیق کو بیان کریں جس کے مراتب طے کر نیچے بعد وہ حضرات شیعہ کو قرآن کاملنے والا بیان فرماتے ہیں۔ اسکے علاوہ اور جو امور مولوی صاحب کی تقریر میں من اُنہیں سے بعض بعض کی نسبت مختصر کچھ عرض کرنا نامناسب نہ ہو گا۔ اول یہ کہ مولوی صاحب نے مجھے اعتراض کیا ہے کہ جب یہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے تو اپنے قرآن سے استدلال کیوں جاتا ہے اسکے وجہ بہت ہیں۔ مگر ٹہری رحمہ اللہ یہ ہے کہ من نہ باختیار خود میر دم ارتقاء ہے او۔ آن دو مکند عنبرین می بردم کشان ہم لوگوں کی عادت ٹہری ہوئی ہے کہ کلام مجید کی آیت اکثر اپنے کلام میں تہکائے آئے ہیں۔ چنانچہ سابقاً بھی میں نے تہکائی لفظ لکھوائی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ استدلال انہیں۔ نیز لفظ استیساں بھی میرے مقصد کو ظاہر کرتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میرا استدلال اس آیت پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ آیت کے ذکر کرنے سے پہلے میں اپنے بیان سابق میں کہ چکا ہوں کہ یہ بات ایسی صاف ہے کہ محتاج دلیل نہیں ہے۔

دوئم یہ کہ جناب مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ خلفائے ثلاثہ کے جمع کرنے سے یہ قرآن انہی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ یعنی نہیں کہا جاسکتا کہ یہ قرآن حضرت ابو بکر یا حضرت

عمر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا ہے۔ حالانکہ علوم اسلامیہ کے جاننے والے اس بات کو جانتے ہیں کہ جمع کرنے سے اصل کتاب کی نسبت جامع کی طرف شائبہ ہو اور کتابوں سے قطع نظر کر کے میں خود قرآن ہی کے متعلق دکھاتا ہوں کہ اسکو شیعہ و سنی دونوں نے جامعین کی طرف منسوب کیا چنانچہ حضرات شیعہ کے امام عالی مقام جناب مولانا اسید حامد حسین صاحب اپنی کتاب استقصاء الافہام مطبوعہ مطبع جمع البحرین لدھیانہ جلد اول کے صفحہ ۴۱ میں فرماتے ہیں مصنف عثمانی کہ حضرات اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند و معتقد بقصان ائزلہ ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پندارند ترجمہ قرآن عثمانی جسکو حضرت اہل سنت قرآن کامل سمجھتے ہیں اور جو شخص اسکو ناقص فرمے گا عقیدہ ہوا اسکے ایمان کو ناقص جانتے ہیں بلکہ اسکو اسلام سے علحدہ سمجھتے ہیں۔ اس جملہ بات سے دو باتیں ظاہر ہو گئیں اول یہ کہ اس قرآن کی نسبت حضرت عثمان کی طرف کی گئی اور اسکو قرآن عثمانی کہا گیا۔ دوسرے یہ با ظاہر ہوئی کہ اس قرآن کو اہل سنت قرآن کامل سمجھتے ہیں۔ اور جناب مولانا ممدوح اہل سنت کو اس عقیدہ میں بیان کیا ہے کہ جو شخص قرآن کو ناقص کہے اسکو اہل سنت مسلمان نہیں کہتے نیز سے بات جناب مولوی سیاح محمد سجاد صاحب کے کلام میں اس امر کا اقرار موجود ہے کہ اس قرآن میں ترتیب کی الٹ پلٹ ضرور ہوئی۔ اور میرے استفسار پر ارشاد فرمایا ہے کہ سورتوں کی ترتیب میں بھی الٹ پلٹ ہو گئی ہے اور آیتوں کی ترتیب میں بھی الٹ پلٹ ہو گئی ہے۔ لہذا ایک ضروری سوال اس مقام پر یہ پیدا ہوا ہے کہ جب آیتوں کی ترتیب میں الٹ پلٹ ہو گئی اور کہیں کی آیت کہیں جا کر ملا دی گئی تو آیا ان دونوں مقاموں کا مطلب خط ہوسکتا ہے یا نہیں۔ یعنی جہاں سے وہ آیت نکالی گئی اور جہاں وہ آیت ملائی گئی۔ کسی ضمیمہ اور پیغمبر کا کوئی کلام آپ سے لیجئے جس ترتیب پر اسنے اپنے کلام میں اپنے فقرات و جملوں کو رکھا ہے آپ اسکی ترتیب بدل دیجئے اور کہیں کا حقو کہیں ملا دیجئے تو اکثر وہی مطلب خط ہو جائیگا ورنہ کم از کم اتنا ضرور ہوگا کہ وہ فصاحت و بلاغت جاتی رہیگی۔ ہاں اگر ترتیب کا بدلنے والا بلاغت و فصاحت میں متکرم کا ہم رتبہ ہو تو شاید ان خرابیوں سے حفاظت ہو سکے۔ لیکن یہ کون

لہہ سکتا ہے کہ قرآن جمع کر لو اے قرآن کے متکلم تعالیٰ شانہ کی بلاغت و فصاحت میں ہم رہتے تھے یا کچھ بھی نسبت رکھتے تھے بدلنے والا ہم رہتے ہی ہو تب بھی متکلم کے اصل مقصود کو بدلنے کے بعد بھی باقی رکھنا شاید ممکن نہیں ہے۔ پس کیا بیان یہ دو نتیجے نکلتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ قرآن سے ایمان کی آیت نکالی گئی۔ اور ایمان ملائی گئی۔ اور اسکی وجہ سے متکلم کے اصل مقصود میں کس قدر فرق پیدا ہو گیا اور اس حالت میں قرآن کی کوئی آیت بھی قابلِ ایمان نہیں رہی۔ دوسرے یہ کہ قرآن نے جو تمام دنیا کو اپنی فصاحت و بلاغت کے ساتھ تحدی کی ہے یعنی ایمان دیا ہے کہ میرا جیسا مبلغ و ضعیف کوئی دوسرا کلام نہیں ہو سکتا تمام دنیا کے جن انسان ملکر اپنی کوشش ختم کر دیں کہ میرا جیسا مبلغ و ضعیف کلام بنائیں تو ہرگز نہ آسمان کا مایاب نہ ہونے۔ قرآن کے اس اعلان کی صدایِ باز گشت آج تک ہوا کہ میں کوئی رنجی یہ زور شور کی تحدی اب اس قرآن میں نہیں ہے۔ خلاصہ میری اس تقریر کا یہ ہوا کہ آپ وہ تحقیق بیان فرمائیں جسے مرثب طے کر نیچے بعد اپنے باوجود کہ قرآن کو اُسکے باختیار اور وسیع سلطنت کے مالک دشمنوں کے ہاتھ سے پایا۔ آپ کو یہ ثابت ہو گیا کہ سوائے ترتیب کے آٹھ پلٹ کے دوسری خرابی اس قرآن میں نہیں ہے اس تحقیق کے بیان کر نیچے بعد ترتیب کی الٹ پلٹ سے جو ترمیم بیان پیدا ہو سکتی ہیں جکا ذکر بطور نمونہ کے کیا گیا اسکی طرف بھی اپنی توجہ مبذول ہونا چاہیے۔

## اجواب

مولوی سید محمد سجاد صاحب کی یہ تقریر بنیاد تسلیم قول مخالف ہے کہ ان جاع کو فاسق بنیاء کے تحت میں جمع قرآن داخل ہو سکتا ہے۔ ورنہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ کسی طرح اسکو خیر نہیں کہہ سکتے۔ ان اگر یہ خیر ہو سکتا ہے تو اسے خبر رسول اللہ ہیں نہ ابو بکر و عمر جو صرف مثل کلاب سگہ و نو لکھنور سے لکھونے والے ہیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں چھاپہ خانہ نہ تھا۔

انسوس کہ مولوی عبدالشکور صاحب نے تقریر اول محمد سجاد صاحب کا نہ جواب دیا نہ تسلیم کیا حالانکہ تقاضا تھا انہما باری یہ ہے کہ جو قابلِ تسلیم ہوتا ہے اسکا اظہار کر دیا جاتا ہے تو چونکہ اوڈیٹر صاحب اس کے مقابلہ میں سکوت کیا جو دلیل رضا ہے لہذا اوڈیٹر صاحب کا اعتراض بذریعہ آپ ان جا

فاسق بنباء باطل ہو گیا۔

میر محمد سجاد صاحب کی دوسری تقریر کا جواب تو ایسا لغو دیا کہ کسی طرح قابل التفات ہی نہیں۔ کیونکہ یہ اعتراض دراصل تعلیم امام غزالی سے ہے جو اٹھس ۷۷۰ جلد دوم ص ۳۳ میں منقول ہے۔

امام غزالی تفسیر کبیرین لکھتے ہیں المسئلة الرابعة احتم القاضى بقولنا ان نحن نزلنا الله كروا ناله لمحاظون على ضياع قول بعض الامامية في ان القرآن قد دخله التغير والزيادة والنقصان قال لانه لو كان الامر كذلك لما بقي القرآن محفوظاً وهذا الاستدلال ضعيف لانه يجرى اثبات الشيء بنفسه فلا امية الذي يقولون ان القرآن قد دخل التغير والله اودع والنقصان لعلهم يقولون ان هذه الآيات من جملة الزوائد التي انجنت بالقرآن فثبت ان اثبات هذا المطلوب بهذه الآية يجرى محرم اثبات الشيء بنفسه وانما باطل والله اعلم منه جلده یعنی قاضی نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اس پر کہ بعض امامیہ نے جو دعویٰ کیا ہے قرآن میں تغیر و زیادتی کا وہ فاسد ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ہر لازم آتا ہے کہ قرآن محفوظ نہ رہے۔ یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے ثابت کرنا کسی شے کا اوسی شے سے کیونکہ جو ایسا قائل ہے کہ قرآن میں وہ کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے یہ آیت انھیں آیات سے ہو جسے لوگوں نے بڑھا دیا پس اس آیت سے اس کا ثابت کرنا باطل ہے۔

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ قاضی صاحب نے ادا نحن نزلنا الذکر سے عدم تحریف قرآن پر استدلال کیا تھا تو غزالی نے اسی بنیاد پر اسکو رد کر دیا کہ جب تم شیعہ کو قائل تحریف مانتے ہو تو پھر اس آیت سے کیوں استدلال کرتے ہو۔

مگر غور کیجئے تو استدلال قاضی اور استدلال اڈیہ النجم میں آسمان و زمین کا فرق ہے کیونکہ بیان ان جاء کو فاسق بنباء سے اسکو کسی طرح کا عقلی ہی نہیں جیسا کہ مذکور ہوا محمد سجاد صاحب کی تیسری تقریر یہ تھی کہ جمع کرنے سے وہ جامع کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا اسکے جواب میں فرماتے ہیں دوم یہ کہ جناب مولوی صاحب نے تاہم آخر۔

کریم نہیں سمجھ سکتے کہ اس سے آپ کا مطلب کیا ہو کہ کوئی عمر کا دھماکے کا دعویٰ تو یہ کہ اس کے جمع کرنے سے ان حضرات تشیع کے کوئی خرابی نہیں لازم آتی۔ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں "اور کیا کوئی سے قطع نظر کہ میں خود قرآن ہی کے متعلق دکھاتا ہوں کہ رد سکوشیعہ دوسری دونوں نے جائیز کی طرف منسوب کیا ہو؟"

مگر یہ معلوم اس سے آپ محمد مجاہد کے اس کلام کو کس طرح رد کیا جو وہ کہتے ہیں "اس کے جمع کرنے سے ان حضرات تشیع کے کوئی خرابی نہیں لازم آتی" بلکہ یہ کہ جواب تو جب ہوتا کہ آپ جمع کرنے سے کوئی خرابی بیان کرنے اور جب صرف اس کو ثابت کیا کہ جامعین کی طرف منسوب ہوتی ہو تو اس اونکے کلام کی رد کو کرہوتی جبکہ وہ صاف صاف کہہ رہے ہیں "جامع کے جمع کو کس شخص شئی میں سوائے ترتیب کی الٹ پلٹ کے اور کسی قسم کی کوئی خرابی نہیں ہو سکتی" جس سے جمع کرنا بھی تسلیم ہوا اور جامع کی طرف کسی قدر منسوب ہونا بھی تسلیم ہوا پھر ناحق کیوں اس قدر رکاز غلطی کا قلم چل گیا؟

اُدھر صاحب کو اس جملہ پر بڑا ناز ہے کہ جناب حجت الاسلام مولانا السید حامد حسین صاحب اعلیٰ الشیخہ مقامہ نے فرمایا ہے کہ مصحف عثمانی کہ حضرات اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد رکھتے ہیں جسکو چند مرتبہ وہ انجمن میں بھی لکھ چکے ہیں اور یہاں بھی بحوالہ صفحہ لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوکو نسخہ کیا ہاتھ لگ گیا جس سے مذہب شیعہ کو باطل ہی کر دیا۔ حالانکہ یہاں فرماتے ہیں اسکو شیعہ دوسری دونوں نے جامعین کی طرف منسوب کیا ہے لیکن دلیل میں صرف عبارت استقصا لاتے ہیں اور کچھ بھی نہیں۔ پس اگر اس لفظ مصحف عثمانی سے اوکو کوئی نفع پہنچ سکتا ہو تو یہ احسان جو علماء اہل سنت پر جیسا کہ ابھی کلام محی اللہ میں عربی میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں دکن زعم بعض اہل الکشف سقط من مصحف عثمان ثلثون من المنسوخ پھر فرماتے ہیں لبینت جمیع ما سقط من مصحف عثمان

عنتک لواف وجوابہ

جس میں تصریح ہے کہ مصحف عثمان سے بہت کچھ نکل گیا اور یہ بیان کرنے کل یوں ہاتھوں کو جو مصحف عثمان سے ساقط ہوا۔ دیکھیے تو کس نے مصحف عثمان کا خطاب دیا ہو۔

کہ کیا اس سے قرآن اونکی تعریف ہو جاوے گا کیا آپ نہیں کہتے تو کشور و الا قرآن لا دیا  
کتاب سنگ والا قرآن لا دیا دینی والا قرآن لاؤ۔ تو کیا اسکے یہ مطلب ہیں کہ وہی لوگ اسکے  
مصلحت ہیں۔

رہا یہ امر کہ اس سے اہل سنت کا قرآن کامل سمجھنا صمیم ہوتا ہے تو اس سے بعد بزرگ قرآن  
سے مصلحتیں کا اقرار کیا گیا ثابت ہوتا ہے اگر اذاجاء المنافقون قالوا نشهد انک موسیٰ  
اعطیہ جس سے بعد اہل حق و انکاف اور کو اسی دینا رسول اللہ کی رسالت پر ثابت ہو تو  
کیا اس سے وہ مومن ہو جائیں گے اور واللہ یشہد ان المنافقون لکاذبون غلط ہو جائیں گے  
اڈیہ صاحب القرآن کو آپ کامل سمجھتے ہیں تو اپنے اجنا پر رضہ ربیع الاول میں یہ کیا  
لکھا کہ صحابہ کے زمانہ میں جو کلام اس مصحف کی اشاعت پوری طور پر نہ ہوئی تھی لہذا ان میں  
سے اگر کوئی اس مصحف میں کسی آیت کی کمی کا قائل ہو جاوے تو وہ اس بات کی مخالفت کا  
مرتب نہیں سمجھا جا سکتا تھا اسلئے کہ اس وقت یہ خیال ہو سکتا تھا کہ اس مصحف کی اشاعت  
نہوگی اور قرآن کامل کا رواج ہوگا۔

کیونکہ ہر ذی حس شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ اس قرآن کو ناقص جانتے ہیں اور قرآن  
کامل کی رواج کو صحابہ کی امید تھے۔

میسوس کہ اڈیہ صاحب کی بدولت کس قدر قوم کا نقصان ہو رہا ہے کہ جن باتوں کا صدمہ  
مرتب جواب اللہ سے دیا گیا ہو سیکو بار بار دہراتے ہیں اور اللہ سے جواب نہیں دیا جاتا۔  
اڈیہ صاحب فرماتے ہیں تیسری بات جناب مولوی سید محمد جاد صاحب کے کلام میں اس  
امر کا اقرار موجود ہے۔

اس تقریر رضوی کے جواب کی ضرورت نہیں جب آپ بحوالہ مولوی عبد الرحیم صاحب یہ  
لکھ چکے ہیں اسی طرح آپ کا یہ کہنا کہ آیات منسوخہ کم پڑھانے سے ہم لوگ نواب سے محروم ہو گئے  
فتنہ میں پڑ گئے اور اس قدر تجربات ہمارے ہاتھ سے جاتے رہے بالکل بے نتیجہ و ثمرہ ایسی باتیں  
نسبت بھی یہی اعتراض ہو سکتا ہے کہ انکے منسوخ ہوجانے سے جلوگ قرآن سے محروم ہو گئے  
فتنہ میں پڑ گئے چند حجرات نامہ رہنا کیا مضرت ہو سکتا ہے جبکہ موجودہ حجرات کافی سے بہرہ

دامین ملاحظہ ہو الخ موزعہ

کیا اس سے آپ نے نقصان قرآن کا اقرار نہیں کیا کہ چند حجرات کا نہ ہونا کیا مضبوط ہو سکتا ہے؟  
صاحب آپ محمد سجاد صاحب پر کیا اعتراض کرتے ہیں اپنا طلبا پر اعتراض مجھے بہنوں نے کل  
باتوں کا انبار لگا دیا ہے جیسا کہ ابھی آیہ لقد نصی کہ اللہ میں ملاحظہ کیا کہ بروایت در مشور  
یہ غیرہ سورہ ہر اے کا یہی پہلا آیہ جو اد۔ اب یہ مسئلہ میں دیج ہے۔ پس آجکیا یہ اعتراض شیعوں  
نہیں جو بلکہ علماء اہلسنت پر توجہ اے قائل ہیں کہ اتنی سے زیادہ سورہ مکہ میں نازل  
ہوئی وہ سب مؤخر نہ دی گئی اور جو سورہ مدینہ میں آئی وہ مقدم کر دی گئی۔  
آپ ہی کے علماء اسکو بھی لکھتے ہیں کہ کہ کی آیتیں مدینہ کی سورتوں میں ملا دی گئیں اور مدینہ  
کی آیتیں کی سورتوں میں ڈال دی گئیں۔

ضروری سوال اہل پیغمبر یا جو علماء اہلسنت کے بیان پر نہ علماء شیعہ کی تہ پر کہ وہ لوگ  
تو ان سب امور کو آپ کے علماء و رواۃ کی جہالت سے جانتے ہیں کہ جو قرآن پر عمل کرے جو اس سچ  
ہدایت لیتا ہے وہ بہر طور حاصل کرے کیونکہ قرآن نہ کوئی تاریخ کی کتاب ہے کہ اس میں تسلسل و تعلق  
ضروری ہو۔ نہ علم نحو کی کتاب ہے کہ وہ قواعد مقدم ہو مضمومات پر نہ فقہ کی کتاب ہے کہ  
اس میں طہارہ، وصوۃ کے تقدیر کی ضرورت ہو۔ بلکہ قرآن منجانب اللہ معجزہ دانہ رسول  
اعتقد دیا گیا ہے جو ایک نہیں ہزار طرح سے تم تبدیل کرو وہ اپنا کام کر دیا ہدایت و سکافاصد ہے  
(۱) اگر آپ مجھ قرآن کے قائل ہیں تو اسکو بھی معجزہ سمجھئے کہ اور کتابوں کی ترتیب کے اسٹیلٹ  
سے مطلب خط ہوتا ہے کہ قرآن وہ معجزہ کاملہ ہے کہ اس میں کسی طرح یہ خرابی نہیں ہوئی۔

(۲) قرآن میں ترتیب کا لحاظ ہی نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ جس وقت جس بات کی ضرورت ہوتی  
تھی وہ کے مطابق قرآن نازل ہوتا تھا۔

اسی سے معلوم ہوا کہ اس قدر مطلق کا کلام جو حسین اسطرح کی بے ترتیبی کے کہیں نقصان نہیں  
(۳) بان انسانی کلام میں ضرور ہوتا ہے مگر خدائی کلام میں ایسا نہیں ہوتا۔ ویکوہو جہان  
پھول ہوتا ہے انسان کا ٹٹا بھی ہوتا ہے چنان ترتیب ہوتا ہے زبان نہر بھی ہوتا ہے عجیب  
قدرت کا لہذا وہی ہے۔

(۴) انسانی ترتیب دینے والے میں ایسے خرابی ہو سکتی ہے کہ جو کلام مجرب ہے اور عین نہیں ہو سکتا۔

(۵) آپ کا عقیدہ جو جو اپنے صاحب کو خدا سے بڑھ کر وضع یعنی مانتے ہیں اور عثمان کے قول ان فی القرآن لحنا سبقہ للعرب پر ایمان لاتے ہیں کہ قرآن میں غلطی جو جس کو عرب اپنی زبان سے درست کر لینگے۔

(۶) آپ کی روایات صحیحہ سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ جو کہ خدا نے اس قرآن کو ہر طرح معجز بنا یا ہے لہذا معقود میں فرق نہیں ہوتا اور ہر آیت قابل ایمان ہے۔

(۷) اب اس سے بڑھ کر دلیل بخدی کیا ہو سکتی ہے کہ تمام کلام انسانی کے غلط اس کی ترتیب اور اس کی وضع ہے کہ اس طرح کے تقررات سے بھی اور کسی غرض میں خرابی نہیں لازم آتی۔

اگر قرآن کی یہی حالت ہوتی کہ اس کی ترتیب کے تغیر سے مثل سائر کلام ضوئے طلب غلط ہو جاتا تو پھر قرآن میں اور کلام دیگر ضحائیں کیا فرق رہتا اس کو بھی خصوصیات احجاز قرآن سے سمجھئے نہ ہزاروں قسم کے تغیرات و تبدلات سے اس کی اصلی غرض نہ جنگ فوت ہوئی نہ قیامت تک نفی ہوگی۔

آپ تردد نہ فرمائیں میں بہت جلد چند آیتوں کو بلکہ چند سورتوں کو اولٹ پلٹ کر بتا دوں گا کہ اس سے قرآن کے اعجاز میں فرق نہیں آیا۔

افسوس ہے کہ آپ کو سب باتیں معلوم ہیں اور الشمس نے بہت اچھی طرح آفتابی کیا مگر آپ صرف محبت شیعین میں آفتاب پھٹاک ڈال کر حق کو چھپایا جاتے ہیں حالانکہ قرآن و دہ مجرب ہر بجز عہد اہلانہ کوئی اسکے کلمات کو سمجھا ہے نہ قیامت تک سمجھے گا۔

مولوی عبدالشکور صاحب کی تقریر کا جواب مولوی محمد حماد صاحب نے بھی لکھا تھا جس کا جواب مولوی عبدالشکور سے نہ ہو سکا لہذا اس تقریر کی ضرورت نہیں کیونکہ خود صاحب رسالہ لکھتے ہیں ”اس مضمون کا جواب مولانا عبد الشکور صاحب دینے کے لئے پہلے سے تیار و آمادہ تھے گو اپنے خود روک دیا اور لیتا نہیں چاہا اگر ضرورت ہوگی اور میں ضرورت سمجھوں گا تو پھر دیافت کر لوں گا“ جس سے معلوم ہوا کہ جواب نہیں دیا حالانکہ اگر مولوی عبدالشکور صاحب بانڈاری کے ساتھ



ابھی جواب دینا چاہیں تو قیامت تک ممکن نہیں۔ بان پڑت ہی نے اگر روک دیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ہم ایک چوتھہ بینہ کی بہت دیتے ہیں لگے اس تقریر کا جواب اپنا ڈاری سے لکھے۔ مگر اشمس کو دیکر لکھنے کا کہہ لیا۔ مذہب آگے تقریر کے جواب میں صفات اشمس کا حوالہ دینا پڑے جس کے نام سے آپ پر غشی طاری ہوئی ہے۔

تقریر تو یہیں تمام ہوئی کہ محمد صادق صاحب کی آخری تقریر کا کوئی جواب نہیں دیا گیا ہے شیعوں کی کامیابی یہی تھی مگر اس کے بعد لکھتے ہیں

جناب پندت صاحب کے استفسار پر جناب مولوی محمد رشید الشکور صاحب نے فرمایا کہ میں شیعوں کی کتاب سے قرآن میں کی مشی تغیر تبدیل ترتیب کی اسلٹ کا ثبوت دیکھتا ہوں اور کتاب احتجاج کی حمایت پیش کی مولوی رشید محمد بیاد صاحب نے فرمایا جن کتابوں کو چاہئے پیش کیا ہے جیتک اسکا رد نہ ہو ہم احتجاج طبری کے جواب دینے کے مستحق نہیں ہیں۔ پھر جواب فرمایا کہ اصول کافی شیعوں کی معتبر کتاب ہے۔ غلبہ مولوی محمد رشید الشکور صاحب نے فرمایا کہ ہی کتاب اصول کافی میں ہے کہ شیعیانہ اس طرح اتاری تھی وَمَنْ طَلَعَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَأَمْرٌ يُكْرَهُ عَلَيْهِ وَلَا حُجَّةَ مِنْ بَعْدِهِمْ فَذُوقُوا عَذَابَ اللَّهِ عَظِيمًا۔ قرآن موجودہ میں یہ آیت اس طرح ہے وَمَنْ طَلَعَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ حَقًّا كَأَنَّهُ ظِلٌّ كَانَتْهُ ظِلًّا۔ فی ولایہ علی واللائم سے بعد قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے۔

پھر اب بھی اصل جان مولوی محمد رشید الشکور صاحب کی کل کارروائیوں کی بند اس جواب کو بغیر درجہ خطہ کریں

دعا کی مشی کا مضمون توحید آیات رفیقین میں ہے مگر روایات شیعوں میں کی مشی اس طرح ہے کہ ایک سورہ کی آیتیں کہ سورہ صوری سورہ رون میں داخل ہوئیں جس سے یہ صورت قرآن ہی رہا۔ مملات المسندت کہ وہ مثال ہیں۔

محمد صاحب کا کلام قرآن میں جو الفاظ لائے ہوئے۔ لفظ تبدیل لگے اور کمی کا یہ حال ہے کہ پورا قرآن حضرت بلول نے چھ حصہ قرآن کا جلا کر ایک بیت سے سورہ نکل لکھے۔ بہت سے سورہوں کی آیتیں کم ہوئیں جیسا کہ اشمس کی تجلیات خمسہ میں تصریح فرمادہ ہے۔ (۲) بیت خبیح جواب ہے۔

اسلام نامہ دہلی ص ۱۳۷

(۳) اس حدیث سے تو نہ کسی طرح تحریف ثابت ہوتی ہے نہ تجوید چیل۔ بلکہ صرف اس قدر مطلب ہے کہ یہ آیہ اس باب میں نازل ہوا۔ نہ یہ کہ تحریف ہو گئی کیونکہ الفاظ حدیث بہایت واضح ہیں و من قطع اللہ و رسوله آیہ قرآنی ہوا اس کے بعد فی کلام علی و الامامہ من بعدہ تک تفسیر ہو۔ یہ فقہ حاذقون اعلیٰ قرآن جو۔ اس میں کہاں بیان کیا گیا ہے کہ تحریف ہوئی یا یہ الفاظ کمال ڈالے گئے بلکہ حضرت نے تفسیر میں بیان فرمائی ہے جس کا آج بھی اقرار ہے مگر بیان ایک ہند تداوق کے دھوکہ دینے کو آپ اس حدیث کو تحریف میں لارہے ہیں حالانکہ اخبار الحدیث مورخہ صاحبہ مضمون تفسیر شیعہ کا نوید منقول از الفہم المضمون ناقص ہیں۔

تاخرین۔ اصول کافی کی دو باب ان روایتیں تو جہاد میں ہیں جو امام نے تحریف منسوب کی گئی ہیں اور وہ قرآن کی تفسیر ہیں بلکہ نئے باب میں ہلکے ااتلت یعنی یہ آیت اسی طرح ادرتی ہے کہ لایا۔

اس قول کو اپنے الحدیث سے اس کے نقل کیا ہے کہ وہ اس نے انجم سے نقل کیا ہے تو مطابق شرط بخاری یہ حدیث صحیح ہوتی۔

جس سے معلوم ہوا کہ خود یہ لوگ بھی اس حدیث سے یہی سمجھتے ہیں کہ حضرت نے باہمیہ کہ ااتلت کہا مگر حقیقت تفسیر میں فرمایا ہے متعلق تحریف کہ یہاں سے یہ الفاظ کمال دے گئے جو آپ ایک تداوق ہندت کو باور لارہے ہیں۔

اب اس کے مقابل میں ہم اٹوٹ صاحب کو وہ مصرعی روایتیں اہلسنت کی دکھاتے ہیں جن سے قرآن میں تحریف ہونا متعلق البیت طاہرین جیسی طور پر ثابت ہو ملاحظہ ہو اٹوٹ صاحب

۲۰۰ طکرہ

در سر سوطی من ترک حضرت ابن مسعود کہتے ہیں ہر لوگ عدد دول اند میں صحت پڑھو تھے یا ابھما الرسول بلغ ما انزل من ربك ان علیا مولیٰ المومنین وان لہم نقل فذا بلغت رسالتہ واللہ یعلمک من النان۔

حالانکہ اب صرف انزل انک رہ گیا ہے ان علیا مولیٰ المؤمنین خالد لایا۔  
کہنی اللہ المؤمنین القتال سے لعلی بن ابیطالب کمال دایا عرض ہزاروں شواہد پر

جواشمس جلد دوم میں تفصیل تمام مذکور چوس سے تمام عالم مطلع ہے۔  
پھر لکھتے ہیں مولوی سید محمد جواد صاحب نے فرمایا کہ ہم تمام طبع قرآن میں ہر قسم کی تحریف کے  
قائل ہیں یعنی بغیر و تبدل و کمی بیشی سب ہے۔

مولوی عبدالشکور صاحب نے فرمایا درمنثور اور کافی کی روایت میں بڑا فرق ہے۔ درمنثور سینوں  
کے مذہب میں ایسی معتبر کتاب نہیں ہے کہ حسین دلیل کی ضرورت نہ ہو۔ دوسرا فرق سینوں اور  
شیعوں کی روایت میں یہ ہے کہ منافقون (یعنی تینوں خلیفہ نے قرآن جمع کیا۔

انجواب ہم سمجھتے ہیں یہاں بھی کچھ تحریف ہوئی ہے کیونکہ سوال وجواب میں ربط نہیں معلوم ہوتا  
بہر حال مولوی عبدالشکور صاحب نے اپنے اس دعویٰ پر کہ کافی و درمنثور سیوطی میں بڑا فرق ہے۔  
کوئی دلیل نہیں دیا۔ حالانکہ علامہ عبدالقادر بن سح بن عبداللہ العید او س نور سافر میں لحوال  
سیوطی میں لکھتے ہیں وحی عنہ انہ قال راوت فی المنار کافی بین یدی النبی فذکرہ  
لہ کما باشہر عنہ فی تالیفہ و فی الحدیث و هو جمع الجوامع فقلت لہ اقر علیکم شیئاً  
منہ فقال لی ہات یا شیخ الحدیث قال ہذہ البشری عنہی اعظم من الدنیا  
بجذا فغیرھا ہی روایت مقالید الاسانید غالبی میں بھی موجود ہے۔

کہ سیوطی لکھتے ہیں ایک دفعہ میںے خواب دیکھا کہ خدمت رسول میں حاضر ہوں تو حضرت  
ایک کتاب کے باور میں عرض کیا کہ میں اس کا آلیف کرنا شروع کیا ہوں جس کا نام جمع الجوامع ہے۔ تو حضرت  
سے عرض کیا اگر فرمائے تو کچھ میں اس کتاب سے پڑھوں حضرت نے فرمایا ہاں لا واسے شیخ الحدیث  
سیوطی لکھتے ہیں یہ بشارت ہمارے نزدیک تمام دین سے بہتر ہے۔  
کیا مولوی عبدالشکور صاحب ایسے شخص کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ یہ شخص یا دہلی کتاب معتبر نہیں  
ہے وہ بھی بمقابلہ اصول کافی۔

پھر لکھتے ہیں مولوی عبدالحسین صاحب نے فرمایا کہ قاضی حسین دیا زکری نے تاج غیر  
مطبوعہ مصر جلد دوم میں تسلیم کیا کہ خلیفہ ثالث نے قرآن کو جلا دیا۔

مولوی عبدالشکور صاحب نے جواب دیا کہ جو قرآن پہلے دو خلیفہ کے وقت میں جمع ہو چکا تھا اسکو  
نہیں جلا دیا بلکہ دوسرے لوگوں نے جمع کئے ہوئے قرآن کہ جنہیں تفسیری الفاظ منوع آیتیں

اسکو نہیں جلایا بلکہ اور دوسرے لوگوں کے جمع کئے ہوئے قرآن کو نہیں تفسیری الفاظ نہ نسخ  
آئین لکھی ہوئی تھیں اس خیال سے جلوا یا کہ کئی وجہ سے آئندہ کوئی غلطی نہ پڑے۔ اور اس  
صحیح قرآن کی سات نقلیں کر کر اسلامی سلطنت کے تمام اطراف میں روانہ کر دیں۔ یہ مضمون  
ہمارے یہاں کتاب اتفاق میں ہے۔ **اصلاح**

کس درجہ حیرت خیز ہے یہ شخص کہ کبھی حج کہنے کا نام ہی نہیں جانتا، سنا تو کو تو فریب تیر  
ہی تھے اب اپنے گرد نہایت جی کو بھی وہ ضرور دے رہے ہیں کہ ہمیشہ یاد کریں۔  
کہتے ہیں کہ جو قرآن پہلے دو خلیفہ کے وقت میں جمع ہو چکا تھا اسکو نہیں جلایا، کیونکہ یہاں تو  
اسکی بحث ہی نہیں کہ کس قرآن کو جلایا کس کو نہیں جلایا۔ بلکہ بحث ہوا یہ کہ وہ کہ عثمان نے  
قرآن کے بیت سے نسخہ لکھو جلایا جسکو صاف صاف آپ نہیں مانتے۔ اور یہ فرماتے ہیں کہ دو  
خلیفہ کے وقت میں جو جمع ہوا تھا وہ نہیں جلایا لیا۔ مگر اسکو نہیں بتاتے کہ وہ قرآن کیوں نہ جلایا  
گیا۔

فتح الباری میں ہے فارسل عثمان ظاہر غالبۃ حتی عاہ: ہا لیر دنیا ایضا  
فمنع منها ثور دھا فلم یزل عندہا حتی ارسل مروان فادنیھا وحرقھا۔

عن ابن شہاب قال اخبرنی سالم بن عبد اللہ بن عمر قال کان مروان یرسل  
الحفصۃ حین کان امیر المدینۃ من جھۃ معاویۃ یلہا الصحف الی کتب منہا  
القرآن فتابی ان تعطیہ قال سالہ فلما توفیت حفصۃ وارجعنا من دفنہا  
ارسل مروان بالعزمۃ الی عبد اللہ بن عمر لیرسلن الیہ ثلاث الصحف فارسل  
بہا الیہ عبد اللہ بن عمر فامرہا مروان فشقک ملا جلد

یعنی عثمان نے حفصہ سے اس قرآن کو لکھا جسے ابو بکر و عمر نے جمع کیا تو حفصہ نے انکار کیا  
جب عثمان نے اسکا معاہدہ کیا کہ بعد نقل مرور واپس دینے تب حفصہ نے وہ قرآن دیا۔  
جو بعد نقل واپس کیا گیا تو پھر وہ حفصہ کے پاس رہا یہاں تک کہ مروان نے اون سے لیا  
اور جلایا۔

سالم بن عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ مروان جب حاکم مدینہ ہوا معجانب معاویہ تو ہمیشہ

مطالبہ کرتا تھا اگر حفصہ دینے سے انکار کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ جب حفصہ نے انتقال کیا اور ہم سب دفن سے خارج ہو کر واپس آئے تو مروان نے بزور حکومت اس قرآن کو عبداللہ بن عمر سے طلب کیا جسکو عبداللہ نے مسجد یا تو مروان نے جسکو پھر وادیا۔

اب مولوی عبدالشکور صاحب فرمایا کہ اگر حضرت حفصہ عثمان صاحب کو دشمن قرآن اور قرآن کا چلائی والا نہ جانتی تھیں تو پھر کیا وجہ تھی کہ عثمان کے مانگنے پر وہ قرآن نہیں دیتی تھیں؟ جیسے معاہدہ کی نوبت آئی کہ عثمان نے معاہدہ کیا بعد کتابت ہم واپس کر گئے۔ پھر اڈیٹر صاحب کا یہ ارشاد کہ پہلے دو خلیفہ کے وقت میں جو قرآن جمع ہو چکا تھا اسکو نہیں جلایا، کیا دزن رکھتا ہے۔ کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں اگر اس کے جلانے کی نیت نہ تھی تو حفصہ نے کیوں روکا اور عثمان کو معاہدہ کرنے کی نوبت کیوں آئی۔

کیا اس قرآن کی نسبت بھی اڈیٹر صاحب بھی کہیں کہ جنہیں تفسیری الفاظ منسوخ آئین لکھی ہوئی تھیں، حالانکہ خود اڈیٹر صاحب کہ چاہیں کہ نہ عزتِ عمر کی طولانی خلافت کا زمانہ اسکی تنقیح و تصحیح میں صرف ہوا تھا پھر اسکے جلوانے کی کیا وجہ تھی جسکو مروان نے اس زبردستی سے لیا کہ ابن عمر خواہر محترم کو بھی دفن کر کے آئے ہیں شاید کچھ کچھ پایا بھی نہ ہوگا کہ مروان کا پیادہ چوٹا اور بزور حکومت اس قرآن کو لیا جسکے کثرت و صحت میں ابوبکر عمر کی آخری عمر میں صرف ہوئی تھیں۔

اڈیٹر صاحب بتائیں آخر اس قرآن میں کیا زہر ملیا تھا یا کبڑہ پڑ گیا تھا جسکو مروان نے اس طرح جلوایا۔

اڈیٹر صاحب پس یہی آپکا مبلغ علم ہے کہ یہ سب صرف اتقان میں ہو کیا صحیح بخاری صحیح مسلم فتح الباری عمدۃ القاری میں نہیں ہے۔ بہت پریشان  
.. بحوالہ جناب نذرت جلت پر شاو صا..

مولوی عبدالشکور صاحب فرمایا کہ اہلسنت یہ تو مانتے ہیں کہ یہ قرآن جس قدر اٹھا تھا وہ کل نہیں ہے بلکہ جو آیات منسوخ التلاوة ہو علیٰ حقین وہ اس قرآن میں نہیں ہیں۔ وہ رسول خدا کے وقت میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی تھیں۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ جو کلام مجید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

و سلم دیکے تھے اس میں پھر آپ کے بعد کوئی کمی بیشی نہیں۔ چنانچہ جو روایتیں حضرات شیعہ نے ہماری کتابوں کی پیش کی ہیں ان میں یہی یہ مضمون موجود ہے۔

انجواب داذامینۃ انشت اظفارہا الفیت کل قیمۃ لا متفع۔ احمد شہ کلاس  
مناظرہ نے اونکے بہت سے اسرار کو کھول دیا جس سے وہ گریز کرتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ  
کھلے کر اونکے حریف قوی دستے اقرار کر رہی چھوڑا۔ کیونکہ فرماتے ہیں (۱۱) اہلسنت یہ تو مانتے  
ہیں کہ یہ قرآن جس قدر راوتر اہتا وہ کل نہیں۔ ”پھر تریف کے کیوں نہیں قائل ہوتے کیونکہ یہ  
بھی تو آپ کی روایات سے ثابت ہے کہ جن لوگوں کو پورا قرآن یاد تھا وہ سب مارے گئے اوکو  
بعد قرآن جمع ہوا۔ عمر نے ایک ایہ کو چھاپا تو معلوم ہوا فلاں صحابی کے پاس تھا جو جنگ یمامہ  
مارا گیا جس پر عمر نے اناشد وانا الیہ راجعون کیا۔ پس جب آپ اسکو ملتے ہیں کہ جس قدر راوتر  
تھا وہ سب یہ قرآن نہیں ہے تو اب اختلاف کس بات کا ہے۔

ہاں صاحب براہ مہربانی فرمائے ہدایت صاحب جو اپنے تنقیح لکھوائی ہے۔ او سکاد فہم  
اس پر عالم ہو گیا نہیں یعنی ”اگر قرآن میں حسب تصریح اڈیٹر صاحب کی ہوئی تو سینوں نے کس  
دلیل سے یقین کیا کہ آیتوں کے نکل جانے سے موجودہ آیتوں کے معنی میں کوئی فرق نہیں پیدا  
ہوا اور قرآن حالت موجودہ میں بھی قابل ایمان ہے۔“

دیکھیے اڈیٹر صاحب اس تنقیح کا کیا جواب دیتے ہیں جبکہ ادہوں نے مان لیا کہ قرآن  
جس قدر راوتر تھا وہ کل نہیں تو ضروری کی ہوئی۔

۲۲۸ اڈیٹر صاحب اس کا بھی اقرار کرتے ہیں بلکہ جو آیات منسوخ التلاوة ہو چکی تھیں وہ اس  
قرآن میں۔“

مگر مجلات الشمس میں نہایت تصریح سے بتایا گیا ہے کہ منسوخ التلاوة کوئی چیز نہیں ہے نہ صدر  
اول میں اسکو کوئی جانتا تھا اس امر میں عمر بھی کھٹے تھے قد ذهب قرآن کثیر

ہاں جب امام بڑائی کی حرمت تبیک الفاظ کو صنعتہ انتفاکاتہ دیا گیا ہے اور  
وقت سے صحابہ کے بھول جوں فرو گذاشت کا نام منسوخ التلاوة رکھا گیا ہے ورنہ آپ  
جلدہ میں دیکھ چکے ہیں کہ اگر خود رسول اللہ بھول جاتے تھے تو دوسرے صحابی کے یا

آپ کو یاد پڑ جاتا اور آپ اسکی تلاوت فرماتے۔ مگر صحابی صاحب جو بھول جاتے تو اس کو منسوخ التلاوة کا لقب ملتا کہ اب کوئی اسکو قرآن ہی نہیں کہہ سکتا کیونکہ جب خود صحابی ہی کو بھول گیا تو اب کہاں سے آئے۔

(۳) اڈیٹر صاحب یہ بھی کہتے ہیں وہ رسول خدا کے وقت میں خود رسول اللہ نے بتلادی تھی کہ جسے رہا سہا وجود مذہب اہلسنت کا اوکھاڑ پھینکا کیونکہ اگر اڈیٹر صاحب سچے ہیں یا دنیا میں کوئی سستی خواہ جتنی ہو ادا ہوتی اسکو ثابت کر دے کہ رسول اللہ نے کسی آیہ کی نسبت یہ فرمایا ہو کہ یہ منسوخ التلاوة ہے ایسی صحابی نے بھی اس لفظ منسوخ التلاوة کو اپنی زبان پر جاری کیا ہو یا تو میں آپ کو دوسو روپہ انعام دیتا ہوں۔

جب سے الشمس چاری چار سو وقت سے اسکی کوشش ہو رہی ہے کہ آپ کبھی بھی اقرار کرے کہ جو آیتیں منسوخ التلاوة کہی جاتی ہیں اور رسول اللہ نے بتا دیا تھا مگر آجتا آپ نے اس کا دعویٰ ہی نہیں کیا۔ اس بات کی مناظرہ کی برکت ہے جو آپ نے اسکا اقرار کیا لہذا ایک روایت ہے (ایسی لاکھ جیسے حضرت کسی آیہ کی نسبت فرمایا ہو کہ یہ منسوخ التلاوة ہے۔ وان لم یفعلوا ولر یفعلوا فلعنة الله علی الکاذبین۔

حالانکہ خود اڈیٹر صاحب بخواب مولوی عبدالرحیم صاحب اپنے اجنا مورخہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ میں لکھ چکے ہیں منسوخ تلاوت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو گا کہ تمام مفسرین کا اہم رجوع ہے کچھ حصہ آیات قرآنیہ کا منسوخ التلاوة ہو گیا ہے یہ مسئلہ کوئی اجتہادی اور عقلی نہیں ہے۔ پس ضرور ہے کہ اس مسئلہ کو انہوں نے سلف صالحین سے حاصل ہو کیا ہے؟ جس سے یہی معلوم ہوا کہ حضرت کی کوئی حدیث اس باریعین نہیں ہے جس سے مفسرین کے اتفاق سے اپنے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ ضرور سلف صالحین سے حاصل کیا ہو گا اور یہاں آپ یہ ترقی فرما رہے ہیں کہ ایک ہندو پنڈت کے سامنے کہہ رہے ہیں رسول اللہ نے خود بتلادی نہیں؟

(۴) اڈیٹر صاحب یہ کہتے ہیں اہلسنت یہ کہتے ہیں کہ جو کلام مجید رسول خدا خود دیکھے تھے۔ سمیع بہر آپ کے بعد کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔

مگر یہ ایسا دعویٰ ہے کہ آج تک کسی سنی عالم نے بھی یہ دعویٰ کیا کہ رسول اللہ نے تو کسی قرآن کو  
تہنہ دیا ہی نہیں۔ بلکہ جب فرمایا تو افی نادار مذکورہ کتاب اللہ و عترتی اہل بیت  
تو یہ آپکا پہلا اقتراہ کہ تھا کلام اللہ دینے کو حضرت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

دوسرے آپ ایک ہندو مذہب ناواقف شخص کو بالکل دھوکا دے رہے ہیں کہ اس سے  
لہہ رہے ہیں جو کلام مجید رسول خدا کیلئے تھے جس سے ہر شخص یہی سمجھے گا کہ جسطرح عام  
کتاب میں مرتب ہوتی ہیں۔ خواہ مسودہ ہو یا صاف شدہ اسی طرح قرآن ہی ہند رسول  
اللہ میں ایک مجموعہ مرتب تھا جسے حضرت امت کو دینگے۔ حالانکہ یہ ایسا دعویٰ ہے کہ آج تک  
کسی ذی علم سنی سے نہ ہو سکا نہ ہو سکتا ہے۔

آپنے محض ایک ہندو ناواقف کو دھوکا دینے کیلئے ایسا جملہ کہا کہ حضرت کلام اللہ دینگے جس کا  
ظاہر ہی مفہوم یہ ہے کہ قرآن مرتب و مکتوب دینگے۔ حالانکہ یہ ایسا دروغ بیقرین و جہل و تنبیہ کی بھی  
ضرورت نہیں۔

لالہ ہنسراج جی پرنسپل آریہ کالج نے ایک مضمون لکھا تھا ”اسلام کی اشاعت کیونکر ہوئی؟“ اس  
مضمون میں مولوی ثناء اللہ صاحب ڈیڑا لٹریچر نے بھی ملکہ جلد میں نقل کیا ہے۔ اور اس کا  
کچھ جواب دیا ہے۔ چنانچہ لالہ صاحب موصوف لکھتے ہیں ”قرآن کی ترتیب حضرت محمد جب تک  
زندہ ہو وہ کہتے تھے مجھے وحی نازل ہوتی ہے۔ انکا دستور تھا کہ جو وحی نازل ہوتی اسے کسی تختی یا  
پتھر پر لکھ کر ایک صندوق میں بند کر دیتے۔ انکے انتقال پر اس صندوق کو کھولا گیا اور ان  
ان تختیوں اور پتھروں کی نقل اوتا کر کر اور نہیں کتاب کی شکل میں مرتب کیا گیا۔“

اس تحریر پر ڈیڑا صاحب الحدیث نوٹ دیتے ہیں ”اسلامی تاریخ میں تو اس صندوق  
کا کہیں پتہ نہیں۔ ہاں پتہ ہے تو یہ ہے کہ اصحاب کے سینوں میں وہ قرآن جمع تھا کیونکہ حافظ تھے  
کیا آریہ سماجی ہیں اس صندوق کا پتہ دینگے“ مورخہ ۱۲ اگست

حققت  
اس تحریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ لالہ ہنسراج جی کا اصلی دعویٰ تو یہ نہیں تھا کہ  
میں کوئی آریہ سماجی تھا یا جو یہی بلکہ کوئی ایسا مقام محفوظ تھا جس میں وہ پرزے اور  
پتھریاں جمع رہیں کیونکہ ڈیڑا صاحب کا اعتراض غالباً لفظ صندوق پر نہ جس سے نزع



لفظی ہو جائے۔ بلکہ وہ تو صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ جو کچھ بخوادہ صحابہ کے سینوں میں قرآن جمع تھا کیونکہ محافظ تھے۔ یعنی نوشتہ وغیرہ کچھ نہ تھا بلکہ جو لوگ لوگوں کو یاد دہاؤی قرآن تھا۔

پھر اڈیہ صاحب النعم کا یہ دعویٰ کہ جو کلام حمید رسول اللہؐ خود دے گئے تھے، کیا وزن رکھ سکتا ہے جبکہ معلوم ہوا کہ کوئی کتاب مرتب تھی۔ نہ کوئی نوشتہ تھا۔ بلکہ متفرق طور پر صحابہ کو یاد تھا۔ ۱۵۰ یہ دعویٰ تو سب سے زیادہ عجیب ہے کہ پھر آپ کے بعد کسی مثنیٰ نہیں بنی، کیونکہ جب حضرت کے عہد مبارک تک وہ نہ مرتب ہوا تھا نہ لکھا گیا تھا نہ جمع کیا گیا تھا تو اوسمیں کی مثنیٰ تو ممکن ہی نہ تھی کیونکہ بڑا غریبین جو کچھ نازل ہوا تھا جناب امیر سے حضرت لکھوا دیتے تھے چنانچہ بعد وفات رسول اللہ جناب امیر سے پہلے ہی کام کیا کہ دو تین روز میں پورا قرآن لکھ لائے کیونکہ عہد رسول اللہ کا نوشتہ تمام کمال مرتب موجود تھا صرف نقل کرنا یا ایک ترتیب سے لگا دینا باقی تھا جسکو جناب امیر نے بلا کسی مذمت و دقت کے انجام دیا۔ اور بروایات صحیحہ متواترہ اہلسنت وہ بڑی خرمائی پہاں ٹھکریوں پر کچھ نوشتہ تھا جسکے جمع کرنا کو زید بن ثابتؓ کی نقل سے بھی مشکل جانتے تھے کچھ اون نوشتوں سے کچھ لوگوں کی یاد سے قرآن جمع کیا گیا۔

اور تحقیق مولوی ثناء اللہ صاحب صرف صحابہ کی یادداشت لکھا گیا نوشتہ وغیرہ کچھ نہ تھا۔ تو یہ دعویٰ کہ آپ کے بعد کوئی مثنیٰ نہیں ہوئی، کس درجہ کا صریح اور سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ عام طور سے کسی مثنیٰ تو اوسوقت ہوتی ہے جب کوئی خبر جمع کی جاتی ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب دلی مثال سے سمجھو کہ ایک شاعر نے کوئی غزل کہی یا قصیدہ کہا اور اسکو کسی کاغذ پر یا کسی کتاب کی پشت پر لکھ دیا اوسوقت تو اوسمیں کوئی مثنیٰ نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ طبیعت کی آمکا وقت ہے۔ ہاں جب وہ خود جمع کرنے لگا یا اسکے کسی شاگرد نے جمع کرنا چاہا۔ تو اوسوقت البتہ کچھ اوراق یا اشعار تو لٹیکے نہیں کیونکہ متفرق طور پر لکھا گیا تھا۔ کچھ لٹیکے تو غیر مسلسل کہ معلوم ہوگا اسمیں کون مقدم ہے کون موخر کچھ پر نظر ثانی کر کے خود یا اسکا شاگرد ردی کرے اور اسکو جھینک دیا اور باقی کو ترتیب دیا۔

اب ہم کہاں تک آپ کے ساتھ دماغ سوزی کریں کیونکہ ہزاروں شواہد و دلائل ہر بات کے شمر میں مرقوم ہو چکے ہیں یہاں پر ایک روایت لکھ دی جاتی ہے اتفاقاً جلد ۲ صفحہ ۲ میں ہے

عن حمیدہ بنت کبیر قال قرء علی ابی و هو ابن ثمانین سنۃ فی مصحف کشف  
ان الله و ملنکۃ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا اصلوا علیہ وسلموا تسلیا  
و علی الذین یصلون الصفوف الاول قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف  
یعنی ابی بن کعب مصحف عائشہ سے اسطرح تلاوت کی یا ایہا الذین امنوا اصلوا  
علیہ وسلموا تسلیا و علی الذین یصلون الصفوف الاول (یہ خط کشیدہ عبارت  
اب قرآن میں نہیں ہے) کہا حمیدہ نے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ جب تک عثمان  
مصاحف میں تغیر نہیں دیتا تھا۔

ہمارا مطلب سی فقرہ سے ہے جو تکذیبِ مخاطب کیلئے کافی ہے کیونکہ آپکا دعویٰ ہے بعد رسول اللہ  
کوئی کی میشی نہیں ہوئی، حالانکہ یہ روایت باور پذیر نہ رہی ہے کہ عثمان نے اس میں پورا تغیر دیا  
پھر اپنی وہ تحریر ملاحظہ فرمائے جو جواب مولوی عبد الرحیم صاحب مورخہ جمادی الآخرۃ  
۱۳۲۵ھ میں لکھا تھا بعد فاروقی میں جو اہتمام قرآن کے ساتھ کیا گیا۔ وہ اظہر من الشمس ہے  
خود حضرت فاروق اعظم کا برسوں اسکی تصحیح میں مشغول رہنا اور جہاں کہیں ذرا سا بھی شبہ  
ہوا اس میں صحابہ سے مناظرہ کرنا اور جوابات اس سے نظر تحقیق کے بعد ثابت ہوئی ہوا اسکو  
درج مصحف کرنا،

کیون صاحب اس ثابت کے سامنے تو آپ یہ کہہ رہے ہیں کوئی کی میشی نہیں ہوئی، اور  
وہاں اپنے ہم مذہب کے سامنے اقرار کر چکے ہیں کہ برسوں اسکی محنت میں مشغول رہے اور جوابات  
ایسی ب نظر تحقیق سے ثابت ہوئی اسکو درجِ صحف کیا،

پھر بتائے آپ کس مذہب کے آدمی ہیں اور لعنتہ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت عجا تو نہیں ہے  
۲۹ جون کی کارروائی تو تمام ہوئی۔۔۔ ۳۰ جون کی کارروائی جو صاحب رسالکتے میں منسلک ہے  
۳۱ جون ۱۳۲۵ء

تفتیحات جو نہایت حسنائے فریقین کی بحثِ مسکر قائم کیں

(۱) جبکہ یہ بات قطعی ہے کہ یہ قرآن جمیع کیا ہوا حضراتِ خلفائے ثلاثہ کا ہے اور انہیں کے ہاتھ سے امت  
محمدیہ کو ملا ہے۔ اور خلفائے ثلاثہ شیعوں کے نزدیک کافراور دشمن اسلام تھے۔ یس شیعوں نے کس دلیل سے

ہم اٹھا کر لکھنے کے لیے جمع کر رہے ہیں کوئی حیانت نہیں کی یعنی کچھ کمی بیشی ادل بدل نہیں کیا بعد رسول اللہ کے۔

(۲) قرآن کی ترتیب آیتوں اور سورتوں کے بدل جانے کا شیعہوں کا اقرار ہے لہذا شیعہوں کے بدل سے یقین کیا کہ ترتیب بدل جانے سے قرآن کے اصل مقصد میں کوئی فرق نہیں آیا اور وضاحت و بلاغت میں کوئی خرابی نہیں ہوئی۔

(۳) اگر قرآن میں کمی بیشی ہوئی ہے تو شیعہوں نے کس دلیل سے یقین کیا کہ آیتوں کے بدل جانے اور بڑھ جانے سے موجودہ آیتوں کے معنوں میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوا اور قرآن حالت موجودہ میں بھی قابل ایمان ہے فقط

ان باتوں کا جواب اٹھاؤ اللہ ضروری دہنگا۔  
تہنیتات میری بحث سے پیدا ہوئیں مجھے تسلیم ہو  
عبدالحسین  
محمد عبدالشکور

جناب مولوی صاحب - تسلیم۔

میں بہت افسوس کرتا ہوں کہ باوجود اسکے کہ فریقین کے سامنے میری لکائی ہوئی تہنیتوں پر آج دن بحث طے ہو گئی تھی۔ آپ اپنے دستخط اسکی منظوری پر کر گئے تھے، اور اپنے قلم سے یہ عبارت لکھ گئے تھے کہ ان تہنیتوں کا جواب دینا میرے ذمہ ضروری ہے اور میں تاریخ و وقت مقررہ پر آؤنگا لیکن آپ تشریف نہ لائے۔ اور صرف ایک تحریر آپ نے بھیج دی۔ میں نے مولوی عبدالشکور صاحب سے جو حسب وعدہ آپ کے تھے اس تحریر کا جواب لے لیا لہذا اب میں اس بحث کو بالکل ختم کرتا ہوں  
جلت پر شاؤن سٹری ۲ جولائی ۱۹۷۷ء

اصلاح۔ اگر یہ شخص مسلمان ہوتا یا کچھ بھی در د اسلام دہین ہوتا تو ایک غیر مذہب کے سامنے جبکہ تمام آریہ مخالفت قرآن پر تلے ہوئے تنقید القرآن قرآن جدید وغیرہ لکھ رہے ہیں۔ ایسی تقریر نہ کرتا جس سے اسکو ایسی فطیخیں قائم کرنی پڑیں بلکہ حسب تحریر مرزا عبدالحسین صاحب جو اخبار اثنا عشری میں چھپ چکی ہے معلوم ہوتا ہے کہ خود اٹھ ٹیڑھا صاحب نے یہ تہنیتیں لکھوائی ہیں۔ بلکہ خود اپنی دستخط میں لکھ کر ہیں۔ یہ تہنیتات میری بحث سے پیدا ہوئیں مجھے تسلیم ہے۔

بہر حال چونکہ بحث صاحب تو ایک نادان و غف شخص ہیں اور یہ ساری کارروائی اڈا میر

صاحب کی جو جسکا اقرار بھی کیا لہذا اس عہد کے مخاطب بھی وہی ہیں یا نہایت بھی اگر کچھ صاحب فہم ہونگے جسکے بعد امید ہے کہ جسطح انھیں سے وہ فرار کرتے ہیں۔ اس مناظرہ سے بھی شرمانے لگے۔

**نتیجہ اول**۔ انھوں نے یہ نتیجہ نہ مرزا عبدالحسین صاحب کی کسی کلام سے پیدا ہوتی ہے نہ محمد سجاد

صاحب کی تقریر سے بلکہ سبکا دار و مدار اڈیٹر النجم کی تقریر پر ہے۔ بہرہ نہ معلوم یہ کیوں کر کہا گیا۔ فریقین

کی بحث سے کفر قائم نہیں، بہر حال یہ امر محض غلط ہے کہ قرآن کو خلفائے ثلاثہ نے جمع کیا ہو یا کسی قسم کی

مشاورت اسکے کسی امر میں کی ہو۔ کیونکہ ابوبکر عمر تو اولاً ماننے کی بات ہی ہے نہ دیکھ کے اصرار پر اجازت

بھی ملی تو زید کے ساتھ عمر بھی وہ مسجد پر آئندہ روئے سے پوچھا کرتے کہ قرآن کچھ تمھارے پاس بھی ہے

یہی نوشتہ عہد ابوبکر و عمر میں رہا حسین عمر برابر اصلاح دیا کرتے۔ اور اوسے نوشتہ سے

بعد عثمان قرآن جمع کیا گیا۔ مگر مروان نے اوس نوشتہ کو بھی ابن عمر سے لیکر حلو ادا کیا۔ دیکھنا

کہ یہ قرآن جمع کیا ہوا حضرات خلفائے ثلاثہ کا ہر محض غلط اور مصداق لعلۃ اللہ علی الکاذبین ہے

ہاں جسطح لاؤ گھر بہادر جنرل شاگرد خالد بن ولید کے عہد میں بہت سا قرآن چھپا اور

لکھا گیا اوسے طرح عہد ابوبکر و عمر میں بھی قرآن لکھا گیا۔ اور اگر کسی طرح کی مداخلت ابوبکر و عمر

کو ہے تو صرف حکم کی کیونکہ تمامی اسلامی امور پر انکا قبضہ تھا انکے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں ہو

سکتا تھا۔ لہذا رعایا کی عرصی پر حکم صادر ہوا کہ قرآن جمع کیا جائے۔

ورنہ تمامی عالم کو معلوم ہے قرآن مرتب و مکمل جناب امیر کے پاس تھا جسکو حضرت نے بعد دفن

رسول جمع کیا اور خلفاء و صحابہ کے پاس لائے مگر ابوبکر و عمر نے نہ لینے دیا۔

پس جبکہ قرآن نہ جمع کر دہ ابوبکر و عمر ہے نہ امت محمدیہ کو انکے ہاتھ سے ملا ہے کیونکہ اصلی قرآن

تو جناب امیر کے پاس تھا اور متفرق ہے اسکے تمامی اہل اسلام کے پاس موجود تھے۔ تو شیخین کو

اوس میں کیا مداخلت ہوئی۔

لہذا جسطح شیعوں کا ایمان قرآن پر قبل رحلت رسول رہا اوسے طرح بعد رحلت رسول بھی رہا

کیونکہ حفظ تو اوس وقت سے ہو گیا تھا۔

شیعہ۔ بلکہ سنی کو بھی اسکے یقین ہے کہ ان خائنین نے ہر قسم کی خیانت کرنی چاہی۔ مگر اس جیسا

پر کامیاب نہ ہو سکے کہ قرآن میں کچھ بڑھا سکے یا اسکے الفاظ کو بدل سکے۔ کیونکہ یہ امکان سے

بہر حال باقی حصہ اور مقدم کو مؤخر کرنا فریقین کی روایات سے ثابت ہے جس کا منکر منکر کیا گیا ہے۔ پس یہ تنقیح ہی لغوی ہے کیونکہ بحث حیات و عدم حیات کی بنیاد اس کی ہے کہ مولوی عبد اللہ صاحب نے دعویٰ کیا ہے شیعوں کو قرآن پر ایمان نہیں ہے تو اس تنقیح سے اس دعویٰ کیا لگاؤ ہو کیا کوئی مائل کہہ سکتا ہے کہ حیاتِ شخیں میں اور ایمان بالقرآن میں لزوم ہے؟  
تنقیح دوم۔ قرآن کی ترتیب آیتوں اور سورتوں کے بدل جانے کا قرار فریقین کو ہے جس سے کوئی عالم نماہر ہست ان سے انکار نہیں کر سکتا (ملاحظہ ہو الشمس کی پانچ جلدیں) لہذا صرف شیعوں کی طرف اس کی نسبت بالکل غلط ہے۔

رہا یہ سوال کہ پھر قرآن کے مقصد میں کیوں فرق نہیں آیا۔ اس کا جواب ہست نہیں دیکھتے مگر شیعوں کا جواب سابقاً مذکور ہوا کہ قرآن فی نفسہ کسی ترتیب خاص پر نازل ہی نہیں ہوا اس کا اسلوب اور اس کی ترتیب تمام عالم کے کلام سے متاثر و مخالف ہے۔ لہذا ہم جس ترتیب سے عہد رسول اللہ میں اس کو پاتے تھے کہ بعض آیات باخود ہمارے وطن میں بعض نہیں ہیں۔ بلکہ اکثر نہیں ہے اسی اذکار پر ہم آج بھی پاتے ہیں۔ اور دیگر اسکے کہ ادھر کی آیتیں اور دھر موقوف ہوئے جو سورہ مقدم تھا وہ مؤخر ہو گیا۔ یہاں تک کہ منسوخ آیتیں مؤخر ہو گئیں اور ناسخ آیتیں مقدم۔ اور کسی طرح اس کے معنی میں یہ مقصد میں فرق نہیں آیا نہ فصاحت و بلاغت میں کوئی خرابی ہوئی۔ کیونکہ وہ تو خدائی قانون ہے۔ رسول اللہ کا مجوزہ ترتیب کے اولیٰ سے لپٹے لپٹے سے کیا ہوتا ہے۔ اس سے صرف حیات ناقصین و کاتبین کی معلوم ہوئی ہے اور کچھ بھی نہیں۔ یا انہیہ اس سے ایمان بالقرآن کیونکر مبرا ملے گا جو اس کی ترتیب کے تغیر و تبدل کو عدم ایمان لازم ہے خدا رحم کرے۔

تنقیح سویم۔ اس کا یقین ہم ذیل کی مثالوں سے ثابت کرتے ہیں کہ حسب طرح مولوی وحید الزمان صاحب وقار نو ازجائے قرآن کے اور آیات کو جو ایک ایک مطلب سے متعلق ہو سکتی ہیں اور ان کا باب باب علحدہ کر کے چھپوایا ہے۔ اسی طرح دو ایک سورتیں تغیر و تبدل دیکر ہم بتاتے ہیں کہ اس تغیر سے قرآن کے مطلب میں کیا فرق آیا۔

ہم تمام عالم جنہوں کو پیغام دیتے ہیں کہ وہ اس ترتیب پر غور کریں اور بتائیں کہ اس تغیر سے قرآن کی فصاحت و بلاغت میں فرق آیا یا اس کے معنی و مقصود میں؟

ان پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس کی صحت و سقم کا حال اس کے اندرونی شہادت سے ہو سکے بلکہ جب دوسرا نسخہ اس کتاب کا ہوتا ہے تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ نسخہ صحیح ہے یا نہیں۔ قرآن کے لئے کوئی دوسرا نسخہ کہا نہیں گیا جس سے مقابلہ و موازنہ کر کے ہم کسی نسخہ کی صحت و سقم کو جان سکیں۔ لہذا صوف اندرونی شہادت سے کام لینا چاہئے جس کے مطلب یہ ہیں کہ اگر موجودہ قرآن غائب کر دیا جائے اور جس طرح ہم نمونہ دیکھا ہے پھر رائج کیا جائے تو پھر مولوی عبدالشکور صاحب کے پرزور گوار کو ابھی اس میں شک نہ ہوگا کہ یہی اصلی قرآن ہے۔

### تقریبی سورہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - الحمد لله رب العالمین - اے مالکِ یوم الدِّین اے اے اللہ تعالیٰ اے اے نستعین -  
یا الحمد لله الرحمن الرحیم اے اے اللہ تعالیٰ اے نستعین تا یہ آخر  
قل هو الله احد، لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفو احد

انا انزلناه فی لیلۃ القدر، القدر خیر من الف شہر منزل  
الملئکۃ فیہا باذن ربہم من کل امۃ  
امرسلنا منہی حتی مطلع الفجر

اب ذیل کے سور بطور نمونہ لکھ رہے ہیں  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - الحمد لله رب العالمین - الرحمن الرحیم مالک یوم الدِّین اے اے نستعین  
اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قل هو الله احد، الله الصمد، لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفو احد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ انا انزلناه فی لیلۃ القدر، وما ادراك ما لیلۃ القدر  
لیلۃ القدر خیر من الف شہر منزل الملئکۃ والشرور فیہا باذن ربہم من کل امۃ  
امرسلنا منہی حتی مطلع الفجر

یہ تین سوری بعد متبرک حقائق ثلاثہ اس لئے کہیں لکھی ہیں کہ دیکھیں ہزاروں علماء  
الہست سے کون شخص ایسا ہو سکتا ہے جو بقاعدہ خود صرف باجماعہ وضاحت و بلاغت

میں بقیہ نال سلکنا یہاں اس ترتیب سے کسی سورہ کو محل مطلب و مقصود باری قرار دیا گیا ہے  
ماں ہم اسکا دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر کوئی صاحب علماء اہلسنت اسکا تصدیق کرے گا لفظ موجود  
قرآن کو بدل سکے تو انشاء اللہ ہر طرح کی غلطی اونکی نال دینگے کیونکہ یہ انسان کے امکان و باہر ہے  
ان تمثیلوں سے اڈیو صاحب کو معلوم ہوا ہو گا کہ اگر بالفرض ہم تعریف قرآن کے بھی قائل ہوں تو  
قرآن کے معنی و مطلب و مقصود و غایت میں فرق نہیں آسکتا۔

یہ کارروائی بھی ۳۰ جون کی ختم ہوئی کیونکہ پڈت جی نے جو خط لکھا ہے بلکہ اس کوئی مطلب نہیں اسکو  
بعد لکھتے ہیں۔

## ۲ جولائی سنہ ۱۴۰۰ء کارروائی مناظرہ

دوبھی جناب پڈت جلالت پر شاد صاحب تہری ترک شروع میں بدیا خوش استیانت مند  
بتاریخ ۲۹ جون سنہ ۱۴۰۰ء کا دومہ جلسہ نمبر ۱۱ اور ذیقین کے علمائے جمع ہو کر تھارہ و بروبحث کی فریقین  
کی بحث سنتے ہوئے معلوم ہوا کہ مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب کے دلیل دعویٰ کا منجاب حضرات شیعہ  
کوئی جواب نہیں ہوا۔

پھر تاریخ ۳۰ جون سنہ ۱۴۰۰ء فریقین کے علمائے پاس تشریف لائے۔ بینہ شیعہ کے عالم سے کہا کہ چونکہ آپکی  
طرف سے جہانگیر میں نے غور کیا مولانا عبدالشکور صاحب کے دلیل کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ لہذا میں بین  
تقیحات قائم کرتا ہوں جسکے جوابات آپکے ذمہ منوری ہیں اور اسکے لئے ۱ جولائی سنہ ۱۴۰۰ء وقت ۶ بجے  
صبح سے دس تک مقرر کرتا ہوں۔ فریقین نے تقیحات کو سنا اور منظور کیا اور دستخط کروئے جناب مولانا  
مولوی عبدالحسین صاحب نے عبارت لکھ کر دستخط کئے (ان باتوں کا جواب ضروری ہے انشاء اللہ دو گنا اور  
جناب مولانا مولوی عبدالشکور صاحب نے عبارت لکھ کر دستخط کئے کہ تقیحات میری بحث سے پیدا ہوئی ہیں مجھ  
تسلیم ہیں۔ چنانچہ تاریخ معینہ اور وقت مقررہ پر مولانا عبدالشکور صاحب تشریف لائے مگر حضرات شیعہ  
کی طرف سے کوئی مولوی صاحب نہ آئے کچھ دیر انتظار کے بعد جناب مولوی مرزا عبد رضا صاحب کے بعضی گنج  
مولانا عبدالحسین صاحب کی ایک تقریر لکھ کر تشریف لائے وہ تقریر بیہ سنی اور مسالک کا عدالت کارروائی نہ کی  
جناب پڈت جلالت پر شاد صاحب مام اقبال۔ اپنے جو تقیحات قائم کئے ہیں انکا جواب دیا جاتا ہے۔

سنتیجہ اول۔ بیات کہ قرآن جمع کیا ہوا اعلیٰ شلہ کا ہے اور انھیں کے ہاتھوں سے امت محمدیہ کو ملایا ہے

اور قطعاً شیعہ کے نزدیک اگر دشمن اسلام تھے پس شیعوں کو دلیل سے اس کی تکفیر نہیں کیا کہ قطعاً کفر نے خیانت نہیں کی جواب سابق کی تکرار سے جو مدعی زلفی زلفین آپ کے پاس موجود ہے جواب کا واضح ہے کہ مزوجع کرنے والوں نے خیانت کی۔ وہ حدیث جو صحیح بخاری اور تفسیر درمنثور میں ہے اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ کچھ لفظیں قرآن کریم کی ہیں اور ترتیب بھی بدلی ہوئی ہے۔ ان کتابوں کی عبارت بحوالہ صفحہ وسطہ ہمارے جواب میں مذکور ہے اسکو سمجھنا چاہیے۔

**نتیجہ دوم۔** قرآن کی ترتیب آیات اور سورتوں کے بدل جائے گا شیعوں کا اقرار ہے لہذا شیعوں کو دلیل سے یقین کیا کہ قرآن کے اصلی مقصد میں فرق نہیں آیا اور فصاحت و بلاغت میں کوئی خرابی نہیں ہوئی جو اول غیر علماء اہل تشیع نے علماء اہل سنت معترف ہیں جیسا کہ حوالہ کتب معتبرہ اور نہیں حضرت علامہ ہرے اور آپ کے پاس موجود ہے۔ جواب اب جواب میں کر رہے ہیں جواب دیا جاتا ہے کہ جو اپنے علماء کی طرف سے مخالفین اسلام کو یہ حضرت غایت کرینے دی شیعوں کی طرف سے بھی جائے گا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ فصاحت میں فرق نہیں آیا میں جہت ان کلام اللہ۔

**نتیجہ سوم۔** قرآن میں کمی مٹی ہوئی تو شیعوں نے کس دلیل سے یقین کر لیا کہ آیتوں کو کُل جانے اور بڑھ جانے سے موجودہ آیتوں کے معنوں میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوا۔ اور قرآن حالت موجودہ میں بھی قابل ایمان ہے جواب جب تک تحریف قرآن جو موضوع بحث ہے ہو جائے اور سوقت تک خلیج از بحث تقریر و تقریر فضول و بحث معلوم ہوتی ہے۔

عبدالحسین بقلم خود

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جناب مولوی محمد عبدالشکور صاحب اس تحریر کا جو کچھ جواب دینا چاہیں دین بعد اسے جناب مولوی د زائدہ رضا صاحب سے کہا کہ آج کل دن شیعہ عالم صاحب کو ضرور آتا ہے تحائف کی یہ بات طے ہو چکی تھی اور اس پر دستخط ہو چکی تھی آج اُنکے آئے تھے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اخبار دن میں کیا چھپے گا اور

سہ آگے پیش کردہ کسی روایت سے الفاظ قرآنی کے گراں جانے کا معنوں میں نکلتا ایسی ہی باتوں کی وجہ سے آپ شاید اندھنا ہو رہے ہوں گے یہ آپ سے کب پوچھا گیا تھا کہ آپ مخالفین اسلام کو کیا جواب دینگے آپ تو یہ پوچھا گیا تھا کہ آپ کو کس دلیل سے یقین حاصل ہوا کہ علماء شیعہ نے جمع قرآن میں خیانت نہیں کی ہے کہ جواب میں آپ نے جمان کا اقرار کیا

سہ طے ہو گیا اور آپ تحریف کا اقرار کر لیا شاید طے ہونے سے انکا مطلب یہ کہ اہل سنت کو بھی آپ نے ساتھ اس میں شریک کرنا چاہتے ہوں یہ بھی طے ہو گیا اگر افسوس آپ تو گھر میں بیٹھے رہے۔



میں کیا کہہ سکا۔ اور آپ جو فرماتے ہیں کہ فقہین میں اقرار نامہ ہو جا تب شیعہ عالم صاحب تشریف لاسکتے ہیں اس کا جواب یہ کہ شروع ہی میں یہ بات طے ہوئی چاہیے تھی جیسا مناظرہ کی ابتدا آپ کی جانب سے ہوئی تھی اور جناب لانا عبدالحسین صاحب نے مجھے درخواست کی تھی کہ کہو حیدر آباد چلے ہم علی حضرت حضور نظام دکن دام بقا کو بحث کیے طبعاً نہ چلے۔ اس بات کو سن کر مجھے نہایت تعجب ہوا کہ علی حضرت حضور نظام دکن علیہ السلام کو جو ایک بڑی سلطنت کے مالک ہیں جن کی سلطنت میں ہر قسم کے اہل کمال اور ہر مذہب کے عالم موجود ہیں اور خود ان کے مذہب کے بھی بڑے بڑے عالم ہیں موجود ہیں اور وہ خود بھی تمام مذاہب کے علماء اور اپنے مذہب کے خصوصاً وہایت بڑے عالم ہیں۔ لہذا یہ ایک عجیب بات ہوگی کہ مولانا عبدالحسین صاحب وہاں تشریف لیا کر اعلیٰ حضرت اور ان کے مذہب کے تمام عالموں پر فتح پائیں اور اعلیٰ حضرت اور نیز دیگر علماء اپنے مذہب میں لائبرین بنے اپنے اطمینان کے واسطے مناسب سمجھا کہ پہلے یہاں مولوی عبدالحسین صاحب کو کسی بھی عالم سے بحث کرادیں کہ وہ کون جہیں مجھے اس بات کا موقع ملے کہ ان مولوی عبدالحسین صاحب کی ایسے عالموں کے مجمع میں کس درجہ کے ثابت ہو گئے۔ اب میں مولوی عبدالشکور صاحب اجازت دیتا ہوں کہ وہ مولوی عبدالحسین صاحب کی تحریک متعلق جو کچھ چاہیں جہیں چنانچہ مولوی عبدالشکور صاحب حسب ذیل تقریر شروع کی۔

## تقریر مولوی عبدالشکور صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں مولانا عبدالحسین صاحب کی تحریر کا جواب ایک ایسے لائق چیخ کے سامنے دیکھا کہ لقب انتہا بے بند و جزوری زیر سمجھتا۔ لیکن انھیں کے زمانے سے عقیدہ آچھڑ من کرنا یوں۔

(۱) نہایت خوشی کی بات ہو کہ پہلی مسیح کو جناب لانا عبدالحسین صاحب نے لفظ بلفظ مان لیا لہذا میرا دعویٰ ثابت ہو گیا کہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر بند ہو سکتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ تفسیر اول کے متعلق جتنا مجھ لانا موسوی جو فرمایا جو روایت صحیح بخاری اور تفسیر مشور میں ہے اس سے بھی یہ بات ظاہر ہو کہ کچھ لفظ قرآن سے اگر ان میں ہیر اور ترتیب بھی بدلی ہوئی ہے۔ میں لائق مسیح سے اس بات کا اصراف چاہتا ہوں کہ کیا سنوئی کہتا ہوں اس موقع پر پیش کہنا کہ انک زبیا یہ کیا شیعوں پرانہ مذہب سنو کی ان کہتا ہوں سے بنایا ہوا اگر ایسا نہیں ہے اور فرود نہیں ہے تو سنو کی کہتا ہوں کہ پیش کیا ضروری ہے موقع ہوگا کہ ان کے اسکی بابت سوال نہ تھا کہ ان سے صرف صرف ان کے عقیدہ کی دلیل پوچھی گئی تھی۔ قطع نظر اس سے میں یہ بت چاہتی کے ساتھ کہتا ہوں کہ صحیح بخاری

تو ایک طبر تہ کی کتاب جو سینوں کی کسی نہایت اونے دہری کی کتاب میں کفر و کفر سے روایت بھی اس مضمون کی نہیں ہو کہ کچھ نقلیں قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہی گئیں اور ترتیب بھی اسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب خلاف کر دی گئی تین اور روایتوں کہ کاش ملا حضرت شیعہ بالشافہ مناظر میں کوئی اس قسم کی روایت اہلسنت کی پیش کرنے اور مجھے اس کا جواب پائے۔ کہ صد ہزار افسوس کہ مجھے ادا اسلام تھا کہ یہ مضمون بھی جس طرح دینا سمجھا جا چکی اسے ایسا بارز کہ خاک شدہ ہے کہ آئیں میں ایک نہایت ضروری بات کی طرف لانا چاہتا ہوں کہ یہ کہ اس وقت بحث عقیدہ سے دور ہی چھوڑ دیتے۔ روایت اور چیز اور عقیدہ اور چیز بہت سی روایتیں اسلی سامانہ کی صحت پر ہوتی ہیں مگر عقیدہ کے موافق نہیں ہوتا جس کے وجہ اصول حدیث کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس بات کو حضرت شیعہ کے علماء بھی مستہین اور وہ بھی فرماتے ہیں کہ کچھ ضروری نہیں ہو کہ ہر حدیث صحیح کے موافق عقیدہ بھی رکھا جائے بلکہ انہوں نے تو یہاں تک کہ کیا کہ اصول کافی کی حدیثوں میں بھی جو شیعہ مذہب میں سب سے بڑے پایہ کی کتاب یہ بات موجود ہے چنانچہ حضرت شیعہ کے امام مالک رحمہ اللہ صاحب جامعہ حسن صاحب موم استقصاء الاطعام جلد اول صفحہ ۵۶ مطبوعہ مجمع البوریں لدھیانہ میں فرماتے ہیں ہر حدیث صحیح ہمارا اصل ہی نیست چہ جائزہ واجب عمل باشد نیز اسی مضمون فرماتے ہیں ضروریست کہ ہر روایت صحیحہ اسلام صحیح صدوق رضوان اللہ علیہا واما عند ایشان انما القبول بآئینہ کتاب مذکور جلد دوم صفحہ ۶۰ میں لکھا کہ کسی کتاب کے مقبول ہونے سے ضروری نہیں کہ اس کتاب کی سب باتیں مقبولوں الفاظ کے پیرین تکذیب احتمال دوم یارس عبارت میں ہی برآست کہ اعتبار اور اعتماد کتاب دلائل دار دہاں تک صحیح احادیث آن قابل احتجاج و استدلال است و مستجاب القبول احتجاج استدلال بروایسی آثار روایات کتاب دلائل مردم اعتبار و اعتماد آن کتاب ہی ممکن ہمارا قرن سے ظاہر ہے کہ عقیدہ میں اور روایت میں ہر فرق جو روایت اگر کسی ہی اصلی درجہ میں ہو کچھ ضروری نہیں ہو کہ اس کے موافق عقیدہ بھی ہو پس اگر فرض کر لیں کہ جس طرح کوئی محال بات فرض کی جاتی ہو کہ سینوں کی کسی روایت جناب مولانا عبد العزیز صاحب کا بیان کیا ہوا مضمون ثابت ہو تو بھی یہ بات نہ اٹھے لے کچھ عقیدہ نہاسے لے کچھ مضر۔

## اصلاح

(۱) یہ تقریر تو ایسی ہو کہ کوئی کے مولوی عبدالشکور صاحب شیخین پرایان نہیں کہتے کیونکہ اوہوں نے مان لیا شیخین کے آبا و اجداد کا فرقہ لہذا میرا دعویٰ ثابت ہو گیا کہ انکا ایمان شیخین پر نہیں ہے۔  
اے صاحب خدا کیلئے یہ تو فرمائے کہ شیخین میں اور عدم ایمان قرآن میں کوئی تضاد نہیں اور کوئی وجہ لڑائی

کیونکہ قرآن پر تو سبقت صرف اعتقاد کرنا چاہیے کہ منزل میں اللہ پر فقہ اکبر میں ہو والقرآن کلام اللہ غیر مخلوق و هو ملکوت فی مصالحنا محفوظ و قلوبنا مقروء بالسنننا مسجوع باذانتنا غیر حال ہیجا۔ پس جب اصل حقیقی ہا سبقت اعتقاد ضروری ہو تو اقرار بقرین سے کفر کو نہ لازم آسکتا ہو حالانکہ آپ کے معلوم ہو خود مخلوق و غیر مخلوق کی بحث قدیم ہے علی اتنی ہو پھر یہ کہاں سے ایجاد ہوا کہ "حضرت شیعہ کا ایمان قرآن کو یہ ہے اور نہ ہو سکتا ہو" حالانکہ ہم مکرر بیان کر چکے ہیں کہ مطابق اصول اہل سنت نزول قرآن ہی محال ہے چنانکہ ادب پر ایمان لایا جاتا۔

دہ افسوس اس تقریر میں صرف دو اور غریب کلمے صحیح بخاری و درمنثور کی روایت کیوں لائے حالانکہ لفظ اصل بدعہ کی کاسرقلہ کرنا یہ غلط سماعت ہے ایسی صریح اور واضح دلیل قرین ہو کہ اس کا کوئی جواب بھی نہیں دیتے کیونکہ نسخ التلاوة تو ان کی بیان وہ آیات و الفاظ ہیں جو صحابہ کو بھول جائیں اور یہ لفظ تو وہ ہے جو عثمان کے جمع کر کے بعد بھی قرآن میں موجود تھا جسکو کچھ کلام عثمان نے ابن مسعود سے لیکر لایا تو اس کا نام غالباً محروق التلاوة مناسب ہوگا۔ مگر افسوس اڈی عجیب اس کا کچھ جواب نہ دیتے۔

۳) بان اگر لائق جج ہوتے تو وہ آپسے پوچھتے کہ خطاب صحیف عثمانی کے بایں میں تو اپنے دعویٰ کیا تھا اسکو شیعہ دینی دونوں نے جامعین کی طرف منسوب کیا مگر سند میں آپ صرف عبارت استقصاء الامام لائے کہ مصنف عثمانی کہ حضرت اہلسنت از قرآن کامل اعتقاد کنند۔

پس جس قاعدہ سے اپنے دبان استقصاء الامام سے تنہا استدلال کیا۔ اسی قاعدہ یہاں صحیح بخاری و درمنثور سے استدلال کیا گیا۔

حالانکہ یہاں تو ابتداء سے شیعہ متاثر صرف کتب اہلسنت سے استدلال کر لیا اور ایک حرف بھی اہل سنت سے نہیں پتہ کیا پھر یہاں آپ کا اس قدر دواویلا کرنا صاف تاباہی کہ اس روایت صحیح بخاری و درمنثور نے نبی و حواریس کر دیا کہ ان کے لائق جج سے استغناء کیجئے اور کوئی چارہ نہیں۔

۴) شیعہ تو کہہ کوئی مذہب نیا ہی نہ کوئی دین بلکہ خدا و رسول نے جو مذہب و دین ان کے لئے بتلایا اس پر وہ قائم ہیں ہاں مشرک و مولیٰ و فروع مذہب جو میں وہ متاثر کتب اہلسنت سے ثابت میں اس لئے وہ ہر موقع پر کتب اہلسنت سے استخراج کر سکتے ہیں اور یہاں تو متاثر استدلال کا دار و دار کتب اہل سنت پر ہو۔

۵) افسوس آپ کے کلام میں کہیں اس کا اشارہ بھی نہیں ہو کہ تم صرف کتب شیعہ سے بحث کرو۔ نہ اسکی کبھی تصریح کی گئی

کہ آپ صوف اپنا عقیدہ بیان کیجئے۔ افسوس اس قدر جلد آپ جو اس ہو جاتے ہیں؟  
 (۷) یہی دلیل چوتھے درجہ گوئی کی کہ آپ فرماتے ہیں بہت سچائی کے ساتھ کہتا ہوں۔ حالانکہ سب دیکھ رہے ہیں کہ بروایت درنور آیہ خدا اس قدر علم سے الٰہی اجل مستحق نال دیا گیا اور بروایت بتاری سب سے پہلے سورہ اقرآن نازل ہوا۔ اس پر بھی آپ ہی کہے جائیگا "سینوئی کسی نہایت ادنیٰ درجہ کی کتاب میں کمزور سے کمزور بھی روایت اس مضمون کی نہیں ہے کہ کچھ لعنیں قرآن سے بعد رسول اللہؐ کے گرا دی گئیں تاہم آخر، تو پھر الٰہی اجل مستحق کیا ہوا سورہ اقرآن سب سے پہلے نازل ہوا تو پھر اس قدر موزوں کیوں کیا گیا کیا یہ بھی رسول اللہؐ کا کیا ہوا ہے۔

۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱

صاحب کی تقریر میں کہیں بھی یہ لفظ آیا ہے جو آپ اس طرح درستی کرتے ہیں۔

(۹۱) انسوس اس تقریر میں اس قدر مغالطہ آپ نے دیا ہے کہ اگر تفصیل کی جائے تو دو تین جہز کا سالہ غاصر اسی بحث میں لیا دیا اور احتقار میں مولیٰ غل منوری ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ صاحب استقصا فرماتے ہیں حالانکہ یہ اور کلام نہیں جو ملک مولوی حیدر علی صاحب جو کلام صاحب قوالب نقل کیا تھا اور کلام صمدی طبع کیا گیا پانچ اصل عبارت یہ ہے صاحب قوانین علی بالفکر الخاطی العظیمن آخر فرمودہ الشائست کہ ہر حدیث صحیح جائزہ عمل میں نہایت چار آئندہ واجب العمل باشد کیون صاحب اگر آپ کا کج بندہ نہ ہوتا کوئی پڑھا لکھا ایمان دار مسلمان تو آپ ہی بتائے آپ کی اس کذب بیانی پر کیا نہ کرتا۔ کیا آپ کے خسار بھی حضرت ابو بکر کے خسار سے نہ ہو جاتے ؟

آپ لکھتے ہیں نیز اسی صفحہ میں فرماتے ہیں ضروریست حالانکہ استقصا میں اس طرح یہ بلکہ شخص کلام قدوة المحدثین والفقہاء المتبحرین سید نور الدین وغیرہ اور از افاضل محققین باب عبارت میرسد کہ ضروریست کہ ہر روایت ثقہ الاسلام تابعہ

حق یہ ہے کہ آڈیو صاحب نے محض ایک ناواقف پیشکش جو کہ دینے کیلئے یہ تلبہ فرمایا "میں آمزدہ کرتا ہوں" جو خاص میری دلی تمنا ہے جسے زبردستی آپ نے چھین لیا۔ ورنہ اگر میں اس وقت رہتا تو استقصا والا فہام کے ایک ایک حرف کا مطلب اور کسو سمجھاتا اور آپ کی کیا دی دکھاتا۔ مگر نجوے لاتا سوا ما فانکم اس وقت کا منتظر۔ ان کہ کسی موقع پر دہی ہی صورت بنے جو حضرت عقیق کی بنی تھی۔

آڈیو صاحب نے یہ تقریریں محض اس غرض سے کی ہیں کہ اپنے پیروں کو اپنا حق دکھائیں کہ کتاب مستطاب استقصا والا فہام کا رد کر رہے ہیں یا اس سے حسب خواہ استدلال کرتے ہیں حالانکہ وہ اس کے لفظ کو بھی نہیں سمجھ سکتے یا سمجھتے ہیں تو سمجھ کر مغالطہ دیتے ہیں اور قوم کو تباہ کیا جاتے ہیں کیونکہ آڈیو صاحب اس تقریر میں ظاہر کرتے ہیں کہ یہ خاص عبارت میں صاحب استقصا کی یہی معنی ہی اور ان کی تئیں جو۔ حالانکہ صاحب استقصا کا کلام کو نقل حیدر علی سے خلاصہ کے طور پر بیان دلاتے ہیں جن میں سے پہلا قول صاحب قوانین جو دوسرا قول صاحب سید نور الدین وغیرہ اعلیٰ اللہ مقامہ

اصلیت اس کی یہ ہے کہ جناب سجاد علی خان صاحب مرحوم نے دینویں نمنائے لکھا تھا کہ حنفی اکثر مخالف روایات صحیح بخاری سے نقل کرتے ہیں تو جب وہ کتاب صحیح المسکت بعد کتاب البدایہ ہے کہ ہر حدیث اس کی نقل سے

صحیح و توہرہ کی مخالفت کیونکر جائز ہو۔ یا اس کے دعویٰ صحت سے دست بردار ہو جاوایا دوسرے عمل کرو  
اس کا جواب مولوی عبد علی صاحب منہی نظام جلد اول میں نووی وغیرہ سے نقل کر کے یہ دیتا ہے کہ صحت  
حدیث و وجوب عمل میں لزوم نہیں ہو سکتا کہ حدیث صحیح بھی ہو اور جائز العمل بھی نہ ہو۔ اس کے بعد احادیث  
صحیح بخاری کی فتح شریع کی حلالہ صفحہ ۲۴ میں اتفاق صحت کا دعویٰ کیا تھا۔

اس کے بعد کتب شیعہ سے مثل خوانین وغیرہ سے جی اپنے دعویٰ کی تائید کرنی چاہی کہ علماء شیعہ بھی اسکے قائل ہیں  
اسی تقریر کے جواب میں جناب علامہ صاحب استقصار الانعام اعلیٰ اللہ تعالیٰ نے یہ لکھا کہ ہر ایک شخص کے  
حاصلہ ظاہر کو کبیر مطلب سمجھایا۔ اڈیٹر صاحب نے اون عبارات کو جو صحیح کلام دیگر علماء اعلام تھا تحقیق جناب  
علامہ قرار دیا و ذلالت مبلغ خود العلم

اللہ رب بدیہی اس شخص کی کہ حاشیہ استقصار الانعام پر کل مراتب طے کر دئے گئے ہیں مگر اس شخص  
نے ایک ناواقف پندت کے دھوکہ دینے کو ایسی تقریر کی جس سے بدن میں آگ لگ جائے  
کیونکہ اکتہ علیہ و اہلسنت و جماعت صلیح کو قطعی الصدور کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے یقیناً یہ حدیثیں فرمائیں ہیں  
اوس کے خلاف کیونکر جائز ہے۔

بخلاف روایات شیعہ کہ کوئی بھی کل روایات کافی کو قطعی الصدور نہیں جانتا پھر اوس طرح کا ماننا نہ  
شیعوں کیونکر ہو سکتا ہو کیونکہ اہلسنت تو عام طور پر اوس کو کلام رسول قطعی طور پر جانتے ہیں۔ تو روایات بخاری  
مثل قرآن قطعی نہیں ہیں۔ بخلاف روایات کافی۔

اڈیٹر صاحب خدا سے ڈریے ایسا اقرار نہ کیجئے جس میں آپ کو کہیں پناہ نہ ملے کیونکہ خود علامہ نووی تسبیح مسلم  
میں فرماتے ہیں و تعلق الامة بالقبول انما اخاد وجوب العمل بما فيهما وهذا متفق عليه فان اخذ  
الاحاد التي في غيرهما يجب العمل بها اذ صحت اساسها جس سے معلوم ہوا کہ جو حدیث صحیح و عمل پر  
واجب ہے

علامہ ابن حجر عسقلانی شرح نخبة الفقہین لکھتے ہیں اھم اتفقوا علی وجوب العمل بكل ما صح ولو لم  
يجزه الشيعان کہ اتفاق کیا دئے کہ جو حدیث صحیح ہو اس پر عمل واجب اگرچہ شیخین نے اس حدیث کو لکھا ہو  
پھر یہ معلوم کس حدیث اور بے باکی سے اڈیٹر صاحب فرماتے ہیں بہت سی روایتیں اعلیٰ ایمانہ کی صحت پر ہوتی  
ہیں مگر عقیدہ اہل موافق نہیں تھا یعنی خلاف ہوتا ہے پھر آخر یہ عقیدہ کہ اس کا باقی ہوتا ہے قرآن کو مانتے ہیں

حدیث کو مانتے نہیں۔ تو یہ عقیدہ کہاں سے لائے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔  
لغت ہے اس عقیدہ پر جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو خواہ اس کے معتقد سنی ہوں یا شیعہ اعادہ ہم اللہ منہ  
العقائد۔

ربا یہ کہ اس مسئلہ کو حیدر علی نے دیگر علماء و اعلام کی طرف منسوب کیا ہے اور اڈیٹر صاحب نے خاص صاحب  
استقصا، الافہام اعلیٰ اللہ مقامہ کی طرف پس حقیقت اس کی یہ کہ جو عبارت اڈیٹر صاحب نے حذف کر دی ہے اوس  
سب عقیدہ حل ہوتا ہے کیونکہ بعد عبارت واجب القبول باشد کہتے ہیں زیرا کہ در حج و تعدیل بعض از رواۃ و  
قرآن و امارات اختلاف است ممکن است کہ نزد متاخرین راوی مخرج باشد و نزد ایشان موثق و یحتمل  
چنانکہ است کہ قرینہ کہ برائے تصحیح احادیث نزد آہنما موجود بود در زمان متاخرین مفسق و گروہ

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بحث اس قدر ہے کہ جو روایت ثقہ الاسلام و شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرے  
و واجب القبول ہو انہیں علمائے زمانہ پر کہ نہیں واجب القبول نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ روایتوں سے اونہوں نے  
روایت کی ہو وہ متاخرین کے نزدیک ضعیف ہو یا جن قرآن سے اونہوں نے حکم کیا ہے وہ قرآن ثابت ہے یا جہاں  
جس کا خلاصہ ہے کہ محض روایت ثقہ الاسلام و شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے حدیث صحیح نہیں ہو جاتی بلکہ اور یہی  
علامات و قرآن میں جب وہ سب پائے جائیں تو حدیث صحیح ہوگی اور جب صحت ثابت ہوگی تو عمل بھی اور پر لازم ہوگا  
اڈیٹر صاحب نے محض ایک ہندو پٹت کے دھوکھا دینے کیلئے ایسی تقریر کی جو تاثر عقائد اسلام کے بھی خلاف ہے  
اور مسلک اہل تشیع کے بھی خلاف کہ حدیث صحیح کے خلاف عقیدہ ہے جو ایسے مذہب کے تہذیب آریہ ہے  
جو دینی مخالفت کو جائز نہیں رکھتا۔

(۱۰) آئمہ ہم جانتے تھے عمر و عاص مرگیا مگر اڈیٹر انجم اوسکی زندہ تصویریں کیونکہ جن عبارت کو یہاں نقل کیا ہے  
اوس سے تو کسی طرح بھی وہ کوئی استدلال نہیں لاسکتے کیونکہ اصل یہ کہ مولوی حیدر علی نے صحت کتاب  
عیون احیاء الرضاء ثابت کر لیا ہے وہی کیا کہ علامہ مجلسی کے جلد اول بحار سے معلوم ہوا کہ وہ کتب شیخ صدوق  
علیہ الرحمہ کو جس میں عیون بھی داخل ہے اور کتاب بوہرہ مقدم کرتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ وہ کتاب بھی صحاح  
میں داخل ہے۔ ایک جواب میں علامہ صاحب استقصا، الافہام فرماتے ہیں ادعا و کتابت مستند

افسوس لکھنؤ میں کوئی طالب علم ایہ نہیں ہے جو اس عبارت کو مخاطب کے سامنے لے کر۔ اور دیکھ کر کہ  
اس عبارت کے کس حلقہ سے یہ بات نکلتی ہے کہ عقیدہ میں اور روایت میں بڑا فرق ہے کیونکہ یہاں تو اس کی

بحث ہے کہ کتابِ عیون الاحبار کی صحت کا دعویٰ کس جملہ سے کیا۔ اس کلام کو اس عقیدہ سے کیا کہ عقیدہ میں اور روایت میں بڑا فرق ہے۔

افسوس کہ اب دنیا میں کوئی سنی عالم نہیں رہا جو اس شخص سے دریافت کرتا کہ تم عقل و نقل سے ایسا دعویٰ کرتے ہو؟ روایت اگرچہ کیسی ہی اعلیٰ درجہ میں ہو کچھ ضروری نہیں ہے کہ اس کے موافق عقیدہ بھی ہو تو پھر صاف صاف یہ کیوں نہیں کہتے کہ ہمارا عقیدہ حدیث کے خلاف ہے۔

(۱۱) اس ساری تقریر کا مغز یہ جو فرماتے ہیں ”پس اگر ہم فرض کر لیں کہ سب سے کوئی محال بات فرض کیا جاتی ہے کہ سنیوں کی کسی روایت سے جناب مولانا عبدالحسین صاحب کا بیان کیا ہوا مضمون ثابت ہے تو یہی یہ بات ان کے لئے کچھ مفید نہ ہمارے لئے کچھ مضر“

تو یہ صاف صاف یہ کیوں نہیں کہتے کہ گورہایت درمنثور و صحیح بخاری سے تحریف و تغیر و تبدیل قرآن ثابت ہے اگر ہم نہیں مانتے۔

ہم نہیں سمجھتے کہ خود اڈیٹر صاحب یا ان کے اہل کو اس معاملہ پر کیوں اس قدر نازش ہو جبکہ یہ نسخہ طور پر اوخون نے مذہبِ اہلسنت کا بطلان ظاہر کر دیا (۱) کہ عقیدہ و کونہ و نہیں مطابق حدیث صحیح ہو (۲) حدیث کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو اوپر عقیدہ رکھنا ضروری نہیں (۳) سنیوں کی کسی روایت اگر تحریف و تغیر ترتیب قرآن ثابت ہو تو یہ بات نہ ان کے لئے مفید نہ ہمارے لئے مضر۔ اس سے بڑھ کر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ صاحبِ جہان نے تحریف و تغیر ترتیب نہ زعماءِ اہلسنت صاحب کے لئے مفید نہ آپ کے لئے مضر تو پھر شیعوں پر یہ الزام یہ بے فائدہ ہے یہاں کیوں ادب کیا گیا۔

یہی تو جارا بھی دعویٰ ہے کہ تحریف سے قرآن کی عظمت و جلالت میں نہیں فرق آتا بلکہ تحریف و تغیر یعنی تحریف کرنا والا اور تغیر دینے والا قرآن میں جاتا ہے۔

اڈیٹر صاحب یہاں پر اپنے قلم توڑ دیا انجمنِ ترویج دعویٰ کیا تھا ادیب کی دنیا اور دہر ہو جا کر تحریف نہیں ہو سکتی اور یہاں صرف ایک حدیث درمنثور اور ایک حدیث بخاری نے آپسے کہلوایا کہ ”جناب مولانا عبدالحسین صاحب کا بیان کیا ہوا مضمون ثابت ہے تو یہی یہ بات نہ ان کے لئے کچھ مفید نہ ہمارے لئے کچھ مضر“

حالانکہ یہ وہ دعویٰ ہے کہ جس پر جہان تک منکھ کیا جائے کہ ہے۔ کیونکہ آپ مارٹر م کے یہ نہیں کہتے کہ اگر تحریف ثابت ہو جائے۔ بلکہ یہ فرماتے ہیں ”مولانا عبدالحسین صاحب کا بیان کیا ہوا مضمون ثابت ہو“



پہر اسکی وجہ بھی نہیں بیان کرتے لیکن کیون نہیں جو حال کیا کہ ابتدا سے آپکا دروہی پر جو شیعہ جو کہ قائل قرین میں  
لہذا قرآن اول کا ایمان نہیں تو جب وہی قرین آپکی روایات سے ثابت ہو گئی تو آپکا ایمان بھی جا رہا  
آپکا یہ فرمانا کہ ہمارے لئے مضر نہیں۔ اسی قسم کا یہ کہ ابن جریر موصوعی و مرقومین نے بیان کیا ہے ولعنہ صلی اللہ علیہ  
وسلم للحکم والبنہ لا تضرہا لانہ من ذلک لبقولہ جلید: **فَلَا حَدِيثَ الْاِخْوَانِ بَشَرًا بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ**  
یعنی آنحضرت کے لعنت کرنے سے حکم اور اسکی شیعہ مروان کو کوئی نہ در نہیں جو پچھلے یونہی حضرت نے دوسری حدیث میں  
فرمایا ہے کہ آپ بھی انسان ہے جیسا کہ اور انسان خصم کرتا ہے۔  
پس جب حضرت لعنت کرنے سے آپکا کوئی نہ نہیں ہوتا تو اقرار قرین قرآن سے کیا نہ ہو سکتا ہے کہ معافی سے  
اقرار تو کیجئے۔

پھر لکھتے ہیں دوسری تنقیح کے متعلق سب سے نہایت خوش ہوں کہ وہ ان صاحب موصوفت آیتوں اور  
سورہوں کی ترتیب کے اٹ پٹ ہو جانے سے قرآن کے اصحاب مقصد میں ذوق آجائے تسلیم کیا ہوتا ہے کہ میری دعویٰ ثابت ہو گیا  
کہ حضرت شیعہ کا ایمان قرآن کی مرتبہ اور نہ ہو سکتا ہے۔ باقی رہا کہ یہ خیال جناب مولانا مودودی نے اہل سنت سے  
ترتیب کے اٹ پٹ ہونے قائل ہیں۔ یہ ابال یا دعویٰ تو کسیک ثابت رہنے میں اُنکے لئے کوئی کامیابی کی صورت  
معلوم نہیں ہوتی۔ اُنکے امام جناب مولانا حامد حسین صاحب بھی اتنے بڑے دعویٰ کا بہت نہ کر سکتے۔ **استقصا لا فانی**  
میں انہوں نے صرف اس معنوں کی روایت اہل سنت میں موجود ہو نہ ہو دعویٰ یہ ہے کہ اہل سنت کے قائل  
ہو نہ ہو کہیں انہوں نے دعویٰ بھی نہیں کیا بلکہ اسے ظلاف سے یہ صاف صاف لکھا ہے کہ اہل سنت قرآن میں  
کسی قسم کی خرابی نہیں مانتے بلکہ کوئی اس قرآن میں کسی قسم کی خرابی نہ لے سکو کہ فرماتے ہیں **جناہر مستقصا لا فانی**  
مجلد اول کے صفحہ ۱۷ میں فرماتے ہیں مصحف عثمانی کے حضرات اہل سنت قرآن کا اہل عقاد و کتہ و معتقد نقصان  
آثر ناقص الاہان بلکہ خارج از اسلام پند نہ کیا کہ امام موصوفت نے اس کتاب میں ایک قصہ کتب تواریخ سے  
نقل کیا جو استقصا لا فانی مجلد دوم صفحہ ۱۷ میں موجود ہے جس کا اصل یہ ہے کہ اہل سنت کے ایک بڑے عالم  
ابن شہرہ زمام نے موجودہ قرآن شریف کے خلاف کوئی لفظ نہیں اس زمانہ کے تمام سنی برہم ہوتے اور تمام عالموں  
نے اُنکے کہہ کا فتویٰ لکھا بادشاہ وقت نے حکم دیا کہ زور زور سے اُنکی پشت پر پڑتے مارے جائیں چنانچہ دس دنوں  
کے بعد قتل کر کے اور آہ و زاری شہر کی گلیوں میں پھینک دیا گیا کہ اپنی حرکت سے تو یہ کرو ورنہ قتل کر دتے جائے کہ وہ  
تو یہ نامہ لکھا جسکی عبارت ہے جو حضرت ابراہیم و ائمتہ علیہ السلام نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

علیہ والذی اھتق صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی عنہم علی تلاوتہم بیان لی ان ذلک  
 خطا، فانما منستانہ فی منہ مقلع والمالہ عن رجل بری اذ کان مصحف عثمان هو الحق للذی لا یجوز  
 خلافتہ الا ان ھذا بغير ما فیہ نسخۃ خطا بن شبنوذ فھذا المحض یقول محمد بن احمد بن ایوب بن  
 شبنوذ ما فی ہذا الوقعہ بحکم وهو قولہ واعتقادہ واشتھادہ عن رجل وسائرہ عن رضی عنہ  
 نفسی علی ذلک وکتب بخطہ فتحت الخلف ذلک او کان معی عنہ فامیر المومنین اطال اللہ بقاءہ  
 حل وسعة من جمعی وذلک فی یوم الاحد لسبع خلون من ربیع الآخر سنة ثلث عشر ہجری وثلثمائة  
 ترجمہ بن چند انہ پڑھتا تھا جو خلاف تھے ان الفاظ کے جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قرآن شریف پر  
 ہیں جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہو گیا اور جس کی تلاوت پر تمام اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم متفق تھے کرب  
 مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ یہ دخلی تھی ابنا میں اس وقت کہ کرنا ہوں اور اس سے ملکہ ہوتا ہوں اور اس بزرگ پر تر  
 کے سامنے میں اس پر گزار ہوتا ہوں کیونکہ حضرت عثمان بن عفان کے قرآن شریف ہی پر جس کے خلاف کرنا ہوتا نہیں اور جو  
 اس کے خلاف پڑھتے دست نہیں اس عبارت کے بعد بن شبنوذ نے خود اپنے قلم سے یہ الفاظ لکھے کہ محمد  
 احمد بن ایوب بن شبنوذ کہتا ہے کہ جو کچھ اس کا نذیر لکھا ہے وہی یہی ملتا ہے یہی میرا عقیدہ ہے اور میں اللہ کے  
 و پر تر گزار کرنا ہوں اور جتنے لوگ مانہ میں سب کو گواہ کرنا ہوں اس کتاب پر میرے اپنے قلم سے لکھ جائے  
 اگر میں کبھی اسکی مخالفت کروں یا اس سے کچھ سرتابی کروں تو امیر المومنین کو اللہ کی عہدہ اور کرم و بخشن  
 ہو پھر پورا تو اسے دن ساتویں ربیع الآخر ۳۲۲ھ میں لکھی گئی اس واقعہ پر بھی زیادہ قلمی وہ نتیجہ جو خود لکھا  
 ہے اس واقعہ سے نکالا ہے چنانچہ وہ اسی صفحہ میں فرماتے ہیں کہ ان میں عبارت ظاہر ہے کہ مخالفت صحیفہ عثمان  
 نزد حضرت اہل سنت بحدت قبیح و شنیع است کہ سبب ان پیارہ ابن شبنوذ را کہ وہ رسولہ و متوجع از فضلہ  
 و علمای سیدان کے عظیم و جمیل شان از منتہیات سلام است عقوبت کردند و تازیانہ زد و وہ تکست نمود  
 و علمای اہل سنت ان فتویٰ دادند و ابو بکر بن مجاہد دادہ و مناظرہ و اظہار فضلہ و وبالہ فرمود و تا آنکہ  
 ادعو ما و کرنا ان میں مخالفت و معادرت رجوع فرمود مذمت نامہ و فارغ خطی نقض انابت و توبہ فرمود  
 حرم اعتراف شاعت ان و استحقاق قتل و صورت معاودت باسن مخالفت نہ شدہ و ادبہ  
 محسن بے دلیل جناب مولانا عبد العزیز صاحب کرامت نے فرمایا کہ قریب کی ان الفاظ کے اہل سنت بھی معرت ہیں  
 بالکل ایسا ہے کہ عبد العزیز صاحب کرامت نے وقت کو کوئی شخص لکھے کہ انہ میری مات ہو گیا ہے کہ بعد مولانا صاحب

مروج کا یہ فرمان کہ ترتیب کی اٹ پٹ سے وضاحت میں فرق نہیں آیا یہی ایک بے دلیل دعویٰ ہے۔  
اسکے بعد ایک بی حد بیشک لکھا ہوا ہے شادی عربی نہ جانتے والے خیال کریں کہ فرق نہ آنے کی دلیل اس جملہ میں ہے  
حالانکہ اس جملہ کا لفظی ترجمہ ٹھیک ہے (اس حیثیت سے کہ وہ کلام اللہ کا ہی مگر مولانا مروج یہ تو فرمیں کہ جب  
ترتیب اٹ پٹ کر دی گئی اور جمع کرنا لوگوں نے اسے جمع کرنے میں خیانت کی تو اب وہ حیثیت کہاں باقی  
رہی۔ یہ ایک بالکل کھلی ہوئی بات تھی جسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ میں لائق حق سے پوچھتا ہوں کہ مقدس وید کا  
کوئی ٹکڑا اگر باعتبار ترتیب کے اٹ پٹ کر دیا جائے یعنی کہیں کا شلو لکھیں اور ایک شلو لک کے الفاظ دوسرے  
میں ملا دے جائیں تو اسکی وضاحت میں کوئی فرق آسکتا ہے یا نہیں۔

**اصلاح (۱)** جب آپ کے اسامی ای ایٹ القرآن غیر ہذا اوبدلہ فرماتے تھے کہ وہ سر اقرآن لاؤ  
یا اسکو بدلہ دو تو آپ کا خوش ہونا ترتیب کے بدلنے سے کوئی جاوے نہیں۔ کیونکہ اگر اس سے خوش نہ ہوتے تو صحیفہ  
کی حمایت کیوں کرنے مگر یہ درکرم یہ تو فرماتے کہ مرزا عبدالحسین صاحب نے کہاں کہاں جو کہ آیتوں اور سوروں کی ترتیب  
کے اولٹ پٹ ہو جانے سے قرآن کے اصل مقصد میں فرق آجاتا ہے۔

براہ کرم اونکا اقرار رکھائے کیا اقرار کھائیو۔ وہ تو حسب نقل آپ کے بے بن و بوسہ جواب یہ ہے کہ وضاحت  
میں فرق نہیں آیا میں حیثیت (کہ کلام اللہ)۔

پھر اس جملہ کی کونسی لفظ سے اپنے یہ مطلب سمجھا کہ ترتیب کے اولٹ پٹ سے قرآن کے اصل مقصد میں فرق  
آجاتا کیونکہ اتنا جھوٹا نہ ہوئے وہ بھی ایک مخالف اسام کے سامنے کیا کہ صاحب عقل جو وہ آپ کی تقریر سے کیا یہ سمجھ گیا  
کہ یہ دروغ گو کاذب ہے۔

(۲) بے صلح کی دروغ گوئی سے کام لیجئے گا تو یہی ثابت ہو جائیگا کہ نہ یہ اسلام باطل ہے کیونکہ جو آپ پڑھتی  
کے چیلہ بن رہے ہیں۔

(۳) انوس کہ آپ کے ساتھ دماغ سوزی کرتے کرتے منہ نہ خالی ہو گیا بسقہ بکوشش سمجھنے آگئی اصلاح میں  
کی جو اگر رسول اللہ ابو جہل کی نسبت فرماتے تو وہ بھی ایمان لاتا مگر تپو مصداق تو انشت از انکسائی  
میں کہ الشمس جلد کے و تب فاعل ہی سبب میں ٹل چکے ہیں کہ سورہ افعال و سورہ توبہ کے نسبت  
آپ نے دعویٰ کیا کہ اسکی ترتیب خود صحابہ نے ہی جبہ اللہ ان۔ منثور صحیح بخاری۔ فتح الباری سے  
اسکی حالت دکھائی گئی کہ ٹی آیتیں مدنی سورہ میں داخل کی گئیں۔ اور مدنی آیتیں ملی سورہ

میں آیات ناسخہ قبل کی ائی۔ اور آیات - نو ذیل بعد - اسپر بھی اگر ترتیب میں اولٹ پلٹ نہیں ہوا تو معلوم ہوا آئی دس سبزی میں ترتیب کے کوئی معنی ہی اور ہیں۔

اہم لازم ہر اس ریش فیش کہ آپ فرماتے ہیں انہوں نے صرف اس مضمون کی روایت کاتب المسند میں موجود ہو سکا دعویٰ کیا ہے۔ المسند کے قائل ہو نکالیں انہوں نے غویٰ بھی نہیں کیا؛ حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے مذہب کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہے پراسکے کہا حلب کہ روایت کے وجود کا اقرار ہے مگر المسند کے قائل ہونے سے الکار ہے۔

کہو کہ اس اصول پر کہ سنت میں کیا توبہ و رسالت و کل ضروریات دین سے انکار ہو کیونکہ اگرچہ روایتیں موجود ہیں مگر انہو اقرار اہل سنت لازم نہیں

(۵) افسوس یہ جملہ آپکو اس قدر یاد ہو گیا ہے کہ شاید خواب میں بھی براتے ہو گئے۔ حالانکہ ہم آپکو مکرر سمجھا چکے ہیں کہ جناب علامہ کا یہ قول اسی طرح ہر سطح خداوند عالم فرمایا ہے اذ جاءك الله اخفون قالوا شهدناك الرسول الله وعلو انك الرسول والله يشهد ان المذنبين لكاذبون پس سطح خدا نے منافقین کے قول کو نقل کیا ہے اور سطح جناب علامہ نے اہل سنت کے خیالات کو نقل کیا ہے اور سطح خدا نے دلی تکذیب فرمائی اور سطح علامہ بھی تکذیب فرماتے ہیں۔

(۶) اتو اپنے بالکل حیا کا خاکہ کرنا کہ شیعہ مذہب کی کتاب کی عبارت آپ خود شیعوں کے سامنے اس جبارت و دلیری سے نقل کرتے ہیں اور یہ میں سمجھتے ہوں کہ نتیجہ ہو گا۔

اؤ یہ جناب خدا نے فرمایا ہے 'نؤمنون ببعض الكتاب وكنزون سبعين بھرا وکی مخالفت کر کے کیوں ایسی کارروائی کرتے ہیں کہ تمام حیا کی اہمیت پرے

کیونکہ جناب حجت الاسلام نے اسقطاً الا فحام جلد ۵ صفحہ ۵۷ میں انوال سیوطی سے پہلے ۵ اثبات کیا ہے کہ حضرت ابن عباس بھی قائل تھے کہ قرآن میں غلطی جو وہ مثل دورہ کشکوہ کو لکھتے والی کی غلطی جانتے تھے (کیونکہ انکتاب حجاز مشہور ہے) اور فرماتے تھے کہ درست یہ ہے مثل فور المومن کشکوہ اسی پر یہ قطع فرمایا مٹھی نیست کہ قول بوقوع غلط و خطا و قرآن نزد المسند عین کفر و ضلال است جسکا مطلب یہ ہے کہ ہر حضرت ابن عباس کے کفر و ضلال کا کیونکہ اقرار نہیں کرتے جو اسطرح کی غلطی کے قرآن موجود میں قابل تھے۔

اسکے بعد علامہ نے حضرت ابن کثیر معوذتین ہونا ثابت کیا ہے اور پھر عماد الدین سبط کا قول نقل کیا ہے  
 منہ عن علل المعوذتین بیستاً من القرآن فقد ذکر فی فتاویٰ ابی اللیث انہ لیکرم فانہ قد روی  
 عن ابن مسعود و ابی بن لعب ابی اللیث انہ لیسبستاً من القرآن کہ جو شخص معوذتین کو جزو قرآن نہ مانتا  
 تو فتاویٰ ابی اللیث میں ہے کہ وہ کانہیں ہو کیونکہ ابن مسعود و ابی بن کعب سے بھی روایت ہے کہ کھتے  
 تھے وہ لا سورہ قرآن نہیں ہے۔

اسی فتویٰ کی خرافت میں علماء اہلسنت کے اقوال نقل کیے ہیں کہ وہ لوگ ایک حرف کے منکر کو بھی کافر سمجھتے  
 ہیں چنانچہ اسکے ثبوت میں حکایت ابن شبنو ذکر بھی نقل کیا اور تنقاصی قاضی عیاض وغیرہ بھی۔  
 مگر نہ معلوم اوطیر صاحب نے اس سننے فائدہ سوچا کیونکہ اہل سنت تو سبھی میں ابی بن کعب ابن  
 عباس ابن مسعود کو بھی اہل سنت بلکہ اصول اہلسنت سے مانتے ہیں جو قرآن کو حرف متغیر مبطل ناقص  
 بلکہ نقص مانتے تھے۔ پھر ان کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا جانا۔ ابواللیث بھی تو اہلسنت ہی سے ہیں جو انکا معوذتین  
 پھر بھی کیسکو کافر نہیں مانتے۔ تو پھر علامہ کے اس قول سے کہ حضرات اہلسنت انرا قرآن کامل اعتقاد رکھتے  
 آپکی سمجھ میں یہ نہ آیا کہ جناب مدوح آپ کے مذہب کی خرافات اور سخاافت دکھا رہے ہیں کہ ایک طرف آپکا یہ عقیدہ  
 ہے دوسری طرف ایسے ایسے اکابر صحابہ کی عظمت و جلالت کے معتقد ہیں جو قرآن کو سوجنی جاتے تھے۔

(۷) خدا آپ کے حال پر رحم کرے جو اس عبارت سے آپ خوش ہوئے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس عبارت نے  
 مذہب اہلسنت کا خاتمہ کر دیا کہ کیسا نحیف اور لغو مذہب ہے جس کے لئے نہ اصول ہیں نہ قواعد۔ ابن شبنو کو  
 تو اس قاعدہ سے زد و کوب کیا۔ اور عمر ابن عمر عائشہ عطفہ ابن مسعود ابی بن کعب وغیرہ صحابہ پر  
 نہ لعنت ہی کرتے ہیں نہ انکو اسلام ہی سے خارج کرتے ہیں۔

یہ جو نتیجہ جو علامہ نے استفصا میں نہایت تفصیل سے لکھا ہے گراں پ نجر اسے افقومنون بعض اللہ  
 لا تقربوا الصلوة پر عمل کرتے ہیں۔

اب اگر آپ کچھ صاحب غیرت ہونگے۔ آپ کے مذہب میں کچھ لوگ اہل فہم ہونگے تو آپ سے دریافت کریں گے  
 آپکا یہ حوالہ ٹھیک دوپہر کے وقت کو کوئی شخص کھے کہ اندھیری رات ہو گئیں برصادق آیا کیونکہ ہزار ہا  
 دلائل و شواہد اس پر مذکور ہو چکے کہ حسب روایات اہلسنت قرآن میں ایسی بے ترتیبی ہوئی کہ جو آج ہر برس قبل  
 نازل ہوا تھا غلطی اور جہالت سے وہ اس سورہ میں داخل کر دیا گیا جو ہر برس بعد نازل ہوا۔

اس سے بڑھ کر کونسی بے تربیتی ہو سکتی۔

۴) انفس کہ آپ بالکل قرآن کے تباہ ہی کرنے پر آمادہ ہیں جو ایسی تقریر فرماتے ہیں کہ تربیتی کے لائق ہیں  
سے فصاحت میں فرق آئے مگر میں۔ حالانکہ یہ ایسا کلیہ ہے کہ قرآن مجسم ہو کر اس کی تکذیب پر آمادہ ہو  
کہ دیکھو بحسب روایات اہل سنت ہم میں کس طرح کی بے تربیتی کی گئی۔ اور پھر ہمارا حسن ہمارا کمال  
بڑھتا گیا۔ ہو المساک ما کر راتہ ینصہج۔

آپ لائق صحیح سے کیا ہو چھتے ہیں جو نہ ایک حرف عربی جاہلین نہ فارسی۔ آپ اس کے لائق صحیح وہی اتفاق  
ہو چہرہ آپ کو بڑا فر ہے۔ دیکھئے کیا لکھتا ہے کہ سورہ فاتحہ نصف مکہ میں نازل ہوا نصف مدینہ میں  
کیا آپ اس پر ایمان لا سکتے ہیں حالانکہ تمام موجودہ قرآن میں سورہ یکہ لکھا ہوا ہے۔

اوسی اتفاق میں ہر المدی با اتفاق عشرون سورۃ والمختلفۃ اشتعاث سورۃ واعداد خلاف مکہ  
با اتفاق صلا

میں سے معلوم ہوا کہ مدنی سورہ کل، وہیں چہرہ اتفاق ہوا وہ اسلامی بانی کل کی ہیں۔ اب تباہی کی  
سورہ تین مقدم میں یا مؤخر اس سے بڑھ کر کونسی بے تربیتی ہو سکتی ہے کہ ایک سو دوسرے جو کہ تھے وہ تو بھیجے  
کر دئے گئے۔ اور جو مدنی تھے وہ مقدم کر دئے گئے۔

دیکھئے سورہ القبرہ مدنی جو۔ مگر اس میں دو آیتیں وہ ملائی گئیں جو مکہ میں نازل ہوئی تھیں۔ کیا یہی تربیتی  
سورہ انعام حالانکہ پورا سورہ ایک دفعہ نازل ہوا مکہ میں مگر وہ آیتیں مدینہ کی آیتیں ملا دی گئیں  
پھر اس اہتمام کا خدا کو کیا نتیجہ ملا۔

سورہ اعراف کی جو۔ مگر ایک آیت مدنی شامل کر دیا گیا۔

انفال۔ مدنی جو۔ مگر آیت دیکھو کہ باثبات ابن ابن اس میں ملا دیا گیا جو با

سورہ ہر اوست۔ مدنی جو اور سب آیتیں میں نہ ہر دو آیتیں۔ بلکہ بہت سی آیتیں مکہ کی آیتیں ملا دی

گئیں یہ خطہ ہر آیتان صلا

آپ اپنے لائق صحیح سے پوچھو کہ جس مذہب کا یہ مذہب کہ آپس میں قبل کی آیتیں آپس میں بعد  
کے سورہ میں ہیں داخل کر دی گئیں تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس مذہب و اس قرآن پر ایمان رکھنے والے  
پھر کتنے ہی تباہی کے جو آپ میں جناب مولانا صدق نے جو لکھا ہے کہ اس خطہ کے

از بحث اور فضول اور غش ہو۔ اسکا انصاف لائق حج کی راہ پر چھوڑا جاتا ہو۔ اصلی دعویٰ یہی تھا کہ شیعہ امامان قرآن کریم پر بدحواسی اور بدھمتا ہے جس کی سب سے متعلق گفتگو خارج از بحث قرار دیکھی تو اب سرے دعویٰ کچھ ہونے میں کیا بات باقی رہ گئی۔

## اب میں لائق حج سے

اس بات کی استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فیصلہ میں جس فریق کو حق پر ظاہر کریں اسکا اعلان کافی طریقہ سے درمیان میں لائق حج پر کیا جائے۔ روشن رہی جائے۔ کہ اس شہر لکھنؤ میں چند روز سے شیعہ اور سنی کے درمیان کچھ جھگڑے پڑے ہوئے ہیں۔ میں یہ نہ کہہ لوں گا کہ جھگڑے کیوں ہیں اور کس کی طرف سے ہیں لیکن نہ بے سبب نہ منکر ہو گا۔ کہ بحال موجودہ صرف اس بات کا جھگڑا ہے کہ حضرات شیعہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت قرآن شریف کے جمع کرنا والوں کی یعنی ان بزرگوں کی جتنے ہاتھوں سے تمام مسلمانوں نے کیا شیعہ کہہ سکتی کیا خارجی کہہ سکتی قرآن شریف پر پابا یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی تعریف نہ کریں اور یہ تعریف شیعوں کیلئے دلی آزار ہو۔ لائق حج کے فیصلے اس جھگڑے پر بھی کچھ روشنی پڑنی چاہیے۔ بہت مبارک ہو اگر فریقین میں مسامحت کا وقت آگیا ہو۔ بحث فریقین کی ختم ہوئی۔ محمد عبد الشکور

میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں اب فریقین سے کسی مذہبی بحث کو سننا نہیں چاہتا۔  
دستخط پندت جگت پرشاد صاحب شاستری

हस्तावर यं जगत्प्रसाह

یہ نقل مطابق اصل کے ہے जगत्प्रसाह यं हः  
دستخط پندت جگت پرشاد صاحب شاستری  
۵ جولائی ۱۹۰۹ء

اصلاح۔ اب تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں مگر افسوس اڈیٹر صاحب کی کوئی تحریر طالی اور تحریف نہیں ہوئی بلکہ یہاں آپ لکھتے ہیں "جناب مولانا مدح نے جو لکھا ہے کہ اس نتیجے پر گفتگو کرنا خارج از بحث اور فضول اور بحث" حالانکہ اصل خبر دراصل اسی رسالہ کے صفحہ ۲۲ میں اس طرح درج ہے "جواب جب تک تحریف قرآن جو موضوع بحث ہے طے نہ ہو جائے اس وقت تک خارج از بحث تقریر و تقریر فضول و غش معلوم ہوتی ہے"

لکھیے اب لعنة الله على الكاذبين کہنے کا موقع ہے یا نہیں کیونکہ آپ نے تحریر سے مطلق انکار نمایاں ہے حالانکہ وہ یہ کہہ رہے ہیں جب تک بحث تحریف طے نہ ہو یہ تقریر فضول ہے جو نہایت منصفانہ کلمہ ہے۔

(۲) افسوس تو یہی جو کج ایک اداقت ہر دے جسے دیا دیا دنیا سے خبر نہیں۔ ورنہ وہ ہمیں آپ کے دروغ طلسمی اور توہین عدالت کا مقدمہ چلاتا کیونکہ آپ کہہ رہے ہیں اصلی دعویٰ یہی تھا کہ حضرت سیدہ کا اہاں قرآن کریم پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

حالانکہ ائمہ اربعیہ نے تو ایمان خلفائے ثلاثہ سے شروع ہوئی تھی ملاحظہ ہو صوفیہ کہ جناب مرزا عبدالحسین صاحب نے آیہ لعلہ صحر کہ اللہ سے خلفائے ثلاثہ کا فرائض ثابت کیا اور آیہ انما المؤمنون الذین سے فرار بولنا کفر و نفاق۔ پھر میری آیہ وما اصحابکم یوم التقی الجمعہ سے اوسنی صفوں کی تائید۔

اس استدلال کا آئیے صرف یہ جواب دیا کہ آیت میں کسی کا نام نہیں لہذا کچھ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وائے اصحاب ثلاثہ تھے یا علی مرتضیٰ۔ یہ تقریر ابھی ناتمام تھی کیونکہ مرزا عبدالحسین صاحب نے وعدہ کیا تھا جواب کل دو لگا۔ کہ آپ نے مغالطہ دیکر اوس بحث کو ناتمام چھوڑا اور تحریف قرآن کی بحث سے فرار کیا۔ چنانچہ فرمایا لہذا میں آپ کو متلانا چاہتا ہوں۔

جس سے شخص سچ سچ کہتا ہے کہ الریاض تہذیب بھی واقف اور سمجھدار ہونے تو وہیں آپ کو روکتے کہ بغلط بحث کیسا پہلے ایمان خلفائے ثلاثہ سے شروع ہونی ہے اور سب کا نام کر لو تو آگے چلو کیونکہ یہاں مدعی مرزا عبدالحسین صاحب تھے۔ اور اب مدعی نئے شیخ عبدالشکور۔

مرزا عبدالحسین صاحب نے اگرچہ تقریر کل نہایت معقول لی ہے مگر بوجہ نا تجربہ کاری و کم عمری ازرق شامی کا حرب اور نہ حل گیا۔ کیونکہ ان کو نہایت ثبات و استقلال سے پہلی تقریر میں بچہ رہنا چاہئے تھا کہ اس بحث کو طے کر لو تو آگے چلو۔ چونکہ اڈیٹر صاحب جانتے تھے کہ ایمان خلفائے ثلاثہ سے بحث میں ایک مستحبی وہ ہیں نہ کہ تھے۔ لہذا ہر کمال چالاک کی۔ اوس کو مغالطہ میں دیکر بحث قرآن پر پہلے آئے جسے لصیحة الشیعہ سے وہوں نے خوب یاد کر لیا ہے اور الشمس کی جملہات خمسہ نے جو اس باختہ کر دیا ہے۔ لہذا اس بحث کو نہایت چالاک کی سے چھیڑ دیا کہ عوام الناس میں کبشہ کا موقع ہے شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ حالانکہ خود علما شیعہ کا یہ بھی قول نقل کرتے ہیں کہ تحریف نہیں ہوئی۔ کمی زیادتی نہیں ہوئی۔ مگر پھر اسکا دعویٰ لے جانے میں کہ شیعہ تحریف قرآن لے مدعی ہیں۔



حالانکہ اگر شیعوں کے یہاں دو تین روایت اسطرح کی مبہم و محمل لمبکی تو اہل سنت کے ہزاروں روایت ہے کہ عثمان نے سات حرف سے چھ حرف گرا دیا اب صرف ایک حرف یاد ہو۔ نزول قرآن محال ہے۔ رسول اللہ کو ایک قرآن دیا گیا تھا بالکل بھول گئے سورہ احزاب و ہود و آہ سے زیادہ کتاب پڑ آ رہ گیا ہے۔ سورہ ہاد سورہ بقرہ کے برابر تھا اب بیت تم رہ گیا۔ کئی سورے نازل ہوئے جو قرآن میں نہیں لکھے گئے۔ ایسے ہزاروں اعتقادات و روایات اہل سنت ہیں نہایت تک کہ جائز ہے نماز میں قرآن کو چھوڑ کر بچاے اور اسکے تورات و انجیل پر یمنیں اور یہ بھی جائز ہے کہ حالت نماز میں بطرح کی قرطیف چاہیں قرآن میں کریں۔ قرآن کو خون سے پیشاب سے لکھ سکتے ہیں۔

ایسے ہی ہزاروں عقائد ہیں جنکی تفصیل و تشریح جلدات خمسہ الشمس میں موجود ہیں۔  
(۳) اس استدعا سے صاف معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کے فیصلہ پر راضی نہیں ہیں نہایت جی سحر کوئی نیا فیصلہ کر اگر شاید چھوڑ نظام کو آمادہ کریں گے کہ گورنمنٹ سے سینوں کے حسب خواہ فیصلہ کر دیں۔ اور نہیں تو نظام کو محاربہ گورنمنٹ پر آمادہ کریں گے۔

اس شخص کی تحریریں تمام شیعہ جلی جنالات کے مطابق ہیں حالانکہ یہ نہیں سمجھتے نظام کو خیر نظام ہی میں آپ کے سلطان المعظم کی توطاقت ہی نہیں جو گورنمنٹ کا مقابلہ کر سکے۔

بہر حال یہ قرآن شریف آپ حضرات کی شان میں کہہ رہا ہے قال الذین کفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه لعلکم تغلبون یعنی کافروں کو کہتے ہیں کہ اس قرآن کو نہ سناؤ اور اس میں غل چناڑہ کرو شاید تم لوگ غلبہ پاؤ۔

دیکھیے کس قدر چسپان ہے آپ کے حال سے کہ بلاوجہ بلا سبب آپ نے اس بحث کو چھیڑا جس سے آپ کو امید کامیابی تھی۔ مگر وہ ذلت حاصل ہوئی کہ قیامت تک یہ پہنچلی۔

کیونکہ ہم دنیا کے ہر قسم کے سنی کو خواہ وہ آریہ ہوں یا ہمزائی۔ حنفی ہوں یا دہابی چیلنج دیتے ہیں کہ اگر کچھ بھی انہیں حقیقت بہت ہوئی تو اس تحریر کو لفظ بلفظ نقل کریں گے جواب دیجئے۔ اور اس آپ کے یہ پوری طور پر عمل کریں گے۔

انا انزلنا علیک الذکر بالحق فمن اتبع الحق فلا یضره من مضل فانما یضل علیہا

و ما انت علیہم بکلیل

## خاتم کلام

فریقین میں جس قدر مباحثہ ہوا تھا اسکی حقیقت تو اس تحریر سے ظاہر ہو چکی۔ باقی جو فضول تقریر اس رسالہ کے مولف قمر علی خان نے اپنی لن ترانی اور شیخی میں کی ہے اس کے جواب کی ضرورت نہیں۔ اسی تحریر سے اسکی حقیقت بھی معلوم ہوگی۔

افسوس کہ اس مباحثہ مخوضہ کی بدولت جو بالکل فضول اور بھل تھا اصلاح کا دو مہم خراب ہوا اور توجہ ۵۶ صفحہ ۷۲ صفحہ کیا گیا اور اس سلسلے میں صرف اسی مناظرہ کی بحث رہی حالانکہ بہت سے ضروری اور مفید مضامین ایسے تھے کہ انکی اشاعت ضروری تھی۔ مگر چونکہ یہ مناظرہ لکھنؤ میں ہوا تھا جو مرکز تہذیب و علم ہے اور مولوی عبدالشکور کو اس میں خاص ملکہ ہے کچھ اہل کو بچہ کاتے رہے۔ اسلئے ہم شہر میں یہ کارروائی چھپوا کر تقسیم کی گئی جس سے تمام مومنین میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہوا لہذا ہم اس تحریر پر غور ہوئے ورنہ یہ کل وہی مضامین ہیز جو نہایت ترح و لبسط سے مجلدات خمسہ الشمس میں مرقوم ہیں اور اس سوجہ سے اس تحریر میں ہلکے مطلق و بچسپی نہ ہونی کہ جس مضامین کو ہم اس شرح و لبسط سے لکھ چکے ہیں اب اس میں کیا حاشہ فرسائی کریں۔ و ہذا احوال کلام و الحمد للہ و فی الاغنام والصلوة والسلام علی محمد وآلہ الکرام و لعنة اللہ علی اعدائہم اللہم -

مرزائی اثر۔ احکام و رموز، المستلکات سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ مسلمانوں میں بہت سی اصلاحیں ہوئی ہیں مگر ان کے بعض کاپیان ذکر کرتا مجھے مقصود ہے شیعہ سنی اور مقلد غیر مقلد کے چمکتے ہوئے اس سے پہلے قسمتی سے پائے جاتے تھے احمدی ہونیکے بعد انکو کونین خطا ٹٹ گئے، اب یہ بہت سی بدعات مسلمانوں میں پیدا ہو گئی تھیں مثلاً محرم یا شب برات وغیرہ کی بدعات احمدیوں میں کوئی انکو جانتا بھی نہیں۔ اس طرح بہت سی یہود و رسومات شادی اور غمی کی جو فضول خرچی کو ہم سے اور اخلاقی اور دینی طور پر قابل اعتراض تھیں وہ سب کی سب مٹ گئیں۔ افسوس کہ جب تک مرزا صاحب زندہ تھے۔ دنیا میں کہیں طوفان آتا یا زلزلہ یا کوئی دیکھیں

قومی لیڈر مرزا تودہ علامات نبوت مرزا صاحب میں داخل ہوتا یہاں تک کہ ترکی سلطنت کا انقلاب اہلانی سلطنت کا تئیر سبائین کے سعادت قدم میں داخل سمجھا جاتا۔ اب جو اس قدر شیعہ سنی کی نزاعات میں ترقی ہو رہی ہے وہ بھی مرزائیت کا اثر سمجھا جا رہا ہے۔

مگر جو خاص اثر اس سلسلہ کا ہے اس کی کسی کو خبر نہیں۔ کیونکہ ہم عالم کو معلوم ہی ہندو مذہب پہلے ایسا تھا کہ گائے کا گوشت کھانا کیسا اگر کسی مسلمان کا جھوٹا بھی وہ کھا لیتے۔ تو ہندو دھرم سے علاج ہو جانے۔ اور اب اوسمیں یہ قوت آگئی کہ دن دھارے بننے کی جوٹ مسلمان آریہ میں دھرم اور نہایت مسرت سے اوسکا اظہار کیا جاتا ہے۔ اڈیٹران احکم و بدرد وغیرہ اگر اسکو مرزا صاحب کے کرامات خاصہ سے قرار دیں تو ایک بات ہے کیونکہ جسے دینا قائم ہوئی ہے کبھی ایسا نہیں ہوا۔

یہ معلوم مرزائیوں نے اس کرامت بلکہ اس عجاز کو کیوں نہیں نمایاں تر فون میں مرزا صاحب کے آثار نبوت میں داخل کیا جو ایسے ایسے جزئی امور کو منتخب کر رہے ہیں حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حسب کوئی شخص ایک مذہب کو چھوڑنا تو ابتدائی مذہب کے خصوصیات کو بالکل ترک کر دیتا ہے۔ بلکہ سابق مذہب کا دشمن ہو جاتا ہے۔

مرزائی اسکو بھی خصوصیات مرزا صاحب سے قرار دے سکتے ہیں کہ دینا سے مذہب الہمت اور غیر کیونکہ اب وہی فرقہ رہ گیا جو ایک خارجی دوسرا شیعہ۔ تو بڑی بات ہوئی کہ منافقوں کی کردہ کا خاتمہ ہوا اب صرف کفر ہی باسلام۔

اگر مرزائیوں کو اسپرنازش ہو تو آریہ اس سے زیادہ فکر کر سکتے ہیں کہ نو آریہ نے صرف شیعہ سنی ہی کا جھگڑا نہیں موقوف کیا مقلد و غیر مقلد ہی کا نہیں خاتمہ کیا۔ بلکہ اسلام اور اسلام کے جملہ ارکان مذہبی کو خیر باد کہا نہ روزہ ہے نہ نماز نہ حج ہے نہ زکوٰۃ نہ محرم ہے نہ شہرات۔ بلکہ عرف گمان ہوا دوسو سالہ کی خدمت۔

محمد جعفر

# کتاب فی ایمان

۲

مؤمنین و بار و ہزار کو شہرہ ہو کہ کتاب الاحواب نور ایمان مصنفہ خان بہادر مولوی سید خیرات احمد صاحب کبیل گیا تیسری مرتبہ  
چھپر لکھنؤ ہا تختہ بک رہی ہے یہ کتاب مستطاب کی تعریف و توصیف کی تخلیق نہیں جسکے محاسن اور خوبیوں کا شہرہ و دانگ  
حاکم میں پھیلا ہوا ہے ۔

طبع سومین اور بھی بہت مفید اور گرانقدر معنائیں اسنادہ کئے گئے ہیں ۔ دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ سے عقد حضرت محمد  
کی بیطرفی و حکایت کو ایسا اہل و غلام ثابت کیا کہ اس کتاب کے معانی نہ کے بعد کوئی شخص اس فسانہ کو زبان پر نہ لایگا علی بن ابی طالب  
آجکل کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کا دعویٰ ہے کہ غلامی و غلامی کی خلافت کی ابتدا صحیح ہوا غلط نتیجہ اسکا اسلام کے حق میں اچھا  
اس خیال ابطال کی مصنف علامہ نے آیات قرآنی و احادیث نبوی سے تردید کر کے ثابت کیا کہ نتیجہ خلاف حقیقت اسلام کا عقلمندانہ  
غرض کہ یہ کتاب بتلا سوسا ہتھ لک قابل ملاحظہ ہو اور جو دیکھ تیسری ایڈیشن میں اسکا جو بہت بڑا کیا ہے اس پر بھی افادہ و تفسیر  
بائیں لکھو اسکی قیمت بہت کم یعنی پچھپائی ہوئی ہے شائقین مذہب کے سلاسی جملہ طلبہ و دین کو یہ کتاب بہت کم کتابیں باقی رہی ہیں  
آثار احیدری یہ ہے بہا قابل قدر کتاب اس جو امامیہ سلسلہ کے گیارہویں امام حجت اللہ ربیع الاول علیہ السلام نے نام حسن مکرری  
علیہ السلام کی عربی تفسیر کلام اللہ کا اردو ترجمہ جو کمال محنت و جانفشانی میں عام کیے سلسلہ اردو دین مرتب  
کیا گیا ہے تاکہ احقاق حق کے سوا کافر نام کو علم قرآن حاصل ہو کر درجہ اسکمال دین مل سکے حجم ۵۰ صفحہ لکھا گیا پچھپائی  
مردہ قیمت عام قاعدہ و تشویق دین کے لحاظ سے بہت کم یعنی صرف ۴

زاد العقبی حضرت سید علی ہمدانی کے بے بہا تصانیف و تالیفات میں سب زیادہ مشہور کتاب معروف ہو و نام لفظی  
کا اردو ترجمہ مع اصل عبارت عربی کے قیمت صرف ۸

کتاب عجائب المسیح سر رولو مرزا غلام احمد صاحب دہلوی نے مسیحیت کا دعویٰ کر کے ایک کتاب لکھی جسکی عبارت  
کو وہ مجرہ سمجھتے ہیں اس پر آیت تبارک و تعالیٰ افاضل نے رولو لکھ کر بتا دیا کہ جسکو صرف دوزخ کے قاعدہ معلوم ہوں وہ جن کو کو کر  
ہو سکتا ہو ۔ اور اسکی کتاب مجرہ کیونکر بن سکتی ہو ۔ قیمت ۲

رسالہ عید غدیر بہ عہدہ خدا کا خم غدیر حضرت علی کو خلیفہ مقرر کیا صحابہ سے بیعت لینا وغیرہ نامی حالات حضرت اہلسنت  
کی معتبر کتب مفصل میں موجود ہیں نیز امین خطیبہ غدیرہ اور اعمال غدیرہ بھی ہیں قیمت صرف ۴  
الطہارۃ جبین نہایت شہرہ و بڑے ساتھ عقلی و نقلی دلائل سے اس امر کو ثابت کیا گیا ہے کہ آیات طہارۃ کے مصداق سوا  
حسبہ بنی آل عبا اور کوئی نہیں نہیں مصنف سبزی محنت سے علاوہ فریقین کی کتب کے دیگر مشہور و معروف نثر کی تصنیف  
سے حوالہ جات و سند ہیں جو قابل دید ہیں ۔ قیمت ۲

تمام در خواستیں

بنام سید محمد حسین ترمذی مالک و مہتمم امامیت خانہ لاہور تاجی چائین ۔

# بہارِ رضا محمول اک دینیک و غیرہ مسائل قیمتی پر مبنی کتاب لمعة الضیاء فی العمدة من اجنار الرضا

کمل سوانح عمری حضرت امام رضا علیہ السلام بزبان اردو

ایک مشہور مقولہ کہ نصیحت سے مثال زیادہ دیر ہوئی ہے جس حضرت امام فاضل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گرفتار و محنت کی دیرت سے کر کے فرما کر اہل اسلام کیلئے باعوم اور عجمان آل اطہار کیلئے باخصوص اور کوئی کتاب اخلاق آموز صفات حسنہ و فضائل پر گنبدہ کی بہرہ انداز ہے یا کا خزانہ۔ اور رضایع گرانہ کا گنجینہ ثابت ہو سکتی ہے اہل اسلام و مؤمنین کے لئے رگائیں و انوار طابہ بن کشف قدم پر چلنے کے لئے زینتی نہیں کہ سکتے لعلاف کی کئی کا یہی رانھا لاکھنوتھ اصول مذہب کی جو اف نہیں کیا حضرت امام رضا علیہ السلام والشیخ لالیف اسوجہ خصوصیت کے ہے کہ حضرت کو مامون الرشید نے جبکہ خلاف عبادت میں پاپ کیا اور بعد از اس اگر حضرت کا کلمہ فی مذہب پہلو و واجب اطاعت امام تھے تو دنیادی پہلو سے ایک بیع اور ہتم نشان سلطنت کے وارث بن کر گئے آخضر کی سیر کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دین و دنیا کا سطح و دوش و دوش رکھی جا سکتی ہیں غرض کہ یہ دلکش و شیرین و سود مند و صحیحہ و شائقین و مؤمنین کیلئے کے مطالعہ کے قابل ہے جس کے رہنے سے انکو ہر گونہ و دوسرے حاصل ہوتا ہے جناب مولوی سید مظہر حسین صاحب قلم مصنف تہذیب النہجین و کشف المحجرات نے سالہا سال کی محنت و کاوش سے یہ کتاب مستطاب تصنیف فرمائی ہے۔ کاغذ خط چھپائی خوشنما قابل تعریف قیمت بفرص افادہ مؤمنین صرف

تقریر الشیخہ یہ کتاب فی قسم کی پہلی کتابت جس میں لطیف ترین مضامین مختلف تواریخوں علماء کی سوانح عمری ہو اس کتاب کے جمع کردہ ہیں تفہیم میں لائق و مقصود و نظر لائق کی ظرافتیں۔ علماء کے عجیب و غریب طعنے و لطیف روایتیں اور دلپذیر و حکایتیں جناب علی مرتضیٰ کے علم لدنی کے نمونے اور باقی اور طابہ بن کے فسانے و بیج ہیں۔ قیمت صرف ۶

النار الحکیم بزبان اردو۔ اس رسالہ میں قربان تمام وہ احکامات جو حضرات اہل سنت کی طرف سے دربارہ کی دینی قرآن و حدیث و احکام پر ہو کر ہیں عقلی و نقلی دلائل و حقائق طور پر درکار کیے ہیں نیز جامع قرآن کے قرآن و سلوک الہی کی کتب و توحید میں رسالہ نظریہ اسمیں حضرت اہل سنت کی معتبر کتب چھ زبردست سوالوں کے جواب مثل (۱) ابو طالب کی امان (۲) خلیفہ

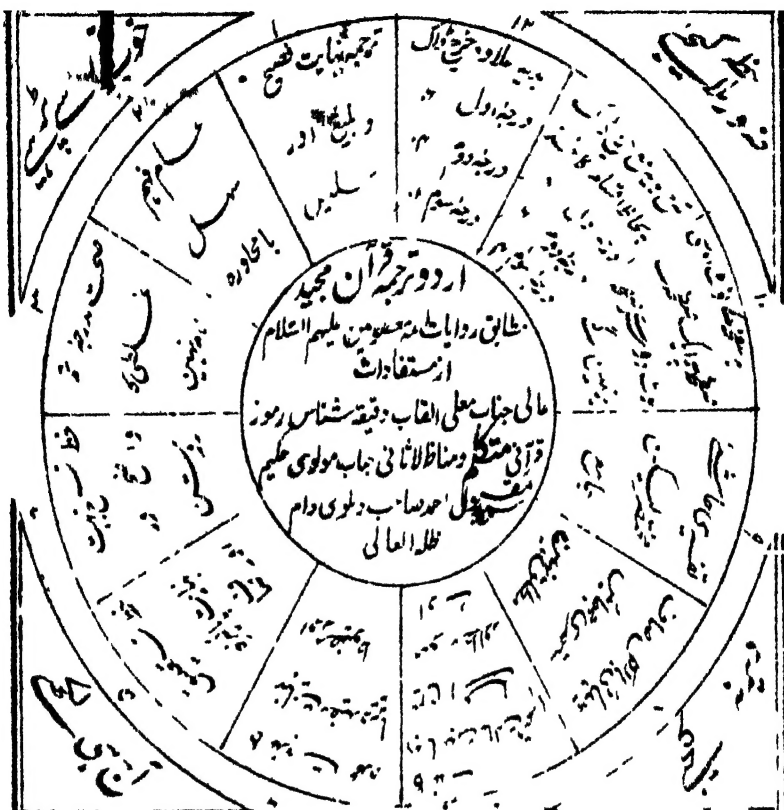
ثالث کے لقب و انورین کی کیفیت وغیرہ دے ہیں۔ قیمت ۳  
احیاء بحفری حضرت امام متوفی کو جو نہ تکلم میں روح ہیں لطیف یہ کہ پہلا جزو ایک مین دوسرا دین علی بن ابی طالب کی  
ابو یوسف الفاروق۔ کتاب الفاروق پر حقائق و بیکار کس قابل یہ قیمت صرف ۱۰

خلفائے ثلاثہ کا ایمان۔ ایک محقق فاضل سابق سی الذہب کی تحقیق کا نتیجہ قیمت صرف ۱۰  
رسالہ الزلزالہ اشتباہ۔ یہ رسالہ ایک علم غلط فہمی کو دور کرنے کے واسطے جو شیعوں کی نسبت کیا جاتی ہے کہ وہ اصحاب ہول کہتے ہیں تاہم کیا گیا۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ فرقہ شیعوں میں سب کا ہمارے ہیں۔ قیمت ۱۰  
تمام دوا تین

ہمام سید ہمدی حسین غرضی مالک و ہتم امامیہ کتب خانہ لاہور ناشرین۔







مذکورہ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ میں موجود ہیں جو فرقہ امامیہ اشاعہ یہ کا پہلا با محاورہ  
 اردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضوں پر پروف زلثہ پڑی محنت جانکاہی۔  
 سہی۔ اور کوشش سے تیار ہو کر یا بخون یا تھک کر رہا ہے (چار پارے چھپ چکے  
 ہیں) آپ بھی اس سنہری اصول پر عمل فرمیں کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑیں اور  
 فوراً بلکہ اسی وقت فرمائش لکھ بھیجیں اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو فوراً منگالیجئے  
 مفت ارسال خدمت ہوگا۔

المش  
 جوہر ایند کمپنی۔ دفتر شفا خانہ ہندوستانی۔ دہلی



سابقہ رعایتیں منسوخ  
فہرست کتب موجودہ دفتر اصلاح

اس وقت کے خصوصیات کو دیکھ کر لگتا ہے کہ جدید تصنیف ہوتی ہے جنکی اس زمانہ میں بہت ضرورت ہے لہذا اس زمانہ کے مناسب ہے تصنیفیں ہیں جنکے مضامین نہ بڑے کتب قدیمین مل سکتے ہیں نہ علماء و مستشرقین کی تصنیفات میں کیونکہ وہ زمانہ ان تمام اہلاداء سے خالی تھا۔

منظرہ امجدیہ حصہ اول جبین آیات و احادیث رسول اللہ  
و صحابہ کرام حضرت عائشہؓ سے لے کر تابعین و ثقات کی یادیں صفحہ ۱۱۵  
منظرہ امجدیہ حصہ دوم جبین مہربانہ تفصیل حالات  
بحث الگائی و جمع معاصرتہ ابام حسن بنیابت ہی جدیدہ او فادہ  
تصنیف ہے۔ صفحہ ۳۲۹  
جواب شررہ جواب ناول حضرت سکینہ بنت اعلیٰ علیہا  
السلام جو مشرشر رہنے لگا اور مقام مسلمہ ان کے دل کو نرمی کیا  
اور مسکاتھقا نے جواب جبین طمأنینہ و اہانت کالاحون و ثقیف  
ربا باہی بہذیت تفصیل و تحقیق سے درج و بہت کم تر ہے کہ کتب  
مقدمہ شرح نہج البلاغۃ  
وضع الوثوق من تلح الفاروق  
التحیح تاریخ  
عقل و تہذیب اہل حدیث  
یکنا میں وہ ہر جن سے حق اسطرح واضح ہوتا ہے کہ گویا آفتاب  
چمک رہا ہے۔  
احمدیہ کی ابتدائی بلدین تو تبین رہیں مگر حسب  
طہرین موجود ہیں جبین بعض شہر کہ میں مگر آئندہ انکا نام  
بھی خال ہوگا۔

تفسیر بخاری حصہ اول و دوم۔ اس کتاب میں بار  
بسم اللہ سے صحیح بخاری کی پوری عبارت لکھی جاتی ہے اور اس کا  
ترجمہ پھر اس کی شرح پر جلد رطائے اہلسنت نے اور پھر حوا  
لے وہ سب لکے جاتے ہیں اور پھر تحقیقات کی جاتی ہے جو جس  
حدیث صحیح اور وضعی سب طبعہ ہو جاتی ہے۔ دوسرے طیار  
موجود ہیں جو تیسرا حصہ اصلاح کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

میں نے اعلان وجہت سے ہر گزشت میدان میں کہ کسی کے چوہرے کی مثال۔ ۳۰ سیر کے ساتھ شایع ہوئے ہیں ممالک -

رسالہ رضو۔ تلخیص الاذیان۔ الحجۃ ابراہیم

ان چار رسالوں سے ہر شخص کو اس کی کسبت رسول اللہ  
پر مائل ہوتی ہے اور وہ شیعوں کو کلمہ حق کی کل مذاہب  
علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں۔

